

کتاب سوره السجده

شکر

وادی المہدین

مترجم

مخدوم محمد خلیل قریشی عفا عنہ اللہ

شیخ محمد عطاء اللہ سید قاسم کاشانی

فیر ڈیل مارکیٹ، ریڈنسنی روڈ سر پشکر کشمیر
مدینہ چوک، گاؤ کدل سر پشگر، کشمیر

**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.**

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ





خاکِ پالیشِ چشمِ مارا بہتر است از توتیا
گردِ راہش دردِ ماغِ ماہِ از عنبرِ شدات (خاک)

دستورالساکنین

شرح

ورد المریدین

(وظیفہ المریدین محبوبیہ)



مترجم

داغدار درگاہ عالیہ سلطانی (ابوصالح)

مخدوم محمد خلیل قریشی عفا اللہ عنہ

شیخ محمد عثمان انید سنز قاجران کتب

فیرڈیل مارکیٹ ریزیدنسی، سرینگر۔ کشمیر

برانچ: مدینہ چوک، گاؤ کدل سرینگر۔ کشمیر

Email: sh_usman@rediffmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم 129538

(جملہ حقوق طباعت بحق ناشر محفوظ ہیں)

- ☐ نام کتاب : دستور السالکین شرح ورد المریدین
- ☐ مترجم : (ابوصالح) مخدوم محمد خلیل قریشی
- ☐ زیر اہتمام : شیخ اعجاز احمد
- ☐ تعداد : ۱۱۰۰
- ☐ اشاعت : ۲۰۰۱ء
- ☐ کتابت : بشارت احمد
- ☐ ہدیہ : ۵۵۰ روپے (ڈیکس)

ISBN 81-86714-42-1 Delux

☐ پبلشرز:

گلشن پبلشرز

فیرڈیل مارکیٹ، ریڈیڈنسی روڈ، سرینگر۔ کشمیر

☐ تقسیم کار:

شیخ محمد عثمان اینڈ سنز تاجران کتب

فیرڈیل مارکیٹ، ریڈیڈنسی روڈ، سرینگر۔ کشمیر

☐ برانچ:

مدینہ چوک، گاؤ کدل سرینگر۔ کشمیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرض ناشر

عامۃ المسلمین اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ ہماری فرم دیگر امور کے علاوہ دینی خدمات میں کسی سے پیچھے نہیں۔ ہم نے انشاء اللہ تعالیٰ تمام علوم کی ترویج و اشاعت کا کام اپنے ذمے لیا ہے۔ مگر ہماری توجہ زیادہ تر اشاعت دین پر مرکوز ہے۔ اس میں سب سے مقدم قرآن مجید کی تفسیر کا کام، اور احادیث مبارک کے علاوہ، تمام علمائے کرام مشائخ عظام اور اولیائے ذوی الاحترام کے ملفوظات، کلام بلاغت نظام (منظوم و غیر منظوم) کو جمع کر کے منظر عام پر لانا ہمارا مقصد حیات ہے۔ تاکہ ہماری اصلی وراثت ضائع نہ ہو اور ہم عند اللہ مأجور اور عند الناس مشکور ہونیکا شرف حاصل کر سکیں۔

اس میں شک نہیں کہ ہمارا ماضی تہایت تائبناک اور شاندار رہا ہے ہمیں سلف الصالحین کے ایسے نادر و نایاب حواہر پارے غیر مطبوعہ صورت میں ملے ہیں جنکی طباعت و اشاعت باعث صداقت و ہونگی ہماری دیرینہ تمنا ہے کہ ہم تمام اہم موضوعات پر رقم کی

ہوئی دستاویزات جمع کریں اور انکو منصفہ شہود پر لا کر ایسے درجے پہا کی حفاظت کا ذمہ لیں۔ ہماری اس کارکردگی کو دیکھ کر اکثر احباب کا اصرار ہے کہ دستور السالکین کا آسان اور عام فہم ترجمہ کرایا جائے تاکہ عوام الناس عموماً اور اہل عقیدہ خصوصاً اس سے مستفیض و مستفید ہوں۔

ہماری نظر انتخاب انجی المکرم (مخدوم) محمد خلیل قریشی لعلبازاری پر پڑی جہتوں نے ورد المریدین کا کشمیری ترجمہ نہایت دلچسپ اور مؤثر پیرائے میں کیا ہے۔ لہذا ہم نے موصوف کو اس مقدس کام کیلئے آمادہ کیا۔ الحمد للہ قریشی صاحب نے دس ماہ کے قلیل عرصہ میں یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اور ہمیں فخر ہے کہ یہ ہم آپ تک پہنچا رہے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اب مودبانہ استدعا ہے کہ آپ کو جہاں کہیں اسکے اندر کوتاہی نظر آئے تو کمترین کو مطلع کریں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اسکا ازالہ ہو سکے۔

نیز اہل درد و پراسٹوٹ کتب خانوں کے مالکان سے پُر زور التماس ہے کہ وہ اس کار خیر میں ہماری اعانت کریں۔ نیز دیرینہ قلمی نسخجات مہیا کر کے خیردارین حاصل کریں۔ اہل علم حضرات کا

کلام شایع کرتے محیئے ہم ہر وقت حاضر ہیں۔

الداعی الی الخیر

خادم قوم

میسٹرز شیخ محمد عثمان اینڈ سنز گادوکل
مدینہ چوک سرسنگر



کچھ اپنے بارے میں

از قلم فقیر الحقیر (مخدوم) محمد خلیل قریشی غفر اللہ عنہ

قاریا از منصفی فالنظر الی ما قال خوان
قول لا تنظر الی من قال ہم امہر شد است

(علامہ حاکم)

ماہ جون ۱۹۹۸ء کا واقعہ ہے کہ ریڈیو کشمیر کے حوالے سے کمترین کا
انٹرویو لیتے کی غرض سے عزیز القدر ڈاکٹر رفیق احمد مسعودی صاحب ڈاکٹر
ریڈیو کشمیر اور معروف براڈ کاسٹر عزیزم شمشاد احمد کراچی
سے دیگر احباب کلکتہ میرے غریب خانے پر تشریف لائے دوران
گفتگو کمترین کے غیر مطبوعہ کلام کو ”کلیات“ کی صورت میں چھاپنے
کا مشورہ دیا گیا۔ چنانچہ نظر انتخاب میسرز شیخ محمد عثمان اینڈ
سنر تاجران کتب واقعہ مدینہ چوک گاؤ کدل سرنگر پر پڑی
جہنوں نے اس میرے کلام کو باقسط شائع کرنیکا ذمہ لیا۔
پہلی کتابچہ حضرت سلطان العارفين کے مناقب سے چھپ گئی۔ دوسری
عید میلاد النبی پر موسوم بہ تہنیت میلاد کے نام سے شائع ہوئی۔ مجموعہ
مناقب حضرت پیران پیر پریس میں ہے۔ انشاء اللہ العزیز عنقریب مجموعہ

منصفہ شہود پر آئیگا۔

حاجی محمد عثمان نے کئی بار میرے غریب خانے پر آ کر خواہش ظاہر کی کہ میں دستورالکین کا اردو ترجمہ تیار کروں۔ ہر چند میں نے اپنی کم مائیگی۔ بے بضاعتی اور کم علمی ظاہر کی مگر موصوف مقرر ہے چنانچہ پیر کامل کی عنایات بے پایان شامل حال رہی اور راقم نے دس ماہ کے قلیل عرصہ میں یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ الحمد للہ والمنۃ دراصل وہ اس مجموعہ مناقب حضرت سلطان سے بہت متاثر ہوئے جس میں ورد المریدین کے چند اشعار کا کشمیری منظوم ترجمہ موجود تھا۔

ورد المریدین کا ایک مشہور شعر ملاحظہ ہو۔ حضرت علامہ خاکی فرماتے ہیں۔

اندریں وقت میں چمنیں شعر مبارک کس نگفت
گرچہ از اینائے جنتسم ہر یکے اشعر شد است

آپ کا ارشاد ہے کہ بہت سے شعراء اور اہل قلم میرے ہمصر تھے مگر بہ سعادت میرے نصیب میں تھی کہ میں نے اپنے پیر برحقؒ کی مدح گوئی کیلئے اپنا قلم وقف رکھا اور حضرت پیر رومیؒ کی طرح جس نے اپنے مرشد پاک کی مدح میں چھ دفتر لکھے۔ میں نے بھی پیر کامل کی خوشنودی اور دولت دارین حاصل کرنے کی نیت سے ورد المریدین اور دستورالکین لقصیف کی۔ کیونکہ ”ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے! اسی سے کمترین کو بھی تحریک ملی۔

ایک اور وجہ یہ بھی تھی جس نے مجھے قلم اٹھانے کا حوصلہ دیا۔ وہ یہ کہ آج سے تقریباً پچاس برس قبل جب میرے مرشد فقیر روح اللہ رحمۃ اللہ علیہ پہلی بار میرے غریب خانے کو مستور فرما گئے تو کمرے میں داخل ہوتے ہی فرمایا۔

” اے عزیز۔ یہ کیا وجہ ہے کہ مجھے یہاں سلطان کے پر تو نظر آرہے ہیں۔“

کمترین تے انہیں بتایا کہ میری والدہ مرحومہ اسی خاندان سے ہے اور مرحومہ نے مجھے بچپن میں ایک عجیب خواب سنایا ہے کہ میں اسکی گود میں چھ ماہ کا بچہ تھا۔ جب وہ دربار سلطان میں حاضر ہوئی اور دیکھا کہ ایک طرف مرد اور دوسری طرف عورتیں قطار در قطار صفوں میں کھڑے ہیں گھلا میدان ہے جس میں مختلف سائز کے دیگ پلاؤ کے پک کر تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ آپ فرماتی تھیں کہ جب میری باری آئی۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ دیگ اس تمہارے بچے کے نام الاٹ ہوئی ہے۔ جاؤ اسے کہو خود کھائے اور دوسروں کو کھلائے۔

اس خواب کی کئی تعبیریں ہو سکتی ہیں۔ ایک تعبیر یوں ملی کہ دوران ملازمت میں جس جس محکمے میں گیا میری وجہ سے بیسیوں مستحق افراد ملازم ہو گئے اور اللہ کے عطا کردہ دیگی سے اپنا حصہ لیتے رہے۔ دوسری تاویل یہ بھی ہے۔ کہ آج تک میں نے پیر کامل کے حالات لغت و مناقب پر مشتمل کئی کتابچے شائع کئے ہیں۔ مثلاً گلدستہ محبوبہ۔ تذکرہ سلطان (ایک تاشش حصہ) وغیرہ وغیرہ

اب ایک اور دلچسپ واقعہ آپ کی نذر کر رہا ہوں۔ وہ یہ کہ ہمارا سلسلہ کتب حضرت شیخ الاسلام والمسلمین جناب حضرت مخدوم بہاؤ الدین ذکریاوی ملتانی قدس سرہ تک پہنچتا ہے صاحب موقوفہ سلسلہ سہروردیہ کے باکمال بزرگ ہیں اور شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ خاص ہیں۔ جب ہمارے پیر برحق جناب حضرت سلطان العارفینؒ نے بدعتوں کے خلاف جہاد کر کے ہم پر بہت بڑا احسان کیا۔ وہاں آپ نے شدت کے ساتھ یہ محسوس کیا کہ کشمیری مسلمان علم قرأت تجوید وغیرہ سے بالکل بے خبر ہیں چنانچہ اپنے معتمد خاص حضرت خاکیؒ کو حکم دیا کہ آپ ہمارے بڑے پیر جناب مخدوم ملتانیؒ کے خاندان سے کسی فرد کو یہاں لائے جو یہاں علم قرأت وغیرہ سکھائے۔ علامہ کی مشکل لاہور پہنچ کر ہی حل ہو گئی اور آپ اسی خاندان سہروردیہ کے ایک چشم و چراغ یعنی حاجی احمد قاری قریشیؒ کو یہاں لائے پیر کامل کے روحانی کمالات سے متاثر ہو کر آپ نے حلقہ ارادت میں شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ حضرت سلطانؒ نے ازراہ شفقت اپنی مخصوص عنایات سے یہ کہہ کر نوازا کہ آپ ہمارے پیر بزرگوار کے فرزند ہیں اور یہ خصوصی رعایت پشت در پشت ہمارے حق میں بھی جاری و ساری ہے الحمد للہ

ہمارے جد بزرگوار بر لبِ دریا نے جہلم متصل پتھر مسجد چنار کے سایہ کے نیچے آرام فرما رہے ہیں۔ آپ کشمیر میں حجت قاری کے نام نامی سے مشہور ہیں۔ آپ کی اولاد آج وہاں بھی سکونت پذیر ہیں۔ اور

دوسری شاخ لعل بازار میں موجود ہے۔ حضرت علامہ خاکیؒ نے ہمارے
اس جلد پاک کے وصال کی تاریخ یوں تحریر فرمائی ہے۔ توفی اعلم القراء
(بحوالہ تاریخ اعظمی)

گو ہم قادری اور سہروردی سلاسل سے بیعت ہیں مگر میرے والد
مرحوم کیروی نقشبندی اور چشتی سلسلوں سے بھی وابستہ رہے ہیں ہماری
اسلاف میں مخدوم فرید الدین قریشیؒ حضرت شاہ صادق قلندر لاری نقشبندیؒ
کے خلیفہ قاصرہ چکے ہیں۔ آپ کو اس بقعہ عالیہ کے جاگیر کا اہتمام انتظام
سونپ دیا گیا تھا۔ وہ دستاویز ہمارے کتب خانے میں موجود ہے اس میں خانہ دار
شریف کا قلندر خاندان بھی شامل ہے۔ اور یہ فیض تاقیام قیامت ملتا
رہیگا انشاء اللہ! ہمارا خاندان پیغمبر سے دینی درس و تدریس اور
روحانی فیوضات کا آماجگاہ رہا ہے۔ میرزا پچن اسی ماحول میں پختہ رہا۔
چنانچہ میں نے فارسی، اردو وغیرہ میں سندت بھی پائی۔ اور جرنلزم (Journalism)
کے ساتھ بھی وابستہ رہا۔ ہمارے برادر علمی
قریشی محمد یوسف (متوفی پاکستان) پاکستان بننے سے قبل ہفتہ وار اخبار
"پیغام" سرسینکر سے نکالتے تھے۔ اور میں اس کا مدیر معاون رہا۔
صحافت میں دلچسپی رکھنے کے باوجود اس وقت مواقع مہیا کم تھے۔ مسلمانوں
کی ترقی کے رستے بالکل مسدود تھے۔
آمدیر سر مطلب!

اسمیں شک نہیں کہ ترجمہ کرنا کچھ آسان کام نہیں بعض دفعہ اصل مقصد

فوت ہونے اور اصلیت مسخ ہونے کا قوی اندیشہ رہتا ہے۔ خصوصاً جب تحت اللفظ ترجمہ کیا جاتے۔ اسلئے کمترین نے مفہوم کو بیان کرنے پر زیادہ توجہ مرکوز کی ہے تاکہ شعریاتر کی اصل روح نچر دے نہ ہو۔ بانیں ہمہ اپنی احساس کمتری اور بے علمی کی وجہ سے دل ہی دل میں ندامت ہے۔ اور اندیشہ بھی کہ کہیں نادانستہ یا سہواً کوئی ایے ادبی یا فرد گزشتہ نہ ہوئی ہو۔ چنانچہ یکمال عجز و نیاز متدی اللہ تعالیٰ و تبارک سے معافی کا خواستگار ہوں۔ نیز قارئین کرام سے مؤدبانہ استدعا ہے کہ میری کمزوریوں کو درگزر فرماتے ہوئے جہاں ضرورت ہو تصحیح فرمائیں۔ بقول شاعر سے

قاریا بر من مکن قہر و عتاب !

گر خطائے رفتہ باشد در کتاب !

آن خطائے رفتہ را تصحیح کن !

از کرم اللہ اعلم بالصواب !

اے پڑھنے والے دوست ! اگر اس کتاب میں آپ کو کوئی فاش غلطی

نظر آئے تو مجھ ناچیز کو ہدف ملامت نہ بننا اور قہر و عتاب پر متاثر نہ آ۔ بلکہ

قلم اٹھاؤ اور وہ غلطی ازراہ کرم صحیح کر کے عند اللہ ماجور ہو جاؤ۔

باقی اللہ جانے !

علامہ خاکیؒ بھی ایک شعر میں فرماتے ہیں کہ اے عزیز! یہ نہ دیکھ کہ
 کس نے شرح لکھی ہے۔ یا از خود نظم کس کی تصنیف ہے بلکہ یہ سوچو کہ کیا لکھا
 ہے لکھنے والے کی ذات کو نہ دیکھ نفس مضمون کو سمجھنے کی کوشش
 کر۔ ہاں اگر کوئی غلطی یا سہو نظر آئے تو اسے درگزر کر۔ شعر ملاحظہ ہو:-
 قاری از منصفی قانظر الی ما قال توان
 قول لا تنظر الی من قال ہم امہر شد است
 (ورد المریدی)

یہ حال دست یدعاہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مرشد پاک کے
 خاکساروں میں شمار کرے تاکہ عزت و ارس حاصل ہو اور ہم اس مشہور
 حدیث مبارک کہ المرء مع من احب (راوی حضرت انسؓ) سے مستمع
 ہوں۔ اللہم الحقنا بالصالحین۔ آمین!

یہاں اپنے والد مرحوم کی ایک بات یاد آئی۔ آپ فرماتے تھے
 کہ ایک دفعہ میر واعظ مولوی احمد اللہ مرحوم (موسوم بہ بوڈ مولوی عم
 صیب) نے بارگاہ سلطانیہ میں وعظ کے اختتام پر ایک منقبت پڑھی۔
 جس کا ایک شعر یوں ہے

از آفتاب تاباں غم نیست روز محشر
 گیر دیریر دامن خدم شیخ حمزہؒ

مجلس میں کسی ڈھٹیل یقین سامع نے اعتراض کیا۔ کیا مولوی صاحب آپ نے لوائے محمدی کو چھوڑ کر پیر کامل کے دامن کو ترجیح دی ہے؟ صاحب معرفت مولوی علم صیب علیہ الرحمۃ نے برجستہ فرمایا اے بے ادب گمراہ۔ بیٹھ جا۔ کیا تم بھول گئے کہ یہاں سے لوائے حمد تک پہنچنے کیلئے سایہ کی ضرورت ہے۔ یہاں تک لوائے محمدی تک کون رہبری کریگا شکوک و شبہات چھوڑ کر پورے یقین و عقیدت مندی کے ساتھ سب پڑھو۔

گیرد بتریر دامان محذوم شیخ حمزہ! آخر پر میں اس کتاب کو ان حضرات کے نام پر معنون کرتا ہوں جو اس سلسلہ میں وردیہ کے شہ سوار ہیں ارادت مند مخلص اور عقیدت کیش۔ کاش اللہ تعالیٰ ہمارے اسلاف والدین اور ذریات کو تمام عقیدت مندوں سمیت انکے سایہ عاطفت میں تا ابد حبکہ مرحمت فرمائے۔ آمین!

آخر پر الحاج محمد عثمان اور اسکے فرزند اعجاز احمد کے حق میں بھی دعاء خیر کریں کہ اللہ تعالیٰ انکو بزرگان دین کی تعلیمات کی ترویج و اشاعت میں مدد دے تاکہ وہ اس جذبہ سے سرشار ہو کر خیر دارین حاصل کریں۔ آمین۔ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کتاب میں لکھتے والے۔ پڑھتے والے۔ سننے والے اور یاد کرنے والے

سب کیلئے بشارت اور خوشخبری ہے کہ وہ جنتی ہیں۔ اس شعر
پر اکتفا کر کے دستِ یدِ عاہلوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بشارت
کافیض یے پایان نصیب کرے۔ آمین

کاتبِ وقاری و سامع ہم بشارت یافتہ
آنکہ رحمتِ یرسرا میں ہر سہ مستمطر شد است
(ورد المریدینے)

علامہ فرماتے ہیں کہ جو نہی مرے کالوں میں یہ بشارت آئی میں نے
موقعِ غنیمت جان کر اسکو فوراً ضبط تحریر میں لایا۔

یا اللہ ہمیں بھی اس بشارت کا حقدار بنا۔
آمین شہ آمین

از قلم خاکِ اردر گاہ سلطانی
(ابوصالح) مخدوم محمد خلیل اللہ قریشی
علبازار سرینگر



تمہید

یاد ہمدرفتگان ضایع مکن
تا بماند یاد نیکت برقرار

سلطان اولیاء برہان الالقیاء محبوب رب العالمین
منظور ختم المسلمین جناب حضرت شیخ الشیوخ شیخ حمزہ کشمیری
روح اللہ رحمہ سے متعلق چند باتیں

شیخ حمزہ سلطان العارفین مرکز ایمان و یقین، ہر نگین دل کیلئے وجہ سکون و
باعث رحمت و راحت، روح کی طمانیت، علاج و معالج آشفۃ سمران
مولنس بیگیاں، تنویر نور سمدی، یافع شریعت و طریقت و معرفت
و حقیقت کا یانچان اور کشمیریوں کا پاسیاں، کشمیریوں کو جن پر ناز ہے
جنکی درگاہ شایان زمانہ کی ادب گاہ اور عاشقین کی آماجگاہ ہے۔
آپکی اک نظر کرم یود کو تا بود، اور تا بود کو بود کرنے والی، نار کو نور میں تبدیل
کرنے والی، مٹی کو سونا بنانے والی، کاشش ہمیں نصیب ہوتا کہ ہمارے
دلوں جہاں ستور جائیں۔ اسی دعاء سے ابتدا کر کے پیر برحقؐ کے بارے
میں کچھ باتیں قلمبند کرتا چاہتا ہوں لیکن قلم میں اتنی قابلیت، اتنا حوصلہ
ہمیں کہ اس موضوع پر کچھ رقم کرے۔ یا میں ہمہ آپکے سگاں دربار سے
شناسائی حاصل ہونے کی بتا پر گدراہ کو دماغ میں سمیٹتے ہوئے چند

ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں عقیدہ تمندی کا اظہار کرنے کی جسارت کر رہا ہوں
سے گر قبول افتد زہے جزو شرف!

پہلے نسب نامہ ملاحظہ ہو:-

مخدوم و مکرم جناب حضرت شیخ حمزہ سلطان العارفین بن حضرت
عثمان ریتہ رحیم زبیتی ریتہ بن جہانگیر ریتہ بن دولت ریتہ بن ابدال ریتہ
بن احمد ریتہ بن راون ریتہ بن رام چندر بن سنگرام چندر بن بلاد چندر
بن مل چندر بن سومرم چندر۔

مستند تواریخ کی رو سے آپ کا خاندان چندر بنشی راجپوت
سے جا ملتا ہے۔ سومرم چندر نگر کوٹ کا حکمران تھا۔ اُسکی وفات
پر مل چندر کشمیر آیا اور پرگنہ لار کا جاگیر دار بنا اور فوج کا سپہ سالار
ہو گیا۔ اسی بنا پر ریتہ کہلایا۔ کیونکہ فوجی وزارت کا عہدیدار اُن دنوں
ریتہ کہلاتا تھا۔ مل چندر نے اپنی قابلیت کا سکہ بٹھایا۔ چنانچہ اسکو
لداخ اور اسکر دو بھی جاگیر میں ملے۔ شاہمیری خاندان کے دور حکومت میں
دولت ریتہ بھی سپہ سالار تھا۔ سلطان زین العابدین بدشاہ کے عہد
حکومت میں ہمت ریتہ کئی لاکھ افواج کا کمانڈر تھا۔ ہمت ریتہ احمد ریتہ
کا بھائی تھا۔ مدار الملہام یمنی کے بعد قسمت نے پٹا کھایا اور ریتہ خاندان
پر ابتلا کا دور شروع ہوا۔ زبیتی ریتہ کم سنی کے عالم میں ہی وطن چھوڑنے پر مجبور
ہوئے۔ اور موضع تاجر علاقہ زبیتہ گیر میں چھپ گئے۔ آخر حضرت بابا اسماعیل
کبرویؒ کے مرید بن گئے۔ جناب حضرت بابا عثمانؒ کو یہ فخر حاصل ہے کہ

آپ ہمارے پیر برحق کے والد ماجد ہیں آپ صاحب ثروت، فیاض ہونے کے علاوہ قد اشتاس اور قد اترس بزرگ تھے۔ دولت ملک کی، شمشیرہ ی بی مریم جناب سلطان العارفین کی والدہ ہیں۔

آپ کی زندگی بے دافغ رہی۔ آپ مادر زاد ولی ہیں۔ علم لدنی سے واقف۔ آپ کو بچپن سے یہ شرف حاصل ہے کہ آپے انبیا کرام جیسے خواجہ حضرت خضر حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ سے ملاقات کی ہے اور فیض حاصل کیا ہے۔ آپ نے شیخ کبریٰ جیسی الوالعزم ہستی سے روحانی فیوض کا اکتساب کیا ہے۔ آپ کشف قبور، کشف قلوب، طے مکان، طے تلاوت حروف و دیگر کرامات کے حامل رہے ہیں۔ آپ کو یہ خصوصی عنایت حاصل ہے۔ کہ پیر بزرگوار حضرت سید جمال الدین بخاری دہلوی آپ کی تربیت کے لئے کشمیر تشریف لائے اور فرمایا۔ میرے فرزند مجھے تمہاری ہر بات سے آگاہ کیا گیا ہے۔ تم مقبول ازل ہو۔ تم اب لوگوں کی رہبری کرو۔ بادشاہاں وقت تمہارے در پر بھکاری بن کر حاضر ہونگے۔ ہم تمہاری نگہداشت رکھینگے اور تمہارے ساتھ ہونگے مشکل وقت تمہاری مدد کو حاضر ہونگے اور یہ ملکہ ہمارے مرشد برحق کو بھی حاصل ہوا تو علامہ خاکیؒ نے تجربہ کیا پیر برمدائم

کیا۔۔۔ بہر امداد مریداں زود حاضر میشود!
صورت پاکیزہ اش ہر جا کہ تصور شد است

جو نہی تصور میں تم پیر کامل کو دل کی گہرائیوں سے پکارو گے وہ تمہاری امداد

کو فوراً تشریف لائینگے۔

میں نے کئی بزرگوں سے اس بارے میں جاننے کی کوشش کی مگر کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ آخر یہ کون سا وائرلیس (WIRELESS) آلہ ہے۔ جو انکو اپنے مرید کے بارے میں آگاہی دیتا ہے۔ چنانچہ جناب حضرت پیر رومیؒ نے میری تشغی فرمائی۔ شعر ملاحظہ ہوں۔

آں حکیمان الہی درجہاں چونکہ انداز تو احوال نہاں
اولیاء از دور نامت بشوند تا بکار تار و پودتے دوند
بلکہ پیش از زادن تو سالہا دیدہ باشند تیرا با حال ہا
جب ظاہری ڈاکٹر چند سال تسلیم حاصل کرنے کے بعد اس قابل ہو جاتا
ہے کہ تمہاری جسمانی بیماری دور کرے۔ تو خدائی ڈاکٹروں کے بارے میں
سوچ جو خدا سے تربیت یافتہ ہیں۔ چونکہ انہیں کشف قلوب حاصل ہے۔ یہ تمہارا نام
دور سے سنکر ہی تمہاری مشکلات کا تانا بانا سنوارتے اور اور سلجھا دیتے ہیں
بلکہ یوں سمجھ لو کہ لوح محفوظ است پیش اولیاء۔ از چہ محفوظ است محفوظ از
خطا کے حوالے سے یہ تمہاری ابتدا اور انتہا دونوں سے یاخبر ہیں۔ اس پر
مستزاد یہ کہ بقول حضرت مولانا رومؒ
نطق آب و نطق باد و نطق گلے

ہست مجوس جو اس اہل دل

اے دوست سن لے۔ اس کائنات کی بنیاد جن عناصر اربعہ
یعنی آب و آتش باد و خاک پر رکھی گئی ہے۔ اور جس کے طفیل ہم

زندہ ہیں۔ وہ چاروں عناصر اولیاء کے ماتحت رکھے گئے ہیں، تم جب صدق
دل سے انکو پکارتے ہو تو یہ عناصر فوراً۔ اُنہیں پیغام پہنچا دیتے ہیں اس
پر ایک واقعہ مجھے یاد آیا۔ آپ بھی سُنئے!

چلچلے العارفیہ میں حضرت خواجہ اسحاق قاری جو پیر برحق قدس
سرہ کے چہیتے مُرید تھے، رقمطراز ہیں کہ ایک دفعہ حضرت میر بابا حیدر تولہ مولیٰ
نے آپکو گاندر بل تشریف لانے کی دعوت دی۔ پیر برحق ”صبح سویرے تالہ سندھ
کے کنارے چہل قدمی فرمانے لگے ناگاہ آپ کی نظر پانی میں تیرتی ہوئی مچھلیوں پر
پڑی۔ دل مبارک میں خیال آیا اور فرمایا۔ کاش آج ہمیں سُرخ چاول
(زُگ) اور مچھلی (گاڑ) کھانے کو ملے۔ جب کھانے کا وقت آیا تو میر
صاحب خود ہی مٹی کے پلیٹ (لُشکابہ) میں زُگ بھتہ کے ساتھ مچھلی لائے
اور حضور میں پیش کی آپ نے فرمایا۔ اے میر! تم کو کس نے کہا کہ ہمیں آج
ان چیزوں کی رغبت ہو گئی عرض کیا۔ اے مرشد پاک مجھے اُسی نے یہ خبر سنا
دی جس کے ہاتھ آپ نے پیغام بھیج دیا۔

گویا ہوا یہ پیغام لیکر میر صاحب کی خدمت میں پہنچی

تجدید عقیدت کے پھر پڑھتے۔ شایاش!

نطق آب و نطق باد نطق گل

مہست محسوس حواسِ اہل دل

ایک دفعہ مرحوم مرزا کمال الدین شیدا کے دولت کدہ پر جب یہ بات

جلی تو آپ بہت آبدیدہ ہوئے اور وہ منتظر قابل دید تھا!

علامہ خاکیؒ نے اپنی خداداد قابلیت، علمی تیمر اور پیر برحق کی نظر التفات سے دریا کو کوزے میں بند کر کے تقریباً دو سو کتب کے مطالعہ کے بعد جو نیرنگان دین اور چوٹی کے اولیاء کرام کے مراتب کا ذکر کیا ہے۔ اور آپ کے روحانی کمالات کو گنوا یا ہے۔ بمصدق سے خوشہ آں باشد کہ ستر دہراں گفتہ آید در حدیث دیگران — ان تمام کمالات و مراتب اور اوصاف سے اپنے پیر برحق کو متصف پایا ہے۔ اور قادر الکلام ہونے کی حیثیت سے خوب داد تحسین حاصل کر کے اپنے لئے خوشہ راہ تیار کیا ہے۔

ورد المریدین کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ عالم یا عمل عارف یا اللہ حضرت امام ابو حنیفہ ثانیؒ کی تصنیف ہے۔ جو پیر برحق کے زملے میں ہی بلکہ آپ کی نگرانی میں مرتب ہوئی۔ لہذا اس کے صحیح اور حقیقت پر مبنی مانتے اور تسلیم کرنے میں کسی کو تاؤل نہیں ہو سکتا علاوہ بریں دو تین واقعہ اسکی صداقت و مقبولیت پر دال ہیں۔ مثلاً یہ کہ جب پیر برحق کو بکشف معلوم ہوا کہ خاکی کچھ لکھ رہے ہیں تو پاس بلا کر پوچھا اور وہ مسودہ طلب کیا اور اوراق ملاحظہ فرما کر ارشاد ہوا کہ لکھتے جاؤ دوسری بار حضور پاک صلم کو خواب میں دیکھا آپؐ یہ شعر گنگنا رہے ہیں۔

قلم گفتا کہ من شاہ جہانم
قلم کش را بدولت میرسانم

توپیر کامل فرماتے ہیں کہ حضور پاکؐ کا یہ ارشاد حضرت خاکی رحمتؒ اسی کتاب سے متعلق تھا۔ چنانچہ صبح خاکیؒ کو مبارکباد دی۔ مزید برآں پیر برحقؒ نے حضرت خاکیؒ کو میلا کر ایک خواب سنایا۔

"کہ خدا کی ایک یاغ سبجا کر پودوں کو پانی دے رہے ہیں۔ تو ارشاد فرمایا اے خاکی تمہاری کتاب مریدوں کا وظیفہ ہوگی۔ اور حیطرح حضور پاکؐ نے حضرت کعب بن زہیرؒ کی لغت سنکر بشارت فرمائی کہ اسکے پڑھنے لکھنے اور سننے والے سب جنتی ہونگے اسی طرح میں بھی یہ خوشخبری سناتا چاہتا ہوں کہ یہ میری کتاب جو بھی پڑھے۔ سنے۔ یاد کرے یا لکھے اسکے لئے بھی رحمت خدا شامل رہیگی۔ شعر ملاحظہ ہو:-

کاتب وقاری وسامع ہم بشارت یافتند
آنکہ رحمت بہ سر اس ہر سہ مستطرد شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ جو نہی میرے کان میں یہ بشارت سنائی دی۔ میں نے موقع عنیمت جان کر اسکو فوراً ضبط تحریر میں لایا تا کہ مریداں صادق اور قلمکار کیلئے سند رہے۔ یا اللہ ہمیں بھی اس رحمت کا حقدار بنا۔ آمین ایک بڑا اعتراض جو ہمارے وطنی بھائی ہم کلمہ اس ذات اقدس کے بارے میں اٹھاتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ حضرت سلطان نے ترک سنت کر کے شادی نہیں کی ہے۔ اس بارے میں عرض ہے کہ فجر موجودات حضرت سرور دوعالم کا فرمانے سے قتال جہاد اصغر ہے اور نفس سے جہاد جہاد اکبر ہے۔ کتنا۔

خوش نصیب ہے، وہ جو اپنے نفس کو قابو میں رکھ کر تمام خواہشات
 نفسانی کو کھیل دیتا ہے۔ اور عبادات و ریاضت میں ہی تمام وقت صرف کر کے
 خود شنودی اللہ صل کرتا ہے۔ اس کے برعکس کتنا بد نصیب وہ جو
 نفس کا غلام بن کر چار عورتیں نکاح میں لانے کے بعد بھی دوسری عورتوں
 کو نظرِ بد سے دیکھتا ہے۔ اور اس کی چشمِ آزد و حرص کبھی سیر نہیں ہوتی۔
 بھلا بدترین دشمن بھی بتائے کیا کسی ولی کامل کے بارے میں آجتک کوئی
 ایسا الزام لگا ہے کہ وہ کسی کو خدا نخواستہ بُری نظر سے دیکھتا ہے یا
 آسنے بداحتاج و رتکبر کا مظاہر کر کے شادی سے انکار کیا ہے العیاذ باللہ!
 دوسری وجہ شادی رچانے کی یہ ہے کہ مرنے کے بعد کوئی دعاء خیر اور
 فاتحہ سے یاد کر کے خدا سے والدین کیلئے مغفرت کا طلب گار ہو۔ یعنی قولِ کثیری
 فاتحہ کلاہ گڑھوم پتھ کن روزن!

اس کا جواب علامہ کی زبانی سنئے۔

ہمچو عیسیٰ زہیت لے زن لیک بے فرزند نیست

ہر مرید اور افسر ہر محکمہ دختر شد است

علامہ فرماتے ہیں میرے پیر برحق حضرت عیسیٰ کی طرح بغیر نکاح

ہی زندگی گزارتے رہے لیکن یہ نہ سمجھو کہ آپ کی کوئی اولاد نہیں۔

فاتحہ پڑھنے والا نہیں۔ سنو! اور کان کھول کر سنو۔ آپ کا ہر مرید

فرزند کی طرح ہے اور ہر مریدہ دختر کی طرح ہے وہ دونوں ہر روز

مرقد مبارک پر حافری دیکر اپنے محسن و مری پر حق کے حق میں تیرا تحفہ فاتحہ پڑھتے رہتے ہیں بھلا اس سے بہتر اور کیا چاہیے۔
اس سلسلہ میں ایک واقعہ سنئے!

حضرت سلطان العارفين کا معمول تھا کہ کبھی کبھی ملہ کھماہ قبرستان شریف لے جا کر عامۃ المسلمین کے حق میں دعاء مغفرت ملنگتے خصوصاً اپنے مریدوں کے بارے میں۔ ایک دفعہ ایک صاحب قبر کی طرف متوجہ ہو کر جب پیر کامل فاتحہ پڑھنے لگے تو بعد فراغت مسکرائے۔ حافزین نے وجہ دریافت کی فرمایا میں صاحب قبر کی طرف متوجہ ہوا مگر اسکی نظریں دوسری طرف لگی ہوئی تھیں۔ میں نے نظریں دوڑائیں تو معلوم پڑا کہ وہ اپنے فرزند کو چلتے دیکھ کر اُسی کی طرف متوجہ ہوا اسکا خیال تھا کہ وہ شاید اسکی فاتحہ خوانی کے لئے آیا ہے۔ مگر وہ سیدھا دہان سے گذر گیا۔ اس پر یہ صاحب قبر بڑا مایوس ہوا اسی پر مجھے افسوس بھی ہوا اور ہنسی بھی آئی کہ کس طرح اس فرزند نے اپنے باپ کو مایوس کر دیا۔ آجکل دیکھئے ہمارا حال اس سے کہیں بدتر ہے۔ اللہ رحم کرے!

اسی کتاب میں درج ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جمعہ کے دن اپنے والدین کی قبروں پر ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور سات مرتبہ قل هو اللہ احد پڑھے تو اسکی مغفرت ہوگی اور اسکے والدین کی بھی!

آپ کے مادر زاد ولی ہونے کا واقعہ سنئے! آپ کے ایک مخلص مرید جناب میر صاحب نے آئینے میں اپنے بال سفید دیکھ کر خدا سے

عمر وزاری کی کہ یارا الہا مجھے کسی مرشد پاک سے ملادے جو مجھے قرب الی اللہ کا راستہ دکھائیے۔ رات کو بشارت ملی۔ کشمیر جاؤ۔ موضع بحر جا کر شیخ حمزہؒ سے استفادہ کرو۔ آپ جب یا نہال پہاڑ پار کر رہے تھے۔ تو راستہ بھول گئے۔ کوئی شبہ سوار آیا تقاب پوشش اور آپ کو راستہ دکھا کر غائب ہو گیا یہ بات اشاروں میں ہو گئی۔ کچھ زادِ راہ بھی عنایت کیا۔

جب موضع بحر پہنچے تو دیکھا پیر برحق ابھی پنگوڑے میں ہیں۔ سوچا پیر کب سن یلوغ کو پہنچے گا۔ طاہر و باطنی علوم سے آراستہ ہو گا اور میری تربیت کرے گا۔ ایک دفعہ افسرگی کے عالم میں پنگوڑے کو حرکت دے رہے تھے یکایک آواز آئی۔ "اے میرا وہ وقت یاد کر جب ہم نے تم کو راستہ دکھایا انتظار کرو تم ہمارے مخلصوں میں ہو گے" حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ پیر برحق حضرت عیسیٰ کے دل پر پیدا ہوئے ہیں۔ آپ بھی پالنے میں بولتے رہے اور ہمارے پیر بھی۔ بے زن رہے اور ہمارے پیر بھی۔ آپ مردوں کو زندگی بخشتے رہے اور ہمارے پیر بھی مردوں کو زندہ کرتے اور نابیناؤں کو حضرت عیسیٰ کی طرح بینائی عطا کرتے وغیرہ وغیرہ۔

علامہ خاکی فرماتے ہیں کہ میرے پیر برحق نے حضرت خضرؒ سے بھی تربیت

پائی ہے جو زندہ ہیں اور خضر (یعنی سرسبز) تو اسلئے ہمارے پیر برحق کا سلسلہ سدا بہار ہے اس میں خزاں کو دخل نہیں! سبحانہ اللہ سب سے بڑی بات ایک دفعہ عالم استغراق سے نکل کر خوش خوش نظر آئے اور حاضرین سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے سب نے عرض کیا اے

129538

پیر و مرشد آپ کی سلامتی و عافیت کی دُعا مانگتے رہتے ہیں کہ آپ کا سایہ ہم پر قائم و دائم رہے۔ فرمایا۔ میرے عزیزو! سنو، ہمیں اللہ کی طرف سے حیات ابدی کی بشارت مل گئی ہے۔ الحمد للہ! اب ہمیں تمہاری فسر ہے کہ تم بھی اسی طرح ہمارے مُصاحب بنے رہو۔ بارگاہ الہی میں یہی التجاہی سو سنو۔ جس طرح بھی ہو سکے عبادت و ریاضیات و ذکر و اذکار میں مصروف و مشغول رہا کرو۔

حضرت اسحاق قاریؒ کے بارے میں کئی واقعات چلمچلتے العارفینج اور دیگر کتب میں درج ہیں۔ ایک نہایت اہم واقعہ یہاں درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ تاکہ عاشقان صادق الاعتقاد کی محبت و عظمت میں مزید اضافہ ہو۔

رمضان المبارک کی ۲۶ تاریخ تھی شب قدر شروع ہونے والی رات جناب اسحاقؒ نے سوچا کیوں نہ آج شب قدر پیر کامل کے حضور میں ہی گزار دی جائے۔ شام کو حاضری دی۔ حسب الحکم پیر کاملؒ نماز قاری صاحب ہی پڑھاتے تھے۔ پیر کامل نے رات گئے۔ فرمایا۔ اے قاری! میرا دامن تھام لو آج ہم عرش مُعلا پر شب قدر مناسبت کے چنانچہ آپ دونوں وہاں پہنچ گئے۔ قاری صاحب فرماتے ہیں کہ میرے پیر برحق کو حضرت شاہ ولایتؒ کے عقب میں جگہ ملی۔ صبح واپس تشریف لائے۔ گھر پہنچے وہاں دیکھا کہ افراد خاندان رشتہ دار اور سہائے جمع ہیں اور خوشیاں منا رہے ہیں اور بکوان تقسیم کر رہے ہیں وغیرہ

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ کے برادر اکبر حضرت خواجہ حسن قاریؒ سے کسی
ملنگ نے صبح تڑ کے مبارک یاد دی کہ تمہارا برادر اصغر کل رات پیر کاملؒ
کے ہمراہ عرش معلّٰی پر گیا تھا اسی خوشی میں ہم سب ایک دوسرے کو مبارکیاں
دے رہے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

یہاں اولیاء کی چند اقسام کے بارے میں کچھ عرض کرنا بیجا نہ ہوگا۔
— پہلی قسم وہ ہے جو انجمن میں بیٹھ کر خلوت میں اللہ تبارک و تعالیٰ
سے بالکل وابستہ و متوجہ ہوتے ہیں۔ گویا دست با کار دل یار یا بقول
حضرت خواجہ غیورؒ خلوت در انجمن! ان حضرات کا جسم ہمارے درمیان
لیکن روح عرش معلّٰی پر ہے!

— دوسری قسم وہ ہے جو ایک جگہ بیٹھ کر بھی ساری کائنات بلکہ
عرش و فرش کا نظارہ کرتے رہتے ہیں اور یہ ریل (Rail) انہیں ریل
کے حکم سے دکھائی جا رہی ہے۔

— تیسری قسم۔ وہ اصحاب ہیں جو کئی مقامات پر بیک وقت
ظاہر ہو کر اپنا چمکتا کار دکھا کر اپنی موجودگی منواتے ہیں۔ حضرت غوث الاعظمؒ
ایک ہی وقت بہتر گھروں میں رونق افروز ہوئے۔ جناب حضرت امیر کبیرؒ
نے چالیس گھروں کو بیک وقت منور فرمایا۔ حضرت رومیؒ ایک ہی وقت
۱۰ گھروں میں نظر آئے وغیرہ!

الغرض پیر کاملؒ کے کمالات و کشف و کرامات بے شمار ہیں تبسح دلوں

کی طرح ان گنت! انکا اس کتابچہ میں احاطہ کرنا بہت مشکل ہے پھر بھی چند ایک واقعات اور بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حج کا موسم تھا پیر برحق اہم شریف میں مقیم مسجد وغیرہ تعمیر کر رہے ہیں حضرت خاکیؒ نے یزید بٹامیؒ کا واقعہ اپنے پیر برحق پر آزمانا چاہا بحسن نیت! وہ واقعہ یوں تھا۔ کہ ایک دفعہ حضرت یزید بٹامیؒ حج کو نکلے۔ راستے میں کوئی صاحبِ حاجت برآئی کیلئے ملے۔ فرمایا اگر ہماری حاجت پوری کرو تمہیں یہیں حج کرائینگے۔ آپ نے اسکی حاجت پوری کی۔ رات کو اس وقتے کاہل نے آپکو اپنے گرد طواف کرنے کو کہا حضرت یزید نے دیکھا کہ وہ واقعی کعبہ شریف کے گرد گھوم رہے ہیں۔ اب اپنے پیر کاملؒ کا حال سنئے۔

آپ مسجد کے اندر تشریف فرما ہیں۔ حضرت خاکیؒ نے غسل کر کے احرام باندھا اور اسی مسجد کے گرد گویا پیر کامل کو کعبہ مان کر طواف کر رہے ہیں۔ صبح کو پیر کامل نے سارا واقعہ سنکر بشارت دی کہ مہتاب راجح قبول ہوا اور ہم تمہاری اس حسن عقیدت پر بہت خوش ہوئے۔ جب تم ہمارے گرد گھوم رہے تھے۔ ہم کو وہ سب نظر رہ دکھایا گیا کہ ایک مخلص مرید کس طرح اپنی عقیدت کا اظہار رات کے سناٹے میں کر رہا ہے جسکو اللہ تبارک و تعالیٰ دیکھتا ہے۔ ملاحظہ ہو شعر۔ حضرت رومیؒ فرماتے ہیں۔

ہست بیت اللہ درونِ اولیاء

رَو در انجا سجده کُن بہر خدا

اولیاء کرام کا دل بیت اللہِ اصلی کعبہ ہے۔ جاؤ وہاں خدا کیسے

(میں بسجود ہو جاؤ)

— تربوزہ پکنے کا موسم تھا۔ جھیل ڈل کے گرد رہنے والے عقیدت مند زمینداروں نے اپنی کھیت میں ایک تربوزہ کٹی من دزنی دیکھ کر فیصلہ کر لیا کہ یہ بطور ہدیہ (تحفہ) پیر برحقؐ کے پیش کرئیے جب پیر کامل نے دیکھا۔ فرمایا اسے لیکر میاں مانگ شاہ مجذوب کو کھلاؤ۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ چند دنوں بعد اس علاقے میں کالا نمودار ہوا۔ لوگ مرنے لگے تو مریدوں نے پیر کاملؒ سے امداد طلب کی۔ آپ نے فرمایا اس تربوزہ کی اگر کوئی لکڑی یا بیج موجود ہوں وہ سب میاں صاحب کو کھلاؤ۔ اتفاقاً انکی چٹائی میں کچھ بیج کے دانے اٹک گئے تھے۔ وہ انکو کھاتے گئے۔ تو کالا بند ہو گیا۔

— اسی طرح ایک دن پیر کاملؒ کے حضور ایک اجنبی شخص کوئی کاغذ لیکر آیا اور خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے ڈانٹ کر فرمایا تم کس طرح یہ کاغذ ڈال کر کٹ (Dirt) یعنی بلا واسطہ یہاں لائے ہو۔ اسکو عبدالرحمان میاں شاہ کے ذریعہ بتوسط جائز پیش ہونے دو۔ جب وہ شخص میاں صاحب کے میاں حاضر ہوا۔ آپ نے کاغذ سٹھائے ہوئے فرمایا واہ یہ ایسی دستاویز میری ہے کہ اسکو دل میں جگہ دینی چاہیے چنانچہ منہ میں ڈال کر نگل گئے وہ سٹ پٹایا اور شکایت لیکر پیر کاملؒ کے حاضر ہوا آپ نے فرمایا۔ جاؤ کہیں وہ تمہیں بھی نہ نگل جائے یہ سب سقمہ تھا آخر پیر کاملؒ نے فرمایا کہ یہ موکل تھا جو ہر شہر اور ملک سے اس امر کی تعمیل

کر کے لایا تھا۔ کہ ویا کے سلسلے میں کشمیر سے کتنے نفوس کی موت واقع ہوئی ہے آخر جب وہ دربار رسالتِ صلیم میں شکایت لیکر پہنچا کہ سمن کی تمیل ہر طرف سے کرائی تھی۔ مگر کشمیر میں میاں شاہ نے میرے کاغذات ہی ہڑپ کر لئے۔

ارشاد ہوا یہاں دیکھ مجلس میں وہ موجود تو نہیں! عرض کیا ہاں جناب وہ جو آپ کی گرسی کے نیچے آلتی پالتی مارے بیٹھا ہے۔ یہی وہ شخص ارشاد ہوا۔

یہ تو ہمارا خاص الخاص ہے کیونکہ یہ ہمارے فرزند معنوی کا منظورِ نظر ہے (روحانی سیکرٹری) اسکی کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔ سبحان اللہ

— فیروز گنائی مؤذن پیر کامل کے ہمراہ کشتی میں سوار جھیل ڈل کیسے کر رہے ہیں۔ پیر کامل نے جھیلوں کے پار سے میں فرمایا اگر انکو پکڑ کر پکایا جائے تو کیا رہیگا فیروز صاحب نے سنا جھٹ پانی میں ڈبکی لگائی اور بغیر بھیکے اپنے دامن میں کئی جھلیاں جمع کر کے پیش کیے۔

— حضرت خاکی کو اس کام پر مامور کیا گیا کہ تمام جھیلوں اور چشموں پر جا کر چنیات کو مسلمان بنا کر مطیع کیا جائے تاکہ میرے مریدوں کو تکلیف نہ پہنچے۔ جب آپ کو شرنانگ پہنچے اور حسب الحکم پیر پانی میں کچھ ورد کرتے چلے گئے تاکہ چنیات حاضر ہوں۔ معاً خیال آیا کہ اس کڑا کے کی سردی میں پیر کامل نے کس کام پر مامور کیا ہے؟ یہ خیال آنا تھا کہ کسی نے نیچے سے ٹانگ کھینچی اور خاکی صاحب لگے ڈوبنے! اسی اثنا میں روحانی ٹیلیفون کے ذریعہ پیر کامل کی طرف توجہ مبذول کرا کے مصلحتی ہوئے۔ اب آزاد کیجئے! پیر کامل اس وقت مخدوم منٹو میں تشریف فرما تھے جلدی میں عصا مانگا

اور دیوار میں ٹھونس کر رکھا کی ”کو اس یاد سے نجات دلائی یہ مگر مجھ تھا!
اپنی حالت پر آکر پیر کاملؒ نے فرمایا کہ یہ خاکی کو مگر مجھ سے آزاد کیا ہے
اسکے دل میں یونہی دوسو سے پیدا ہوتے ہیں۔ اُدھر حضرت خاکی چلا اٹھے
یہ آپ بھی پڑھیے۔

سہ بہر امداد مریاں زود صافر میشود
صورت پاکیز اش ہر جا کہ موصور شد است
تیر فرمایا۔

سلطان مرا خورم کند سلطان مرا یے عم کند
سلطان بداند حال ما الخ

— ہمارے کرم فرما محترم مرتضیٰ غلام حسن بیگ عارف آج سے تقریباً
تیس سال قبل گلبرگِ رسالہ میں ایک کرامت نقل کرتے ہیں۔ جس کا لب
لباب یہ ہے کہ کس طرح ایک مفلوک الحال قاقہ مست کسان کی پیر کاملؒ
نے مدد فرمائی۔ اس طرح کہ اسکے گھر میں رکھے ہوئے چند کوئلے سونے کی
ڈلیوں میں بدل گئے اور وہ قاضی المرام ہوا۔

— تاریخِ اعظمی میں تواجہ محمد اعظم دیدہ مرغی حضرت خاکیؒ کا لکھا
ہوا ایک نسخہ پیش کرتے ہیں۔ جس میں آپؐ نے یہاں کی حکومت تبدیل کرائے
جانے کے سلسلے میں حضور سرور عالمؐ کا یہاں تشریف لانا ثابت ہے
ثبوت کے طور پر اُس پتھر پر آپؐ کے پائے مبارک کے نشان پائے گئے
جس پر آپؐ کو تشریف فرما دیکھا گیا۔ تفصیل کیلئے مستند کتاب

تاریخ اعظمی کا ملاحظہ کریں۔ اُن گزشت کرامات اور ولی !
(تنگ دامانی مانع نہ ہوتی تو قسم بخدا جذبات کا ہجوم لیکر میرا
قلم ہرگز نہ رکتا)

آپ کے ہمصر حضرات یہ ہیں :- سید احمد کرمانیؒ، جامع الکلمات
شیخ یعقوب مرنیؒ، میر میرک اندرانیؒ، خواجہ طاہر رفیق عثمانیؒ، مخدوم
حاجی احمد قاری قریشی ملتانیؒ، آپ کے خلقاء بھی بے شمار۔ کچھ شریعت
و طریقت میں کامل۔ بعض میدان سلوک کے شاہسوار۔ بہت سے اہل
قلم اہل دل صاحبان ارشاد۔ کچھ ریشان عالیشان بعض مجذوب و مست
تلذذ رفا فی اللہ وغیرہ گویا آپ کی روحانی یونیورسٹی کے فارغ التحصیل
ہر فن مولا اور شریعت و طریقت معرفت و حقیقت کے راز دانے ان
ان میں مشہور اکابریت یہ ہیں۔

- ① بابا حیدر ریشی سابقہ ہر دی ریشیؒ ② حضرت بابا داؤد خاکیؒ
- ③ میر بابا حیدر تیلہ مولیٰ ④ خواجہ ضیاء الدین محمدؒ
- ⑤ میر مبارک خان بیہقیؒ ⑥ سید حسینؒ ⑦ روپی ریشیؒ
- ⑧ فیروز گنائیؒ ⑨ بابا نصیب الدین غازیؒ ⑩ نھو گنائیؒ
- ⑪ خواجہ حسن قاریؒ ⑫ خواجہ اسماعیل قاریؒ ⑬ ملا احمدؒ
- چھاگلؒ ⑭ خواجہ حسن متولیؒ ⑮ بایزید شمع گنائیؒ ⑯ خواجہ
- عثمان کولؒ ⑰ خواجہ ابراہیم کولؒ ⑱ مولانا میر محمد افضلؒ
- ⑲ محمد دم بابا علی رینہؒ ⑳ خواجہ میر سکندر پوریؒ

- ②۱ بابا علی صوفیؒ ③۲ ملک ریگی ڈارؒ ④۳ قاضی میر موسیٰ شہیدؒ
 ②۲ مجذوب ربی شاہؒ ②۵ میاں عبد الرحمن مانگ شاہ المعروف
 میثا بادشاہ وغیرہ وغیرہ

اسرار الایار میں ہے۔ جو کوئی صدق دل سے میرے دروازے پر
 آئیگا۔ صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ جنت پائیگا۔ مزید فرمایا کہ
 مجھے ایک جماعت ایسی دکھائی گئی جنکو میری وجہ سے عذاب ہو رہا
 تھا۔ کیونکہ وہ میرے منکر تھے میں نے اللہ کی بارگاہ میں درخواست کی۔
 یا رب الہا میری وجہ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے مگر اللہ پاک کا ارشاد ہے
 جس نے میرے دوست ولی کا بغض سینہ میں رکھا۔ اسے میرے
 ساتھ اعلان جنگ کیا ہے۔ (الحادیث) خدا کے مقبول بندوں کی موت
 آتی ہے۔ محض ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہوتا۔ ایک مکان
 سے دوسرے مکان میں جانا ایک جوڑا نکال کر دوسرا جوڑا پہننا۔

اگر عہد ہمہ یرباد گیرد
 چراغ مقبلان ہرگز غمزد

آپ کی عمر شریف ۸۴ برس تھی۔ آپ ۲۴ ماہ صفر ۱۰۹۵ء کو
 خدمت مند و کلاشیپورہ میں انتقال کر گئے خواجہ طاعن فیضؒ نے
 غسل دیا اور نماز جنازہ پڑھائی۔ شہنشاہ اکبر بھی دربار میں
 رحلت کے بعد عقیدت کا اظہار کرتے حاضر ہوا۔

اقالطبا و انا الیہ راجعون

نمرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدہ عالم و امام ما
اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کے فیوض و برکات سے کثیری
باشندے عموماً اور اہل عقیدہ خصوصاً ہمیشہ مستفیض و مستقید ہوتے
رہیں۔ اور انکی وسالت و عنایت۔ اس یہ کار اور انکے والدین کے شامل حال رہے۔ آمین

کلب۔! ولید، خاکسار درگاہ سلطانیہ
تبدۂ محبوب رب جلیل الوصالم محمد خلیل قریشی عفا اللہ عنہ

لعلبازار سرنگر

(درجہ اولیٰ بمطابق ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ)

نوٹ:-

یہ کتاب مکمل ہونے کی مادہ تاریخ یوں ہے

”پئے تاریخ سالش پاتفی گفہ“

وظیفہ مریدین المحبوبہ

۱۴۱۹ھ

دارالافتاء اسلامیہ

اہل عقیدہ کیلئے چند منفعت بخش باتیں بحوالہ دستور السالکین

یہ دنیا اولیاء اللہ سے خالی نہیں۔ وہ سائل کی فریاد کو پہنچتے ہیں۔
اگر اولیاء اللہ کے پاک انفاس کی برکات شامل حال نہ ہوں تو وجود کے پرکار
کی گردش رک جائیگی۔

توفیق الہی سب سے مقدم ہے۔ ابوطالب کا ایمان نہ لانا اس کی زندہ مثال
ہے بقول غنی کا شمیر کی۔

رہی دستاں قسمت راحہ سودا ز رہبر کامل
خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکت را

نیابت اور خلافت کے حقدار اولیاء ہیں۔ خلیفہ وہ ہے جو حضور سرور دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال۔ افعال۔ احوال بشریت و طریقت کو زندہ رکھے۔
نفس کو قابو میں رکھنا جہاد اکبر ہے اس کے ہتھیار ہیں۔ یاد مولا اور
پرہیز گاری۔

یاد الہی سے ایک سانس بھی غافل رہا۔ اہل تصوف کے نزدیک کفر کے برابر
ہے یاد حق سے غافل گویا زندہ نہیں مردہ ہے۔

پیر کامل کو علم لدنی حاصل ہے جس نے اپنے علم پر عمل کیا۔ اسکو نامعلوم علم
سے بھی اللہ عز و جل واقف کرتا ہے۔ خصوصاً قرآن مجید کے اسرار و رموز سے!

- نیک نختی اور بد نختی مُرشد کے اختیار میں نہیں۔
- ظاہری علم اور فلسفہ سے حقیقتِ حال معلوم نہیں ہوتا۔ خلوص و عقیدت اور ثابت قدمی چاہیے۔

- واقیناً ہن لدنا علماء ہم نے خواجہ خضر کو اپنے پاس سے ایک علم سکھایا۔ یہ علم اللہ کے قلم سے اولیاء کے دلوں کی تختیوں پر لکھا جاتا ہے۔
- دین کا فہم حکمت ہے یہ غیر کثیر ہے۔

- ظاہری علم والے باطنی علم والوں کی قدر کرتے تھے جیسے حضرت امام شافعیؒ اور حضرت شبیان رائیؒ، امام احمد حنبلؒ اور حضرت معروف کرخیؒ وغیرہ

- ظاہری علم دنیا کی زینت ہے باطنی علم آسمان کی زینت ہے۔
- سالک کو راہ سلوک میں غیب سے جلوے دکھائے جاتے ہیں۔
- صفائی قلب تصوف کی بنیاد ہے صفائی کی برکت سے غیبی اثرات مرتب ہوتے ہیں امر و نہی پر پابند رہ کر قاری حقیقت میں عملی قرآن کی شکل اختیار کرتا ہے۔ قرآن دراصل عین ذات ہے اللہ خود کلام کرنے والا۔ قاری اپنے آپ کو سننے والا سمجھے۔

- حقیقی فنا کیا ہے؟ جان لے خدا پڑھ رہا ہے اور وہ اللہ سے سن رہا ہے اگر ترقی کرتے کرتے اس درجے پر پہنچے کہ پڑھنے والا بیچ میں غائب ہو جائے تو کلام کرنے والا اور سننے والا اللہ کے سوا کسی کو نہ جانے گا نہ دیکھے گا اپنی ہستی سے آزاد ہو کر ماسوا اس کی نظروں سے غائب ہو گا یہی فنا ہے۔

- اللہ تعالیٰ کے اسرار کا خزینہ پیر کامل کا دل ہے مُرشد کو شریعت،

طریقت اور حقیقت سے باخبر ہونا لازم ہے۔

● شریعت زبانی احکام۔ طریقت اعمال۔ حقیقت احوال حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال سے خوشبو حاصل کرو۔

● جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام مانتا ہے اہل شریعت میں سے ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال کی پیروی کرے اہل طریقت کہلاتے جو کوئی وہی دیکھے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدہ میں آیا وہ اہل حقیقت میں سے ہے۔

● طریقت پر ہیز گاری کا دوسرا نام ہے حقیقت منزل مقصود پر پہنچنا ہے

● جو شریعت پر عمل نہ کرے وہ طریقت کی نعمت سے محروم ہے۔

● شریعت کا تعلق جسمانی عبادات سے ہے یہ عام مسلمانوں کا خاصہ ہے۔

● طریقت عالم ملکوت سے نسبت رکھتا ہے اس کا تعلق دل کی بندگی سے ہے۔

یہ خاص لوگوں کا مقام ہے۔

● حقیقت عالم جبروت سے متعلق ہے یہ روحانی سیر کا مقام ہے۔

● فرمان رسول صلعم میری امت کیلئے ہر صدی کے ابتداء میں ایک نجدِ میرے دین

کی مدد کریگا

● علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کی کیفیات اندر ملاحظہ کریں۔ آگ کا

تصور علم الیقین، آنکھوں سے آگ کا دکھائی دینا عین الیقین اور آگ میں کودنا حق

الیقین ہے۔ اپنی ہستی فنا کر کے آگ کی تاثیر حاصل کرنا۔ یہ یقبا اللہ کا مقام ہے۔

● اولیاء سے رابطہ رکھنے والا کبھی گمراہ نہ ہوگا

● جذبہ خدا کا کام۔ عبادت بندوں کا کام۔ عشق انتہا کو پہنچے تو جذبہ ہے۔

- سلوک کے سات اطوار (تفصیل اندر دیکھیں)
- اولیاء کی روحانی حکومت اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کے تابع ساری دنیا پر قائم ہے
- اولیاء عالم غیب سے روشناس ہوا رجالات، بنانا، حیوانات اور روحوں سے باخبر رہتے ہیں یہ مقامات عقل سے نہیں پہچانے جاسکتے ہیں۔
- اولیاء مخلوقات کی امداد کرتے ہیں۔
- ناسوت وہ عالم جس میں ہم رہتے ہیں یہ ہے نظر آنے والی دنیا۔
- ملکوت امر کی دنیا، جبروت روح کی دنیا، لاہوت عقل و شعور سے پہچانا نہیں جاسکتا۔
- اے مرید! قول و فعل میں اہل سلوک کی پیروی کرو تاکہ قیامت کے دن سب مشائخ تجھ سے خوش ہوں۔
- تمام انبیاء مجذوب اور سالک ہیں ولایت بغیر جذبہ الہی ممکن نہیں۔
- باطنی عملوں کا ایک ذرہ ظاہری عملوں کے پہاڑ سے بہتر ہے۔
- جو سانس "ھو" کے بغیر اندر چلا گیا یا باہر آیا منہ کچھ ہو گیا۔
- ذکر ہو مہر ذی ریح کی سانسوں میں موجود ہے۔
- حضرت نقشبند مشکل کشا سنتوں کے پیروکار! یہ اذکار کے ذریعے اللہ سے ملا دیتے ہیں۔
- شاید اور مشہود کی تشریح۔
- اولیاء اللہ تعالیٰ کے اوصاف سے متصف ہیں
- مثلاً "یٰ یٰھو" (وہ مجھ سے) سے "یٰ یٰھو" (وہ میرے) کاؤں سے سنتا ہے) وغیرہ

- جس نے ولی کا دامن تھاما ہے اس نے اللہ کا دامن پکڑا ہے کیونکہ وہ
- دل میں خود ہوں جس کی ظہری صورت میں جلوہ گر ہوا ہوں۔
- طور کی تجلی کی طرح شمع اور چراغ میں ہوں کیونکہ اللہ کا نور ہمیشہ ایک ہی ہے
- شہود صفات، شہود افعال، شہود ذات (لی مع اللہ) مقام محمود کی تعریف
- کائن و بائن (اندر ملاحظہ کریں)
- روح جو کچھ دیکھتی ہے جسم کے ذریعہ دیکھتی ہے مگر جسم اس سے بے خبر
- ہے ایک طایع کی طرح!
- خدا شناس عالم بہتر! اللہ کے اسرار بزرگوں سے پوچھو ان کے دیدار میں
- شفا ہے انکی صحبت سے۔ سکون قلب ملتا ہے۔
- ملامت دوستان خدا کی غذا ہے یہ فرق ملامتی کہلاتا ہے۔
- مرید کا قبول ہونا نیک نحتی کی علامت ہے۔
- مردوں کو تلقین کرو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ شہادت گناہوں
- کو ڈھانپ لیتی ہے۔
- وظیفہ کا مالک بنے بغیر کسی کو بخش دینا غلط ہے۔
- پیر کی باطنی صورت دل کی آنکھوں سے دیکھو یہ فیض رسان ہے۔
- ولی کی قدر و منزلت قیامت کو دیکھو گے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی
- شرط ہے۔
- مرشد کا ہاتھ نائب کی حیثیت رکھتا ہے۔
- مریدوں کی اقسام جو اولیاء سے مشابہت رکھتا ہوا انکا لقب ہودہ قیامت

کے دن انہی کے ساتھ ہوگا۔

● مردانِ خدا گاؤں میں ہوتے ہیں مادرِ زاد ولی ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔
● لاہوتی صفت ذاتِ الہی کا عکس۔ باری تعالیٰ اس صفت سے بندہ کی
روح پر جلوہ گر ہوتا ہے۔

● مریدی کا اقرار کرنا مرید کا حق ہے نہ کہ پیر کا۔
● اولی الامر سے مراد مرشد ہے اسکی تعمیل واجب اور روگردانی کفر۔
● حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم فتاویٰ احمد، بقا جلالہ کی صفات سے
آراستہ ہونے کی بنا پر خلیفۃ اللہ ہیں۔

● جو اللہ کے ساتھ بیٹھنا چاہتا ہے وہ فیروں کی صحبت میں رہے۔
● جو انبیاء کے ساتھ بیٹھنا چاہتا ہے وہ عالموں کے ساتھ رہے۔
● اولیاء ہر عمل اللہ کی طاقت اور قدرت سے کرتے ہیں۔
● حضور پاکؐ نے رحلت کے وقت اُوتی کرتا پہن رکھا تھا۔ اس پر چمڑے
کے بارہ بیوند لگے تھے۔

● چالیس سال کے بعد عمار کھنائیکی ہے۔ ہاتھ سے کئے گئے گناہوں کا
کفارہ!

● پیر کا کرتا حضرت یوسفؑ کی قمیص کی طرح کرامت کا حامل ہے۔
● حضرت علامہ خاکیؒ (مصنف کتب ہذا) کو پیر کی طرف سے ملا ہوا عیا
اور کلاہ پہن کر کیا کچھ عطا ہوا (اندر ملاحظہ کریں)۔
● مرید کے دل میں عشق پیدا کرنا مرشد کا کام ہے مرشد دل اور نفس ہاں

کرتا ہے۔

لنگڑے۔ اندھے اور کمزور منزل کی طرف جانے والوں میں شمار ہوتے ہیں
اونٹ کے ساتھ اسکا بچہ بھی منزل کی طرف رخ کرنے کی تپا پر راہروان منزل میں
گنا جاتا ہے۔

تنگ دل مولوی علم کے گھمٹ میں مغرور ہوتے ہیں۔

پیر کا ارشاد نوٹ کر لیں: ہم ہر وقت تم سے آگاہ رہتے ہیں۔

اللہ قائم بالذات اور بندہ قائم باللہ۔

ہر زمانے میں قطب موجود اس کا وظیفہ اللہ جب تک ایسا اللہ پڑھنے

والا موجود ہے قیامت نہیں آئیگی۔

قطب سے سب فیضان حاصل کرتے ہیں۔

فیض کے اقسام۔

عالم اٹھارہ ہیں بعض کے نزدیک تین سو ساٹھ ہزار ہیں۔

قبروں کی زیارت کرو۔ اس سے عقبی یاد آئیگی۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جس نے میری اولاد کی زیارت

کی اس نے میری زیارت کی جس نے میری زیارت کی اسکے لئے مغفرت ہے۔

مردینے کی کوشش کرو اور درویشوں کی صحبت اختیار کرو۔

خدا نے دڈ کیے بنائے۔ ایک مٹی کا ایمانداروں کیلئے۔ دوسرا اپنے لئے

یعنی دل کا کعبہ جہاں وہ خود رہتا ہے۔ اہل دل کی زیادت کرو انکے دل میں

خدا کا نور ہے۔

● نیکو کار کی قبر سے برکت ملتی ہے۔ زیارت قبور مستحب ہے۔
 ● عورتیں زیارت قبور میں خاص احتیاط برتیں۔ بناؤ سنگھار نہ کریں اور
 شور و شیون سے باز رہیں۔

● روح کو جسم سے لگاؤ ہوتا ہے سلام کرنا سنت ہے صاحب قبر حاضر ہے
 ● مخدوم جہانیاں حضرت سید جلال الدین بخاری رحمہ کو وسیلہ بناؤ انکی روح
 سے فیض طلب کرتے رہو (یہ ہمارے مرشد کامل جناب سلطان العارفین کے
 بڑے پیر ہیں اور آپ نے سب مشائخ سے فیض حاصل کیا ہے)
 ● اسی سلسلہ جلالیہ کے سب مرید بخشے جائیں گے (تفصیل اندر دیکھیں)
 حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس بڑے پیر کی شان میں یہ اشعار
 رکھے تو اللہ داد دے حضرت مخدوم جہانیاں رحمہ کو خواب میں دیکھا جو علامہ ناک کے
 ہاتھ میں چند کاغذات دیکھ کر بہت خوش نظر آئے (گویا اس کلام پر اپنی مہر تصدیق
 ثبت فرمائی)۔

● حضرت مخدوم بہاؤ الدین ذکریا می ملتان اسدی القریشی نے ایک بار اعلان
 کروایا کہ ہم ہاتھی پر سوار ہو کر شہر کا دورہ کر سینگے۔ جو ہمارے دیدار سے شرف ہوگا
 اس پر جہنم حرام ہے۔

● ہمارے مرشد کامل جناب سلطان العارفین قدس اللہ سرہ نے محسوس کیا کہ عام کشمیری مسلمان قرآن مجید کو صحیح تلفظ کے ساتھ نہیں پڑھتے تھے گویا علم قرأت کی کمی تھی آپ نے علامہ خاکی رحمۃ اللہ علیہ کو ملتان بھیج دیا تاکہ وہ حضرت مخدوم بہاؤ الدین ذکریا (بڑے پیر صاحب) کے خاندان سے کسی ایسے صاحب کو یہاں لے سینگے جو کشمیر میں علم قرأت سکھائیں۔

● علامہ خاکیؒ کو لاہور میں آپ کی اولاد میں سے جناب حضرت حاجی احمد قاری قریشیؒ ملے جنکو آپ یہاں لائے۔ یہی صاحب ہمارے جدِ اعلیٰ ہیں اور پتھر مسجد کے قریب دریائے جہلم کے کنارے آسودہ ہیں انکے خاندان کی ایک شاخ لعل بازار میں سکونت پذیر ہے اس صاحب کو یہاں عرف عام میں حجت قادی کہا گیا ہے علامہ خاکیؒ نے آپ کی تاریخ وفات "توفی اعلم القراء" لکھی ہے (بحوالہ تاریخ اعظمی)

● شیخ الاسلام شیخ فرید الدینؒ نے جلال میں آکر یہ فرمان جاری کر دیا کہ جس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا ہو وہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گا۔

● حضرت قطب الدین بخت یار کاکیؒ چشتی کا بھی یہی فرمان ہے۔

● حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر برحق جناب سلطان العارفینؒ کا فرمان ہے کہ ہمارے مرشد سب بزرگ ہیں۔ ان کا فیض سب مریدوں اور پیروں کو کو ملے گا۔

● حضرت شاہمدانؒ کا بھی یہی ارشاد ہے کہ ہمارے مریدوں کو فیض ہر پیر ملے گا۔

● ہمارے مشدّدے فرمایا ہے کہ خواب میں ہماری کشتی دیکھنے کا مطلب ہے شریعت کی پیروی اور طریقت سے وابستگی۔

● آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مردانِ خدا سے محبت رکھنا عبادت ہے یہ کہنا غلط ہے کہ ذکرِ بدعت ہے حضور پاک صلیم نے خود ایک جماعت کو ذکر کی تعلیم دی خصوصاً شاہِ ولایتؒ کو۔

● دوست کا دشمن بھی دشمن ہے۔ صحابہ کرام کا دشمن حضرت علیؓ کا دشمن ہے
● کوئی سنی اہلیت کا دشمن نہیں بغضِ صحابہ سے بغض رکھنا قابلِ مذمت ہے
● خاموشی زبان کی پاک دامانی ہے۔ عالم کی خاموشی عیب ہے۔ اُسکی گفتگو زینت ہے۔

● دکھ کی شربت کو دوا تصور کرو تنگی میں صبر و قناعت اور خوش حالی میں شکر کرو بقول بہادر شاہ ظفر:-

ظفر اسکو آدمی نہ جانئے گا گو ہو کیسا ہی صاحبِ فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا
کسی فکر کو دل میں جگہ نہ دو۔ جیتک آئینہ صاف نہ ہو کچھ دکھائی نہیں دیگا
شیخ کے مرنے کے بعد دوسرے شیخ سے استفادہ کر سکتا ہے۔
● نفسانی خطرات کے اقسام اور بچنے کا طریقہ۔

● حضرت سلطان رحمۃ اللہ علیہ کا مادرِ زاد دلی اور ادلیسی ہونا ثابت ہے۔
● حضرت خضرؑ سے پیر کامل کی ملاقاتیں۔

● حضرت موسیٰؑ نوحابہ خضر کے افعال کو عقل سے بعید سمجھنے لگے۔

● جس طرح حضرت خضر علیہ السلام لدنی کے راز دان اویسی ہیں اسی طرح ہمارے پیر کامل بھی علم لدنی کے ماہر ہیں۔

● اللہ تعالیٰ یہ علم خاص الٰہی ص کو سکھاتا ہے یہ حروف میں نہیں پڑھایا جاتا ہے یہ دل پر القا ہوتا ہے۔ یہ زندہ ذات سے متعلق ہے موسیٰ کو بلا واسطہ ملا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا واسطہ۔ موسیٰ کی طرح خضرؑ کے تابع رہیے۔ یہ دل کی تختی کو صاف کر کے حاصل ہوتا ہے۔

● رحمانی صفت۔ کافر کو تین چیزیں ملتی ہیں۔ روزی صحت عیال و اطفال۔ ہر سانس میں ایک خزانہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے (پاس القاس) جسم مسجد پر، دل بازار میں! حضرت سلطان کا اہم فرمان برگو میراجسم لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کا عادی ہے مگر میری روح موافقین کے ساتھ رات دن بھر کرتی ہوئی مریدوں کے حالات دیکھتی رہتی ہے میرے ساتھ نجیبی لوگ بھی ہوتے ہیں۔

● مصلحت اجازت نہیں دیتی ورنہ چاہتا ہوں کہ بروہ و بکسد وہاں موجود رہوں۔ خواجہ خضر عسراہ دکھاتے اور مدد کرتے ہیں اُن کے بال بچے بھی ہیں۔ مگر وہ اُس کی اصلیت کو نہیں جانتے۔

● حضرت سید حسین بلادرومیؒ کے مرقد مبارک پر حضرت عیسیٰ سے ملاقات کا حال اگلی صبح ایک مرد قلندر نے سنا کر اور مبارک دیکر پیر کاملؒ کو حیران کر دیا علامہ شاہیؒ فرماتے ہیں کہ جن دلوں میں اس کتاب کی تصنیف میں مصروف تھا۔ مسماۃ بی بی لوری (اہلیہ خواجہ شریف گنائیؒ) اور ہمارے پیر کامل کی پر خلوص مریدہ کشف و کرامات والی نے خواب میں ایک بزرگ کو یہ کہتے سنا کہ تمہارے

پیر کمال نے حضرت عیسیٰ سے ملاقات کی ہے کمال یہ ہے کہ پیر برحقؑ کو بھی اس سبب واقعہ کی خبر ہوئی۔

- انبیاء کی رو میں اس دنیا میں آتی ہیں جیسے کہ معراج کی شب ہوا۔
- ایک ولی کو بیک وقت کئی مقامات پر دیکھا جاسکتا ہے۔
- خدا کیسے بعید نہیں کہ مثال جسم دیگر جبرئیلؑ کی طرح بھیج دے جس طرح وہ انسانی شکل میں مریمؑ کے پاس آئے۔
- قطب حضرت محمدؐ کے قلب پر ہے کوئی عیسیٰؑ یا موسیٰؑ یا ابراہیمؑ کے قلب پر ہو سکتا ہے۔
- ہر نبیؑ اپنی باط کے موافق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے حصہ لیتا ہے۔
- چالے پیر برحقؑ "قلب عیسیٰؑ پر پیدا ہوتے ہیں۔
- السعید فی بطن اُمّہ
- اللہ کا مقصود گنہگار کے دامن سے ان کا نتیجہ تانا تھا۔
- حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ بے زن تھے۔
- مرید اپنے مرشد کا فرزند معنوی ہے۔
- مصافحہ دو ہاتھوں سے کیا جائے بوڑھی عورت سے مصافحہ جائز ہے۔
- آنکھوں کی نیکی خوف اور شوق سے رونما ہے اور قرآن کی طرف دیکھنا۔
- جو آنکھ حضرت محمدؐ عظیمیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوہ دیدار سے مشرف ہوتی ہے وہ عالم صفا کو دیکھتی ہے۔
- پیر کمال کو ہر طرف جلوہ حق اور نور خدا نظر آتا تھا۔

● کم کھانا اصلی روزہ ہے پیر برحقؑ نے کئی سال کچھ نہ کھایا۔

● پیر کاملؑ نے آنحضور صلیم کو معہ اصحاب خواب میں دیکھا۔ فرمایا گیا کہ

مذہب اہلسنت و جماعت پر مستحکم رہو۔

● حضور صلیم نے فرمایا میزے فرزند عشق الہی میں سرگرم رہ کر میری روش

پر چلتے ہیں آنکی دعاؤں سے زمین و آسمان کی سختیاں دور ہوتی ہیں۔ انہی کی

برکت سے مخلوق کو روزی ملتی ہے۔ کائنات کا نظم و نسق الہی بزرگوں کی

دعاؤں سے قائم ہے جب ان میں سے کوئی مرتا ہے تو دوسرا اُس کی جگہ لیتا ہے

● حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صوری و معنوی اولاد سے بغض رکھنا

خدا کی قہر کو دعوت دینا ہے۔

● جو آل محمد صلیم کی محبت پر مراعوہ شہید ہے۔

● علم مکاشفہ پوشیدہ نوعیت کا ہے جو سینہ بسینہ وسعت قلب کے

موافق حاصل کیا جاتا ہے۔

● جو شخص وہ چیز ناپسند کرے جو آنحضور صلیم کو پسند ہو وہ قابلِ گردن

زدنی ہے۔

● مُلّا یوسف فقیہ نیکو کاروں کی غیبت کرتا تھا جن میں پیر کاملؑ کا نام بھی شامل

تھا۔ جانتکئی کے وقت اُسکو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اُسنے اپنے آدمیوں کو

بیجا کہ پیر کاملؑ سے معافی مانگیں ادھر پیر کاملؑ کو بھی اللہ نے اس حال سے

آگاہ کیا چنانچہ آپؑ نے جو نہی معافی دی۔ مُلّا صاحب کی زبان پر کلمہ شہادت

جاری ہوا اور واصل رحمت ہوئے۔

● پیر کامل کو عالم بیداری میں حضرت شیخ نجم الدین احمد الکبریٰؒ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حالانکہ آپ رحلت کر چکے تھے۔

● موتِ اختیاری تمام مرغوب چیزوں کو چھوڑنے سے ملتی ہے۔

● حضرت علی ثانیؒ ۱۰ سالہ وہ قواعد میں لکھتے ہیں کہ طاہری عبادت کے ذریعہ نجات ممکن ہے مگر حقیقت تک پہنچنا محال ہے۔

● دنیا آخرت کے طلبکاروں پر حرام ہے آخرت دنیا والوں پر حرام جو بالکل غافل ہو۔ اہل اللہ پر دونوں حرام۔ بقول دانلے رازؒ
تیرے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا

یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی

● موت نفسانی خواہشات کا غلام بننے سے آتی ہے۔

● لوگ بشری زندگی سے زندہ ہیں دوستانِ خدا معرفت کی زندگی سے زندہ ہیں

المومن حق فی الدارین

● اولیاء کا تذکرہ کرنا دراصل اللہ کی بزرگی و برتری کا اظہار ہے۔ درج

رہے کہ سب خوبیاں اللہ کے کمال و جہاں کی آئینہ دار ہیں۔

● پیر کاملؒ کا ہر سانس کیوتر کی شکل میں پرواز کرتا تھا۔

● پیر کا ہر سانس موتی اور گوہر ہے۔ ہمارے پیر باطنی سلطان ہیں۔

● ذکر خفی تمام عبادات سے بہتر ہے۔

● پیر کامل ساری رات ایک سانس میں گزارتے تھے۔

● فرشتے اہل ذکر کی مجالس میں حاضر رہ کر مغفرت کی دعائیں مانگتے ہیں۔

● پیر برحق کے دہن مبارک سے آگ کا انگارا نکلتا۔ آپؐ فرماتے۔ سو ختم۔
 سو ختم۔ سو ختم۔ میں جل گیا!

● آپؐ فرماتے مجھے ازل سے عشق بازی کا سبق دیا گیا ہے۔
 ● اللہ پاک کے جلوہ سے مراد ہے۔ بندہ سے من اللہ کے ذات و صفات کا ظاہر ہونا۔

● جو ہر ذات ہے اور عرض صفات جیسے تجلی وارد ہوا اسکی ظاہری ہستی فنا ہو جاتی ہے
 ● خدا کے دیدار کا مطلب ہے اس کا اثر دل پر پڑنا
 ● سچے فقیر کا مسکرانا بھی تسبیح ہے وہ تجلیات میں فنا ہو رہا ہے۔
 ● اولیاء کرام سب کھیلے سراپا خیر ہیں۔
 ● شیر علی خان کے بابے میں پیر کامل نے فرمایا جس شمع کو خدا روشن کرے۔
 اس کو بجھانے والا خود فنا ہوگا۔

● اولیاء ننگی تلوار میں۔ دوستان خدا سے محبت پیغمبروں کی صفت ہے۔
 ● دنیا داری وہ ہے جو اللہ سے غافل رکھے۔
 ● قرآن صرف خوش الحانی نہیں ہے۔ اگر حضور دل سے نہ پڑھا جائے تو قرآن قاری
 پر لعنت بھیجتا ہے۔ لہٰذا قرآن کو چند ٹکوں کے عوض نہ بیچو۔
 ● دکھا دے کا عمل بے فائدہ ہے۔ حسن عبادت میں خلوص لازم ہے۔
 ● اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیر کامل پر اسماء سمیع و بصیر سے تجلی کی تو آپؐ دُور سے
 سننے اور دیکھنے والے بن گئے۔

● اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے پیر کامل پر حیات، قدرت علم اور کلام

سے جلوہ گری فرمائی تو ان تجلیات کے اثرات صاف ظاہر ہوئے آپ کو حیات ابدی ملی آپ سے ان قوتوں کا اظہار ہوا۔

● اللہ عزوجل آپ پر بحیثیت یانحی یا نمیت جلوہ گر ہوا تو ان تجلیات کی برکات سے زندہ کرنے اور مارتے کہ، طاقت کا مظاہرہ اکثر اوقات دیکھا گیا۔ آپ جلال الہی کے جمالی آئینہ ہے۔

● پیر کامل نے بشری کمزوریوں پر فتح پائی تھی۔

● خالی نسب اگر کام دیتا تو ابو جہل زیادہ حقدار ہے۔

● پیر کامل کسی بادشاہ یا امیر کیلئے تعظیماً کھڑے نہیں ہوتے تھے۔

● تبرک کرنے والے کے ساتھ تبرک کرنا صدقہ ہے۔

● اگر دولت کی وجہ سے کسی دولتمند کے سامنے انکساری دکھائی تو سارا

دین کھو جانے کا خطرہ ہے۔

● ہمارے مرشد پاک کو الغنی کی صفت سے تجلی حاصل ہوئی تھی۔ اس لئے

آپ بادشاہوں سے بے نیاز تھے۔

● پاکیزہ لوگ غیر اللہ سے بے نیاز ہوتے ہیں۔

● جب فرمایا گیا ید اللہ فوق ید یم (خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر)

تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر الوہیت کی تجلی ہوئی تھی۔

● انسان خدا کی ذات و صفات کا آئینہ ہے۔ آئینہ کا صاف ہونا ضروری ہے

جب آئینہ صاف ہو تو جس صفت سے اللہ اس پر تجلی کرے اس صفت

کی تجلی اس پر وارد ہوگی۔ خلافت الہی کا یہی منشاء ہے انسان اللہ کی ذات

وصفات کا مظہر بنے مثلاً جب رزاقی صفت جلوہ گر ہوئی تو سوکھے درخت سے تازہ کھجوریں ملیں جب خالق کی صورت میں جلوہ گری کی تو حضرت عیسیٰ نے جالوروں کو زندگی بخشی!

● ولی کامل کی کرامات میں دراصل خدا کا عمل دخل ہوتا ہے۔ اسکی قدرت کی تاثیر ہے جو اس ولی میں ظاہر ہوتی ہے۔ اس کی ہستی درمیان میں نہیں ہوتی ہے۔
● ولی کامل ظل اللہ ہے یہ اپنے خلعین کو سورج کی طرح بے پناہ فیض پہنچاتے ہیں۔

● سب سے بڑی کرامت پاس الفاس ہے۔
● صفت بصیری کی برکت سے ولی سب طرف دیکھتا ہے۔
● ولایت سے انکار آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا انکار ہے کرامات قرآن شریف میں درج ہیں (تفصیل اندر)

● کشف قبر کشف قلب پیر کامل کے روز کا معمول۔ پیر کامل پیر سلسلے حالات منکشف ہوتے ہیں۔

● جس نے اللہ کا دیدار کیا۔ اُس سے کیا پوشیدہ رہ سکتا ہے۔
● تجلے حیات کی برکت سے پیر کامل نے عالم استعراق میں فرمایا مجھے ابدی حیات دی گئی ہے۔ اب تمہاری فکر ہے فرمایا عبادات میں زیادہ مشغول رہو۔
● پیر کامل نے فرمایا مجھے ایک ہزار سال سمندروں کی سیر کی۔ یہاں فجر سے آفتاب کے طلوع تک کا وقت تھا۔

● نیز فرمایا میں نے دو سال خشکی کے راستے حج کا سفر مکمل کر لیا۔

یہاں ایک گھڑی سے زیادہ وقت نہیں گزرا تھا۔

- پیر کامل مثالی جسم کے ساتھ ریگڑاڑ کے فوجی کیمپ میں جلوہ گر ہوئے۔
- شریعت میں درج ہے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی شب میں ہزاروں کو دیدار سے مشرف فرماتے ہیں۔
- پیران پیر شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ نے دوران وعظ حضرت ابوالمعالی کو مثالی جسم کے ذریعہ بھری مجلس سے اٹھا کر دور جنگل میں دھوکرا کے واپس لایا تاکہ جناب غوث پاکؒ منبر شریف پر وعظ فرمائے تھے۔
- ہمایے پیر برحق حضرت سلطانؒ نے خواجہ عثمانؒ کو لڑکھنؤ بخش رف کے آستان عالیہ میں بہت سی نصیحتیں فرما کر کئی کام تجویز کئے حالانکہ ان دنوں پیر کامل ضلع بارہ مولہ کے دورے پر تھے۔
- اسی مرید خواجہ عثمانؒ کو لڑکھنؤ سے حرمین شریفین میں ملاقات کی حالانکہ طلبہ کی طور پیر برحق کشمیر میں مقیم تھے۔
- پیر کاملؒ نے تبت میں زین الدین کی رہبری فرمائی۔ اللہ دادؒ کو گھاس پھوس والی کوٹھڑی میں چپا رکھا لے جانے پر تہنید فرمائی وغیرہ وغیرہ
- علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے مثالی جسم کو کئی بار دیکھا ہے۔
- پیر برحقؒ کے بارے میں تجلئے رزاقی کی مثال اندہ ملاحظہ فرمائیں کس طرح اللہ دادؒ کو جھیل کمر میں طوفان سے نکال کر کھانے کو روٹیاں دیں۔ حالانکہ آپ مہینگر میں تشریف فرما تھے۔
- جسم بروزی کے واسطے سے اڈکر میاں روپہ ریشی کی تربیت فرمائی

● شہر سندھ (پاکستان) کا دورہ فرمایا۔ وہاں کے تریڈ پھر کلا شیوہ پیر کے دیدار کرنے آئے۔

● اولیاء کی اقسام اور درجہ بندی۔ ان کارکنان قضا و قدر کا کام خدائی احکام کے مطابق ہوتا ہے۔

● پیر کاملؑ نے جنیات اور ارواح خبیثہ کو مغلوب کر کے مسجد میں بنوائیں۔
● تنہائی فتنہ انگیزی سے بہتر ہے نوافل تنہائی میں ادا کرنے سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔

● عارف اور زاہد میں فرق۔

● فرمایا جو مرشد کی ہر بات لکھ دیتا ہے، اسے ہر حرف کے بدلے نیکیاں ملتی ہیں
● بعض کہتے ہیں قرآن اور علم شریعت کافی ہیں۔

● حقیقت اور معرفت جاننے کیلئے رہبر کی ضرورت ہے۔

● دلی دل سے مصروف عمل ہوتا ہے۔ نوافل کے ذریعہ قربت حاصل کرو۔

● خدا کیلئے مانگنا (یعنی شیئاً بٹا ثابت کرتا ہے کہ سائل خدا کے حضور میں حاضر ہے اور یہ خدا سے روگردانی نہیں ہے وہ اسکی عظمت کو تسلیم کر کے مانگتا ہے۔

● دل عقیدت کے نور سے منور ہو کر ہی دلی کی شناخت کرتا ہے۔

● زیادہ مغلوب الحال دلی شرائط کی پابندی سے معذور ہیں۔

● کافروں نے پیغمبروں کو اپنا جیسا خیال کیا۔ یہ ابوجہل کی بولی ہے (بھڑ

اور شہر کی مکھی میں فرق دیکھو حالانکہ ایک ہی غذا کھاتے ہیں۔ یہی حال بالنس اور

نیشکر کا ہے۔

● تم نے ایلینس کی نظر سے دیکھا۔ ولی کی حقاقت کی۔

● حضرت علیؓ کس شرط پر شاہ ولایت بن گئے؟

● بغیر عمل تصوف کی کتابیں پڑھنا لامصلحہ ہے۔

● حضور پاکؐ نے فرمایا کہ جب کسی سے محبت کرنے لگو تو اُس کو بھی خبر کر دو تاکہ محبوب کے دل میں تمہاری محبت پیدا ہو۔

● حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر کاملؒ کے اردل میں ننگے پیر چلنا ایسا لگتا تھا کہ یہ خس و خاشاک میرے لئے گلاستل ہے۔

● پیر کاملؒ نے جب ہمیں یہ کتاب یعنی ورد المریدین پڑھتے سنتے اور لکھتے دیکھا تو فرمایا: خبردار اس کام کو ایک قسم کی تجارت تصور کرو۔ مزید فرمایا مجھے دکھایا گیا کہ اس نیک کام میں مصروف رہنے والے پر خدا کی رحمت برستی ہے۔ یہ ہیں کلمات علامہ خاکیؒ کی زبانی۔ اب مزید خاکیؒ صاحب یوں رقمطراز ہیں۔ جب میں نے یہ بشارت پیر کاملؒ سے سنی تو فوراً اسکو شعر کا جامہ پہنا کر اس کتاب میں شامل کر کے قلمبند کیا تاکہ سند ہے دیا اللہ ہمیں بھی اس بشارت کی نعمتوں سے سرفراز فرما۔ آمین

● علامہ صاحبؒ نے کس بلیغ انداز میں اس حوالہ سے حضور سرور عالمؐ کے اُس ارشاد کو بیان فرمایا جس میں حضور پاکؐ مسلم نے حضرت کعب بن زہیرؓ زنت خوان کو نعتیہ کلام سننے پر یہ بشارت سنائی کہ میں پڑھنے والے، سننے والے، لکھنے والے اور حفظ کرتے والے کو جنت میں داخل کرانے کا ذمہ دار ہوں۔ یہ نعتیہ کلام قصیدہ یانت سعاد کے نام سے زبان زد خلاق ہے۔

● علامہ خاکیؒ آخر میں فرماتے ہیں کہ جب کتاب خدا کو پڑھنے کا شرف حاصل ہو جائے تو میرے حق میں فاتحہ پڑھیں۔ اللہم ارفع درجۃ فی اعلیٰ العلیین وارزقنا شفاعتہم اس ناچیز مترجم کی بھی مودبانہ گزارش سنتے۔

● ورد الموبدین (دستورالکین) کا احاطہ کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے گویا سمندر کو کوئے میں بند کرنا ہے۔ کھترین نے جو خوشہ چینی کی ہے وہ اس درخشندہ آفتاب کی چند کرنیں سمیٹنے کی جسارت ہے جو نور عرفان کی ایک جھلک کی صورت میں پیش کی گئی ہیں۔

گر قبول افتد زہے عس و شرف

● چونکہ انسان مرکب الخط والنیان ہے خصوصاً مجھ جیسا بے بضاعت کم علم بشر! اس لئے نہ معلوم بندہ عاصی پر معاصی سے کتنی غلطیاں اور فرد گزشتیں سرزد ہوئی ہونگی جس کیلئے نہایت عاجزی و انکاری سے اللہ تبارک و تعالیٰ سے عفو و درگزر کا خواستگار ہوں اور ساتھ ہی قارئین کرام سے استدعا ہے کہ میری کوتاہیوں کو معاف فرماتے ہوئے مندرجہ ذیل رباعی کو ملحوظ نظر رکھیں۔

قاریا بر من مکن قہر و عتاب

گر خطائے رفتہ باشد در کتاب

آن خطائے رفتہ را نصیح کن

از کرم والہ اعلم یا الصواب

اعتراف العباد و اعتذار در بار مطلق فی

بندۃ محبوب رب الجلیل (مخدوم) محمد حلیل قریشی رضی اللہ عنہ لعل بازارِ سرنگر کشمیر۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شکر اللہ حال میں ہر لحظہ نیکو تر شدہ است
شیخ شینان شیخ حمزہ نامی ہر شدہ است

علامہ بابا داؤد خاکی رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ ہذا ترتیب دیتے وقت سب سے پہلے اللہ
تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا اور شکر بجالاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جیب سے مرشدوں کے
مرشد جناب حضرت سلطان العارفین شیخ حمزہ رضی اللہ عنہ میرے ہمہ رہنے ہیں میری
حالت لکھو نیک سے نیکو تر ہوتی جاتی ہے۔

اسی قصیدے میں علامہؒ نے اپنے مرشد پاک کی خصوصیات و کمالات کا ذکر کیا ہے

جو ان کے مشاہدہ میں آئے ہیں۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی کتاب عوارف المعارف کا حوالہ دیتے ہوئے
فرماتے ہیں کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اللہ کی طرف سے ہدایت
یافتہ ہیں۔ سو آپ بھی انہی کے طریق پر چلتے۔

امام قشیریؒ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ پس مشائخ یعنی صوفیائے کرام نے
چونکہ ہدایت پائی ہے۔ اس لئے وہ اس بات کے اہل ہیں کہ انکی اقتداء یعنی پیروی کی
جائے وہ پرہیزگاروں کے امام بنائے گئے۔

اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ ہماری مخلوق میں ایک جماعت ایسی ہے جو حق کا راستہ

بتاتی ہے اور حق کے موافق فیصلے دیتی ہے مزید لکھا ہے کہ اللہ نے بیشک ایک ایسا طریقہ وضع کیا ہے۔ جس کے مطابق دنیا ان لوگوں سے قالی نہیں جو خدا کے دوست ہیں وہ قریاد کو پہنچتے ہیں اور انہی سے ہمیشہ حق ظاہر ہوتا ہے۔

کسی نے کیا خوب وضاحت کی ہے کہ جس طرح چمک قلب یعنی کیل پر پھرتی ہے اور گردش قائم رکھتی ہے بالکل اسی طرح حق کے پرستار اولیاء اللہ حق کے ذریعہ حق کی طرف یلاتے ہیں انہی کے ذریعے آفات سماوی میں گھرے ہوئے لوگ سکون پاتے ہیں قحط سالی سے بچ جاتے ہیں۔ انہی کی برکت سے بارش برسائی جاتی ہے۔ حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ اپنی کتاب ذخیرۃ المملوک میں فرماتے ہیں۔

سے ہر چہ از گردون گرداں می رسد اندر طفیل جان مرداں می رسد
(جو کچھ اس گردش کرنے والے آسمان سے نازل ہوتا ہے وہ مردان حق کی ارواح کے طفیل ہی حاصل ہوتا ہے)

گر نباشد نفس اریاب شہود خود نگردد دور پر کار وجود
(اگر اولیاء کرام کے پاک انفاس کی برکات شامل حال نہ ہوں تو وجود کے پرکار کی گردش رک جائیگی)۔

مرصاد العباد میں مرشد کی اہمیت، اسکی تربیت وغیرہ کو اجاگر کیا گیا ہے۔ قرآنی ارشاد ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ سے کہا کیا میں آپ کے ساتھ اس شرط پر رہ سکتا ہوں کہ جو مفید مسلم آپ کو سکھایا گیا ہے اس میں سے کچھ آپ مجھ کو بھی سکھائیں گے؟ نیز حضور پاک صلی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تیغ کامل کی حیثیت اپنی قوم میں ایسی ہے جیسی کہ تہی کی اُمت میں!

اس سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ مرشد کامل حاصل کئے بغیر چارہ نہیں (جو صاحب ولایت اور صاحب اختیار ہوں) حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اولیائی تحت قبائی لا یعرف ہم غیری! (میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں جنکو میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا)۔

تاریخ گواہ ہے کہ حضرت موسیٰ کو باوجود الوالہ العسدم پیغمبر ہونے کے دس سال حضرت شعیب کی تحویل میں رکھا گیا۔ تاکہ وہ کلیم اللہ کا شرف حاصل کرنے کا اہل بنے علم توریت حاصل کرنے کے بعد علم لدنی سے واقف ہونے کیلئے تواجہ حضرت ا کے ہمراہ رکھا گیا مگر لطف یہ ہے کہ استاذ حضرت خضرؑ انکی پہلی تختی پر الف۔ بے۔ کھننے کی بجای یہ سسر خط لکھ دیتے ہیں۔ اقل لن تسلیع معی صبراً (بیشک آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے) افسوس سے کہتا پڑتا ہے کہ ایک دیوانہ مغرور۔ دھوکے میں پڑا ہوا انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ باری تعالیٰ کے وصال کے وسیع مگر اکو بغیر راہبر کے طے کر سکتا ہے۔

صیحات صیحات لما توعدون بہت بعید از عقل ہیں وہ وعدے جو تمہارے ساتھ کئے جاتے ہیں ایسے وعدے قابل افسوس ہیں)

ابتداء میں توفیق ایزدی اور تائید الہی کی اشد ضرورت ہے کیونکہ ہمارے سامنے یوطالب کی مثال موجود ہے۔ ہر چند حضور پاک صلعم نے ان کے دل میں نور ایمان ڈالنے کی کوشش کی مگر خدا کی مشیت اور مرضی کے بغیر ایسا نہ کر سکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "آپ اسکو ہدایت نہیں کر سکتے جسے آپ محبت رکھتے ہیں بلکہ خدا جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔"

ہاں جذبہ طلب ضروری ہے اور ہمیں مرشد اور پیغمبر کی ضرورت ہے آپ دیکھتے

ہیں کہ مجازی قبہ کعبہ شریف جانے کھینے بھی رہبر کی ضرورت پڑتی ہے حالانکہ عازم سفر بنیادار ہوتا ہے۔ چلنے کی طاقت بھی ہوتی ہے سفر کا معاملہ بھی معین ہے چہ جاسیکہ حقیقت کا راستہ پانا ہو جس کی نشاندہی ایک لاکھ بیسٹ ہزار پیغمبر کرچکے ہیں پھر بھی قدموں کے کوئی ظہری نشان نہیں کیونکہ وہ بجای قدموں کے آنکھوں سے چلے ہیں اس راہ کے تو آموز سالک کو تب بصیرت ہوتی ہے نہ چلنے کی طاقت کیونکہ ازل میں ہی اُسے ظاہراً جہولاً کے القاب سے نوازا گیا ہے تاکہ کوئی اپنے بل بوتے پر اس راستے سے واقف ہونے کی ڈھینگیں نہ مارے یہ ہے اللہ جس کو چاہے ہدایت دے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ یا رسول صلعم آپ سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور قرآن بھی رہنما ہے۔ دراصل خدا مالک ہے۔

شیخ شینان سے مراد یہ ہے کہ میرے مرشد پاک دیگر اولیاء سے برتر ہیں۔ یا یہ کہ پیر کی توفیق میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ یا یہ توقع ہے کہ مستقبل میں پیر کامل شیخون کے شیخ اور عارفوں میں سلطان ہونگے۔

الغرض کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ مدح میں وسعت جائز ہے بڑھ چڑھ کر مدح و ثنا خوانی کرنا برا نہیں۔ کیونکہ عرش کے نیچے خزانوں کی کنجیاں شاعروں کی زبانیں ہیں۔ جہاں تک اعتقاد کا تعلق ہے۔ یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ مرید کا اعتقاد اس بات پر ہونا چاہیے کہ رسول مقبول صلعم اور صحابہ کرامؓ کے بعد کسی کو مرشد صاحب ولایت پر فضیلت نہیں ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے کہ اس راہ میں توفیق الہی مقدم ہے۔ بلکہ ہر امر میں اولین درجے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسلئے کمترین ایک تاریخی واقعہ کی طرف اپنی توجہ مبذول کرنے کی جسارت کرتا ہے وہ یوں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قبل

محض اس نیت سے یہ سہ تلواریں لکے کہ معاذ اللہ۔ آج حضرت محمد بن علی علیہ السلام کا کام تمام کر دیں تو آپ کی اس نیت پر تقدیر سبقت لے گیا اور وہی پیش آنے لگا جو تقدیر میں لکھا تھا مگر اس پر بھی توفیق الہی کا خاص عمل دخل رہا اور جو صاحب دربار نبویؐ میں قتل کے روپ میں گئے تھے، توفیق الہی سے امیر المؤمنین بنکر یا مہر شریف لائے۔ (مترجم) اسی طرح حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کے بارے میں یہ بات واضح ہو گئی کہ شریعت سے بالا اور بھی قوانین ہیں جو عوام کے فہم میں نہیں آسکتے۔ اگر شریعت ہی سب کچھ ہوتا تو جب حضرت خضرؑ نے ایک بے گناہ لڑکے کو مارا حضرت موسیٰؑ سے پوچھا کہ آپ کی شریعت میں اگر یہ گناہ ہے تو اس کا کفارہ یا سزا — ہے یا حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ ایک ننھی بے گناہ جان کے بدلے تون کا قصاص لینا ضروری ہے۔ تو حضرت خضرؑ نے فرمایا میری شریعت اس قتل کو جائز سمجھتی ہے اور قاتل یری الذمہ بلکہ معصوم ہے۔ حضرت موسیٰؑ کب ماتے ولے تھے چنانچہ عداائی ہوئی

هَذَا فَرَقٌ بَيْنَ وَبَيْنِكَ۔

پیر روٹی نے دلچپ پیرائے میں یہ بیان کیا ہے کہ مرشد کے تابع رہ کر اگر وہ کسی بے گناہ کو مارنے کا حکم دیں یا خواجہ خضرؑ کی طرح کشتی میں سوراخ کرنے کو کہیں تو بلا ثل حکم کی پیروی کرو۔ کیونکہ اس ظالمی شکست درخت میں اور ظلم ہی نقصان میں بے شمار فائدے ہیں جس کا تم احاطہ نہیں کر سکتے (مترجم غفرلہ)

شرح الامالیٰ میں لکھا ہے کہ ہر زمانے میں ایک صاحب ولایت کی ضرورت رہتی ہے وہ صرف ارادت کیلئے ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ شخص جاہلیت کی موت مرا جس نے جیتے جی اپنے زمانے کے امام کو نہیں پہچانا۔

مرید کو جانتا چاہیے کہ اس کا مرشد طریقت اللہ کی جماعت کا ایک فرد ہے مگر

ایک کو دوسرے پر فضیلت دینا اچھا نہیں۔ اولیاء اللہ ایک جان کے ہزاروں قالب ہیں
اسلئے اگر اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ ایک دلی دوسرے پر فوقیت رکھتا ہے
وہ شیطانی دوسرے میں مبتلا ہے۔

خلاصۃ الاسلام میں ہے کہ ایمان برقرار رکھنے کی تین شرطیں ہیں۔ ۱۔ ایمان
لانے پر خوش ہونا ۲۔ ایمان کے زوال سے ڈرتے رہنا۔ ۳۔ ایسے کلام یا اعتقاد سے بچنا
جو ایمان کو برباد کرنے والا ہو۔

ایمان کا مطلب بھی یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنا اور ان کی پیروی کرنا۔
ورد المریدین کے مطلع میں یہ تمام تقاضے پورے ہوتے ہیں۔

شکر لٹ۔ مال من ہر لحظہ نیکو تر شدہ است
شیخ شینان شیخ حمزہ قاسم راہبر شدہ است

اگر ہم سے کوئی پوچھے۔ کیا تم مسلمان ہو؟ جواب میں الحمد للہ کہتا چاہیے تاکہ
یہ نعمت برقرار رہے اور اس میں اضافہ ہو۔ الغرض یہ شعر بار بار پڑھنے سے ایمان
وارادت میں تازگی حاصل ہوتی ہے۔ اور جتنا زیادہ پڑھتا رہے اس سنت کے بجا
لانے میں زیادہ سے زیادہ اجر ملیگا۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ اس قصیدے کا ورد کرنے
سے بے اندازہ ثواب اور برکتیں حاصل ہونگی اسی وجہ سے اس کا نام ورد المریدین
رکھا گیا ہے۔

شمائل الاتقیاء کے مطابق مشائخ کرام کو خلافت حاصل ہے جیسا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے۔

”جس نے میری سنت یعنی قول۔ فعل۔ حال یا شریعت۔ طریقت۔ معرفت کو زندہ

رکھادہ میرا بھی خلیفہ ہے اور مجھ سے پیشتر نبیوں کا بھی خلیفہ ہے۔
 اعیاء العلوم میں بھی درج ہے حضور پاک صلیم نے فرمایا "میرے خلیفوں پر خدا
 کی رحمت ہو۔ پوچھا گیا۔ آپ کے خلفاء کون ہے ارشاد ہوا جو میری سنت اور طریقے
 کو زندہ رکھتے ہیں اور خدا کے بندوں کو اس کی تعلیم دیتے ہیں۔
 عوارف المعارف میں درج ہے۔ بھلا کونسی متابعت حضور پاک صلیم کی اس
 پیروی سے زیادہ مکمل اور استوار ہو سکتی ہے جسکی رو سے لوگوں کو حق کی طرف بلایا
 جائے۔ اللہ نے حضور صلیم کے لئے حکم فرمایا کلام قدیم میں! اور مہرشد کا مرید کو بھی تعلیم دینا
 قرآنی سنت کو زندہ رکھنا ہے تب تک وہ کامل مومن نہیں جب تک اپنے جھگڑے آپ
 کے حکم کے مطابق فیصل نہ دیں اور دلوں میں تنگی نہ پائیں اور اس کو پورا پورا بطیب
 خاطر تسلیم کریں۔

تفسیر کا شفی میں اس آیت کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ حضرت زبیرؓ اور حضرت عاتمؓ کا پانی کے
 معاملے پر جھگڑا حضور پاک صلیم کے پیش ہوا تو آپ نے فیصلہ دیا کہ حضرت زبیرؓ اپنے کھیتوں کو
 پانی دیکر حضرت عاتمؓ کیلئے پانی چھوڑے۔ حضرت عاتمؓ کو یہ فیصلہ ناگوار گذرا اور کچھ گستاخانہ
 الفاظ ان کے منہ سے نکل گئے یہ کہ معاذ اللہ آپ نے طرف داری کی ہے۔ چنانچہ اللہ پاک کو
 گوارا نہ ہوا اور ارشاد ہوا کہ آنحضور صلیم کا فیصلہ دل کی خوشی سے قبول کرو اور دلوں میں
 تنگی محسوس نہ کرو۔۔۔

عوارف المعارف میں صاف درج ہے کہ مہرشد مرید کے پاس اللہ اور رسول اللہ صلیم
 کی سند ہے جس کو اپنے مہرشد پر کبھی دوسرے ہودہ حضور پاک صلیم پر بھی اعتماد رکھتا ہے۔

اسمیں کوئی شک نہیں۔

انشاء اللہ العزیز پیر برحق حضرت سلطان العارفینؒ کی زیارت اور صحبت کے آداب کے بارے میں وضاحت کے ساتھ سب باتیں آئندہ اشعار میں آئینگی جس سے کلی طور واضح ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت و نیابت کے حق دار کون ہیں؟

**یافت چوں ہمنامے آن غازی نایاب دین
بہلوانے در جہاد نفس زور آور شد دست**

علامہ قاضی فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر برحق حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان حضرت امیر حمزہؓ سید الشہداء کے ہمنام ہیں اور جس طرح دین اسلام کے اس نامور سالار نے شہادت کا درجہ پایا اسی طرح ہمارے پیر کامل بھی نفس کے جہاد میں غازی ثابت ہوئے اور انشاء اللہ شہیدوں کی فہرست میں شمار ہونگے۔

حقیقت یہ ہے کہ الاسماء متنزل من السماء (نام اللہ کی طرف سے نازل ہوتے ہیں) حمزہ نام حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان کو آسمان سے ملا۔ اور وہ سید الشہداء کہلائے۔ اسی طرح ہمارے پیر کاملؒ کو آپ کا ہمنام ہونے کی برکت سے شہادت کا درجہ ملا کیونکہ آپ جہاد اکبر یعنی جہاد فی النفس میں ہمہ تن مشغول رہے۔

شیخ عثمان مغربیؒ کا قول ہے کہ جو ریاضت شاقہ سے کام لیکر نفس کے خلاف جہاد کر لیا تو رحلت کے بعد وہ شہیدوں میں شمار ہوگا۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ سے واپسی پر صحابہ کبار سے فرمایا کہ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ رہے ہیں غرض کیا گیا جہاد اکبر

کوئی جہاد ہے؛ فرمایا جہاد فی النفس! اس جنگ میں جن ہتھیاروں سے کام لیا جاتا ہے وہ ہیں یاد دلا
اور پرہیز گاری، اخلاق، اللہ اور میں درج ہے کہ وہ عمل جو ثواب اور درجہ میں جہاد کے برابر ہو یہ ہے
کہ مومن جہاد کھیلے لکھے تو مسجد میں داخل ہو کر نماز ادا کرے اور روزہ سے ہو اور اقطار نہ کرے۔
لب اللہ اب میں بھی نہیں تغیر درجہ ہے کہ جہاد یعنی تلوار سے کافروں کے خلاف جنگ
جہاد اصغر ہے مگر شیطان کے خلاف جنگ کرنا اور اپنے نفس پر قابو پانا بڑا جہاد ہے اللہ
فرماتا ہے کہ جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھائیں
گے کیونکہ ان اللہ علیہ السلام المعین ابیشک اللہ قلوب والوں کے ساتھ ہے خصوصاً جن
لوگوں نے ہجرت کر کے ترک وطن کیا اور ایمان پر ڈٹے رہے۔

ملوک کی اصطلاح میں ہجرت کے معنی اپنے نفس سے سرکشی اور علاحدگی اختیار کرنا
ہے شہواتِ نفس کو طلاق دینا اور انصار وہ ایسے مہاجرین کی مدد کرتے ہیں تاکہ ان کے ایمان
میں کوئی کمزوری پیدا نہ ہو۔

در اصل عبادات میں مشقت اٹھانا اسے ضروری ہے۔ تاکہ عقیق کے عذاب سے
بچ جائے یہاں حکو انبیاء اولیاء کا طریقہ اپنانا چاہیے۔ اہل تصوف کے نزدیک ایک سانس
بھی خدا کی یاد سے غافل رہ کر لیا جائے تو گویا کفر کے مرادف ہو گا یاد اللہ نہ کرنے والا گویا
مردہ ہے ایمان سے عاری گویا کافر۔ تو تمہارے لئے یہی نصیحت ہے کہ مجازی تلوار چھوڑ دے
اور اپنی جان کو سپر نیادے تاکہ تو سرداری حاصل کر لے۔

شیخ عباس رحمۃ اللہ کا حال سنئے آپ معرکوں میں نوٹے بار شامل ہوئے لیکن آخر پر
سمجھ گئے کہ جہاد اگر نفس کے خلاف جنگ ہے اور اس جنگ کی کامیابی میں اللہ کا دیدار حاصل ہونا
ہے جہاد اصغر میں دکھا دیا ہے جہاد اکبر میں ایسی بات نہیں بشیر وہ نہیں جو دوسروں کا شکار

کرے بلکہ وہ جو اپنے نفس پر غالب آئے

وَالَّذِينَ جَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَمَا يُلَاقِهِمْ مِنْ شَيْءٍ يُؤْذِيهِمْ
يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُمْ

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے پیر برحقؒ نے جب یہ آیت قرآنی وَالَّذِينَ جَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا پڑھی اور اس پر عمل کیا تو اللہ نے آپ کی رہنمائی کی اور خشک و تر کے لئے والوں کے پر میر بنے۔

تفسیر قشیری میں درج ہے کہ مندرجہ صدر آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ جہاد کے لئے ریاضت و مجاہدہ کرتے ہیں اور ہماری راہ میں تکلیف برداشت کرتے ہیں تو ہم ان کو اپنا راستہ دکھائیے اِنَّا لَنَهْدِيْكَ لِسَانَ الْمُتَّقِينَ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِمَنْ يَّشَاءُ سُبُلَ سُبُلِهِ لَنُجْزِيَنَّهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا کے ساتھ ہے۔

شمالی القیام میں بھی شیخ ابو علی دقاقؒ یہی قول دہراتے ہیں کہ نفس کی عادات ذمیر سے اپنے آپ کو باز رکھنا اصلی مجاہدہ ہے۔

مرصاد العباد میں اسی آیت شریف کی شرح میں لکھا گیا ہے اللہ کی توفیق سے جب سالک لذیذ چیزوں سے منہ موڑے تو اللہ پاک اس کیلئے چھتے ہوئے راستہ کو آسان بنا دیتا ہے۔ اور وہ اپنے مرشد کو خدا کے ساتھ ملا ہوا۔ اپنے دل کے آئینے میں دیکھ کر نہایت فریفتہ و شیدا ہو جاتا ہے۔

درج رہے کہ قلندر جو اس ظاہری میں نہیں ہوتا مرشد بننے کے لائق نہیں۔ اگرچہ سالک بھی مجذوب ہوتا ہے مگر وہ یا ہوش ہوتا ہے مجذوب وہ ہے جس کو خدا نے اپنی طرف

کشش کی ہو۔

اس عمل کی مدد سے طالب اپنے دل میں پیر کا جمال دیکھتا ہے اور تڑپتا ہے یہی بے آرامی اس کے اقبال کی نشاندہی کرتی ہے۔

ہر محروم کا ہر اس لئے فرمایا تاکہ یہ ذہن نشین ہو کہ ہمارے پیر کامل کو اللہ کریم نے علم لدنی بخشا۔ جب آپ نے معلوم باتوں پر عمل کرتے میں ثابت قدمی دکھائی تو اللہ کریم نے نامعلوم اور غیبی باتوں کا علم بھی آپ کو عنایت کیا اور آپ رہبر خشک ترین گئے۔

کتاب الحقائق میں اس حدیث پاک کا حوالہ دیا گیا ہے جس میں حضور پاک صلعم نے فرمایا "جس نے اپنے علم پر عمل کیا اللہ پاک اس کو نامعلوم علم پر بھی واقف کریگا۔ جو شخص پرہیز گاری اختیار کرے اللہ اس کو علم غیب سے نوازتا ہے اور قرآن شریف کے رموز و اسرار سے روشناس کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اِنْ تَقْوُوا حَدَّثَ بَعْلُكُمْ فُوقَانَا (ای ایمان والو اگر اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تمہیں ایسا بنادے گا کہ تم حق و باطل اور حلال و حرام میں فرق کر سکو گے) یہ ضروری نہیں کہ جو بھی مرید بن جائے وہ مُرشد کے ہاتھوں صاحبِ کمال بن جائے نہ کسی کو محض اس وجہ سے دھتکارا جائے کہ وہ ناقابل ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو مل جائے۔ مثلاً شکاری راج ہنس کو پکڑنے کے لئے جال بچھاتا ہے مگر شاہباز شادی جال میں پھنس جاتا ہے۔

تین چیزیں ایسی ہیں جو مُرشد مرید کو نہیں سکھا سکتا۔ یہ چیزیں طالب میں ہونا ضروری ہیں مثلاً طلب و جستجو، عقیدت اور عشق۔ ہاں مُرشد جو چیزیں سکھا سکتا ہے وہ ہیں عبادت اور حسنِ خلق و ادب!

رہبر معشوق کی گلی کا پتہ دے سکتا ہے۔ دربار کے آداب سکھا سکتا ہے مگر اس کی جستجو کرنا اور محبوب کے انتظار میں رات کا چین اور دن کا آرام اُس کے دل میں ڈال نہیں سکتا ہے گویا نیک نعتی یا بد نعتی مُرشد کے اختیار میں نہیں ہے یہ امور خداوند کریم کے دست قدرت میں ہیں۔ سچ ہے جیسے فرمایا گیا کہ جو آپ کو پیارا ہو اسکو تم ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ خدا جس کو چاہے ہدایت کر سکتا ہے۔

استقامت چوں نمودارِ عمل درما علم
علم مالم علیش حتی داد و دین پرورش داشت

حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب پامائے پیر برحق رضی اللہ عنہ نے معلوم باتوں پر عمل کرنے میں پوری ثابت قدمی دکھائی تو اللہ نے آپ کو علم لدنی سے بھی نوازا اور آپ دین کے پیشوا بن گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ باعمل شخص استقامت کی برکت سے علوم باطنی سے بہرہ ور ہو جاتا ہے۔ اللہ پاک اُس کیلئے یہ دروازے کھول دیتا ہے جب کوئی پیر ہیزگار بن جائے تو کارگزارِ قدرت بذریعہ الہام اُس کے اندر حکمت ڈال دیتے ہیں۔ حضرت شفیق یلنی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اتنا علم آپ نے کہاں سے سیکھا حالانکہ آپ کا کوئی اُستاد نہیں۔ تو فرمایا کہ میں تیس سال سے اُس کی درگاہ میں استقامت کے ساتھ حاضری دیتا رہا تو مجھے اُسی درگاہ سے یہ علم ملا۔ حضرت شیخ ابو محمد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حقیقت کا راز پوچھ گچھ بحث و تمحیص اور فلسفہ سے حل نہیں ہوتا بلکہ خون کے آنسو سال ہا سال کے بہانے کے بعد ہی

یہ دولت نصیب ہوتی ہے جب دل کے آنسو نہ بہاؤ گے ظاہری علم اور فلسفہ حقیقت حال
نہیں بتائیں گے

صد کتاب و صد ورق در ناکن

روئے دل را جانب دلدار کن

رسالہ قشریہ میں درج ہے کہ بزرگان دین کے بغیر کسی میں ثابت قہر و استقامت
نہیں ہوتی ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثابت قدم رہو اور کبھی بھی یہ خیال ذہن میں
نہ لاؤ کہ تم ثابت قدم ہو۔

بچوں خدا علم لدنی کرو تعلیمش زہد
بہر اسرار الہی عالم ہر شدت

حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر برحق رضی اللہ عنہ جب اللہ کے
فضل سے علم لدنی سے ملام مال ہو گئے تو اللہ پاک کے اسرار کا تجربہ کار عالم بن گئے اس
سلسلہ میں علم لدنی کی فضیلت کے بارے میں قرآن شریف اور احادیث پاک کے حوالہ جات
بیان کئے جائینگے انشاء اللہ العزیز

اللہ تعالیٰ و تبارک کا ارشاد ہے دُائِمًا هُوَ لَدُنَّا عَلِيمًا (ہم نے خواہ

حضرت کو اپنے پاس سے ایک علم سکھایا۔)

ترجمہ الحقائق میں مذکور ہے کہ والقوا احداً و تعلمکم احداً۔ اللہ پاک نے فرمایا
خدا سے ڈرو۔ خدا تم کو علم سکھائیگا۔ یعنی خدا تعالیٰ کے قہر سے ڈرو غیر اللہ کو
چھوڑ دو۔ وہ غیب کے راز سے تم کو واقف کریگا۔ جب مرید پورا پرہیزگار بنتا ہے تو

اللہ اس کو انبیاء اور اولیاء کے تمام علوم کسی دوسرے کی مدد کے بغیر سکھاتا ہے یہی علم لدنی کہلاتا ہے۔

تفسیر الرموز میں درج ہے وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ۔ اللہ نے فرمایا اور مومنوں میں ان لوگوں کو جنہیں علم دیا گیا ہے کئی مرتبے ہیں دراصل علم لدنی حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ائمہوں میں بعض کو بغیر استاد کے سکھایا جاتا ہے۔ یہ علم اولیاء اللہ کے دلوں کی تختیوں پر اللہ کے قلم سے لکھا جاتا ہے اس علم کا رتبہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا ہے نہ اس کی عظمت ضبط تحریر میں آسکتی ہے۔

یہ حقیقت ہے جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الْحَکِمَةُ مِنْ يَشَاءُ وَمِنْ يُؤْتَ الْحَکِمَةُ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا۔ دین کا فہم یعنی حکمت اللہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے جس کو یہ نعمت عطا کی گئی۔ اس کو بڑا خیر دیا گیا۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اول ما خلق اللہ القلم (سب سے پہلے قلم پیدا کیا گیا) یہ قلم اللہ کی طرح لسانی ہے لافانی ہے جس طرح اللہ کی ذات و صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اسی طرح یہ ہماری قلم تمہارا جیسا قلم نہیں۔ فاتحۃ العلوم میں درج ہے کہ جس ولی یا سالک کو اس علم میں سے کچھ حصہ ملے تو فرمایا کہ میں اُس کے برے انجام سے ڈرتا ہوں اس علم سے انکار کرنا بڑا ہے۔

تذکرۃ الاولیاء میں درج ہے کہ ایک دن حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضرت یحییٰ رابع بصریؒ کی عبادت گاہ میں چلے گئے اور اُن سے کہا کہ مجھے اس علم میں سے کچھ بتائیے جو نہ درس و تدریس سے حاصل ہوتا ہے اور نہ مخلوق کے واسطے سے مل جاتا ہے آپ نے فرمایا میں نے ایک دھلگے کی ایک آٹی کات لی اور سوچا بازار میں بیچ کر کچھ سامان خورد

دنوش لادنگی چنانچہ بازار لے گئی۔ وہاں دو درہم سے تو میں نے دوتوں درہم ایک ہی ہاتھ میں نہ رکھے بلکہ ایک درہم ایک ہاتھ میں اور دوسرا دوسرے ہاتھ میں۔ اسلئے کہ اگر ایک ہی ہاتھ میں رکھوں تو مجھے یہ گمراہ کرینگے۔ اسی بات میں میرے لئے کٹا کٹا تھا احیائے العلوم میں لکھا ہے کہ ظاہری علوم جانتے والے باطنی علم والوں کی بڑی تعظیم کرتے ہیں۔ حضرت امام شافعیؒ حضرت شیخان راغی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یا ادب بھیجتے تھے اور پوچھتے تھے کہ فلان کام کس طرح کریں کسی نے امام صاحب سے پوچھا کہ آپ بعض امور میں ایک گنوار سے مشورہ کرتے اور رائے لیے ہیں آپ فرماتے کہ انہوں نے مجھے بعض فرد گزشتہ سے آگاہ کیا ہے۔

حضرت امام احمد حنبل علیہ الرحمۃ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے جاتے تھے۔

حضور پاک صلیم نے فرمایا کہ جو قرآن و حدیث سے نہ ملے۔ نیک لوگوں سے پوچھو ظاہر عالم دنیا کی زینت ہے اور باطنی عالم آسمان کی زینت ہے۔ علم ظاہری حاصل کرنے کے بعد صوتی بننا ٹھیک ہے۔ علم ظاہری حاصل کئے بغیر صوتی بننا اپنے لئے خطرہ مول لینا ہے۔

دستور الجمہور میں ہے کہ حضرت امام احمد حنبلؒ حضرت بشر حافی کی زیارت کو اکثر جاتے تھے۔ فرماتے وہ اللہ کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں حالانکہ میں تمام ظاہری علوم کا ماہر ہوں۔

رباعی

اے پیکِ نجستہ پے کہ داری بیان دوست

یا من سگوے جز سخنِ درفشان دوست

(اے مبارک قدم والے قاصد جو پیغام دوست لائے ہو۔ مجھے دوست کا موتی بھیا

کلام سناؤ)

سہ مال از زبان دوست شنیدن چہ خوش بود

یا از زبان آنکه شنید از زبان دوست

(دوست کی زبانی باتیں سنا کر کتنا اچھا ہے۔ یا اس کی زبان سے جس نے دوست کی زبانی

سنی ہوں)۔

تذکرۃ ادباء میں درج ہے کہ حضرت امام احمدؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ محبت کیا ہے
آپ نے فرمایا۔ حضرت یثربانیؒ سے پوچھو۔ جب تک وہ زندہ ہیں میں اسکا جواب نہیں دوں گا

نفحات الانس میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک واقعہ لکھا
ہے کہ آپ حضرت سری سقطیؒ کے سلسلے پیٹھے تھے اور ایک درویش آیا اور

— حضرت سری سقطیؒ کے ساتھ ایسی باتوں میں مشغول ہو گئے جو میری سمجھ سے

بالا تر تھیں۔ آخر سری سقطیؒ نے پوچھا آپ نے کس کی شاگردی کی ہے۔ اسنے جواب

دیا کہ ہرات میں ایک استاد ہے جس کو نماز کے آداب اور فرائض سکھاتے پڑتے
ہیں۔ لیکن وہ مجھے توحید کا علم سکھاتا ہے۔

ایک اور واقعہ یوں درج ہے کہ ابوعلی سندھی علیہ الرحمۃ حضرت بایزید بسطامی

علیہ الرحمۃ کے استادوں میں سے تھے وہ آپ سے علم توحید علم فنا سیکھتے تھے اور ابوعلی

اُن سے سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص یاد کر لیتے تھے۔

عوارف المعارف میں ہے کہ حضرت بایزید بسطامیؒ علم توحید اور علم حقیقت

ابوعلی سندھیؒ سے سیکھتے تھے۔

مشکلات واقعات سالکانِ رُبوبیہ سبب پیش اور تعبیر کردن اسہل الیہ شد است

حضرت علامہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے پیر برحق رضی اللہ عنہ کو چونکہ علم لدنی حاصل تھا اسلئے آپ اس کی مدد سے سالکوں کی مشکلوں کا حل نکال لیتے تھے اور ان کے خوابوں کی تعبیر بھی بتاتے تھے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں بیان فرماتا ہے کہ حضرت یوسفؑ کہتے کہ اے اللہ تو نے مجھے سلطنت عطا کی اور مجھ کو خوابوں کی تعبیر کا علم سکھایا۔ حضرت سلطان العارفين رضی اللہ عنہ اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کی مشکلات کا حل علم لدنی کی برکت سے بیان فرماتے۔

مرصاد العباد میں لکھا ہے کہ سالک طریقت کو راہ سلوک میں غیب سے جلوے دکھائے جاتے ہیں۔ اور واقعات و واردات اُس پر ٹھل جاتے ہیں اور مُرید کے ہر حال سے واقف رہتے ہیں یہ غیبی زبان غیب والے ہی جانتے ہیں۔ ہاں مرشد کو خدائی امداد چاہیئے اور یہ ضروری ہے کہ اُس نے یہ علم حاصل کیا ہو اور مُرید کو یہ غیبی زبان سکھائے۔ نہیں تو مرید ان اشارات اور اسرار سے محروم رہ جائیگا اور ترقی نہ کر سکیگا۔

روشنش اوار قرآن گشت و ہم اسرار
ہم خواہش دید ہم الفاظش از برشت است

حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر برحق پر قرآن مجید کے التوار روشن ہو گئے اور اسرار بھی منکشف ہوئے آپ کو ہر آیت کی خاصیتیں بھی معلوم ہو گئیں اور وہ بھی یاد ہو گئیں۔

مشارح حضرات کے متعلق مشہور ہے کہ صدق و اقلص کے ساتھ جب وہ کثرت سے تلاوت کرتے رہتے ہیں تو دعایا ذکر یا تو قرآن کریم انکی اپنی جائداد بن جاتی ہے اور ان کی بعض تجلیات اور خاصیتیں دنیا میں بھی نمایاں ہو جاتی ہیں۔ یہ علم لذتی کی ایک قسم ہے۔

مرشد کو چاہیے کہ ان آیات اور اذکار سے تجربہ میں لائے ہوئے فائدے فحاصل مرید کو عنایت کرے تاکہ وہ مستفیض ہو۔

خود حضرت سلطان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تلاوت وغیرہ کی لذت حاصل کی اور حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میں جب کبھی تلاوت کرتا آپ غلطی نکالتے اور وہ واقعی غلطی ہوتی۔ پیر کامل مختلف آیات اور سورتوں کے خواص بیان فرماتے۔ جو پیر کاملؒ فرماتے وہی تفاسیر میں پاتا۔ میرا عقیدہ بڑھتا جاتا تھا۔ کبھی آپ خوش ہوتے کبھی ناراض بھی اور فرماتے کہ اے خاکیؒ! کیا تم میری آزمائش کرتے ہو۔ کیا میرے کہنے پر یقین نہیں آیا؟

پیر کاملؒ فرماتے ہیں ان خاصیتوں میں سے جو مجھ پر منکشف ہوتی ہیں۔ ایک فیصدی بھی تم کو نہیں سناتا۔۔۔۔۔ میں عذر خواہی کر کے عرض کرتا۔ وَلَٰكِنِّ لِلْغَيْبِ عِلْمُ قَلْبِي جِیسے اللہ پاک سے حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔ آپ جواب میں فرماتے کم حوصلہ مت بنو۔ صفائی قلب سے ہمیشہ بڑھتا کہ تم پر بھی انکے اثرات مرتب ہوں۔

تفحات الانس میں مذکور ہے کہ گو شیخ برکۃ ھدانیؒ کو سورہ فاتحہ اور چند سورتیں یاد تھیں مگر وہ قرآن عزیز کو صحیح طور پر جانتے تھے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ رسالہ وحی اللہ میں فرماتے ہیں کہ تلاوت کرتے وقت خدا خود جلوہ گر ہوتا ہے۔ اور قاری کو معلوم نہیں ہوتا کہ تلاوت کے وقت خدا اپنا جلوہ ڈال دیتا ہے۔

یاد رہے کہ صفت سے نکل کر موصوف کی طرف جاؤ تو کلام اللہ کے بہت سے الوار روشن ہونگے۔ امر دہنی پر پابند رہ کر وہ قاری نہیں حقیقت میں قرآن بن جاتا ہے جس طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم قرآن ناطق ہیں۔ عِلْمُ الْإِنْسَانِ مَا لَمْ يُلِمَّ — اللہ کا قلم نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ انسان کو دوسرے ذرائع سے اللہ اپنے راز سکھاتا ہے۔ حضور پاکؐ نے فرمایا تلاوت کرو اور روتے روتے دعا کرو۔ مَثَلُ ذُنُوبِكُمْ مَثَلُ الْقَوَاتِ مَا هُوَ شَفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ کسی مسلمان پر دم کریں تو شفا پائیگا۔ شہ امتداد قیوہ پڑھو موزی جانور سانپ وغیرہ مر جائیگا ثم اذا شاء انشرہ مے ہوئے کو زندہ کریگا۔

کیمائے سعادت میں لکھا ہے کہ امام احمد غنبلؒ نے اللہ کو خواب میں دیکھ کر عرض کیا کہ تمہاری درگاہ تک کس چیز سے رسائی ہو سکتی ہے۔ فرمایا تلاوت کلام اللہ سے چلیے سمجھو یا نہ سمجھو!

قرآن دراصل عین ذات ہے۔ اللہ خود متکلم ہے کلام کرنے والا۔ قاری اپنے آپ کو سننے والا تصور کر کے موسیٰؑ کی وادی ایمن کا درخت جیسا جان لے اور جال لے کہ خود خدا پڑھ رہا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ ہی سے سن رہا ہے اور اگر ترقی کرتے کرتے اس درجہ پر پہنچ جائے کہ پڑھنے والا تبع میں غالب ہو جائے تو کلام کرنے

والا اور ستے والا خدا کے سوا کسی کو بھانپنا اور نہ دیکھنا اپنی ہستی سے آزاد ہو کر
ما سوا اللہ اس کی نظر سے غائب ہو جائیگا اور یہی حقیقی قنابہ ہے۔

درج رہے کہ یہ بلند اور اقبال مند درجہ اہل سنت و جماعت کے
اعتقاد کے بغیر حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم (صاحب شریعت) کی
پیروی کے سوا، ذکر و مراقبہ جاری رکھے بغیر، امر و نہی پر عمل پیرا ہونے کے
بغیر، ماسوا گ محبت دل سے نکالتے، کم کھاتے، کم سوتے، کم بولتے کی عادت
اختیار کئے بغیر اور ہمیشہ ذکر اللہ کرتے رہنے کے بغیر یعنی فرض دائم، پاس انعام
اور ہر مانس سے واقف رہے بغیر ممکن نہیں ہے۔

اوشریعت راست ناصر و طریقت مجتہد
بہر اسرار حقیقت صد اور مصدر شہادت

علامہ خاکی علیہ الرحمۃ اپنے مرشد کامل کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ
شریعت کے پیروکار اور طریقت کے امام ہیں اللہ کے حقیقی اسرار کا خزانہ آپ کا دل ہے
خلاصۃ المناقب میں ہے کہ مرشد کی امداد کے بغیر مجاہدہ سینہ حاصل
نہیں ہو سکتا۔ یعنی اس اللہ کے گھر کو نقاتی خواہشات اور حرص و ہوا اور
شہوت کی غلاطت سے صاف کرنا ہے یہی مجاہدہ سینہ ہے۔

حضرت رومیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے یہ
از حسد اول تو دل را پاک دار تو لیشتن را بعد از ازاں مومن شمار
جب تک تیرے دل میں بغض، کینہ حسد غرور، خود بینی، خود نمائی، غرض مندی

ریا کاری، چالوسی، جھوٹ، فریب اور چغل خوری غیبت و بہتان اور دیگر قلبی بیماریاں موجود ہوں تو اپنے کو صحیح مومن نہ سمجھ۔ (مترجم)

مرشد کامل کا شریعت، طریقت اور حقیقت سے یا خبر ہونا لازم ہے حضور پاکؐ کا ارشاد ہے۔ شریعت میرے ربانی احکام ہیں۔ طریقت میرے اعمال ہیں اور اور حقیقت میرے حالات ہیں ایک اور روایت کے مطابق میرا حال ہے گویا شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال۔ طریقت آپ کے افعال اور حقیقت آپ کا حال ہے۔ ارشاد المریدین میں ہے۔ شریعت کی تکمیل احکام پر عمل پیرا ہونا۔ طریقت کا کمال عمل کی غاصتوں اور برکت سے پردے اٹھا کر اللہ کے جلوؤں کیلئے آمادہ ہونا ہے۔ تاکہ اس پر راز افشا ہوں اور حقیقت سے مراد ہی حال ہے۔ ضرور طلب کہ ہم حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے خوشیو حاصل کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے عالم ربانی نبی اسرائیل کے پیغمبر جیسے ہیں ایک لحاظ سے اس جماعت کی طرف اشارہ ہے جو کہ عمل کرتے کرتے اصل راز اربین گئے اور عالم کہلائے۔

نجم میر عبدالاول میں درج ہے کہ شریعت طریقت اور حقیقت ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔ مثلاً جھوٹ نہ ہونا شریعت ہے۔ دل سے جھوٹ بولنے کے خیال کو لکانا طریقت ہے۔ اور اس بات پر ڈٹے رہنا کہ جھوٹ بولنے کا خیال کبھی دل میں نہ آئے۔ حقیقت ہے۔

ترجمہ الحق الحق میں لکھا ہے کہ انسان کا کمال یہ ہے کہ وہ ان تینوں میں کامل ہو۔ مثلاً جو کوئی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام جانتا ہے اہل شریعت ہے۔

اور جو کوئی حضور پاکؐ کے اعمالِ عملاتا ہے۔ وہ اہل طریقت ہے اور جو کوئی وہی دیکھتا ہے۔ جو نبی آخر الزماںؐ نے دیکھا وہ اہل حقیقت میں سے ہے جو تینوں پر عمل پیرا ہے وہ تینوں کا مالک ہے جو ایک ہی پر عمل پیرا ہے وہ ایک ہی کا مالک ہے جو ان میں سے کسی پر عمل نہیں کرتا وہ حیوان ہے بلکہ اس سے بھی بدتر! ان کا کامل بننا چار چیزوں پر منحصر ہے۔ نیک اقوال، نیک افعال، نیک اخلاق، نیک احوال۔ جسکے پاس یہ چاروں اوصاف ہیں۔ وہ شیخ بمقام ہادی، امام، خلیفہ، قطب، جامِ جہاں نما، آئینہ گنتی نما کہلاتا ہے۔ رسالہ امیر یہ میں ہے۔ اگر کوئی کہے کہ شریعت کُلّی طور جعل، قریب اور حیلہ ہے۔ (جیسا کہ علماء سوء نے اپنے مفاد کیلئے اسکو بنایا ہے) تو الیا کہتے والا۔ سمجھنے والا کافر ہو جائیگا۔

تحریرۃ الحیدرالی میں لکھا ہے کہ طریقت پر تیرگاری کا نام ہے۔ جس سے خدا کا قرب حاصل ہو۔ حقیقت اپنی منزل پر پہنچنا ہے اور اللہ کے انوار سے فیض یاب ہونا ہے۔

رسالہ حمیدی میں لکھا ہے جو کوئی طریقت میں شریعت کے مطابق نہ ہو یعنی شریعت پر عمل نہ کرے وہ طریقت کی نعمت سے محروم رہیگا۔

عزیمت اور اجازت میں فرق

شائشی کی روایت ہے۔ عزیمت کے معنی پکا ارادہ کرنا۔ اجازت کے معنی سہولت اور آسانی!

اجازت ہے سفر میں روزہ کھولے اور عزیمت ہے روزہ نہ کھولے سفر میں چار رکعت کی بجای دو رکعت پڑھنے کی اجازت ہے یعنی قصر کرنا۔ حیواری اور افسطار کی حالت میں کلمہ کفر زبان پر لانے کی اجازت ہے۔ مگر عزیمت میں اسکی حرگز اجازت نہیں ہے۔

رسالہ سعدی کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں۔

شرعیات کی نسبت عالم ناسوت یعنی دنیا سے ہے۔ اور اس کا تعلق جسمانی عبادات سے ہے۔ یہ عام مسلمانوں اور مومنوں کا درجہ ہے۔

طریقت عالم ملکوت سے متعلق ہے۔ اسکا تعلق دل کی بندگی اور عبادات سے ہے۔ یہ خاص لوگوں کا مقام ہے۔

حقیقت تیسرا درجہ ہے۔ اسکا نام عالم جبروت ہے یہ روحانی سیر سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ ائیہاء اور خاص اولیاء کا مقام ہے۔

یہ تینوں عالم دنیا میں داخل ہیں۔

قرآنی ارشاد ہے۔ جوالتہ کی مدد کریگا اللہ اس کی مدد کریگا

یعنی وہ شریعت کی مدد کرے۔ تیز فرمایا "یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو حکومت دیں گے تو یہ لوگ نماز کی پابندی کر سکیں گے اور نیک کاموں کا حکم دیں گے برے کاموں سے روک لیں گے اور اللہ کی طرف تمام کاموں کو لوٹا ہے۔
تفسیر قشیری میں ہے کہ معروف اللہ کے حقوق کی پاسداری ہے اور منکر کے معنی خواہشات نفسانی سے منہ موڑنا۔

رسالہ اقبال میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کمیل ابن زیادؓ کو ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے جلال اور عظمت کے نوشتوں اور کتابوں کو بغیر اشارہ کے کھولنا حقیقت ہے۔ حضرت کمیلؓ نے عرض کیا۔ میں ہمیں سمجھا مزید تشریح کیجئے فرمایا۔ مومن کامٹ جانا اور معلوم کا درست ہونا۔ کمیلؓ نے کہا مزید تشریح کیجئے۔ فرمایا توحید کی صفت میں جذب ہو جانا۔ صفات الہی کے معنوں اور حقیقت کو پہچاننا۔ کمیل نے کہا اور تشریح کیجئے۔ ایک نور ہے جو صبح ازل سے چمکتا ہے۔

جس سے توحید کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔ کمیلؓ نے کہا اور تشریح کیجئے۔ فرمایا چراغ مجہاد صبح ہو گئی ہے۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت کمیلؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس سینے میں اللہ کے بہت سے علوم ہیں۔ مگر مجھے ان کے تولد سے ایسا شخص نہیں ملتا جس کو یہ علوم سکھا دوں وہ شخص جس میں سمجھ اور دانائی دیکھتا ہوں اس کے بالے میں ڈر ہے وہ اس کو دنیاوی فوائد کیلئے استعمال کرے گا اور جس میں دل کی لگن اور شوق پاتا ہوں اس میں اتنی لیاقت نہیں دیکھتا کہ وہ میری بات سمجھے۔ الغرض میں نے عقل و فہم

اور عذیب و شوق ایک ہی شخص میں نہیں دیکھا ہے۔

مجھے قوی اُمید ہے کہ قہارے کریم دنیا کو ایسے آدمیوں سے خالی نہیں رکھیں گے جسکے دل ان علوم کے نور سے ستور ہونگے یہ تعداد کے لحاظ سے کھوڑے ہونگے لیکن ثواب کے لحاظ سے سرمایہ والے ہونگے۔

تفسیر قشیری میں درج ہے کہ نیکیوں کا امر کرنے والے اور برائیوں سے روکنے والے ہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی طرف بلا تے ہیں اور عبادت الہی میں ثابت قدم رہنے کا حکم دیتے ہیں۔

حضرت سر در دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ کہ میری اُمت کیلئے ہر صدی کے ابتداء میں ایسے ولی کو اللہ مبعوث کریگا جو دین کی تجدید کریگا اس میں کوئی نئی بات نہیں ڈالیگا۔ بلکہ مردہ دلوں کو زندہ کر لیگا۔

دستورِ الجہور میں مجتہد کے بارے میں لکھا ہے کہ ایسا شخص ریاضت میں جدوجہد کرنے والا ہوگا اگر کوئی یہ کہے کہ خلفائے راشدینؓ کے بعد اجتہاد کرنا بند ہے پھر ہمارے زمانے میں مجتہد کا لفظ استعمال کرنا کیسے جائز ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ گو شریعت کے احکام میں اجتہاد کرتا تو اصطلاحی معنوں میں بند ہے کہ مذہب میں کوئی نئی چیز پیدا کی جائے مگر ہم اس اجتہاد پر بحث کرتے ہیں جو طریقت کا اجتہاد ہے خواہ لغوی معنی میں ہو یا اصطلاحی معنوں میں۔ دونوں میں اجتہاد کرنا جائز ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ ہمارے مرشد برحق رضی اللہ عنہ
 سلوک کے مختلف طریقوں سے واقف تھے اور اکثر سلسلوں کے ساتھ نسبت
 بھی رکھتے تھے۔ اس لئے آپ اپنے مریدوں اور پیروں کو ہر ایک کی
 صلاحیت اور استعداد کے موافق ایک خاص طریقہ وضع فرماتے تھے ہر
 ایک کو اس کے مزاج اور مصروفیت کے مطابق ریاضت کا حکم دیتے
 تھے۔ اس لئے لفظ مجتہد استعمال کیا گیا ہے۔

غفرلے حافظ علیہ الرحمۃ (ترجمہ)

ای دوست! جام حمید کے راز کو اسی وقت سمجھ سکو گے۔ جب مینا نے
 کی مٹی کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنادیا۔
 تم تو فطرت کی منزل سے بیاہر نہیں آتے تو حقیقت کا گلاب کاسیر
 کیسے کرو گے۔

محبوب کا حسین چہرہ بے نقاب ہے۔ تم راستہ کے گرد و غبار کو ہٹاؤ
 تو جمال یا رنظر آئینہ کا۔

اے حافظ اگر تجھے ریاضت کے نور کا پتہ لگ جائے تو شمع کی طرح
 ہنستے ہوئے اپنا سر پیش کر دے۔

باریاضت ساتھ علم الیقین عین الیقین پس ہم از حق الیقین از لطف حق حق و رشد

حضرت علامہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرے پیر برحق رحمہ اللہ نے
اپنی ریاضت شاقہ سے علم الیقین کو عین الیقین میں تبدیل کیا۔ پیر اللہ کی مہربانی
سے حق الیقین کے بھی حقدار بن گئے۔

حق در کے معنی ہیں، حقدار۔ مستحق!

علم الیقین وہ ہے جو کبراہ سے پڑھ کر حاصل ہو۔

عین الیقین وہ ہے جو سالک خواب یا بیداری میں انبیاء و اولیاء
کی ارواح پاک سے سلوک کے راز سن لے یا دیکھ لے یا اس پر واقع ہو جائیں
یا الہام کا صورت میں اس کو معلوم ہو جائیں یا تجلیات کے اوقات میں حقیقت
اسماء سے کچھ تھوڑا صفات الہی میں سے اس کو معلوم ہو جائے۔

حق الیقین وہ ہے کہ مقرب درگاہ وہ درجہ پاتا ہے جس میں وہ
فانی اللہ ہو جاتا ہے اس وقت تمام صفات الہی ذات الہی میں گم ہو جاتے ہیں
اور سالک بقایا اللہ کا درجہ پاتا ہے۔

شرط یہ ہے کہ ان تینوں صفات کو حاصل کرنے کیلئے کسی مرشد کامل
سے ہدایت حاصل کرے۔

شرح لمعات میں اسکی مثال یوں دی گئی ہے جیسے ایک شخص آنکھیں
بند کر کے آگ کا تصور کرتا ہے۔ یہ اسکے لئے علم الیقین ہے۔ جب آنکھیں

کھولتا ہے اور آنکھوں سے آگ دیکھتا ہے تو یہ عین الیقین ہوا اور آگ
میں گر پڑتا ہے تو انگارے کی صفت ہو جاتا ہے۔ اور اسکی آگ کی صفات
پیدا ہو جاتی ہیں۔ جیسے گرمی دینا۔ جلانا یا چمکنا روشنی دینا وغیرہ۔ یہ اسکی
حق الیقین ہے۔

بہت مدت تک طالب اپنے معشوق کے دیدار سے شرف ہوتا چاہتا
ہے اس جستجو پر سرگردان رہتا ہے۔ اس کے بعد اس کو فی انفسہم کی
آواز باطنی کالوں میں آتی ہے کہ اپنے وجود میں تلاش کر۔

مشعر:- ”وہ چشمہ جس سے خواجہ خضر علیہ السلام نے آب حیات پیا۔
وہ تمہارے وجود میں ہے۔ لیکن اُس کو کوڑا کرکٹ سے تم نے بھر دیا ہے۔ یعنی حرص
و ہوا خواہشات نفسانی وغیرہ سے۔“

جب سالک یقین کے بعد اپنی آنکھوں سے محبوب کو اپنے اندر پالے اور اپنے
وجود کو محبوب کا وجود تصور کرے۔ میں وہی ہوں تو اسے حق الیقین کی کیفیت
معلوم ہو جاتی ہے۔ اور وہ کہہ اٹھتا ہے۔

”اے دوست! میں تجھے ہر جگہ تلاش کرتا رہا۔ ہر ایک سے تیرا
خبر لوچتا رہا۔ جب میں نے تم کو دیکھا تو خود میں ہی غائب تھا۔ شرمندہ ہوا
میں تیرا پتہ ڈھونڈتا رہا۔“

انفرض پہلے نور کو دیکھا جاتا ہے وہ عین الیقین ہے جب شاہد
اس حد تک پہنچتا ہے کہ اس نور سے اپنے آپ کو وہی نور تصور
کرتا ہے تو وہ حق الیقین ہے۔

در ریاضت سالها منتہا دہیہ سلو بہرہ عینا !
حاصلش این رتبہ شد چنان اذکر سہ شایست

علامہ فرماتے ہیں کہ سال ہا سال ریاضت کا دہرے سے کبھی نہ سوتے نہ
لیٹے چونکہ ذکر و اذکار اور شب بیداری بے مثال رہی اسلئے بلند درجہ پر
فائز ہوئے۔

رسالہ شب نامہ میں مذکور ہے کہ بندگان خدا چورات کو نوافل پڑھتے
اور نصف شب کو دعائیں مانگتے ہیں وہ دعائیں کبھی رائیگان نہیں ہوتیں
ہیں۔ راتوں کو بیدار رہنا بزرگوں کا شیوہ ہے خصوصاً حضور پاک
صلی اللہ علیہ وسلم جو سب سے بلند ترین درجے پر فائز ہیں کبھی رات کی
نماز میں نہ چھوڑتے یہاں تک کہ پائے مبارک متورم ہو گئے۔ دراصل
بلند مرتبہ ان چار چیزوں سے حاصل ہوتا ہے۔

(۱) کم یولنا (۲) کم آمیزی (۳) کم توری اند
(۴) کم حوالی۔ اگر بزرگی چاہتا ہے تورات کو بیدار رہو سردار
بنو گئے۔

ایک دن ایک طالب علم نے شیخ الاسلام زین الدین علیہ الرحمہ
سے پوچھا۔ کیا شب بیداری میں کوئی تاثیر ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ لیکن
شب بیداری کی تین قسمیں ہیں۔
(۱) کوئی اپنی بیماری کی وجہ سے نہ سو سکے۔

۱۲) کوئی ریاضت کیلئے بیدار رہتا ہے۔

۱۳) محبوب حقیقی کیلئے بیدار رہتا ہے۔

یہ تمام بیداریوں سے بلند تر ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ تم پر رات کی نماز فرض ہے۔ کیونکہ اسی میں خدا کی رضامندی پوشیدہ ہے۔ مزید فرمایا "تصف شب کے وقت دو گانہ دنیا و مافیہا سن رہتے ہیں۔"

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے مرنے کے بعد کسی سے خواب میں فرمایا مجھے خالق ہی عبادت تقریروں اور اشاروں نے کچھ کام نہ دیا۔ ہاں دو رکعت نے فائدہ دیا۔ جو میں رات کو پڑھتا تھا۔

ایک آدمی نے رات کو اٹھ کر دو رکعت ادا کر کے سوچا کہ میری عبادت کو ایک نے دیکھ لیا۔ اچھا ہوا۔ رات کو سویا۔ یہ نا منظور کر دی گئی۔ کیونکہ اس میں خلوص نہیں تھا ریاکاری کا فرما تھی۔ اللہ سب کو پُر خلوص عبادت کی توفیق عطا کرے آمین!

بود مرغ روح اور منظر عرش آشیان !
پس بدنیایے قرار از شوق آن منظر شالست

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد برحق کا اصل مسکن عرش اعلیٰ تھا اسی لئے دنیا میں اُس مقام کو پانے کیلئے ہمیشہ بے قرار رہتے تھے۔

باز پراں در سلوک اوتا مقام اصل رفت
از خاج جذب حق چوں ببال و پر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ سلوک کے مقامات طے کرتے کرتے میرے مرشد برحق رحمۃ اللہ علیہ
اصل مقام پر پہنچے۔ کیونکہ عشق الہی کی کشش آپ کیلئے پر بن گئے۔

مدرجہ بالا دو شعروں میں تصوف کے دو مسئلے بیان کئے گئے ہیں۔
ایک یہ کہ اگر سالک کو اللہ کی طرف سے کشش ہو تو عرش تک پہنچ سکتا ہے
دوسری بات یہ کہ رشد کیلئے یہ شرط ہے کہ سلوک اور اللہ کی کشش، دو چیزیں
موجود ہوں۔ خواہ وہ سالک، مجذوب ہو یا مجذوب سالک۔ سالک، مجذوب ہو یا اللہ
کی طرف سے کشش ہوتی ہے اور مجذوب سالک۔ وہ ہے جو اللہ کی کشش
کا حامل ہوتے ہوئے محویت اور استغراق کے عالم میں سلوک کی منزل لیں
طے کرتا ہو۔ سالک مجذوب کیلئے طلب اور جستجو اولین شرط ہے پھر جتنی طلب بڑھ
جاتے کشش بڑھتی جاتی رہے گی۔

مجزوب سالک۔ پہلے مجذوب ہوتا ہے۔ پھر وہ راہ سلوک اختیار کرتا ہے
بعض لوگ یا ہوش ہونے کے باوجود لامکان اور عرش اعلیٰ سیر پر اعتراض کرتے
ہیں اور تعجب بھی۔ مگر اس قصیدہ شریف میں تصوف۔ اور سلوک کے
ایسے بلند مقامات کی نشاندہی کی گئی ہے۔
جس سے یہ شکوک وغیرہ دور ہو سکتے ہیں۔

دستور الجمہوریہ درج ہے کہ حضرت سلطان بائید بسطانی رضی اللہ عنہ
کا فرمان ہے کہ حاجی لوگ عاتر کعبہ کا طواف کرتے ہیں اور دیدار خدا
کے طالب رہتے ہیں۔

دریائے ابراہیم حضرت خسرو فرماتے ہیں اولیاء اللہ گلی کوچوں میں پھرتے
ہوتے آسمان کی سیر کرتے ہیں۔ چاند مشرق میں سیر کرتا ہے مگر اسکا رخ نرم
ہر طرف ہوتا ہے۔ اسیطرح آسمان ولایت کے چاند زمین پر چلنے کے باوجود
عرشہ کی سیر کرتے ہیں۔

عوارف الدارف میں اولیاء کرام کے حق میں لکھا ہے کہ انکے نفس
بنگلی کی منزلوں کی سیر کرتے والے ہیں۔ اور انکی روہیں خدا کی نزدیکی کی فضا
میں اڑنے والی ہیں۔ انکے جھنڈے زمین کے اطراف میں پھیلے ہیں۔ انکی روحانی
حکومت ساری دنیا پر قائم ہے۔ جاہل لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ گم ہو گئے۔ وہ جسم
کے ماتھے موجود ہیں۔ وہ دن رات عبادت میں لذت پاتے ہیں۔ وہ خواہشات
نفسانی کو دیتے ہیں۔ تلاوت قرآن پاک سے عجیب لذت پاتے ہیں۔ ہر زمانے
میں موجود رہتے ہیں۔ اور حق کو قائم رکھتے ہیں۔ مخلوق کے معاذنے و مدد
گار ہوتے ہیں۔ ان کے انوار چمکتے ہیں۔ یہ پرہیز گاروں کے امام ہیں جو شخص
انکی پیروی کرے گا۔ ہدایت پائے گا۔ انکا جو انکار کرے وہ گمراہ ہوگا۔
مولانا صابانی رحمۃ اللہ نے روح کے پرندے کو عالم بالا میں سیر
کرنے کی تاکید کی ہے۔ اپنے اپنے دل کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ہے۔
کہ ای دل تو کہ یک ظاہری دنیا میں بچوں کی طرح مٹی سے کھینٹا رہے گا۔
اٹھو مٹی جھاڑ کر اپنے گھونسلے کی طرف پرواز کر!

برہاد العباد میں ہے کہ ایک سال جو سفر سالہا سال تک نہیں کر سکتا۔

وہ پیر کی مدد سے دلوں میں طے کرتا ہے۔

وہ انڈس کے مانند ہے۔ اُسے پرتدے کی محبت چاہیے۔ حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ میں نے خوارزم کے شہر جام میں ایک شخص کو دیکھا۔ جس کا کوئی خاص مرشد نہ تھا۔ اس نے سوک کے مقامات ۵۴ سال میں طے کئے ایک منزل پر دو سال لٹکا رہا۔ آخر رشد کی توجہ اور کشش الہی سے کامیاب ہوا۔

رسالہ ارشاد المؤمنین میں ہے کہ جذبہ اور طالب دو طرح سے حاصل ہوتے ہیں۔ عا۔ خدا بنا واسطہ نور بھیجتا ہے۔ جو کہ طالب کے دل کو روشن کرتا ہے۔ اسکی طلب کو تیز تر کرتا ہے۔ دوسری قسم واسطہ پر منحصر ہوتا ہے۔ اس لئے صاحبوں کی صحبت میں رہنا اور مشارع کرام کی کتاب اور کامطالعہ کرنا چاہیے۔

حدیث میں آیا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا کشتوں میں سے ایک کشت اتنا توں اور جنوں کے اعمال کے برابر ہے جیسا کہ حضرت سلطانہ والد علیہ الرحمہ، رستمراز میں کہ اللہ کا ایک بار اپنے بندہ کو اپنی طوق کشتوں کرنا تمام جن و انس کی سخاوت سے بہتر ہے۔ کیونکہ بندہ خدا کا کام ہے اور عبادت بندہ خدا کا کام۔

جب دل میں عقیدت ہو تو عبادت ہے۔ اس سے زیادہ ہو تو رغبت بہت زیادہ ہو تو محبت اور جب محبت سے بڑھ جائے تو عشق اور جب عشق انتہا کو پہنچ گیا تو غم ہو گیا۔ معشوقہ کے دل میں عاشق کے عشق کا اثر ہوتا ہے۔

سے عشقِ اول در دل معشوق پیدا میشود
تانسوزد شمع کے پروانہ شیدائے شود

قطرہ سے تندی تندی سے نالہ۔ نالہ سے دریا، دریا سے سمندر لیکن
حقیقت میں وہی پانی تھا جو ابتدا میں دیکھا گیا۔

طی طوی جن طور و نفس قلب و روح و
عم خفی کردہ بغیب الغیب ہم الخیر شہادت

حضرت علامہ خالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مرشد برحق نے سلوک
کے سات طور یعنی طور جن۔ طور نفس۔ طور قلب، طور روح۔ طور خفی اور
طور غیب الغیب طے کئے بلکہ آپچی پر ہوا ان سے بھی اوپر ہے۔
یہ بات یاد رکھنے کی ہے۔ کہ ہر سالک کیلئے ان سات مقامات
یعنی اطوار سبعہ کا جاننا بہت ضروری ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت میر محمد عارفیؒ فرزند بانی اسلام در
کشمیر میر سید، ہمدانی رضی اللہ عنہ نے اطوار السالکین میں انکی یوں توضیح
فرمائی ہے۔

سالکوں کیلئے اللہ تک رسائی میں سات اطوار طے کرنا لازم ہیں۔ پہلے
پہلے غافلوں کے دلوں میں جنسیات کا عمل دخل اور تصرف ہوتا ہے
ایک طور سے دوسرے طور تک دس ہزار پردے ہیں۔ جیسا کہ حضرت سرور
دعالمِ مسلم کا فرمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نور و ظلمت کے ستر ہزار
پردے ہیں۔ جو ان سات اطوار میں آتے ہیں۔ یہ پردے اسکے اپنے پیدا

کردہ ہیں۔ اللہ کی طرف سے نہیں۔ یہ کیسے پیدا ہوتے ہیں۔ میں عرض کروں گا
یہ پردے اللہ سے بندے کی وحشت اور غیر اللہ کی طرف سے اسکی معرفت
سے پیدا ہوتی ہیں۔ ورتہ اللہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہ دیکھتا
ہے۔ ظاہر اور پوشیدہ علم رکھتا ہے۔ اگر پردے حائل ہیں تو صرف ہماری
طرف سے۔ کیونکہ ہم اللہ کو چھوڑ کر دنیا و مافیہا کی طرف مائل ہیں۔

سب سے بڑی بات مرشد کی مدد سے اس کے قلعہ میں محفوظ رہ کر
نفس کے ساتھ جگ کرتا ہے۔ تمام نفسانی خواہشات کو چھوڑ کر غفلت
سے منہ موڑ کر اوصاف حمیدہ کا مالک بنتا ہے۔ ولایت یعنی خدا دوستی سے
فیض یاب ہوتا۔ مستی کے طور پر چڑھ کر اسکے وجود کا ہر ذرہ یہ پکارتا
ہے کہ اے اللہ مجھے اپنا جلوہ دکھا۔

طور روح میں اگر مشاہدات و تجلیات کا ذوق و شوق پیدا کرتے
اور اپنے آپ سے بے خود ہو کر انانیت کو چھوڑ دے اور شہباز کی طرح
عالم ملکوت میں قدم رکھے۔ اور اپنے آپ کو طور خفی میں ڈال کر جمال و جلال
کی تجلیات سے لطف اندوز ہو اب اللہ کی کشش اسکی طرف متوجہ ہوگی
پردہ اٹھ جائیگا جدائی کا مارا یہ عاشق قطرہ کی طرح سمندر میں گم ہو
جائیگا۔ یعنی غیب الغیب کی منزل سے ہٹنا ہوگا۔ اس مقام سے سالکوں
کی سیر اور عارفوں کی پرواز کی کوئی انتہا نہیں۔

جب قطرہ دریا میں فنا ہو گیا تو محفوظ رہا۔ اسکو مقام محفوظیت
کہتے ہیں۔ اس مرتبہ پر پہنچنے والا ولایت کے شہنشاہ کا خیر رسان

بنکر تو بخیر ستا تا ہے ذاللات فضل اللہ یوتیہ من یشاء ایہ التذکر کا فضل
 ہے) جو کو چاہتے عطا کرے) اور الکریم اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا
 هم یحزنون (خبردار رہو! بیشک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہو گا نہ حزن اور
 ملا)

اللہ کے فضل و کرم سے ہر ذرہ کے کان میں اس قدرتی فرمان کا پیغام
 پہنچا ہے تو وہ سب اس کے دوست بن جاتے ہیں۔ (پچھ ہے جو اللہ
 کا بن کر رہا تو سب مخلوق اسکی غلام!)

خلاصۃ المناقب میں شیخ نور الدین جعفر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں
 کہ جب عالم غیب اس سے پوشیدہ نہیں رہتا تو جمادات، نباتات
 اور حیوانات کی روحیں اور مردوں کے حالات اسکی پر کیوں نہ متکشف
 ہو جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسکو اللہ کے عجائبات نظر آنے لگتے ہیں
 اور خدائے جلویٰ اور تجلیات ظاہر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نامور کمال
 حسن و جمال نظر آتا ہے اور جب غیب خفی پر پہنچتا ہے تو سائر
 کو بصیرت کی آنکھیں ذکر کرنے لگتی ہیں سب کچھ اسی کو دیکھتا
 ہے۔ اور سب کچھ اسی کو دیکھتا ہے۔

مشعو مشہو ہیں :-

تجسس وہ آنکھیں نہیں کہ تو اپنے آپ کو پہچانتا۔ در نہ سر سے پاؤں
 تک دیکھتا سب کچھ ہے۔ اللہ کی کشش یہاں سے شروع ہوتا ہے

سیر عالم کردہ ملکوت و جبروت ہم !!
باز در لاہوت مرغ جان او اسیر شد است

حضرت علامہ علیہ الرحمہ حضرت پیر حق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ نے عالم ملکوت و جبروت کی سیر کے ساتھ لاہوت کا سفر کیا اسی سفر میں تین عالموں کے سیر کا ذکر ہے اور چوتھے عالم میں پہنچنے کا بیان ہے جو تمام سالکوں کی تمنا ہے۔ شامل الانقیاء میں حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہی صاحب ارشاد ہے جو ان عالموں سے گذر کر کامل بن چکا ہو۔ یہ چار عالم یعنی تاسوت، ملکوت، جبروت، لاہوت۔ ان مقامات تک شیطان کی رسائی ہے۔ اور اسکا یہاں ہر قدم پر بیخارا اور خطر ہوتا رہتا ہے۔ کیونکہ اس نے دھکی دیکر خدا کے حضور میں کہا ہے لا غوینعم اجمعین (میں سب کو گمراہ کر دوں گا)

(یہ عرض کرنا بیکار ہو گا کہ اس موقع محل کے حوالے سے حکیم الامت ڈاکٹر اقبالؒ نے اللہ کے حضور عرض کیا ہے۔ اے اللہ مجھے علم ہو رہا ہے۔ کہ شیطان سے ڈر۔ مگر ذرا بتائیے کہ اوپر درجہ کیسے بہتر ہے)

یہاں مرشد کی سخت ضرورت پڑتی ہے۔ یہ ہولناک گرداب ہے۔ چوتھے مقام لاہوت میں لامکان ہیں لامکان کا مکان ہی اللہ کی پاک ذات ہے۔

مقام تاسوت نظر میں آنے والی دنیا ہے۔ ملکوت کی دنیا امر کی دنیا ہے قلب کا عالم (پوشیدہ دنیا) باطن کی دنیا۔ مقام جبروت روح کی دنیا۔ حقیقت حقیقت کی دنیا۔ مقام لاہوت ذات الہی کے لامکان کے مکان کی دنیا۔ جسکی تشریح ہمیں ہو سکتی۔ ہاں تعذر خود کسی کے دل و دماغ پر کھولے تو اور بات ہے۔

ابوسعید حمید الدین تمہیدات عین القضاۃ میں لکھتے ہیں: "بعض کہتے ہیں کہ کھانا پینا اور حواس کے ذریعہ مشغول رہنا عالم ناسوت ہے۔ علمی اور عقلی باتوں کا شوق عالم ملکوت ہے۔ ہر چیز پر اس طرح قدرت رکھنا کہ کہہ دے۔ بن جاتوین جائیگا عالم جبروت ہے۔ ان باتوں سے ظاہری اور باطنی طور گزرنے کے بعد عالم لاہوت کا راستہ ہے۔

عالم لاہوت خدا تعالیٰ کے عاشقوں کا راستہ ہے اور کوئی سالک جب تک اپنے ہوش میں ہے عالم لاہوت میں نہیں ہے۔ ہاں جب فنا ہو گیا تو وہ وہ نہیں ہے بلکہ اللہ ہے!

زیلعی مفہوم: جس میں اتانیت ہے وہ بغیر ہوا کے کچھ نہیں۔ فنا ہو جا۔ فنا ہو کر محبوب سے جدائی نہیں۔ انسان بندگی کے اس مقام پر پہنچ کر فنا ہو جاتا ہے اس کے بعد خدائی کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے۔

یاد رہے کہ کسی مقام پر پہنچ کر اسی کے ساتھ چمٹ جانا اچھا نہیں کہا گیا ہے التصرف فی الفقر حرام فقیر میں تصرف اور عمل دخل ہونا حرام ہے عالم ناسوت میں عمل دخل کرنا یا التصرف کرنا عالم ملکوت کا پردہ ہے اس طرح عالم ملکوت میں عمل دخل اور تصرف عالم جبروت سے پیچھے رہنا ہے عالم جبروت میں تصرف لاہوت سے دور رکھنا ہے۔

حق تو یہ ہے کہ جب تمہاری ہستی کا کوئی نشان باقی نہیں رہیگا تو تمہارا نور اسکی بقا سے باقی رہیگا۔
اس حقیقت کا راز یہ ہے کہ جب تک سالک طور ناسوت سے

سے نہ گزریے طور ملکوت میں نہیں پہنچے گا جب تک طور ملکوت کو پار نہ کر لے گا جبروت
میں نہیں آئیگا جب عالم جبروت طے کر لے گا تو لاہوت میں نظارہ کر لے گا اور لطف
اندوز ہوگا۔

یاد رہے جب تک انسان اپنے آپ اور اپنے کام سے یا شعور ہے عالم لاہوت
سے بہت دور ہے۔

جو نفسانی خواہشات کا غلام ہو وہ اس کو کہاں پہچانے اور کوئی اس کو عقل و شعور
سے نہیں پہچان سکتا۔

شعور مفہوم: یہ کام جسم خاکی کے زور بازو سے ممکن نہیں۔ تمہارا ہی زور
چاہیے جو تمہ کو پہچانے۔

جو شخص طلب و جستجو کی تڑپ رکھے اور ابتدا ذکر سے کرے اور سب چیزوں سے
ممنہ موڑے گوشت نشینی اختیار کر کے ذکر کرتا رہے۔ اپنے کو لا تعلق رکھ کر مردہ
تصور کرے یہاں تک کہ لاہوت کی کھڑکی سے سر نکالے۔ والسلام علی من التبع الہدای
(سلام اسپر جو ہدایت کی پیروی کرے) شیخ نجم الدین کا بیان ہے "سالک کو چاہیے
کہ قول و فعل میں اہل سلوک کی پیروی کرے تاکہ قیامت کے دن سب مشائخ
اس سے راضی ہوں۔ اس طریقہ سے ہٹ جائے تو تمام مشائخ اس کے دشمن
ہونگے۔ اس میں احتساب کی ضرورت ہے۔

ما نشان بہ خوبی بسے مشایخ فتم
ما کشفش از عبادت بیستہ منہ شادست

حضرت علامہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم نے پیر برحق کی سیر سے آپ کی محبوبیت کا راز پایا۔ کیونکہ عبادات سے پہلے ہی آپ سے کشف و کرامات ظاہر ہوئیں جب کبھی پیر برحق قدس سرہ مہربان ہو کر ریاضت و عبادات سے پہلے اپنے بچپن کے واقعات سناتے تو ہم سمجھتے تھے کہ اللہ پاک نے آپ کو ازل سے ہی اپنا محبوب بنایا تھا۔ کیونکہ ہم کو کتابوں کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہو گئی تھی۔ کہ جس صاحب کو عبادات و ریاضات سے پہلے کشف حاصل ہو وہ اس کے سیر محبوبانہ کی نشانی ہے

خلاصۃ المناقب میں درج ہے۔ کہ ہر ایک محبوب عاشق ہے اور ہر عاشق محبوب ہے۔ محبوبیت کے درجے میں رہ کر عینی حالت اور راز ہائے سریت پہلے ہی ظاہر ہوتے ہیں۔

ولایت کی دو قسمیں ہیں (۱) ایک عطائی (۲) دوسری کسی عطا کی وہ ہے جو اچانک اللہ تعالیٰ کی برکت اور کشش سے مل جائے ایسا ولی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ یہ ولایت شاذ ہی کسی کو ملتی ہے۔

دوسری ولایت یلند عبادات سے ملتی ہے مگر دلوں میں باطنی جذبہ الہی درکار ہے۔ جس ولی کو عبادات سے پہلے جذبہ عطا ہوا اس کو محبوب مجذوب مراد محفوظ اور معصوم سمجھتے ہیں جو کچھ وہ کرے اس کیلئے اس کو باز پرس نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ کل ما فعل المحبوب محبوب (سب کچھ جو محبوب کرے پسندیدہ ہے)

حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہی مقام ہے اسی لئے اللہ نے فرمایا

اذا فتنا لك فتحا جيبنا (بے شک ہمنے آپ کو صریح اور کھلی فتح دی)

تمام انبیاء مجذوب اور سالک ہیں بعض اولیاء بھی مجذوب و سالک ہیں کچھ سالک کچھ نرے مجذوب اسوجہ سے ولایت بغیر جذبۃ الہی کے ممکن نہیں۔ مریدوں کو جذبۃ الہی کامل اور مستقل ہونا چاہیے ورنہ رہبری نہیں کر سکتے۔ حضور سرور عالم ندائمی والی نے فرمایا ہے۔ الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ (مرشد اپنی قوم میں الیسا ہی ہے جیسے ایک نبی اپنی امت میں) اور یہ بھی فرمایا کہ یا طنی عملوں میں سے ایک ذرہ ظاہری عملوں کے پہاڑ بنے ہتر ہے۔

رموز الہین میں لکھا ہے کہ مرشد وہ ہے جو محب بھی ہو۔ محبوب بھی ہو اور مطلوب بھی۔ عاشق اور معشوق بھی، کامل اور کامل بنانے والا بھی۔ سالک مجذوب بھی ہو اور مجذوب سالک بھی ہو۔ مقام حیرت میں بھی ہو اور وعدت کے سمندر میں غوطہ زن بھی۔ صرگھڑی اسکی سیر، کبھی بیداری میں بھی ذکر و فکر میں جو کبھی ذات الہی میں گم شدگی کے عالم میں!

بوش در دم خلوت اندک نغمہ حال اوست
اوسر لیا ہم خلوت ہم صحبت و رشادت

علامہ خاکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد برحق قدس اسرارہ لوگوں میں رہتے ہوئے بھی پاس انقاس کا خیال رکھ کر انقاس کے ذریعہ خالق حقیقی سے ملے ہوئے ہیں۔ خلوت میں بھی مخلص مریدوں کی تربیت فرماتے ہیں اور مجالس میں بھی یہ کام انجام دیتے ہیں۔ سالک کو ھوکے ساتھ سالس اندر جاتے اور باہر آنے کا شعور ہو۔ جو سالس ھوکے بغیر اندر گیا یا باہر آیا وہ ضائع ہو گیا۔

حضرات نقشبندیہ کی اصطلاحات میں ہوش و دردم سے یہ مراد ہے کہ ہر سال اس لئے سے سالک واقف ہوا اور ذکر ادا کرنے میں دل سے غافل نہ ہوا چاہے خلوت میں ہو یا انجمن میں!

شہرت کی مصیبت سے آزاد ہو۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ خلوت میں شہرت ہے شہرت میں مصیبت ہے۔ نفحات الانس میں ہے کہ خواجہ غیور علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ ہمارے سلسلہ کی بنیاد "خلوت در انجمن" ہے یعنی بظاہر لوگوں میں اور باطن میں اللہ کے ساتھ!

خدائی ارشاد ہے یہ ایسے لوگ ہیں جنکو دنیاوی کاروبار یا دُعا سے غافل نہیں رکھتا!

رباعی (مفہوم) اے دوست! اگرچہ ہر سال اپنا چہرہ نہیں دکھاتے ہو۔ لیکن تمہارے خیال کو زائل ہونے کا خطرہ ہرگز نہیں رہتا۔ مجھے تو ہر جگہ ہر حال میں تمہاری تمنا دل میں رہتی ہے اور آنکھوں میں تمہارا تصویر!

دکسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے بہتر جم (علامہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مرے مرشد برحق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مختلف ذکروں کا مالک بننے کے بعد مجھے گجرات کے ایک مشائخ کے ساتھ ملاقات کا موقع ملا۔ انہوں نے مجھے ذکر ھو کی تلقین فرمائی اور اس کے اثر اور نتیجہ کو دکھا کر اس پر قائم رکھا۔ آپؑ فرماتے تھے کہ یہ ذکر ھو تمام جانداروں، روتوں، نہ اور سالٹوں میں جاری ہے۔ اور یہی انکی زندگی کا باعث ہے اور اب مجھے اس کے چالو رکھنے کی عادت ہو گئی ہے اور کبھی

قلب ذہن پر مسلط رہتا ہے۔ کبھی دور نہیں رہتا!

مولانا حبیبی علیہ الرحمۃ کی ریاضی ملاحظہ ہو۔ مفہوم

اے مطلب جاننے والے۔ حرف ھ غیب احدیت ہے اور تمہارے سالنوں کی بنیاد
یہی حرف ھ آ ہے۔ اے دوست۔ آمید بیم کے ساتھ اس حرف سے واقف
ہو جا۔ میں نے نادریات کہی ہے اگر یا در کھوا

ابوالخضاب شیخ نجم الدین احمد الکیری رضی اللہ عنہ اپنی کتاب فواخر الجہال
میں لکھتے ہیں کہ جانداروں کی ارواح اور سالنوں پر جو ذکر چالو ہے وہ حرف
ھآ میں پوشیدہ ہے یہ حرف ھ اللہ کی غیب ہوتیت کی طرف اشارہ ہے یہی حرف
اللہ کے باریک ناموں میں سے ہے۔

اللہ کا الف اور لام تعریفی ہے۔ ل پر تشدید اس تعریف کے میالذہ کیلئے
ہے۔ باقی رہا ھ اسکا دھیان سالن اندر لینے کے وقت یا باہر جانے کے
وقت رکھنا ضروری ہے۔ اس کی نگہداشت رکھے۔ ورنہ اسے دُعا مانگے
کہ یہ ہمیشہ موجود ہے۔ اگر ابدی عمر بھی پائے۔ یہ ایک ایسا قرض خواہ ہے جسکا
قرض ادا نہیں ہو سکتا۔

ہمارے مرشد کامل رضی اللہ عنہ مکمل طور اسکی پاسداری رکھتے تھے
اور ہر مرید کو اسکی استعداد کے موافق اسکی تعلیم دیتے تھے۔ آپ کا فیض قلوب
اور انجمن دولوں صورتوں میں مرید تک نقشبندیہ سلسلہ کی طرح پہنچا ہے۔
حضرت نقشبند مشککتا قدس اللہ سرہ کے اطوار اور طریقے اہل سنت
والجماعت کے طریقہ اعتقاد سے ملتے ہیں۔ وہ سنتوں کی پیروی کو اولیت

دیتے ہیں پس جو لوگ ان بزرگانِ دین کا انکار کرتے ہیں۔ انکو لعنہ اور حسد نے اندھا بنا دیا ہے۔ وہ ان نشانات سے منہ موڑتے ہیں۔ جو ولایت کی وجہ سے مشرق و مغرب میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اُن کیلئے افسوس صد افسوس ہے۔
نقشبندیہ سلسلہ کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ یہ ذکر خفی کے ذریعہ سالک کو اللہ سے ملا دیتے ہیں یہ خلوت میں بیٹھنے کو ترجیح نہیں دیتے بلکہ اس سلسلہ کے ساتھ بڑے شیر (اولیاء) والے ہیں ایک لومڑی مکر سے اس زنجیر کو کپٹے توڑ سکتی ہے۔

**ہوش چہ بود صفت دیدار و شہود و شہادت
زانکہ بتا دیدہ سرش علی بیصر شد است**

علامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آگاہی اور شعور کی بات ہی کیا میرے مرشد پاک کو ہر وقت مقام شہود حاصل تھا۔ کیونکہ آپ کی چشم بصیرت "لبیصر" (یعنی وہ فہم ہی سے دیکھتا ہے) سے بینا ہو گئی۔

یہاں اس شعر میں مقام مشاہدہ اور شہود کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جو کہ مقام حضور حاضرہ ہے۔ یہ بلند مقام ہے سالکوں کا منتہائی مقصد!

کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ حضرت ابو نرید علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا آپ کی عمر کتنی ہے۔ فرمایا چار سال۔ یعنی ستر سال دنیا کے پردے میں رہا۔ لیکن اب چار سال سے اسکو دیکھ رہا ہوں لجا بیصر کے بارے میں یہ تفصیلی حدیث مبارک سُننے موجب۔ کوئی قرب چاہنے والا بندہ محض فرائض کی ادائیگی کی برکت سے میرے نزدیک نہیں پہنچتا۔ بلکہ بندہ ہمیشہ نوافل یعنی زائد عبادات کی برکت سے میرے قریب ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اُسے محبت کرتا ہوں اور وہ میرے نزدیک

ہو جاتا ہے اور میں ہی اُس کے کان۔ اسکی آنکھیں۔ اسکی زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں
بننا ہوں اور وہ مجھ ہی سے سنتا ہے مجھ سے دیکھتا ہے اور مجھ ہی سے بولتا ہے
وغیرہ۔

یہ مقام اولیاء کرام کو حاصل ہے اور وہ بی بی بھر کے سرمہ کی بدولت
بینائی حاصل کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں چند واقعات پیش کرنا موزوں و
مناسب ہوگا۔ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم طواف کی جگہ پر
کھڑے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکو سلام کیا۔ مگر انہوں نے
کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ
سے ناراض ہو کر پوچھا کہ سلام کا جواب کیوں نہیں دیا۔ کیا تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کے مرتبے کو نہیں جانتے انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اسوقت کوئی ہوش نہ تھا کیونکہ
میں دیدار الہی میں محو تھا یہ مشاہدہ حق کا مقام ہے۔

دوسرا واقعہ حضرت ابو زید رضی اللہ عنہ کا ہے آپ کو کسی نے باہر سے بلایا۔
جواب دیا، میں خود ابو زید کو چالیس سال سے ڈھونڈ رہا ہوں۔ مل نہیں رہا ہے۔
حالانکہ خود ہی جواب دے رہا تھا۔ آپ کو مشاہدہ حق نے اتنا محو کر دیا تھا کہ اپنی
سندھ بید نہ تھی۔

کتاب احیاء العلوم من تصنیف حضرت حجتہ الاسلام امام محمد غزالی
علیہ الرحمۃ کے نویں باب میں درج ہے کہ اللہ شکل و صورت سے بالاتر ہے۔ تو یہ کہنا کہ
قیامت کو بہت سے چہرے بار و لوق ہونگے جو رب کی طرف دیکھتے ہوئے گئے کہاں

تک درست ہے۔ حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ بات دراصل یہ ہے کہ یہ رویت ایک قسم کا کشف اور علم ہے۔ جس طرح یہ جائز ہے کہ اللہ مخلوق کو دیکھ رہا ہے حالانکہ وہ اُن کے سامنے نہیں۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ وہ بغیر کیفیت اور صورت کے دیکھا جائے۔

تفسیر قشیری میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو دنیا میں اندھے ہونگے وہ آخرت میں بھی اندھے ہونگے اور زیادہ گمراہ! یعنی جو لوگ اس دنیا میں بصیرت سے خدا کا مشاہدہ کرنے سے محروم ہیں وہ آخرت میں بھی خدا کو دیکھنے سے محروم ہونگے کیونکہ آج اس دنیا میں انہیں خدا سے جدا ہے۔ قیامت میں انکو جدائی کے علاوہ عذاب جہنم نصیب ہوگا اور زیادہ گمراہ ہونگے۔

تفسیر زاہدی میں عمر الحقائق سے نقل کیا گیا ہے بیشک بصیر دہی ہے جسکی بصیرت کی آنکھیں بی یَبْصَور (مری آنکھ سے دیکھتا ہے) کے سرمہ سے صاف ہو گئی ہوں اور سمیع دہی ہے جس کی ہمت کے کان بی قِصَم (میرے کانوں سے سنا ہے) کی یالیوں سے آراستہ ہوئی ہوں۔ جو خدا کی آنکھوں سے دیکھے وہ خدا کے بغیر کچھ نہیں سنیکا۔ وہ آنکھ جو اللہ سے نور حاصل کرے۔ اُس کیلئے ہر ذرہ ایک آئینہ ہے جس میں دوست کو دیکھتا ہے۔ مقامات خواجہ نقشبند غیور علیہ الرحمۃ میں مذکور ہے درویش نقد والے یعنی جنکو اپنا مقصد حاصل ہوا ہے وہ مستقبل پر نظر نہیں رکھتے ہیں۔ شعر (مفہوم)

اسی دنیا میں بصیرت کی آنکھ سے دوست کا دیدار کر۔ کل پر کیا چھوڑتا ہے
سراج امالی یا نور المعالی میں یوں تشریح کی گئی ہے کہ مؤمن اسکو بلا چوں و چرا

دیکھتے ہیں۔

اہل حق کا اس بات پر یقین ہے کہ قلبی دیدار دینا میں جائز ہے۔ یعنی بصیرت کی آنکھوں سے دیکھنا۔ اس کا مطلب ہے باطن اور روح میں حقیقت کا معلوم ہونا ہے۔ اس سے مراد یقین اور رو بردیکھنا۔ اس میں ظاہری اور باطنی آنکھ سے دیکھنے میں فرق نہیں پڑتا ہے۔ پس جان لو آخرت میں آنکھوں سے دیکھنا حق اور جائز ہے۔
شرح المشارق میں صریحاً درج ہے کہ معراج کی شب حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اللہ کو دیکھا اور علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے کتاب خصائص النبیین میں ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دو مرتبہ دیکھا مولانا شیخ یعقوب چرخانی نے لکھا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیوانہ نہیں ہیں۔ آپ نے اللہ کو آسمان کے کنارے پر دیکھا۔ امام قشیری لکھتے ہیں کہ اللہ نے مومن مرد اور عورتوں کو پاکیزہ مکانات کا وعدہ فرمایا ہے اور مکان محبوب کے دیدار کے بغیر آرام دہ اور پاکیزہ نہیں بنتا ہے اللہ کی تھوڑی رضامندی بہت بڑا انعام ہے۔ اہل رضوان اس خوشنودی کا ذوق رکھتے ہیں۔ یہی محبت کی روح ہے دارالقدس یعنی پاکیزہ گھر کے آرام سے کچھ کم نہیں۔ یہی روح مکمل ہے۔

نفحات الانس میں درج ہے۔ بیشک میں نے تم کو اپنے دل کے ساتھ سخن گوینا ہے۔ جسم مخلوق کی خدمت کیلئے ہے۔ دل خدا کے جلوؤں سے مالا مال ہے اس میں سی اور سی تجالیش نہیں۔ البتہ ظاہری قواء ساتھیوں کی خدمت میں

لگے رہتے ہیں سے دل یا یار دست با کار

حضرت رابعہ شامیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا دو
الگ الگ ہستیاں ہیں۔ حضرت رابعہ بصریؒ حضرت شیخ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی
مریدہ تھیں۔ رابعہ شامیہؒ اولیسی ولی تھیں۔

ایک عالم فقیہ نے کہا ہے کہ عورتوں کو خدا کا دیدار نصیب نہ ہوگا۔ مگر یہ صحیح
نہیں ہے۔ کیونکہ اجر و ثواب میں ان دو کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ قرآن شریف
میں مذکور ہے کہ مسلمان عورت ہو یا مرد جو نیکو کار ہو اس کو ہم ستھری زندگی عطا کریں گے
حضرت سلطان ولد علیہ الرحمہ کی مشنوی شریف میں آیا ہے کہ حضور پاک صلعم کو دیدار الہی
میسر تھا اسلئے حضرت موسیٰؑ نے آرزو کی کہ انکی اُمت میں سے کیوں نہیں ہوں۔ جب حضور
پاک صلعم نے فرمایا یَعْلَمُ مَعْلَمًا میں بطور استاد مبعوث ہوا ہوں) وہ سمجھ گئے کہ
وہ بھی شاگرد ہونگے اور دیدار الہی سے فیض یاب ہونگے۔ حضور پاک صلعم نے
فرمایا۔ اصحابی کا لجوم (میرے ساتھی ستاروں کے مانند ہیں) جس کسی کی
پیروی کرو گے راہ راست پاؤ گے

جب لوگ ولی کا دامن تھام لینگے یعنی متابعت کریں گے تو گویا انہوں نے
میرا دامن تھام لیا کیونکہ وہ ولی میں خود ہوں جس کی ظاہری صورت میں میں
جلوہ گر ہوا ہوں۔

ہر ولی کی جیب سے میں سر نکالتا ہوں۔ جو کوئی دیکھے کہتا رہے اس جیسا
کوئی نہیں۔ میں طور کی تجلی کی طرح شمع اور چراغ میں ہوں۔ خدا کا نور ہمیشہ ایک ہے
حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ العزیز چہل اسرار میں کیا

خوب فرما گئے ہیں۔

ہر کونندید رویش کور دو عالم آمد واکرا کہ دیدہ دلشد بینا بود ہمیشہ
ترجمہ (جس شخص نے اسکا دیدار نہ کیا وہ اندھا ہے۔ جس کی آنکھیں اسکے دیدار سے
کھل گئیں وہ ہمیشہ بینا ہے۔ یعنی مقام شہود میں ہے۔)

از کنار خویش می یابم دما دم یوی یار زلں ہی گیرم بہر دم خویش تن را در کنار
ترجمہ (میں اپنے بغل میں ہر دم یار کی خوشبو پاتا ہوں۔ اس لئے اپنے سے بغل گیر ہوتا
رہتا ہوں۔)

شہود صفات شہود افعال شہود ذات

مولانا نور الدین جعفری مدحی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بعض اولیاء کو شہود ذات
حاصل ہوتا ہے یعنی دیدار الہی انہیں ہر وقت میسر ہوتا ہے۔ بعض کو شہود صفات
دنیا میں لوہ کی کرلوں اور تجلیوں کے مقدار میں ہوتا ہے۔

شہود افعال ہمیشہ رہتا ہے مگر شہود صفات کبھی پوشیدہ ہوتا ہے مگر اکثر
حضرات کا خیال ہے کہ شہود صفات حضور سرور کائنات صلیم کو ہر وقت حاصل تھا
بعض کہتے ہیں کہ کسی وقت حاصل ہوتا۔ کیونکہ آپ کا فرمان ہے۔

”لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی مہمل“

فرمایا صلیم نے مع اللہ کے ساتھ ایسا وقت میسر ہوتا ہے کہ کوئی مقرب فرشتہ
یا مہمل میری برابری نہیں کر سکتا۔ اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ آنحضور صلیم
کو کبھی کبھی تجلی ذات اکثر وقتوں میں تجلی صفات حاصل تھے اور ہمیشہ کیلئے تجلی ذات
کا وعدہ آخرت میں ہمیشہ ہے اسی کا نام مقام شہود ہے۔

بعض اوقات اولیاء کہتے ہیں کہ ہم ہر وقت خدا کا مشاہدہ کرتے ہیں اگر یہ میسر نہ ہو تو ہم مہربانیں بعض کا خیال ہے کہ اگر اسپر پردہ پڑ جائے تو ہم مرتد ہونگے۔ یہ شہود افعال یا شہود صفات ہو سکتا ہے۔

سورہ یونس کا جزوی مفہوم ملاحظہ ہو۔

”بے شک جو لوگ ہمارے دیدار اور قرب کی اُمید نہیں رکھتے اور دنیوی زندگی پر راضی ہیں اور اسی میں دل لگاتے بیٹھے ہیں اور وہ جو ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں ایسے لوگوں کا ٹھکانا انکے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے۔“

مستزاد فرقہ دیدار خدا کے جائز ہونے کو تسلیم نہیں کرتا۔ مگر یا ایمان دیدار کے شوقین ہیں۔ اور اس کی اُمید رکھتے ہیں۔ جو دیدار کا طلب گار نہیں اسکو عرفان حاصل نہیں ہوگا اگر محبت رکھتے تو دیدار کے شائق ہوتے۔

اللہ کا فرمان ہے جو دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے اُن کیلئے جنت حرام کر دی گئی ورنہ اُمید دار لوگوں کا انجام اللہ کی قریت اور دیدار میں مضمر ہے۔

حشفہ المحجوب میں مذکور ہے کہ اس گروہ کا مقصد مشاہدہ سے دل کا دیدار ہے۔ یعنی دل کی آنکھوں سے خلوت و جلوت میں اللہ کو دیکھتے ہیں۔

عارف است و کاین و باین نہ در و حاش
نیست مانع صورت چیزے کہ مستکہ شاد است

علامہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرے پیر طریقت اللہ کے عارف ہیں جو کہ روشن اور
موجود ہے اسلئے آپ کو اللہ کے ستر وحدت کا معائنہ کرنے میں صورتوں کی کثرت رکاوٹ
نہیں ڈال سکتی۔

نقد النصوص میں تحریر ہے کہ اللہ ہر فہم میں آنے والی چیز میں پوشیدہ ہی نہیں بلکہ
عیان اور جلوہ گر ہے۔ لیکن ادراک سے پوشیدہ اسلئے اس شخص کے جو انانیت
سے بے پروا ہو کر بے فیصم کے مقام پر فائز ہو کیونکہ اس صورت میں وہ تمام چیزوں
کا مشاہدہ اللہ کی آنکھوں سے کرتا ہے۔
منطق الطیر میں لکھا ہے۔

مردے باید کہ باشد رہ شناس گرچہ بیند شاہ را در صد لباس
آدمی کا اس راہ سے واقف ہونا از لبس ضروری ہے اس کے نشیب و قرار سے !
اگرچہ بادشاہ کو سینکڑوں لباس میں دیکھے۔ (یہ ہمہ اوست کا مسئلہ ہے)۔
کنز العباد میں ہے کہ گوشہ نشینی کا مقصد دراصل بری عادتوں سے الگ رہنا ہے۔
یہ تاثیر صفات کی تبدیلی ہے اور وطن سے دیری نہیں۔

جب پوچھا گیا۔ عارف کون ہے۔ جواب ملا جو کائنات بائن ہے۔ یعنی جو ظاہر میں
خلق کے ساتھ ہوتا ہے اور باطن میں اُن سے جدا۔

سلسلہ الذہبے میں در نظر ہے کہ ایسا شخص دل بایار دست با کار پر عمل
پیرا ہوگا۔ گویا صوتی کائنات و بائن ہے۔

مثنوی کے چند اشعار ملاحظہ ہوں

ہر کراحق داد تور معرفتس کائن دیان بود صفتش

جس کو اللہ اپنی معرفت سے نور بخشا ہے وہ کائن دیان ہے۔

خیز جائی خاک این راہ باش ہر چہ داری بجاک این روپاش

جائی اٹھو اور اس راہ کی خاک بنو۔ اپنا سارا کچھ اس راہ میں خرچ کرو۔

پھر ایک حکایت حضرت عبید اللہؒ کی بیان کرتے ہیں کہ کس طرح بادشاہ سمرقند

نے آپ کے استقبال کیلئے اپنے امراء و وزراء اور فوج بھیج دیئے۔ مگر آپ پر ظاہری

جاہ و جلال کا کچھ اثر نہ ہوا اور مجھے بلا کر فرمایا دیکھو یہی فنا کا مقام ہے۔ اتنے

ازدہام میں اپنے میں مگن رہو۔ بیشک وہ اپنے مقام اور حال سے خبر دیتے تھے۔

میں بعد شوق یہ سکھ رہا ہوں ورنہ مجھے عیسے بے بقاغت سے انکی کیا تعریف ہو سکتی

ہے۔ خزائنہ الجلالی میں لکھا ہے کہ درویشی خرقہ پہننے اور خالقہ میں رہنا نہیں!

ذکر و فکر میں مشغول رہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ولی کو حضور قلب حاصل ہو حضرت سعدیؒ

کیا خوب فرما گئے ہیں۔

طریقت بحر خدمت خلق نیست بہ تسبیح و سجادہ و دلقنیت

مؤمن وہ ہے جو لو بھر بھی یاد خدا سے غافل نہ رہے اسی ایک لحظہ میں اس کے

ایمان میں رخت پیدا ہوتا ہے۔ اسی ایک لمحہ کیلئے وہ کافر ہو گیا۔ اگر ہمیشہ غافل رہے

تو اسلام کا دروازہ اس پر بند ہے۔

قرین جائیے حضرت خواجہ نقشبند مشکات علیہ الرحمہ کے آپس وہ آمیز لہجہ میں

اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے ہیں۔

یارسبہم مشکلات آسانم کن آگہ ز دقیقہ با ایمانم کن
 حقا کہ مراد لافِ مسلمانی نیست مگر بر وجود تو مسلمانم کن (مترجم)
 مزید لکھا ہے کہ اللہ پاک کا ارشاد گرامی ہے جو میری یاد غفلت اور لاپرواہی سے
 کرتا ہے میں اس کی یاد لعنت سے کرتا ہوں۔ اسی لئے دانائے راز نے پروردگار
 سے یوں التجا کی ہے۔

بگیر از من کہ بر من بار دوش است ثوابے این نماز سبے حضور ہے
 شرح الرباعیات میں تحریر ہے کہ جسکی بنیائی کمزور نہیں ہے وہ ہر
 چیز میں اسکا جلوہ دیکھتا ہے سب اُسی کے حسن کا عکس ہے سب کچھ اُسی کی مدد سے
 قائم ہے بلکہ خود ڈھی ہے!

اللہ تعالیٰ ایسے موجود ہے جو دکھائی نہیں دیتا۔ جس پر کسی کو عبور نہیں
 جو کچھ روح دیکھتی ہے جسم سے دیکھتی ہے مگر جسم اس سے بے خبر ہے یہی مثال اس
 حی و قیوم کی ہے۔ یعنی دنیا کا قائم رکھنے والا مگر نہ دکھائی دینے والا۔ دنیا کے ہر
 ذرہ کا وجود اُسی کی قیومی کی بدولت قائم ہے۔ کائنات کے ہر ذرہ کا وجود خداوند تعالیٰ
 سے قائم ہے۔

وہو معکم ایما کنتم (جہاں کہیں بھی تم ہو گے وہ تمہارے ساتھ ہے)
 جس طرح عرض جو ہر کی بدولت قائم ہے۔ جسم روح کی بدولت قائم ہے۔ اسی طرح
 قیوم کی رفاقت ہر دم ہر لمحہ چاہئے! کبھی ہوا کا بیگولا اٹھکر مٹی وغیرہ ہلکی چیزوں
 کو بچاتا ہے۔ ایسا لگتا ہے مٹی ناجیتی ہے مگر وہ بے بس ہے۔ اس کو بچاتا تو ہوا ہے۔
 حرکت میں لانے والی ہوا ہے مگر ہوا دکھائی نہیں دیتی ہے۔ دراصل حکومت ہوا کی ہے

اور ہوا نظر سے غائب ہے!

خلصان المحبت اور موجت حیات است
تاکیاں رابیت اور اسکر شدت

صحبت

میرے مرشد کمال کی صحبت مریدوں کیلئے باعث تسکین ہے اور توبہ کرنے والوں کیلئے
آپ کے دست مبارک پر بیعت ہونا دیوار اسکندر سے بھی مضبوط ہے۔ یہ اس کو ہر آفت سے
محفوظ رکھتی ہے۔

اس میں فروتنی، عاجزی اور خلوص کا شامل ہونا ضروری ہے اولیاء کی صحبت کے باریے
میں جو فیض حاصل ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں کچھ ملفوظات اور قرآن و احادیث کا حوالہ
دینا ضروری ہے۔

صبح بخار کے شریف میں ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی عنہ سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس شرط پر بیعت لی کہ شرک نہ کرو گے چوری نہ کرو گے نہ بچیوں کو مار ڈالو گے
نیک کام کرو گے ہمت کسی پر نہیں باندھو گے پھر اللہ ذمہ دار ہے۔ وہ پردہ پوشی کریگا
حضرت عبداللہ رضی عنہ نے عرض کیا جس چور نے ہاتھ کاٹے جانے کے بعد توبہ کی کیا
اسکی شہادت قبول ہوگی۔ فرمایا ہاں ہر سزا یافتہ کی شہادت مقبول ہے اگر وہ سزا
کے بعد توبہ کرے۔ رسالہ لطیفہ غیبیہ میں ہے۔ مرید صادق اس امر کی کوشش
کرے کہ مرشد کی ہم نشینی ہاتھ سے نہ جائے۔

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین کا یہی مفہوم ہے
(اے ایمان والو۔ اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرو)

مقامات خواجہ نقشبند میں ہے کہ مسائل دین عالموں سے پوچھتے رہو۔ داناؤں

سے ملتے رہو۔ بزرگوں کے ساتھ صحبت رکھوانے کے دیدار میں شغلبے۔ انکی صحبت
 دلہے سے یکا زمانہ میچتے با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
 (پیرردی)

نوادرا اصول میں اسکی نشہ طریوں کی گئی ہے۔
 اللہ کے خاص بندوں کے تین کردہ ہیں۔ ہر کردہ اپنے کردار سے پہچانا جاتا
 ہے جو کچھ اُنکے پاس ہے اُس سے انکی شناخت ہوتی ہے۔ کچھ حلال و حرام کے
 عالم ہیں۔ کچھ خدا آگاہ ہیں انہیں اللہ کے جمال کی نشانیاں ہیں۔ اہل حکمت سے
 ملاقات کرا دلیاء کے پاس بیٹھ۔ شریعت عالموں سے پوچھ۔ حکمت و سائنس و تدبیر
 وغیرہ داناؤں سے پوچھ۔ الثقلانی کے راز بزرگوں سے پوچھ۔ انکے دیدار میں شغلبے
 لقاء تملیل شفاء العلیل

حضرت امیر المؤمنین مولیٰ کرم اللہ وجہہ کافرمان ہے۔
 عالموں سے پوچھ۔ داناؤں سے ملو۔ بزرگوں کے ساتھ صحبت رکھو۔ ظاہری عالموں سے
 صرف ضرورت کے وقت ملو۔ اہل دل سے صحبت رکھو جن پر علم کے احکام زیادہ غالب
 ہوں ان سے صحبت رکھنا پسندیدہ نہیں ہے۔ اہل یاطن سے زیادہ ملو۔
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے۔

علمائے اقسام کے ہیں۔ نمبر ۱۔ وہ عالم جو احکام الہی جانتا ہے خدا شناس نہیں۔
 نمبر ۲۔ وہ عالم جو خدا شناس ہے مگر احکام الہی کا عالم نہیں۔ نمبر ۳۔ وہ عالم جو خدا
 شناس بھی ہے اور شریعت کا عالم بھی ہے۔ اس تیسری قسم کے بارے میں حضور پاک
 نے الوجدیغہ سے فرمایا کہ ان لوگوں کے دیدار میں شغلبے۔

مقامات سلطان ولد علیہ الرحمہ میں ہے کہ جس طرح علم حاصل کرنے کے بارے میں بار بار دہرانا مفید ہے اسی طرح فقروں سے صحبت رکھنا فقیروں کا واقف بنا دیتا ہے۔

اگر ایک شرابی مٹکے کی ہر لیبل LA SEC دیکھے تو بغیر پئے مست ہو جائے انا (مٹکا) اولیاء کے قلوب میں ایک اہل دل اور غافل ہر مشکل میں مگر پہلے میں کچھ ایسی شراب بھری پڑی ہے جس کا عکس اس کے چہرے اور جس کا مزہ اس کے کلام میں ملتا ہے۔ ان کے نام و پیام سے عشق برستا ہے۔ ایسے بزرگوں کی ہمیشگی سے اطمینان و سکون ملتا ہے۔ جو مدتوں کی ریاضت سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

(پیر ردیؒ)

جب پیر ملے تو اسکو مت چھوٹ گھر گھر اس کو ڈھونڈو اور خوشبو

حاصل کرو یعنی فیض روحانی!

وہ تمہارے دل کو باطنی کشش کے ذریعہ ہر پریشانی سے نجات دلائیگا۔ پیر کی صحبت میں مس غم کیمیا کا اثر قبول کر گئی۔ دل منور ہوگا۔ اس کے در پر ثابت قدم رہو۔ مرتے دم تک خدمت بجالاؤ۔

محبت کا بیج دل میں پینے دو۔ صحبت صالحہ صالِح بن جاوگے دل میں اللہ نے یہ صلاحیت رکھی ہے کہ وہ اثر لیتا ہے۔ اولیاء سے رغبت رکھنے والا انکا

اثر لے گا۔ ماسواۃ اللہ سے کٹ جائیگا۔ جب اللہ پاک کی طرف رغبت پیدا ہوگی کبھی ایک ہی نظر سے کسی خوش نصیب طالب کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے

اور وہ اللہ کا ہو جاتا ہے۔

مشہور ہے کہ حضرت شمس تبریزی علیہ رحمۃ کی نظر کرم جس پر پڑی۔ وہ اعکاف و چلتے سے۔ پناہ گیا ہے کہ سے۔ نگاہ مرد مؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیر میں اس مقام پر سالک کا قائم رہنا بڑا دشوار ہے اگر آداب صحبت میں ایک ادب چھوٹ جائے تو قربِ خدا باقی نہیں رہتا۔ حضرت پیرِ دہلیؒ کا ارشاد ہے یہ خدا اور اس کے خاص بندوں کی مہربانی کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہو گا تو اس کا نامہ اعمال سیاہ ہی رہے گا۔

مندرجہ بالا شعر کے مفہوم سے یہ مترشح ہو رہا ہے کہ توبہ کرنے والے کو پیرِ برحق علیہ رحمۃ ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے گا۔ تاکہ وہ قلعہ کے اندر محفوظ رہے اور یا جوج ماجوج یعنی نفسانی خواہشات اس پر غالب نہ آجائیں بحقیقت تہہ تو قلعہ کی دیوار میں رخنہ پڑ جاتا ہے وہ گر جاتی ہے اور شیطان اپنی فوج لیکر غالب آ جاتا ہے۔ یہاں رسالہ کا مضمون ختم ہوا۔

سالہا بشدر نصرت ارشاد و بیعت یافت لیک
مخیر از شیخی و بابائی بسگر شد است

علامہ عمر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یاد چوداس امر کے کہ میرے مرشد برحق علیہ الرحمہ کو اپنے مرشدوں سے بیعت لینے کی اجازت حاصل تھی مگر آپ نے حتی الامکان "شیخ" "بابا" یا "صاحب لنگر" کہلانے سے احتراز کیا۔ تاکہ شہرت کی آفت سے محفوظ رہیں۔ نام و نامور کیلئے خانقاہ اور طعام خانہ قائم کرنا آپ کو ہرگز پسند نہ تھا۔ آپ نے ورد المریدین کے تصنیف ہونے تک یہ ڈھنڈورا نہیں بٹوایا کہ وہ مجاز اور صاحب اختیار ہیں رسالہ قشیری میں درج ہے کہ مرشد صدارت اور سجادہ نشینی کا ہوس دل میں نہ رکھے۔ جب تک بشری کمزوریاں اور اسکی ہوس نکالیاں اس میں ختم نہ ہوں۔ اس کا سجادہ نشینی اختیار کرنا اور ارادت کا مرکز قائم کرنا زیب نہیں دیتا۔ کیونکہ اپنے ناپختہ انسان (مرشد) اور خدا کے درمیان پردہ مائل رہتا ہے۔ اور اس کا ارشاد کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکیگا فلا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْفَسَاكِمِ (اپنے آپ کو پاک اور مقدس مت سمجھو) کی روشنی میں شیخ اور مرشد کہلانے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

بیشتر خواہد ملومی و حمل و نیستی !!
گرپ اندر عالم ارشاد و شکر صدارت

میرے مرشد برحق علیہ الرحمہ زیادہ تر سلامت۔ نیستی۔ بدنامی اور گمنامی کو پسند فرماتے۔ گو آپ عالم ارشاد کے سپہ سالار ہیں آپ اکثر اوقات طعنوں کے دلدادہ رہتے۔ یعنی ملامت وغیرہ شہرت کی مصیبت سے بچنے کے ہی حربے آپ کو پسند تھے حق تو یہ ہے کہ شہرت کی آفت کو ہر کوئی پسند کرتا ہے۔ گمنامی اور گوشہ گیری

ایسا آرام ہے جس کو کوئی پسند نہیں کرتا۔

امام قشیری علیہ الرحمہ نے پسندیدہ پیرائے میں اسکی یوں وضاحت فرمائی ہے علماء کیلئے حکم ہے۔ کہ اگر وہ کوئی حکم قرآنی چھپائیں تو ان کو قیامت کے روز آگ کی لگام منہ میں ڈال جائیگی۔ اس کے برعکس ایک ولی کیلئے یہ حکم ہے۔ کہ اسرار الہی فاش نہ کرے۔ ایسا کرنے سے اُس سے وہ نور یا اختیار چھین لیا جائیگا اور وہ اسرار سے غیر واقف رہیگا اپنے وجود کے گھنٹہ کو ختم کرنا لازم ہے کیونکہ کہا گیا ہے کہ تیرا وجود خود ایسا گناہ ہے جس کے برابر کوئی اور گناہ نہیں ہے۔

عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ مرشد خدائی لشکر ہے جو مریدوں کی رہنمائی کرتا ہے ایب حدیث پاک کو اس طرح ادا کیا گیا ہے۔ حضور پاک صلعم نے فرمایا کہ اگر کہیں میں آدمی یا اس سے زیادہ حاضر ہوں اور ان میں سے کوئی ایسا نہ ہو جو خدا سے ڈرتا ہو تو تو عذاب الہی کا حکم سمجھو صادر ہو گیا۔ یا قیامت برپا ہو گئی۔ اس لئے مشائخ یعنی مرشدوں اور اولیاء کرام پر اللہ کا وقار لازم ہے کیونکہ انہی سے مرید اور طالب ظاہری اور باطنی طور ادب حاصل کرتے ہیں۔

اہل ملامت اور عاشقوں کیلئے قرآنی ارشاد بھی سنئے۔

”لے ایمان والو۔ جو شخص تم میں سے دین سے پھر جائے تو اللہ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کریگا۔ جن سے اللہ کو محبت ہوگی اور اُنکو اللہ سے محبت ہوگی۔ وہ مسلمانوں پر مہربان اور کافروں پر تیز ہونگے اور وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے۔ اللہ بڑا وسعت والا ہے اور بڑا علم والا ہے۔“

کشف المحجوب میں ایسے عاشقوں کے بارے میں لکھا ہے۔ کہ وہ لایخافون لومستلائکم (وہ کسی ملامت کرنے والی کی ملامت سے ڈرنے والے نہیں) کے مصداق ہیں۔ دراصل یوں سمجھو کہ ملامت اللہ کے دوستوں کی غذا ہے۔ تاکہ ان میں خود بینی اور غرور پیدا نہ ہوں اللہ کی مرضی ہے کہ وہ نظرِ بد سے بچیں۔

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ ماہ صیام میں روزے سے تھے۔ اور جب ایک شہر میں وارد ہوئے وہاں آپ کا پرچوش استقبال ہوا۔ حضرت کا وقت غارت ہوا آپ یا د خدا سے رہ گئے جیب سے روٹی نکال کر کھانے لگے۔ لوگوں کو نفرت ہو گئی آپ نے مریدوں سے فرمایا۔ دیکھو میں نے شریعت کے ایک مسئلہ پر عمل کیا۔ گویا سفر میں روزہ توڑ دیا۔ لوگوں نے ناپسند کیا۔ اور مجھ سے پھر گئے متنفر ہو گئے ایک اور بزرگ حیس کی زیارت کیلئے ایک آدمی آیا مگر اسکو شطربخ کھلتے دیکھکر اس سے نفرت کرنے لگا حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ وہ اس لڑکے کو شطربخ سے نفرت دلاتا چاہتے تھے۔ کیونکہ آپ نے اس کے ماتھے پر عطیہ الہی دیکھا تھا۔

مقامات نقشبندیہ میں لکھا ہے کہ مرشد ایک شکاری کی طرح ایک طالب کو شکار کرتا ہے۔ اور وہ وحشی ہو کر سدھایا جاتا ہے۔ پھر مرشد اپنے مرید کے بساط کے موافق اسکی تربیت میں لگ جاتا ہے۔

طالبانِ صادقان! مسکند تو بہ قبول !!
طالبع کو یافت زو تقیین ذکر از کشت دست

علامہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کامل رضی اللہ عنہ ایک یا اخلاص اور پرخلاص طالب کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔ اور جس کو ذکر کی تعلیم دیتے ہیں وہ بڑا ذکر بن جاتا ہے۔

ہمارے مرشد کامل علیہ الرحمہ کے ارشاد ناموں میں لکھلپے کہ آپ کو توبہ کرنے اور طالبوں کو ذکر کی تعلیم دینے کی اجازت دی گئی ہے۔ آپ اُسی کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔ جس کے بارے میں باطنی اشارہ مل جائے یہ اشارہ اپنے مرشدان کامل کی ارواح پاک سے ملتا ہے۔ جس کے بارے میں بشارت سنتے ہیں اس کو ذکر کی تعلیم دیتے ہیں اس کی صلاحیت کو ملحوظ نظر رکھ کر!

امام قشیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مرید کا قبول ہونا۔ نیک نیتی کی علامت ہے ہمارے مرشد کامل ان دو اوصاف سے مستصف ہیں ایک یہ کہ وہ توبہ قبول فرماتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ ذکر کی تلقین کرتے ہیں۔ یہ استعداد آپ کو مل چکی ہے عام اصطلاح میں ذکر اسکو کہا جاتا ہے۔ جو خدا کی جستجو میں لگا ہو۔

ارشاد المریدین میں تحریر ہے کہ فائدہ بخش علم وہ ہے۔ جس سے طالب میں پرہیزگاری اور یرد باری پیدا ہو جائیں جو طلب اور شوق کی آگ کو بھڑکاتا رہے۔

مشہور واقعہ ہے۔ کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور پاک صلیم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ مجھے ایسا علم بتا دیجئے۔ جس سے میں خدا سے داخل ہو جاؤں تو حضور پاک صلیم نے خوش ہو کر فرمایا کہ میں اسکی انتظار میں

تھا کہ کب تم میں اس بات کا شوق پیدا ہو۔ چنانچہ آپ کو قبلہ رو بٹھا کر لا الہ الا اللہ ذکر کی تعلیم فرمائی۔ آپ سے یہ تعلیم حضرت امام حسین رضی اللہ علیہ اور آپ سے امام زین العابدین سے ہوتے ہوئے سلسلہ وار مرشدوں تک پہنچی رہی۔ مرصاد العباد میں ہے کہ راہ خدا پر چلنا ذکر کے ذریعہ سے ہی ہو سکتا ہے مگر اس میں رہبر کی اشد ضرورت ہے بدون مرشد اللہ پڑھنا پورا فائدہ نہیں دیتا ہے۔ جو یاد خدا سے منہ موڑے اس کیلئے عذاب ہے۔ مومن طالب ہمیشہ یاد خدا میں مشغول رہتا ہے۔ اچھا وقت ذکر کے ساتھ رہنے کا وقت اور اچھی صفائی دل کی صفائی ہے۔

الغرض ہر صبح و شام لا الہ الا اللہ ورد کرتے رہو اللہ پاک جل شانہ کا ارشاد ہے کہ میں ذکر کا ہمیشہ ہوں۔ مقامات نقشبندیہ میں درج ہے کہ ذکر کی تعلیم ایسے استاد سے حاصل کی جائے جو خود کامل ہو اور دوسروں کو کامل بنانے والا ہو۔ تاکہ صحیح اثر پیدا ہو۔

لفحات الانس میں شیخ شمس الدین صفی کا ذکر ہے کہ آپ شہر شیراز کی جامع مسجد کے امام تھے۔ ایک دفعہ آپ نے دیکھا کہ آپ کا ذکر نورانی شکل میں زمین میں جذب ہوتا تھا۔ انہوں نے سوچا کہ الیہ یصعد کلم الطیب (پاک کلمات اللہ پاک کی طرف اوپر چڑھتے ہیں) (

چونکہ وہ یہ اذکار کسی صاحب کی اجازت سے نہیں پڑھتے تھے۔ اس لئے جب اجازت حاصل کر کے پڑھے تو دیکھا یہ نور اوپر جا رہا ہے اچانک العلوم میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ دیکر لکھا ہے۔

اگر کوئی خلوص دل سے لا الہ الا اللہ پڑھنے لگے تو اس کے گناہ بخشے جائیں گے آپ صلیم نے ابو ہریرہ رضی سے فرمایا کہ مردوں کو تلقین کرو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کیونکہ یہ شہادت گناہوں کو ڈھانپ لیتی ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ جب مردوں پر یہ فائدہ بخش ہے تو زندہ لوگوں پر کیا حال ہوگا۔ فرمایا صلیم انکو بھی ڈھانپ لیتی ہے۔

اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ دین کے معاملے میں تم سے مدد مانگیں تو انکی مدد کرنا فرض ہے۔ (تفسیر قریشی)

ورد و ملک اور دعائے معظّم پے شمار
حرک و روا و حلاوت مستفہر شایست

علامہ خاکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک رضی اللہ عنہ نے بہت سے اوراد اور باتند پایہ دعائیں اپنا میراث بلکہ ملکیت بنائے تھے۔ آپ نے جس کو بھی اجازت دی وہ کامیاب و کامران ہوا۔ آپ کے پاس ورد اعظم۔ دعائے مستغنی۔ دعائے حزب البحر دعائے حرز موتس اولیاء۔ اکتائیں اسم۔ مبيعات عشرہ وغیرہ روزانہ کا معمول آپ کی ملکیت بن چکے تھے۔ کوئی حاکم درد میں مشغول رہے اور کام نہ کرے وہ ملعون ہے جو درد چھوڑ دے وہ بھی ملعون ہے ہمیشہ پڑھنے اور دوسرے کو اجازت دینے سے فائدہ ہوگا۔ مگر صرف دوسرے کو اجازت دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

ایک طالب نے شیخ سے پوچھا کس کو دوست رکھوں۔

مرشد نے فرمایا۔ اللہ کو اور کرامًا کا تبین کو ہم نشین رکھو۔ یا رکلام اللہ کو اور موت کو دوست رکھو۔ غرض خدا کو ہر دم یاد کرو۔

وظیفہ بند کرو گے تو تمہارے مرنے کی آواز دینا مین پھیل جائیگی۔ جب مچنون ایک رات لیلیٰ کے کوچہ میں نہ پہنچ سکا تو لیلیٰ کو اطلاع دی گئی کہ مچنون مر گیا۔

خواجہ حسن نوری علیہ الرحمہ کی ملاقات کیلئے دو صوفی روانہ ہو گئے راستے میں ایک بٹی نے دوسری بٹی سے کہا خواجہ حسن مر گئے مگر جب وہ وہاں پہنچے اسکو زندہ دیکھا تو ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے فرمایا کہ میں کل ایک وظیفہ نہ پڑھ سکا۔ اس لئے میرے مرنے کی خبر حیاتوں تک پہنچی ہے۔

دُعا کی حیثیت ایک زمین کے ٹکڑے کی سی ہے۔ جب اسکو کاشت کرتے رہو تو تمہاری ہو گئی۔ اگر کسی کو تھوڑی دینا چاہو تو وہ بھی متمتع ہوگا۔ گویا وُرد و طابف جائداد جیسی ہے۔ مالک نے بغیر کسی کو بخش دینا غلط ہے۔ اجازت اور ملکیت ضروری شرائط ہیں۔ ورنہ وہ روحیں آکر تکلیف پہنچاتی ہیں۔ ایک صاحب اختیار سے اجازت لیکر ہی وہ دُعا اثر دکھائیگی۔

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ میرے والد مرحوم نے دعائے سیفی بغیر اجازت کے پڑھنا شروع کیا تو آپ کا منہ ٹیڑھا ہو گیا۔ اور چند سال بعد اسی عارضہ سے فوت ہو گئے۔

آفتاب عالم ارشاد و کمال است ولیک تا قص از نقصان خود خفاش دشمن نور شد

حضرت علامہ علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ہمارے پیر حق رضی اللہ عنہ دوسروں کو کامل بنانے میں ارشاد و ہدایت کے سورج ہیں۔ اب اگر منکر کو آفتاب عالم تاب کی نوری کرنیں ایک چمکا ڈر کی طرح بھلی نہ لگیں۔ یہ اسکا اپنا قصور ہے کہ وہ تابنا ہی رہا۔

مقامات خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمۃ میں لکھا ہے کہ اس گروہ میں کوئی مقلد ہوتا ہے جو بغیر تحقیق کئے سنی اور پڑھی ہوئی باتوں پر عمل کرتا۔ اپنی ذات میں کامل ہوتا ہے مگر دوسرے کو کامل بنانے کی زحمت نہیں اٹھاتا ہے دوسرا گروہ وہ ہے۔ جو خود بھی صاحبِ کمال ہے اور دوسروں کو بھی کامل بنانے والا ہوتا ہے۔

خواجہ عبید اللہ احرار علیہ الرحمہ نے اس ضمن میں فرمایا ہے کہ دوسرے کو کامل بنانے کیلئے دو شرطیں پوری کرنا ضروری ہیں مرا خدا نک پہنچانے والے اعمال کا علم الیقین ہو ملاحظہ ظاہری اعمال اور معرفت شہود اور عین الیقین میں رکاوٹ پیدا نہ کریں جب طالب اس مقام پر پہنچے تو مرشد اسکو دوسرے کی تربیت کی اجازت حسب لیاقت دیتا ہے۔

مقام شکر ہے۔ کہ ہمارے پیر برحق رضی اللہ عنہ خود کامل و اکمل ہونے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو کمال تک پہنچانے والے ہیں۔ اور یہ راز ہر ایک کو معلوم نہیں۔ حالانکہ آپ سورج کی طرح فیض دہ اور فیض رسان ہیں۔

مگر کئی لوگ چمکا ڈر کی طرح گمراہ ہو کر آپ کی باطنی صورت کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ نہ حقیقت جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضرت علامہ علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بچپن میں ایک بزرگ سے پوچھا کہ آدمی کب بالغ ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اسکی تین علامتیں ہیں۔ عجب وہ پندرہ سال کا ہو جائے۔ عاۓ احتلام لگنا۔ عاۓ شرمگاہ پر بال اگنا۔ مگر حقیقت میں ایک ہی نشانی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ وہ ہے نفس کی لذت میں پڑنے کی بجائے خدا کی رضا میں لگا رہے۔ جس میں یہ صفت نہیں وہ علمائے ربانی کے نزدیک نابالغ ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ مفہوم

" پانی کا ایک قطرہ ماں کے رحم میں چالیس دن تک قرار کر کے آدمی بنتا ہے۔ لیکن اگر چالیس سالہ آدمی میں عقل و شعور و ادب پیدا نہ ہوں تو وہ آدمی کہنے کے لائق نہیں۔"

حضرت علامہ مزید فرماتے ہیں کہ آپ کو کبھی معلوم ہو کہ آپ خود بھی کامل ہیں۔ اور دوسروں کو کامل بنانے والے ہیں۔ تو اس سلسلہ میں چشم دید واقعات سنئے۔ جو تجربہ مجھے یعنی خاکی صاحب علیہ الرحمہ کو پیر کامل کی صحبت میں رہ کر حاصل ہوا ہے۔

آپ فرماتے ہیں۔ اس سے قبل میں نے ذکر کی تسلیم و تلقین کے اثرات سے آپ کو واقف کیا تھا۔ کہ کس طرح اس عمل سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ پیر کامل مکمل ہیں۔ کیونکہ مشروط ہونا شرط کے وجود ہونے پر دلالت کرتا ہے خواجہ عبید اللہ احرار علیہ الرحمہ نے اپنے ملفوظات میں لکھا ہے کہ جب

اللہ کسی کو برگزیدہ بنا دیتا ہے اسکو شہود اور حضور کے مقامات سے مشرف کرتا ہے
 :۔ انجم یعنی ستارہ بنتا ہے۔ جس کی خدا قسم کھاتا ہے والنجم اذا هوئی۔ (قسم ہے تلکے
 کی جب وہ ڈوبنے لگے) جب وہ اپنی انانیت ختم کر کے مدغم ہو جائے۔

پیر رومی علیہ الرحمہ اولیاء کو سورج سے تشبیہ دیتے ہیں :-

در بشر و پوش آمد آفتاب - فهم کن واللہ اعلم بالصواب

د انسان میں سورج چھپا ہوا ہے۔ یہ بات ذہن نشین کرو باقی اللہ جانتے
 کبھی کبھی طالب اپنے مرشد کی حقیقت سورج اور ستارے کی شکل
 میں مکاشفہ میں یا خواب میں دیکھتا ہے۔

رسالہ اقبالہ میں شیخ علاؤ الدین سمنانی علیہ الرحمہ کا واقعہ درج ہے

آپ فرماتے ہیں کہ سلطان یائزید بسطامی علیہ الرحمہ کے ایک مرید نے مجھ سے
 پوچھا کہ تم نے اس خاندان کی مریدی کیسے قبول کی اور حضرت یائزید علیہ الرحمہ
 کے علاوہ سلوک میں دوسرے کی پیروی کیسے کی۔ تو میں نے جواباً کہا کہ میں نے
 ایک دفعہ دوران وضو آسمان کی دیوار پھٹتے دیکھی۔ نئی فضا میں مشتری
 چاند وغیرہ نظر آئے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ کسی نے کہا یہ سلطان یائزید
 کا نور ہے پھر ایک اور حال نظر آیا۔ آسمان روشن ہے۔ پوچھا یہ کس کی

روشنی ہے۔ جواب ملا شیخ فی الدین بغدادی علیہ الرحمہ کی۔ میں دونوں میں
 فرق نہیں کر سکتا۔ مگر یہ اللہ کا منشاء ہے کہ طالب کو کس کے حوالے کرے
 اولیاء کی قدر و منزلت قیامت کے دن ظاہر ہو جائیگی مگر بلندی کی
 علامت آنحضور صلیم کی پیروی میں مضمحل ہے۔

پیروی کرنے والا اپنا لگاؤ صرف اللہ کے ساتھ رکھتا ہے۔ عزائے
الجلالی میں حضرت سید السادات مخدوم سید جلال الدین بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے
ہیں آجکل جو مرشد خرقہ پہناتا ہے اور بیعت لیتا ہے۔ وہ نائب کی حیثیت سے
لیتا ہے۔ اسکا ہاتھ نیابت کا ہاتھ ہے۔

مزید فرمایا۔ مریدوں کی تین قسمیں ہیں:-

حقیقی، رسمی اور صوری،

حقیقی مرید وہ ہے جو کہ ظاہری اور باطنی طور پر قول اور فعل میں مرشد

کا پیرو ہو۔

رسمی مرید وہ ہے جو مقدور بھر مرشد کے موافق ہو۔

صوری وہ ہے۔ جو صرف ظاہری طور مرشد کی پیروی کرتا ہو۔ وہ اپنے

لئے فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔

ہاں امید ہے کہ اولیاء اللہ سے مشابہت رکھنے کی برکت سے خوش
نصیب بن جائے اور اُسی کے ساتھ قیامت میں اُٹھے۔ کیونکہ قَاتِ ہولاء
قوم لایشتقی (یہ ایسی قوم ہے کہ انکا ہمنشین بدبخت نہ ہوگا۔)

کشور کشمیر اور اہل دیوبند و مسکن کشمیر مولدائیں مخلص اور ہیں کشور شریف

پیر برحق رضی اللہ عنہ کی جای پیدائش اور مسکن کشمیر ہے۔ شکر ہے کہ آپ کے پُر خلوص مرید صادق الاعتقاد (یعنی حضرت علامہ خاکیؒ) کا بھی وطن کشمیر ہے حدیث نبوی صلیم ہے کہ الرجال فی القرى (مرداں خدا گاؤں میں ہوتے ہیں) کے مصداق یہ زینت علاقہ زینہ گیر تاجر شریف کو حاصل ہے جہاں پر کامل علیہ السلام پیدا ہوئے۔

آپ کے والد بزرگوار حضرت عثمانؒ لون قبیلہ کے سردار تھے۔ آپ کی قرابت اعیان وقت یعنی چک خاندان وغیرہ کے ساتھ تھی۔ حضرت علامہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے والد مرحوم کو دیکھا ہے آپ شرعی فقیہ شاعر اور اچھی صحبت کے مالک تھے۔ آپ کے گاؤں میں بہت سے صوفی۔ پرمیزگار دیندار ملے۔ آپ کے والد ماجد ہمیشہ زکوٰۃ۔ عشر وغیرہ ادا کرتے تھے۔ اور حضرت بابا محمد اسماعیل شامی علیہ الرحمۃ کی نذر کرتے تھے۔ آپ کے رشتہ دار موضع کاچہ ہامہ میں سب متقی۔ دیندار اور پڑھے لکھے تھے۔ تعجب ہوتا تھا کہ ان دور افتادہ دیہات میں ایسے نیکوکار آباد ہیں۔

پیر برحق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بچپن سے میری دو عادتیں مضبوط اور استوار رہیں۔ عا میں ہمیشہ سچ بولتا تھا۔ کھیل کود چھوڑ کر بزرگوں کی مجالس میں بیٹھتا تھا۔ سچ نہ بولنے پر بزرگوں کو بھی ڈانٹتا تھا۔

جس پر وہ مجھے تیز مزاج سمجھتے تھے۔ باوجود اس کے کہ میرا ایک پاؤں مڑا ہوا تھا میں کام کرنے میں ہوشیار تھا تیراندازی، غلیل بازی اور اسپ سواری میں تجربہ کار تھا ایک دفعہ مدرسہ نہ جانے پر والد مرحوم نے اتنا پیٹا کہ میں بہت دیر بیمار رہا پھر میں نے پلہ ارادہ کیا کہ کبھی نہ کھیلو لگا۔

صحت یاب ہونے پر میرے دادا زینبی رینہ نے مجھے شہر لا کر حضرت شیخ اسماعیلؒ کے فرزند اور خلیفہ شیخ فتح اللہ کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے ایک سال تک اپنے پاس رکھ کر قرآن شریف پڑھایا۔ پھر ملک شمس چک کی خانقاہ میں بیس برس تک خلوت میں کٹھن ریاضت کی۔

علامہ خاکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرا جای مسکن خانقاہ معلیٰ کے دائیں جانب دریائے جہلم کے کنارے پر تھا۔ میرا باپ کاتب تھا۔ مولانا مخدوم عثمان (اوپر گناہی) میرا چچا بھائی تھا۔ آپ سلطان مذکور کے مزار میں دفن ہیں یہ بھی نیکو کاری اور صاحب اعتبار ہونیکی دلیل ہے۔ ورنہ اس مقبرے میں ہر کسی کو جگہ نہیں ملتی ہے۔

ایں گواہی گوہر محضر و سیدای جن والنس
کیں فقیر از جان مریدان کوہر شہادت

علامہ خاکیؒ فرط عقیدت سے سرشار ہوتے ہوئے جن والنس کو گواہ بنا کر اس بات کی شہادت دینے کیلئے کہہ رہے ہیں کہ یہ فقیر یعنی حضرت خاکیؒ دل و جان سے آپ کا مرید بنا ہے۔ یہ شعر آپ کے حد درجہ خلوص کی نشاندہی

اور غمازی کر رہا ہے۔ بیشک پیالی میں سے وہی ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہو۔
جس طرح حضرت امام شافعیؒ اپنا اعتقاد ظاہر کرتے ہوئے اہلبیت کی محبت
کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں۔

”اے جنو اور انساؤ! گواہ رہو کہ اگر اہلبیت اور آل رسولؐ سے محبت رکھنا رفق

ہے تو ایسا رافضی میں بھی ہوں۔ یعنی محبت اہلبیت رافضی نہیں ہو سکتا۔

شیخ حسن خوارزمی علیہ الرحمۃ نے اپنے وعظ میں رافضیوں کی مٹی پلبد کی ہے
جو چار یاران باصفاء میں فرق کر کے ایک ہی صاحب سے عقیدت و محبت کا اظہار
کر کے باقی اصحاب کا ذمہ کرتے ہیں۔

ایک شعر کا مفہوم یہ ہے:-

”نہ تجھ سے تھرا راضی نہ رسول بلکہ حضرت علیؑ تمہارا جانی دشمن ٹھہرا۔“

حضرت میر سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ اور دفتیہ میں دو فرشتوں کو گواہ
بنا کر کلمہ شہادت کا ورد کرتے ہیں۔

فوائد السالکین میں خواجہ قطب الدین علیہ الرحمہ کا ملفوظ ہے عقیدت
بڑی دولت اور سعادت مندی ہے۔ یہ لاہوتی صفت کا عکس ہے۔ ذات
الہی کا عکس۔ جب یاری تعالیٰ اس صفت سے بندہ کی روح پر جلوہ گر
ہوتا ہے۔ تو وہ مرید بن جاتا ہے جب مرید پیر کے تمام عقیدوں کو مانتا
ہے۔ اور اسی عقیدے پر مرتا ہے تو اسکا ایمان درست ہے۔

اس سلسلہ میں ایک واقعہ پیش کرنا مناسب ہوگا۔

ایک یار مرید نے اپنے مرشد سے عرض کیا کہ میں اسلام کی باتوں سے

اچھی طرح واقف نہیں ہوں۔ نکیرو منکر کو کیا جواب دوں۔ مرشد نے فرمایا۔ تم کہہ دینا میں قلاں شخص کا مرید ہوں۔ جو اس کا اعتقاد اور دین ہے وہی میرا بھی ہے۔ ایک صاحب کشف نے دیکھا کہ اسکو الیا جواب دینے پر چھوڑ دیا گیا۔

مندرجہ صدر شعر بار بار پڑھنے سے ارادت میں پختگی بلکہ تازگی آ جاتی ہے۔ اور وہ مریدوں کے گروہ میں شامل ہو کر فیوض برکات کا حقدار بنتا ہے۔

مریدی کا اقرار کرنا مرید کا حق ہے۔ پیر کا نہیں۔ جیسا کہ بیان ہوا مرید دو قسم کے ہوتے ہیں۔ رسمی اور حقیقی! رسمی وہ جو اہل وسنت جماعت کی روش پر قائم رہے۔ حقیقی مرید وہ ہے۔ جو مرید بننے کے وقت توبہ کرے اور جسکو مرشد اپنی صحبت میں رکھنا منظور کرے۔

حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ مجھے اس قصیدہ کی تصنیف کے دوران بہت سی خوش خبریاں سنائی گئی۔ خصوصاً متدرجہ بالا شعر پر۔ چنانچہ حضرت پیر حق علیہ الرحمہ کا فرمان ہے کہ میں نے مکاشفہ میں دیکھا کہ اس بابرکت سہم وردی سلسلہ کے مشائخ معہ دیگر اولیائے کرام نے جمع ہو کر حضرت خاکی کی روح کو اپنے دائرہ میں تعظیم کے ساتھ بٹھا کر بہت دعائیں دیں۔ اور مرجا آفرین کے نعرے بلند کئے خاص کر اسی شعر پر جس میں قرط عقیقت سے آپ جن والنس کو گواہ رکھ کر برملا اعلان کر رہے ہیں کہ

میں خلوص دل سے اس پیر برحق کا فدوی مرید ہوں۔ پیر کا ملُّّے نے فرمایا کہ مرید کا ایسا ہی اعتقاد ہونا چاہیے۔ اس عقیدت کی برکتیں آگے ملینگی اس لئے ارشاد ہے کہ اُسکے زیادتی کر اور برکتوں کا اُمیدوار بن۔ پھر حضرت سعدیؒ کا یہ واقعہ سنایا کہ جب موصوف نے یہ شعر لکھا۔

برگ درختاں بستر در نظر ہوشیار

ہر ورقے دفتر لیت معرفت کردگار

(صاحب بصیرت کیلئے درخت کا سر بستر پتہ اللہ کی معرفت پر مشتمل ایک دفتر ہے)

تو آسمان سے اُس پر نور کی بارش ہوئی!

حضرت علامہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ قصیدہ پیر برحق رحمہ

کے حضور پیش کیا۔ (اسوقت یہ صرف چالیس اشعار پر مشتمل تھا)۔

یہ ارشاد سن کر میں نے اس میں ہمہ تن مشغول رہ کر چار سو پچاس ابیات

لکھے۔ (مگر درج رہے کہ موجودہ قصیدہ شریف میں صرف تین سو بیسٹھ

اشعار ہیں۔

پیر من جتانی است و ہرست لازم پیر ویش
زانکہ از ہر سلوک او راست چون سطر شدت

علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک حق پیر ہیں اس لئے آپ کی پیروی لازم ہے۔ کیونکہ سلوک میں آپ کا راستہ مسطر کی طرح بالکل سیدھا ہے۔
توقع العارفین میں بھی مرشد کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ اس راستہ کا واقف ہونا چاہئے تاکہ مرید کی صحیح رہبری کر سکے۔ قلے ان کنتم تجبون احشہ سے یہی مراد ہے۔ کہ حضور پاک کا راستہ سیدھا راستہ ہے۔
مقامات نقشبند میں درج ہے کہ اس راہ پر چلنے والا اولیاء کرام کی پیروی سے خاص ولایت کا حقدار بن جاتا ہے۔
سُبْحَتِ الْاَبْوَارِ میں علم کلام جاننے والا اور صوفی آپس میں کیا گفتگو کر رہے ہیں آپ بھی سنئے۔

عالم نے صوفی سے پوچھا۔ تم نے خدا کو کیسے پہچانا۔ اس نے کہا اس کے فیض سے جو ہر وقت میرے دل و جان پر نازل ہوتا ہے۔ تم کس طرح لوگوں کو یہ غیب کی بات سمجھا سکتے ہو۔ اس نے جواب دیا۔ میں عقلی دلائل کا قائل نہیں ہوں نہ کسی کو زبردستی سے اپنے مرید بنانے میں یقین رکھتا ہوں ہاں میں بھد لٹ خود آگاہ ہوں خدا آگاہ ہوں جو میری طرح اس سمندر میں کودے اسکی قدم قدم پر رہبری کر دینگا یہاں عمل کی ضرورت ہے۔

اللہ پاک جل شانہ کا فرمان ہے۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و

وادی الامم منکم! حضرت ثعلبیؒ اور ابو بکر وراقؒ کہتے ہیں کہ اولی الامر سے مراد چار یاران یا صحابہ کبارؓ ہیں دیگر صوفیوں کے نزدیک اس سے مراد مرشد ہے۔

- شامل الاتقیاء میں ہے۔ کہ مرشد جو کام کرنے کو دیتا ہے۔ وہ خدائی

خلعت ہوتا ہے۔

اگر لفظ حقانی سے مراد حق لیں تو ہمارے پیر برحق علیہ الرحمہ والرضوان حقانی ہیں گویا اپنے آپ سے فنا فی اور اللہ کی ذات سے باقی! اس لئے آپ کا حکم خدا کا حکم ہے۔ جس کی تعمیل واجب اور روگردانی کفر ہے! اللہ پاک کا ارشاد ہے من یطیع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول صلعم کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی کیونکہ آپ اللہ کے حکم سے ہی سب کچھ کرتے ہیں۔

بحر الحقائق میں ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم فنا فی اللہ اور بقا باللہ کی صفتوں سے آراستہ ہیں اس لئے کہ وہ اللہ کے خلیقہ ہیں۔

وما رہیت اذ رہیت۔۔۔ جو مٹی تم نے پھینکی وہ اللہ تعالیٰ نے پھینک دی۔ جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔

سے اپنی ہستی کو مشاکرہ ہی بندہ بقا باللہ کا مقام حاصل کرتا ہے۔ اسکا حکم خدا کا حکم ہے۔

تفسیر کا شفی میں تحریر ہے کہ پیروی کے معنی اپنے مرشد کے ساتھ ہم آہنگی اور موافقت کے ہیں اسلئے پیر کامل کی پیروی میں ثابت قدم رہنا ضروری ہے رسالہ قشیری میں سہیل بن عبد اللہ کا بیان ہے۔ بندہ جو کام بغیر پیروی کے کرتا ہے۔ وہ اپنے نفس کی پیروی میں کرتا ہے۔ جو کام مرشد کی پیروی میں کرتا ہے۔ وہ نفس کیلئے باعث عذاب ہے۔ پہلی صورت میں نفس غالب ہے اور دوسری صورت میں نفس مغلوب!

وقت بیعت حوں پد یشای آل عیسیٰ نفس ۱۱
داد وستم در زمان دل زندہ والور شدت

علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ بیعت کے وقت جب میرے مرشد پاک عیسیٰ نفس نے اپنا دست مبارک میرے ہاتھ میں دیا تو مجھے محسوس ہوا کہ میرا دل زندہ اور منور ہو گیا۔

شمائل الاتقیاء میں لکھا ہے کہ ارادت کے معنی خواہش و تمنا کے ہیں کہ کسی مرشد کا مرید بنوں۔ بیعت کے یہ معنی ہیں کہ اس خواہش کو ارادہ کے قریب لائے یعنی مرشد کو خدا تک پہنچنے کا وسیلہ بنائے جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ اور ید اللہ فوق ایدیہم کا مفہوم بھی وسیلہ کی تلاش کرو۔

خدا کا قریب فقروں کے ذریعہ تلاش کرو۔

حضور پاک صلعم نے فرمایا جو انبیاء کی صحبت میں بیٹھنا چاہتا ہے۔
وہ فقروں کی صحبت اختیار کرے فقیر سے مراد مشائخ مرشد اور رہنما ہے۔
مشائخ یا مرشد کے ساتھ بیعت اللہ کے ساتھ بیعت ہے جو اس عہد
کو توڑتا ہے۔ اسکا وبال اسی پر ہے۔ جو عہد پورا کرے اسکو بڑا اجر ہے۔

سید السادات سید جلال الدین بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں عوف ابن
مالک اشجعی سے روایت ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ لوگ ایبات
پر میرے ساتھ بیعت نہیں کریں گے کہ کسی کو خدا کی عبادت میں شریک نہیں ٹھہرائے
گے پانچ وقت کی نماز میں پڑھیں گے اور لوگوں سے کچھ نہیں مانگیں گے راوی
نے کہا کہ بعد میں میں نے ان لوگوں میں سے بعض اصحاب کو دیکھا کہ اگر انکا
کوڑا دوران سواری گھوڑے سے گر جاتا تو خود نیچے اتر کر اٹھالیتے۔ یعنی
کسی کے دست نگر نہ رہتے

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ تجدید بیعت کا بھی موقع فراہم کیا گیا
ہے۔ اسکی مکمل سند ہے۔ چنانچہ فوائد السالکین میں بیعت الرضوان کے
سلسلہ میں تحریر ہے کہ جب صحابہ کرام بیعت کر چکے تو ایک صحابہ ابن اکوع
والپس لوٹے تاکہ بیعت پھر سے کرے۔ یعنی تجدید بیعت۔

مزید عرض ہے کہ اگر نفس شوم یا شیطان کا ڈر ہو تو توبہ کرے۔ اگر
مرشد حاضر نہ ہو تو مرشد کے خرقہ یا تسبیح یا کُرتہ کے ساتھ جو اسکو مرشد سے
ملا ہو۔ تازہ بیعت کرے۔ حضور صلعم نے فرمایا۔ التائب بحسن لا ذنب لہ

یعنی تائب کی حالت توبہ کے بعد ایسی ہو جاتی ہے کہ گویا اُس نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا۔ اسی حقیقت کا راز ہے۔ گویا تائب گناہوں سے پاک ہو گیا۔ مشکوٰۃ المصابیح میں ایک حدیث مبارک کا متن درج ہے جس کے راوی عبادہ بن صامت ہیں۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد صحابہ کرام کی جماعت بیٹھی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ میرے ساتھ اسی شرط پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں گردالو گے۔

نہ چوری کرو گے اور نہ بدکاری کرو گے۔ نہ اپنے بچوں کو قتل کرو گے نہ ہمت باندھو گے کسی شخص پر! پھر جس نے اس بیعت کو نبھایا اسکو اجر ملے گا جس نے تھوڑی سی کمی کی تو اسکو اسی دنیا میں ستر املی تو گویا وہ اسکا کفارہ ہو گیا اور جس کی پردہ پوشی ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کا منشا سمجھو۔ (بخاری و مسلم راوی) قرآن مجید میں درج ہے کہ جو ہجرت کی نیت سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سفر پر روانہ ہوا۔ اور راستے میں مر گیا۔ تو اللہ پر اسکی مزدوری لازم ہو گئی اللہ بخشنے والا رحیم ہے۔

اسلام بیعت کا مطلب عقد اور معاہدہ ہے یہ مال لین دین کے مشابہ ہے بندہ اپنی وفاداری کے عوض ثواب کا اُمیدوار بنتا ہے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اپنے دوستوں سے فرمایا اُدبیعت کریں۔ کہ جو کوئی ہم میں سے قیامت کے روز خلاصی پائے وہ دوسروں کی شفاعت کر لے گا۔ حاضرین عرض کیا کہ آپ کو بھلا سفارش کی کیا ضرورت ہے۔ آپ کے جد بزرگوار علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام لوگوں کی شفاعت کریں گے

حضرت امامؑ نے فرمایا کہ مجھے اپنے اعمال پر شرمندگی ہے کہ اس حال میں کیسے آپ کے
چہرۃ النور کی طرف دیکھوں۔

تذکرہ الاولیاء میں درج ہے کہ آنحضور صلعم نے بیعت کے وقت حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کو اپنی چادر اوڑھ لیا۔ اور فرمایا کہ یہ چادر تیرے اور میرے درمیان
ایک رشتہ کی علامت سمجھو یہ طریقہ اہل طریقت کی سنت اس سے خرقہ
پہنانا ثابت ہے۔

حضرت خسرو علیہ الرحمۃ کی نعت میں جو یہ کلمات یعنی

”حسن یوسف دم عیسیٰ، ید بیضا داری“ درج ہیں وہ اولیاء پر
بھی صادق آتے ہیں کیونکہ اولیاء اللہ ہر عمل اللہ کی طاقت اور قدرت سے کرتے
ہیں۔

مرصاد العباد مرقوم ہے کہ مریدی اللہ کی ذات کی صفت ہے خدا کی
نہجی سے ہی مرید میں ارادت کی صفت پیدا ہوتی ہے۔

شمائل الاتقیاء میں ہے کہ مرشد کے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں طالب
کو سب سے پہلے غسل کرنا اور احرام باندھنا ضروری ہے۔ اور ننگے سر ننگے پیر
بھی رہنا لازم ہے۔ اور نذرانہ پیش کر کے حاضرین مجلس کے ساتھ مصافحہ
کرنا چاہیئے۔ پھر مرشد کے حکم کا منتظر رہے۔ جن نفلوں اور وظیفوں کی اجازت
میلے مرتے دم تک انکو ادا کرتا رہے۔

تفسیر زاہدی میں لکھا ہے کہ جب اللہ کی طرف سے ہجرت کا حکم آیا۔

کہ جو اللہ کی راہ میں اسکی رضا کیلئے ہجرت کرے تو اللہ اسکا اجر دینے والا ہے۔
 تو حضرت جندع ابن حمزہ رضی اللہ عنہ جو سو برس کے تھے اپنے بیٹوں سے یہ خواہش ظاہر
 کی کہ میں بھی ہجرت کروں۔ اپنے والد کی آرزو پوری کرتے کیلئے اس کے فرزندوں
 نے پالکی میں بٹھا کر باہر نکالا۔ آپؐ دوران سفر فوت ہو گئے تو فرمایا۔ کہ رسول اللہ
 کو کون خبر دے تو خود اپنے دائیں ہاتھ کو رسول اللہ کا ہاتھ موسوم کر کے اپنے بائیں
 ہاتھ پر مارا اور بیعت کی رسم ادا کی۔ آخر حضور پاک صلعم کو یہ اطلاع ملی۔ تو اللہ
 کی طرف سے وحی آئی کہ ایسے شخص کا تو اجر اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ معلوم ہوا کہ
 اس دنیا میں کوئی بغیر مرشد نہ رہے۔

ابن کلاہ بوسٹین وین خرقہ پشتمین کہ ولو
 بندہ راہ ارقیای شاہی وافرشتہ است

علامہ خاکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے پیر برحق رضی اللہ عنہ کی طرف
 جو کلاہ بوسٹین اور خرقہ پشتمین دیتے گئے۔ وہ میرے لئے بادشاہی تخت و تاج
 سے بھی زیادہ قیمتی ہیں۔
 اسرار الابرار میں تحریر ہے کہ بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے
 کہ اصلی کلاہ بارگاہ الہی کی عنایت ہے۔ یہ سب سے پہلے جبرئیل امینؑ ہمارے
 نبی کریم صلعم کیلئے لایا اور اللہ پاک کا ارشاد سنایا کہ اسے آپؐ پہن لیں اور
 جس کو اسکا اہل سمجھیں اسکو عطا کریں۔ وہ چار کونے والی ٹوپی آپؐ پہنتے تھے۔

پھر اسکا ایک ایک کونہ چار یار یا صفا کو عنایت کیا۔ حضرت شاہ ولایت رحمہ اللہ کے پاس چار گوشہ والی کلاہ مبارک تھی حضرت گنج شکر کا فرمان ہے کہ یہ کلاہ وہی سر پر رکھیگا جو دنیا سے بیزار ہو جائے مزید فرمایا کہ اے درویش کلاہ کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ کلاہ طاقیہ جسکو لاطیہ کہتے ہیں۔ ۲۔ کلاہ طاقیہ ناشنرہ ہے۔ طاقیہ ہمیشہ سر پر رکھی جاتی ہے۔ ناشنرہ ہمیشہ سر پر نہیں ہوتی کلاہ مبارک رحمت کا سائبان ہے۔ یہ جہنم کی آگ سے سپر کا کام دیگی حضرت ابراہیم اوہم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جو کلاہ پہنے اور اس کا حق ادا کرے۔ اُس نے دین و دنیا کی سعادت مند کی پائی۔ کتاب روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اکثر کلاہ مبارک پر عمامہ شریف باندھتے تھے۔ اور لباس کے حوالہ سے کرتہ۔ چادر۔ شلوار۔ تہ بند، نقشدار کپڑا۔ سادہ قبا اچکن، پوستین زیب تن فرماتے تھے۔

ذخیرۃ الملوک میں بیان کیا گیا ہے یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کہ جس روز اس دنیا سے آنحضور رخصت ہو گئے آپ کے جسم اقدس پر اونی کرتہ تھا۔ جس پر بارہ پیوند لگے تھے جن میں سے کچھ بیٹڑ کے جمپرے کے تھے۔

حضرت پیر اقدس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہم دنیا میں اکثر مختلف قوموں اور جماعتوں کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

پیر ہیزگار لوگ چمڑے کی ٹوپی اور خرقہ پہنتے ہیں وہ تہائی میں۔ سبحان اللہ الحمد للہ
کلمہ تہجد در دہ کرتے ہیں۔ تارک دنیا ہی طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ وہ چمڑے کی کلاہ
یا چمڑے کا کرتہ پہنتے والے کے چکر کاٹتے ہیں۔

مرحوم مرزا حیدر کے زمانے میں حضرت خاکی نے ایک منغل کو دیکھا کہ پگڑی
کے بغیر چمڑے کی ٹوپی پہنے ہوئے گھوڑے پر سوار آرہا تھا۔ اس کے پیچھے دو غیبی
مرد خوش ہو کر اس کا نظر کرتے ہوئے آرہے تھے وہ ہمارے نزدیک پہنچے حضرت
خاکی فرماتے ہیں کہ میں نے باطنی نظر سے دیکھا کہ یہ کلاہ پوش عام آدمی تھا مگر یہ غیبی
مرد اس کی اسلئے تعظیم کرتے دیکھے گئے کیونکہ اس کے سر پر چمڑے کی ٹوپی تھی
انہوں نے کہا ہماری نظر کلاہ پر ہے۔ آدمی پر نہیں!

مرشد کامل حضرت سلطان العارفین علیہ الرحمہ نے سفید اُون سے ایک کلاہ
بتوایا تھا۔ وہ ٹوپی آپ نے چالیس دن تک پہن لی۔ اسکو پہنے ہوئے دیکھ کر
مردان غیب خوش ہوتے تھے۔ بیعت کے وقت حضرت خاکی کو ایک کلاہ اور
شال کا ایک دستار عنایت فرماتے اور حکم دیا کہ شملہ رکھو کچھ عرصہ بعد شملہ نہ
رکھنے کی ہدایت فرمائی۔

پیر برحق رضی نے فرمایا کبھی ٹوپی بغیر دستار کے بھی پہن لو تاکہ سنت کی پیروی
ہو جائے۔ کبھی فرمایا یہ بھی ترک کرو اور شملہ ڈال کر صاف پہنو۔ اس بابرکت کلاہ
کو اپنے پاس رکھو۔

رنگو ڈار جو پیر کامل کا مرید خاص تھا انکا بیان ہے کہ جب میں نے
مکاشفہ میں اس کلاہ مبارک کی غایتیں دیکھیں تو میرے دل میں آیا کاش

پیر کاملؒ یہ ٹوپی مجھے عنایت کرتے۔ چنانچہ آپ نے از خود یہ کلاہ مبارک انکو دیدی۔

حضرت غاکؒ فرماتے ہیں کہ پیر کامل نے کبھی مجھے ایک ہی خرقہ پہنتے سے بھی باز رکھا۔

خزانۃ المجالی میں درج ہے کہ حضور پاک اکثر دستار مبارک کھڑے ہو کر باندھتے تھے۔ لیکن جب مجلس میں کسی بزرگ کو بھی حاضرین کے ساتھ تعظیم کھڑا ہونے کی نوبت آنے کا اندیشہ ہوتا تو پیر برحق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہی علامہ زیب سر فرماتے شملہ ایک بالشت دراز رکھتے۔ کبھی کمر کے نصف حصہ تک بھی لمبا چھوڑتے!

حضرت مخدومؒ کا ارشاد ہے کہ درویش اکثر شملہ سینے اور بائیں کاندھے پر ڈالتے ہیں۔ اس طرح مرنے کے وقت کے عمامہ کے ساتھ مشابہت ہوتا ہے درج رہے کہ کسی بزرگ کو مرنے کے بعد دستار سر پر باندھ کر شملہ سینے کے بائیں طرف ڈالا جاتا۔

زاد الفقہاء میں ہے۔ کہ اگر مُردہ عالم یا شریف ہو تو اُسے عمامہ باندھا جائے اور شملہ سینے کے بائیں طرف ڈالا جائے اس طرح درویش لوگ اپنے آپ کو مردوں سے تشبیہ دیتے ہیں پیر حقؒ فرماتے اس نیت سے درویش شملہ آگے کی طرف ڈال دے کہ ابھی مجھے حرم درپیش ہے۔

شمال الاقواء میں لکھا ہے کہ خرقہ پانچ قسم کے ہوتے ہیں پہلا خرقہ ارادت ہے جو بیعت کے وقت ملتا ہے۔ مرشد اُسے توبہ کرتا ہے۔

اور نیکی کی ترغیب دیتا ہے۔ دوسرا خرقہ محبت ہے۔ مرشد مرید کو ارادت کا تعلیمت پہنانے کے بعد محبت اور مہربانی سے کُلاہ اور کرتہ عنایت کرتا ہے۔ یہ برکت کی نشانی ہے۔

تیسرا خرقہ تبرک ہے۔ جو التجا پر دیا جاتا ہے۔ چوتھا خرقہ صحت ہے وہ یوں کہ مرشد جیتے جی یا مرنے کے بعد مرید کو کسی دوسرے کے پاس جانے کا حکم دے پانچواں خرقہ حقیقی ہے۔ جو مرشد کسی خاص مرید کو دیتا ہے۔ اب دیکھتا یہ ہے۔ کہ مرشد پاک یہ حقیقی خرقہ کس مقبول ازل کو عنایت کرے! حقیقت یہ ہے۔ کہ درویشی لباس میں ثواب ہے۔ اور بادشاہی لباس میں حساب اور عذاب! دل کا اطمینان اور خوش حالی سادہ لباس میں ہے!

درجہ اول نفس شد چون جیہٴ ایس خرقہ اسم
ایں عصا چون تیرہ وایں طاقتیہ منقذت

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ جہاد نفس میں میرا خرقہ جیہ سے بہتر عصا بطور تیرہ اور طاقتیہ بطور خود (HELMET) ہیں۔

عوارف المعارف میں ہے۔ کہ صوفی عصا نہیں چھوڑتے ہیں کیونکہ یہ سنت ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور پاک صلعم نے فرمایا منبر سنت ابراہیمی ہے۔ عصا سنت موسوی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ فرمایا حضرت رسالت صلعم نے کہ عصا پر ٹیک

لگانا انبیاء کی عادت ہے۔ حضور پاکؐ کے پاس بھی عصا تھا جس پر آپؐ ٹیک لگاتے تھے اور دوسروں کو بھی اسکا حکم دیا ہے۔

حضرت خواجہ حسن بھری رحمہ اللہ علیہ نے عصا کی چھ خصوصیات بیان کی

ہیں۔ یہ نبیوں کی سنت ہے۔

— نیکیوں کی زینت ہے۔

— دشمنوں کے خلاف ہتھیار ہے۔ مثلاً۔ کتا۔ سانپ۔ موڑی۔ جالور وغیرہ

— کمزور کا مددگار ہے۔

— منافقوں کیلئے باعث رنج۔

— نیکیوں میں زیادتی کا باعث۔

— شیطان اس سے بھاگتا ہے۔

نماز کے وقت قبلہ کا کام دیتا ہے۔

تھکاوٹ میں طاقت دیتا ہے۔

شامل الاتقیاء میں لکھا ہے کہ مرشد۔ صاحبِ دل دیندار عالموں کے

ساتھ مصافحہ کرتا۔ چالیس سال کے بعد عصا ساتھ رکھنا نیکی ہے ہاتھ سے

کئے گئے گناہوں کا کفارہ ہے۔ یاد رہے کہ یہ چیزیں نفسانی خواہشات

کے خلاف استعمال کرنی چاہیں۔

مرشد مرید کے باطن پر نظر رکھتا ہے اسکی بہبودی کا خاص خیال

رکھتا ہے۔ نفسانی خواہشات سے آزادی دلاتا ہے اسکو اپنے اختیار سے

کھلاتا پلاتا ہے۔ اور پہناتا ہے۔ دیا ہوا گرتہ مرشد کا مرید پھر وہی اثر کرتا ہے جو حضرت یوسفؑ کے کرتے نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر کیا تھا۔

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ باطنی بینائی رکھنے والا مرشد ہی مرید کو علم لدنی سے واقف کرا سکتا ہے۔ افسوس میں نے کئی برسوں تک درد و سوز والا فخلص مرید نہیں دیکھا۔ مرید کیا چاہیے۔ یہ حضرت خاکی علیہ الرحمۃ سے سنئے: (مفہوم)

"ہمیں درد خوان مرید کی ضرورت نہیں نہ زاہد اور حافظ قرآن کی۔ بلکہ اُس صاحب درد اور سوختہ جان کی ضرورت ہے جس نے اپنے خاتماں، دل و جان کو داؤ پر لگایا ہو۔"

خزانۃ الجلائف میں درج ہے کہ جب کوئی شخص حضرت سید السادات علیہ الرحمۃ سے مرید بننے کی خواہش ظاہر کرتا تو آپؒ فرماتے کہ میں نہیں جانتا کسی کو مرید بناؤں۔ ہاں آؤ۔ بھائی چارے کا عہد کریں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دینی برادری کو بڑھاؤ اور اللہ تعالیٰ بیشک اس بات سے حیا کرتا ہے کہ کسی کو اپنے بھائیوں کے سامنے عذاب دوں۔

جب کوئی ارادت کیلئے حاضر ہوتا تو آپ یوں فرماتے کہ کیا تو نے مجھ مسکین کو برادری میں قبول کیا ہے۔ وہ کہتا تھا۔ میں نے قبول کیا۔ تو آپ فرماتے آؤ ہم دونوں تو یہ کر سینگے اور فرماتے میں اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں۔ جس کے بغیر کوئی معبود نہیں۔ یہی کلمات تین بار دہراتے اور فرماتے اللھم اشھح صدۃ (یا اللہ اسکا سینہ کھول دے) اس کے بعد قینچی سے

اس کے بال کوتاہ کرتے اور طرفین کے بال کاٹتے اور پڑھتے۔ اللّٰھم اقصر مالہ
وحفظہ عن المعاصی (اے اللہ اسکی آرزوئیں کم کر اور تافرمائیوں سے بچا) پھر
درود مشہور پڑھ کر یہ دعا مانگتے۔

اللّٰھم ثبتنا علی التوبہ وحفظنا عن المعصیۃ وحفظنا عن
محمد وآلہ بیئتمہ وعلیٰ شیخہ الکبیرہا والحق والشرع والدین
والشیخ العارف صدرا الحق وشرع والحق والشیخ قطب عالم
ذکر الحق والحق قدس اللہ ارواحہم انہ یحفظک عن
المعاصی

اس کے بعد کوئی پرانا استعمال شدہ کپڑا مانگتا تو فرماتے کہ توبہ
کی نیت ہی کافی ہے۔ اب کوئی اصرار کرتا تو اسکو کپڑا عنایت کرتے اور
دائیں طرف سے پہناتے۔ اگر کلاہ موجود ہوتی تو وہی پہناتے اور حضرت
مخدوم علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے۔

اللّٰھم توحید، یتاج الکلام، والسعادة وحفظنا
عن المعاصی وثبتہ علی دین الاسلام

یا اللہ اسکو عزت اور نیک نیتی کے تاج سے سرفراز فرما۔ اسکو گناہوں
سے بچا۔ دین اسلام پر ثابت قدم رکھ۔ کچھ وصیت فرماتے کسی کو قرآن
تلاوت کرتے کسی کو علم فقہ حاصل کرتے کسی کو ذکر لا الہ الا اللہ،
بعضوں کو شیخ بہاؤ الدین رضی اللہ عنہ کی اُوراد یاد کرنے پر مامور فرماتے

کسی کو مٹھائی کھلاتے دعا فرماتے اللھم ارزقنا عیادۃ الایمان (اللھم
ارزقنا عیادۃ الایمان آمین)

آلِ مَقْلٰی و عِبَاۓ فُقَرَاۓ لَطْفِمْ نَمُوۡد
بہر جنگ نفس ہچوں نیزم و خیر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ پیر برحق علیہ الرحمہ کی طرف سے مجھے جو سجادہ اور فقر
کا کُرتہ (چوہ) عنایت ہوئے وہ گویا نفس کے ساتھ جنگ کیلئے گھوڑا اور
اونٹ جیسی سواریاں مہیا ہوئیں۔

اسرار الاولیاء میں اس خرقہ یا چوہ کے بارے یوں درج ہے کہ جب
حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یا اختیار خود فقر قبول فرمایا اور کمبل پہنا
تو اللہ نے تمام ملائکہ کو حکم دیا کہ میرے محبوب کی پیروی میں تم بھی ایسی پوشاک
پہنو ملائکہ تے سجدہ کیا اور وجہ پوچھی۔ تو جواب ملا کہ میرے محبوب نے
یہی لباس پسند کیا ہے۔

شیخ فرید الدینؒ فرماتے ہیں کہ اگر حضور پاک صلم فقر و درویشی
پسند فرماتے اور قبول نہ کرتے تو سب تباہ ہو جاتے۔

حضرت غاکؒ فرماتے ہیں کہ حضرات علیؑ، فاطمہؑ اور حسینؑ کو آل
عبا اسلئے کہتے ہیں کیونکہ اُن سب کو حضور پاکؐ نے کمیل کے نیچے لا کر دعا
فرمائی تھی۔

ردفہ الاخبار میں اسی واقعہ کو یوں پیش کیا گیا ہے کہ آنحضرت نے ان سب کو کمبل کے نیچے رکھ کر یہ آیت پڑھی۔

اَتَمَّا يَزِيدُ الشَّامُ لِيَذْهَبَ عَنْكُمْ الرَّحِيسُ اَهْلُ الْبَيْتِ
وَيُطْعَمُ كَمَا تُطْعَمُ اَهْلُ

بیشک اللہ کو منظور ہے کہ پیغمبر کے گھر والوں کو تمام آلودگیوں

سے دور رکھے اور ہر طرح ظاہری اور باطنی طور صاف رکھے

یہ پوشاک درویشوں کیلئے مخصوص ہے۔ ہمارے مرشد کامل ایک

کشمیری کمبل موسوم یہ کہ وہ (کھردری ادنی چادر پہنا کرتے تھے۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ جب بھی میں آنجنابؐ کو یہ کمبل اوڑھے بیٹھے

یا سوتے ہوئے دیکھتا تو مجھے حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ کا یہ شعر یاد آتا تھا اور

گنگنا کر بہت خوش ہوتا تھا آپ بھی سنتے:-

مردِ پنهان در گِلیم و پادشاہ عالم است
تیغِ خفته درینام و پاسبانِ کشور است

(مرد خدا کمبل اوڑھے ہے لیکن یہ دنیا کا بادشاہ ہے گویا تلوار نیام

کے اندر سوئی ہے مگر پھر بھی مُلک کی نگہبان ہے۔

علامہؒ فرماتے ہیں کہ مجھے خرقہ۔ کلاہ۔ عبا اور مرقعہ اجیر شد پاک

سے ملے میرا بطن منور ہو گیا کیونکہ ان سب چیزوں کو پیر کاملؑ کے وجود پاک

کے ساتھ رہتے اور مس ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ نفس اور شیطان

کے دُشمن سے جاتے رہے۔ دنیا سے نفرت۔ اور دل بے تیزی پا کر صبر و استقامت

کے زیور سے آراستہ ہوا گویا آپ نے مجھے یہ پوشاک پہنا کر من تشبہ بقوم
فہو منهم کے مصداق بنا دیا۔ (جو جس قوم کے ساتھ مشابہت پیدا کرے وہ
انہی میں شمار ہوگا)

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس شعر میں ماضی کا صیغہ قبتے
عیدی ابی لصبے کے قبتے میں استعمال کیا حالانکہ میں اُن مشائخین عظام کی
طرح کیسے بن سکتا ہوں۔ اسلئے اپنی ندامت کا احساس دل میں لئے شیخ ابوعلی
دقاق علیہ الرحمہ کی لکھی ہوئی مناجات (جو محض قیل وقال سے تو بہ ہے) اپنے
حال اور اپنی نیت کے انجام کے موافق پا کر عاجزانہ شکریہ کے ساتھ بابت برکت
لکھتا اور پڑھتا ہوں آپ بھی چند اشعار ملاحظہ کیجئے۔ (مفہوم)

عشق کا مارا ابوعلی دقاق نے ایک دفعہ منبر پر چڑھ کر یہ مناجات کی کہ
یا اللہ کوئی جگہ تجھ سے خالی نہیں نہ مکان نہ لامکان!

اے اللہ جب قیامت کے دن مجھ کو زندہ کر دے تو لوگوں کے سامنے
مجھے شرمندہ نہ کرنا اور اپنے حضور کی لائق اگر مجھے تصور نہیں کروں گے
تو کم از کم یہ فقر کا لباس میرے بدن سے نہ اتارنا میرے۔ ہاتھ میں ایک پرانا
کمبل اور عصا دینا اور جہنم کی وادیوں میں آزاد چھوڑ دینا تاکہ میں دل کو پگھلائے
والی آہ و زاری کروں اور اگر وصل کی اجازت نہ ہو تو میں اپنے جود کو ناامید
کے ماتم کے سہارے زندہ رکھوں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ پاک کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے اپنے

پیر برحق علیہ الرحمہ نے اپنے طالبوں کی پوشاک پہنا دی اسکا پورا حق ادا نہ کرتے اور
اس کے آداب میں جو کمی واقع ہوئی ہو اسکی تلافی کیلئے معذرت خواہ ہوں اور
معفرت کا طلب گار!

ورد کات کردہ حوالہ ذکر کات تاقین نمود
آں کمان و تیر و شمشیر با جوہر شادانست

علامہ فرماتے ہیں کہ پیر برحق رضی اللہ عنہ نے جس وظیفہ کی اجازت مجھے
مرحمت فرمائی اور جس ذکر کی تسلیم دی وہ وظیفہ میرے لئے تیر کمان اور
اور ذکر میرے لئے تلوار جو ہر دار ثنابت ہوتے۔ جس طرح تیر نشانے پر بیٹھتا
ہے۔ اسی طرح آپکا دیا ہوا وظیفہ درگاہ ایزدی میں قبول ہوا۔ ذکر کی تلوار نے غیر اللہ
کو میرے لئے مستخر کر دیا۔

حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے عمل کے بارے میں خواب میں بتیجنا یہ
دکھایا گیا کہ میرے کمر میں تلوار لٹک رہی ہے اور ہاتھ میں خنجر ہے۔ جو کند ہے
تیز نہیں۔ پیر کاملؑ نے فرمایا کہ تلوار ورد اعظم ہے مگر کند خنجر کا مطلب
ہے کہ تم کوئی وظیفہ بغیر اجازت کے پڑھتے ہو۔ خردار اسے پڑھنا چھوڑ دو
اور توبہ کرو۔

مزید فرماتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ موضع آہنگام میں تھے میں نے خواب
میں دیکھا کہ ایک آدمی نے تیروں سے بھرا ترکش پیر کاملؑ کے حضور پیش کیا۔

موصوف نے وہ ترکش مجھے دیدیا اور فرمایا ہمیں چند اسماء کے پڑھنے کی اجازت
 ملیگی اور تم کو اُن کے پڑھنے کی اجازت دینگے چند روز بعد فرمایا کہ سن وہ
 کلمات یہ ہیں۔ سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۳ بار، لا الہ الا
 اللہ وھدک لا شریک لہ الملک و لہ الحمد وھو علی کل شیء قذیر۔
 دس بار۔ ہم نے یہ کلمات اکٹھے پڑھے۔ فرمایا یہ فرض نمازوں کے بعد خفی طور پڑھا
 کرو۔

آگے فرمایا کہ میں کوئی چیز بغیر اجازت کے نہیں بتاتا عالم غیب میں میں نے
 اتنی کتب احادیث کا مطالع کیا جنکا تم نے نام بھی نہ سنا ہوگا۔ لیکن بیادری
 میں یہ الفاظ مجھے یاد نہیں رہتے۔ کیونکہ عربی زبان پر میں پورا عبور نہیں رکھتا
 ان اسرار کو ہر کسی کے سامنے ظاہر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔
 حضرت قاضیؒ فرماتے ہیں کہ میں دل و جان سے یہ کلمات پڑھتا رہا ایک
 سال بعد میں نے مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث پاک دیکھی بہت خوش ہوا۔
 بڑے اخلاص اور شوق سے میں نے اپنے وظیفوں میں لکھ ڈالا کیونکہ یہ حدیث
 میرے پیر برحق کے علم لدنی سے واقف ہونے پر دلالت ہے۔ اور وہ
 حدیث یوں ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر
 نماز کے بعد سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، الخ پڑھا کر دو۔ جو یہ پڑھے اسکے
 سب گناہ خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں معاف کئے جائیں گے (مسلم)

آگے لکھتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ پیر برحقؒ سے عرض کیا کہ مجھے خواب یاد نہیں رہتے فرمایا یہی اچھا ہے کیونکہ یہ بھول جانے کیلئے ہیں۔ اگر میں تعبیر کے وقت میں اچھی تعبیر کروں اور اسے اچھا خواب کہوں تو بہتر ہے۔ اگر کبھی بُرا لفظ زبان سے نکلے یا عفو مانگنے لگوں تو سمجھنا چاہیئے کہ خواب کے بعد فوراً توبہ کرنی چاہیئے مزید فرمایا کہ بیہودہ باتوں سے مجھے تکلیف نہیں دینی چاہیئے۔

یہ بات یاد رکھیں کہ خوابوں کی تعبیر وقتوں کے تفاوت خواب دیکھنے والے کے حالات اور تعبیر کرنے والے کے حالات کے اختلاف کے مطابق کی جاتی ہے گویا مختلف شرائط کالی ظ رکھنا پڑتا ہے۔ دراصل تعبیر خدائی عطیہ ہے۔

کوئی مرید کسی غیر مرید کو اپنے وظائف نہ دکھائے ایسا کرنے سے رخصتہ پڑ جاتا ہے۔

حضرت علامہ مزید لکھتے ہیں کہ پیر برحقؒ کے یہ اوصاف ظاہر کرتے کی میری نیت یہی ہے کہ یہ پڑھکر دیگر عقیدت مند خوش ہونگے اور خدا کا شکر ادا کرینگے شکر کرنے سے انکی ترقی میں اضافہ ہوگا۔

مزید لکھتے ہیں کہ میرے مرنے کے بعد اگر یہ واقعات کتابی شکل میں قارئین کے سامنے پیش ہونگے تو مجھے پوری اُمید ہے۔ کہ وہ میرے حق میں دُعاء خیر کریں گے میرے اس اظہار سے اگر کوئی گستاخی یا رخصتہ پیدا ہو وہ دور ہو جائیگا آخر پر اللہ کی بارگاہ میں شکر ادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ الحمد للہ

مجھے اس برگزیدہ کامل اور بابرکت پیر حق کے ذریعہ تعلیم ملی گویا مجھے یہ انمول عطیہ دیا گیا۔ اگر اب انکی ادائیگی میں کوئی لا پرواہی واقع ہوئی ہو۔ تو اس کیلئے معافی کا خواستگار ہوں اور اسکی رضامندی قیامت تک مانگتا رہوں گا کیونکہ وہی دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔

آداب ارشاد و شیخ المشائخ قطب حق
بندگی سید جمال الدین بخاری مرشد شریعت

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مرشد پاک کو سید جمال الدین علیہ الرحمہ کی تربیت کی برکت سے وہ مقام حاصل ہوا جس مرتبہ پر پہنچکر وہ شیخ و رہبر بنے آپ حضرت سید جمال الدین بخاریؒ کے مرید ہیں۔ اور آپ سے اجازت اور خط ارشاد حاصل کئے ہیں۔

حضرت مخدوم سید جمال الدین بخاری۔ مخدوم جہانیاں سید جمال الدین بخاری علیہم الرحمہ والرضوان کے خاندان کے سجادہ نشین اور خلیفہ ہیں خط ارشاد میں خدا کی محبت پیدا کرنا توبہ اور ذکر کی تلقین وغیرہ شامل ہیں ارشاد کے معنی ہیں خدا کی طرف راستہ دکھانا مقصود ہے۔ ذاتی طلب

کے علاوہ مرشد کامل کی تربیت چاہئے رہبر ضرور چاہیے جو اللہ سے ملے۔ حقیقی محبوب اللہ تعالیٰ ہے۔ مرید کے دل میں عشق پیدا کرنا مرشد کا کام ہے۔

حدیث اقدس میں ہے۔ کہ اللہ کی طرف سے حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم ہوا کہ میرے دوست بن جاؤ۔ ساتھ ہی میرے دوستوں کا دوست بن جاؤ۔ میرے بندوں کو میرا دوست بناؤ۔ حضرت داؤد نے کہا کہ تیرے بندوں کو کس طرح تیرا دوست بناؤں۔ ارشاد ہوا کہ میری نعمتیں انکو یاد دلاؤ تاکہ وہ مجھ سے محبت کریں۔

مرشد بندوں کو اللہ کا محبوب بناتا ہے قرآنی حکم ہے۔
قلے ان کنتم تحبون الله فاتبعونی يحببکم الله۔
مرشد پہلے مرید کا دل اور نفس پاکیزہ بناتا ہے دل صاف ہو جاتے ہیں اللہ کے نور کا عکس اور اسکی عظمت اس پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ اس میں توحید کا جمال نظر آتا ہے۔ وہ بصیرت کی آنکھوں سے الوار کے مطالعہ کرنے کی سعی کرتا ہے۔ وہ اپنے رب سے محبت کرتے لگتا ہے۔ یہی تزکیہ نفس کا نتیجہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر آپ کو کسی قوم سے محض اسوجہ سے محبت ہے کہ وہ نیک عمل کرنے والے ہیں۔ تو آپ کو اپنی میں شامل کیا جائیگا۔

تیر فرمایا ہوتے تشبہ بقوم فھو منهم جس نے اپنے آپ کو

کسی قوم کے مشابہ بنایا وہ اتنی میں سے ہے۔ اگرچہ اس کے اعمال اُن کے مشابہ نہ ہوں۔

جناب مرشد برحق علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جتنا ہو سکے مشابہت پیدا کرو۔ اگر مکمل پیروی ممکن نہ ہو تو یاد رکھیے کہ نو لے۔ لنگڑے۔ اندھے اور کمزور بھی منزل کے ہمراہیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اونٹ یا گھوڑی کے ساتھ اسکا بچہ بھی چلتا ہے اس سلسلہ میں ہمارے مرشد گرامی یہ مشنوی اکثر گنگنایا کرتے تھے۔ س

گرتنگ شکر خریدے نتوانم

یا اے مگس ازتنگ شکر میرا تم

د اگرچہ میں شکر کی بوری خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ مگر کھانڈ کی بوری سے مکھیاں ہٹاتا ہوں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ظاہری مشابہت کچھ کام دیگی کہ نہیں۔ اگر کوئی کسی منزل پر جانے کا صرف ارادہ کرے تو کیا وہ وہاں پہنچے گا؟ ہمارے پیر کامل علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مریدوں کی تین اقسام ہیں۔ حقیقی۔ رسمی اور صوری۔

حقیقی مرید وہ ہے جو ظاہر و باطن۔ گفتار و کردار میں اپنے مرشد کا پیرو کار ہو۔

رسمی مرید وہ ہے جو اپنے مقدور کے مطابق ظاہری اور باطنی طور اپنے مرشد کامل کے مشابہ ہو۔

صوری مُرید وہ ہے جو صرف ظاہری صورت اور شکل و شباهت میں
مرشد کے مشابہ ہو۔ گو اسکو کوئی فائدہ نہ ہوگا مگر اُمید ہے کہ وہ صرف
ظاہری مشابہت کی بنا پر اور اسکی برکت سے سعادت مند بن جائے
اور قیامت کے دن اسکے ساتھ اٹھایا جائے۔ کیونکہ یہ ایسی جماعت
ہے جنکے ساتھ بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہوتا۔

اب علامہ صاحب سے اس سلسلہ میں تفصیلی طور پر برحق علیہ الرحمہ کے
کے حالات سے ہمیں اسطرح آگاہ فرماتے ہیں۔

پیر برحق فرماتے ہیں کہ شمس چک کی خانقاہ میں مجھے ایک درویش
کے ساتھ رہتے کا موقع ملا۔ میرے ساتھی رات کے ایک بجے
اٹھکر سورہ کہف تلاوت فرماتے اور میں اٹھکر سنا۔ یہاں تک یہ سورت بچے
زبانی یاد ہو گئی۔ میرے بزرگ ساتھی نے تعجب سے کہا کہ مجھے ابھی تک یہ سورۃ
یاد نہیں رہی ہے۔ آپ نے میرے ہاتھوں کو چوما۔

آپ کی تمنا تھی کہ مرشد ملے۔ چنانچہ آپ کے پاس اولیاء اور
انبیاء کی ارواح پاک آکر آپ کو رہبری سے مشرف فرماتے۔

حضور پاک کا ارشاد ہے کہ علم و ادب مجھے رب نے سکھایا۔ پیر کامل فرماتے
ہیں کہ اگر مجھ سے کوئی غلطی دن کے وقت ہوتی تو رات کو کوئی آتا اور مجھے
تنبیہ یا ملامت کرتا۔ یہ صحیح ہے کہ اگر نبی کی اولاد بھی ہو وہ بچہ ہی ہے ایک
دفعہ میں نے بچپن میں بچوں کے ساتھ ایک مسجد کے کنگرے پر پتھر مارا تو
رات کو سخت ڈانٹ پڑی۔ خبردار یہ خدا کا گھر ہے اسکی تذلیل کرتا منع

ہے بلکہ یاد رکھو کہ مسجد میں بھی زائرین کیلئے دعا کرتی ہیں۔

آگے ایک اور واقعہ فرماتے ہیں کہ کسی دعوت میں شریک ہونے پر جسے دوسرے بچوں کے ساتھ بطور ختمانہ چار پیسے ملے۔ میں نے سوچا ان سے کیا ہی قلم کاغذ خریدوں گا مگر اللہ کا کرنا کہ میرا پاؤں راستے میں پھسل گیا اور یہ پیسے کچھڑ میں گم ہو گئے۔ رات کو ڈانٹ پڑی۔ اے حمزہ! نم بھیک مانگنے اور گھر جانے کیلئے پیسے نہیں کئے گئے ہو۔ اگر تو کل کرتے تو اس سے دو گئے پیسے مل جاتے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت شیخ صاحب جب خانقاہ میں فروکش ہوئے معلوم ہوا کسی امیر آدمی نے خانقاہ میں آکر حاضر بچوں میں آٹھ آٹھ پیسے بانٹ دیئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد توبہ کر لی اور کبھی ایسا کام نہ کیا۔

مزید فرماتے ہیں کہ اگر ہتھیر میں دیر ہوتی تو کوئی صاحب دروازے پر دستک دیکر بیدار کرتے۔ آواز آتی۔ بابا حمزہ اٹھو۔ طہارت کرو نماز پڑھو اگر کسی امر میں مجھے کچھ شک ہوتا تو وہ رفع کرنے کیلئے کوئی صاحب جگتے یا سوتے میں۔ میری ہدایت فرماتے شک دور کرتے اور اچھی اچھی باتیں بتاتے وغیرہ۔

ایک دن ملا لطف اللہ جو اس خانقاہ کے مدرس تھے، بڑے پرہیزگار اور نرم مزاج) کے پاس فقہ ثنائی پڑھنے لگا۔ میں سبق بھول گیا اور رات بھر روتا رہا۔ مگر کسی غیبی آواز نے میری مدد کی اور میں نے سبق یاد کیا۔ میں نے اسی طرح منطق الطیر، ذخیرۃ الملوک فارسی نامہ وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ میں دیکھتا کہ کوئی مجھے غلطی نکال رہا ہے۔ اور باریک نکتے سمجھا رہا ہے۔ صبح ظاہری استاد میری ذہانت و یادداشت دیکھ کر یہ سمجھتا کہ نہ معلوم یہ شاگرد رات کو کسی استاد سے سیکھ کر آیا ہے۔ مگر جب میرے استاد کو حقیقت معلوم ہو گئی تو وہ میری بڑی عزت کرتے تھے۔

مذہب میں اختلاف کی بنا پر پیر برحق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت آنحضرت صلم نے تعلیم دی کہ مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم رہو۔ اور ملاقات کے دوران جو ہم تم کو نصیحت کرتے اور پڑھنے کو دیتے ہیں وہ توجہ سے سن کر اس پر عمل پیرا رہو۔

کبھی میں ڈاکروں کو مشغول عبادت دیکھتا تھا۔ اور ان برکات کی خاصیتیں اور الوار ظاہر ہوتے تھے اور میں اپنی آنکھوں سے دیکھتا تھا۔ پیر برحق مزید فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے بہت سے اولیاء کرام کو دعائے سیفی پڑھتے دیکھا اور مجھے بھی یاد ہو گیا اور وظیفہ بنایا۔ حاجی داؤد ایک صاحب دل میرے حالات دیکھ کر مجھ سے پیار کرتا تھا۔ اور خوش خبریاں دیتا تھا اور اپنے رشتہ داروں کو میری

خدمت کرنے کی ترغیب دیتا تھا اور فرماتے تھے کہ یہ ہزار گنا بزرگ بن جائیگا
حضرت مخدوم جمال الدین صاحب ملک احمد ایتو کی خانقاہ میں روتقافرو
ہوئے۔ تو مجھے مکاشفہ میں کہا گیا کہ پیوند ولے درخت میں
میٹھا پھل لگتا ہے لہذا کسی صاحب اختیار سے نیابت حاصل کرنا ضروری ہے
اسلئے تمہارے مرشد پاک ملک احمد ایتو کی خانقاہ میں فرودکش ہیں وہاں
ان سے مل کر استفادہ حاصل کرو۔ انکی خدمت کو اپنی زندگی کا عزیز
سرمایہ تصور کرو۔ اور برہیت کو بہت غنیمت جالو۔ اگلے روز میں نے
مرشد پاک سے ملنے کی تیاری کی تاکہ زیارت سے مشرف ہو جاؤں۔ آپ
کو ایک کوٹھری میں دیکھا۔ میں دروازہ کے پاس ہی بیٹھا چونکہ موصوف
بہت تھکے ماندے تھے۔ اسلئے اٹے پاؤں والپس ہو کر اگلے دن اسی
جگہ آکر بیٹھ گیا۔ آپ نے آگے بلایا اور شفقت بھری نظروں سے دیکھ کر
فرمایا۔ اے عزیز! مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پیدا ہونے سے آج تک
تمہارے تمام حالات سے پوری طرح یا خبر رکھا ہے۔ میں تمہارے مٹے
ہوئے پاؤں سے بھی واقف ہوں جسے تم چھپا رہے ہو۔ تمکو تربیت
پانے کیلئے میرے سپرد کر دیا گیا ہے۔ میں تمکو اپنی فرزندگی میں قبول کر رہا
ہوں۔ تم اب پرانے اور غیر کی طرح نہ رہو۔ اپنا اپن محسوس کرو۔ اس کے
بعد مجھے دو روٹیاں اور گوشت کے کچھ ٹکڑے اپنے دست مبارک
سے عنایت فرمائے۔ میرے دل میں یہ خیال اور وسوسہ پیدا ہوا کہ میں

انکو اپنے ساتھ لے جاؤں یا حاضرین میں تقسیم کروں آپ پر میرا یہ حال متکشف ہوا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ اے عزیز یہ تمہارا حصہ ہے یہ باقی حضرات اپنا اپنا حصہ لے چکے ہیں۔ مزید فرمایا کہ تم یہ کھاؤ۔ میں تمکو مزید دو روٹیاں اور دو لنگا۔ اپنا کلاہ مبارک سر سے اتار کر مجھے پہنایا اور فرمایا کہ نماز استحارہ، نواقل وغیرہ میں مشغول رہ کر کچھ دن بعد آنا۔ بعد ازاں مجھے بیعت سے سرفراز فرمایا اور خلوت میں لے جا کر ذکر خفی، ذکر چار ضرب کی تسلیم دی۔ اور فرمایا۔ اللہ سے نزدیک رشتہ یہی ہے اسکا پورا فائدہ اٹھا۔ اسکے الوار سے بہرہ مند ہو جا۔ تاکہ اور وظائف وغیرہ عطا کروں۔ اس طرح میرا دل صاف ہو گیا ساری رات جاگتا میرے لئے آسان ہو گیا۔

بعض سورتوں کی اجازت دیکر حرز مونس اولیاء بھی عنایت کی کہ اب یہی پڑھا کرو۔ بغیر اجازت پڑھنے سے نقصان ہی ہوگا۔ اس طرح آپ نے مزید چھ ماہ تربیت فرمائی۔ میں ہر روز آپ کو اپنے روحانی تجربات اور مکاشفات سنانا۔ میں ٹوٹی بھوٹی فارسی زبان میں یہ سب ادا کرتا تھا۔ اور حاضرین ہمارے ان رموز سے واقف نہ تھے۔ حضرت کامیوں تھا کہ ہر کسی کو اس کے ظرف اور حوصلہ متدی کے موافق تسلیم دیتے تھے۔

ایک دفعہ ہمارے استاد ممل لطف اللہ نے ساتھ لینے کو کہا۔ میں نے طوعاً و کرہاً مان لیا اور انکو پیر کامل کے پاس لے گیا۔

موصوفتے میرے اس استاد کے ساتھ ایسی باتیں کہیں جو طالب علموں کے ساتھ کی جاتی ہیں تصوف کے بارے میں کچھ بھی نہ فرمایا۔ خلوت میں مجھ سے فرمایا کہ اس تنگ دل مولوی کو یہاں کیوں لاتے وہ علم کے گھمٹ میں مغرور ہوتے ہیں ہماری باتیں ان پر اثر نہیں کرتی ہیں۔

ملا حضرت اکابری ساکن موضع بانگل سے سلسلہ نامہ لکھو اگر مجھ سے فرمایا کہ میں نے امانت تمہارے حوالے کی ہے۔ اب پُر قلوب طالبوں کی رہبری کرو۔ یہ سن کر پیر کامل حضرت سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سنکر اپنے مرشد پاک کی خدمت میں عرض کی کہ میں کون ہوں میری حیثیت کیا ہے کہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ آپ نے فرمایا تم مخدوم ہو تمہارے دروازے پر بادشاہ انتظار کر ٹھینگے۔ آگے فرمایا کہ تم میں انسان کو شناخت کرنے کی صلاحیت دی گئی۔ نیر یاد رکھو کہ ہم تم سے دور نہیں ہونگے ہم ہر وقت تم سے آگاہ رہیں گے۔۔۔ اب تم کو خدا کے حوالے کرتے ہیں اور اس طرح ان الفاظ کے ساتھ مجھے رخصت کیا۔

پیر برحق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کا ایک خادم میرے پاس آیا مجھے اس عنایت ملنے پر مبارک باد دی اور کچھ نذرانہ مانگنے لگا۔ حضرت سید موصوف مرشد کامل اسکی یہ باتیں سن رہے تھے۔ اسکو ڈانٹا اور فرمایا کہ اس دنیا سے متنفر گوشہ نشین غریب سے کیا مانگ رہے ہو وہ تم سے زیادہ مدد کا حقدار ہے۔

ان دنوں یہاں رافضی حکومت تھی آپ نے یہاں کسی نخلص

طالب کو تہ پاکر سفر کی تیاری شروع کی اس پر حضرت سلطانؒ نے عرض کیا کہ اے مرشد
پاک مجھے اپنے ساتھ لے جا کر خادموں میں شامل رہتے کا اعزاز بخشے۔ آپ نے
فرمایا۔ اے فرزند سفر کافر ہے تم یہیں رہو۔ ہمارے تصور کی برکت سے تمہیں
انشاء اللہ ہماری امداد ملتی رہیگی۔

گر درمینی چو یا منی پیش منی در پیش منی چو بے منی درمینی
د یمن جیسے دور افتادہ شہر میں رہ کر بھی اگر دل میں ہمارے ساتھ ہو گے تو سمجھو
سامنے ہو۔ اگر سامنے ہو کر بھی دل تمہارا کہیں ہو گا تو سمجھو ہم سے دور میں ہیں ہو
درج رہے کہ اللہ کی بارگاہ تک پہنچنے کے بہت سے راستے ہیں
جو جتنا آگے بڑھتا گیا۔ اتنا ہی وسیع راستہ دیکھتا گیا۔

حضرت علامہؒ فرماتے ہیں کہ پیر برحق علیہ الرحمۃ مجھے یہ واقعات وقتاً
وقتاً سناتے رہتے۔ میں کمی بیشی کیلئے خدا سے معافی و مغفرت کا طلب گار ہوں
بیخ تو یہ ہے کہ طالب کے جذبہ کی کشش مرشد کو ہی اپنے پاس کھینچ لاتی ہے یہی
حال ہمارے پیر برحق قدس سرہ کا ہے کہ مرشد کامل مہربان بن کر آپ کے پاس
شہرہ سوار بن کر آتے۔ الحمد للہ

وکی ہم از ارشاد و طیب عالم و لو آت او
در میاں مرشدان سلسلہ مخدومین است

حضرت علامہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ مخدوم سید جمال الدین بخاری قطب عالم
مخدوم سید جلال الدین اور آپ کے خلفاء کے ارشاد سے سلسلہ سہروردیہ کے مرشدوں
میں بڑا اونچا مقام رکھتے ہیں اور اپنے حید پاک کی روحانی رہبری سے صاحب
ارشاد بن گئے۔

مخدوم سید جمال الدین علیہ الرحمۃ حضرت سید صدر الدین بخاری علیہ الرحمہ
کے مرید تھے۔ آپ سید مخدوم عابد اچھی بخاری کے مرید تھے۔ وہ اپنے والد محترم
مخدوم سید محمد کے اور وہ اپنے بھائی مخدوم سید محمود ابوالقاسم کے
اور وہ اپنے والد سید رکن الدین ابوالفتح کے اور وہ اپنے والد سید
حامد کبیر کے اور وہ اپنے والد سید محمود ناصر الدین کے اور وہ اپنے بزرگ
والد مخدوم جہانیاں سید جلال الدین حسین الحسنی البخاری (رضوان اللہ
علیہم اجمعین) کے مرید تھے۔

یہ بھی درج ہے کہ سید حامد کبیر کو مخدوم سید زین العابدین کی
خلافت بھی حاصل تھی انکو شیخ کبیر الدین سے اور انکو شیخ مخدوم سید صدر الدین
المعروف بہ شیخ راجو قال سے اور انکو اپنے بھائی مخدوم جہانیاں جہانگرد
سے خلافت حاصل تھی۔ (واللہ اعلم)

آل بخاری نسبت و سید جلال الدین اقب
قطب عالم بودن و مخدومیش اشم شادست

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ سید جلال الدین بخاری کا قطب عالم اور مخدوم جہانیاں ہوتا ثابت ہے یہ القاب واقعی آپ کو حاصل ہیں۔

متاخرین کی کتب مثلاً تہذیب الجلالی۔ سراج الہدایہ۔ مفتاح الجنان کثر العباد وغیرہ میں جہاں کہیں قطب عالم یا مخدوم جہانیاں لکھا گیا ہے۔ وہاں مراد اسی ذات سے ہے آپ کا اصلی نام حسین تھا۔ کنیت عبداللہ۔ جای پیدائش آچہ شریف۔ شہر بخارا سے اس لئے نسبت ہے کہ آپ کے دادا میر جلال الدین بزرگ شہر بخارا کے صحیح النسب المحسب سید قائدان میں پیدا ہوئے تھے والد محترم سے تربیت حاصل کرنے کے بعد آپ ہندوستان تشریف لائے۔

خلاصۃ المناقب میں لکھا ہے اے دوست جان لے کہ ہر زمانے میں ایک دلی قطب کے عہدے پر فائز ہوتا ہے۔ جس کو غوث کہتے ہیں۔ قطب کے مقام کا وظیفہ اللہ ہوتا ہے۔

جب تک اقطاب میں سے ایک قطب یا ان بے نظیر ولیوں سے کوئی دلی دنیا میں قائم ہے قیامت نہیں آئیگی جیسا کہ حضور پاک صلعم کا ارشاد ہے فرمایا گیا۔ قیامت تب تک نہیں آئیگی جب تک دنیا میں اللہ اللہ کہتے والا شخص باقی رہیگا۔

قطب اللہ تعالیٰ کی تمام صفتوں اور کمالات سے آراستہ ہوتا ہے صرف ذات الہی اس پر واجب نہیں آتی۔ یعنی وہ خدا نہیں بن سکتا۔ کیونکہ موجود اور ممکن، ذاتی اور عطائی میں نمایاں فرق ہوتا ہے اللہ واجب الوجود اور بندہ ممکن الوجود۔ اللہ قائم بالذات ہے بندہ قائم باللہ۔

یاد رہے کہ قطب سے ہی تمام قیطان حاصل کرتے ہیں کیونکہ قطب
اہل جبروت، ملکوت، ناسوت کیلئے خلیفہ ہے قطب کے مقام کو بغیر اللہ
کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔

خدا کی علمیت مشاہدہ والی ہوتی ہے۔ اولیاء کی جان پہچان علم
کی بنا پر ہوتی ہے۔ ان میں خدائی عطایات قبول کرنے کی صلاحیت
ہوتی ہے۔

فیض دو قسم کے ہیں۔

- ۱۔ فیض اقدس جو سب سے اعلیٰ مخلوق یعنی قطب کو پہنچتا ہے۔
- ۲۔ فیض مقدس۔ یہ بعد میں آنے والوں کو ملتا ہے۔ تمام فیوضات
انہی دو میں شامل ہیں۔

وجود کے عالم تین سو ساٹھ ہزار ہیں بعض روایتوں میں تین سو ستر
ہزار ہیں۔ بعض میں اٹھارہ ہزار۔ بعض میں صرف اٹھارہ عالم ہیں مثلاً
عقلی، روحانی، نفسی، طبعی، جسمانی، غنصری، مثالی، خیالی، برزخی،
جہمی، اطرفی، رویائی، صوری، جسمانی، جلالی، کمالی، معنوی یہ عالم باطن
اور ظاہر میں پوشیدہ ہیں خدا کا فرمان ہے۔

عالم الغیب والشہادۃ هو الرحمن الرحیم ۛ

خدا کا فرمان

عالم الغیب و الشصاده حوالہ حسن

الرحیم

قطب کے بعد دو امام (وزیر) ان کے بعد چار ولی نگہبان بمثل خلفاء راشدین
اسکے بعد سات ابدال سات اقلیموں (سات براعظموں) کے واسطے۔ اس کے بعد
بارہ ولیوں کا درجہ جو بارہ بروج کے نگہبان ہوتے ہیں اور دنیا کے حادثات سے
تعلق رکھنے والی اشیاء پر حاکم ہیں۔ اسکے بعد بیس ولیوں کا درجہ ہے اور
چالیس ابدال کے بعد ۹۹ متالوے اور تین سو ساٹھ اولیاء کا درجہ یہ اللہ
کے وکیل اور عالم ہیں ہر ایک کا عہد حکومت سو سال ہوتا ہے۔
جب تجلے باطن غالب ہوتے کی باری آتی ہے اس سال اولیاء زیادہ
ہوتے ہیں۔

قطب کے علاوہ اور چند افراد ہیں جو بلا واسطہ تو سل بالذات رکھتے ہیں
وہ قطب کے ماتحت نہیں ہوتے وہ براہ راست فیض حاصل کرتے ہیں وہ
درجے میں قطب کے برابر ہوتے ہیں مگر خلیفہ صرف قطب ہوتا ہے ورنہ ان
کے Conc-urrent power ہوتے ہیں۔

بعض افراد خاص ہر والے ہوتے ہیں یعنی با اختیار حاکم۔ ان کی تعداد میں کمی
بیشی ہوتی رہتی ہے۔ رجال الغیب ہندی اور ترکوں میں سے ہوتے ہیں۔
عرائس اللہ کی تعداد چار ہزار ہے۔ یہ شاید مؤنث اولیاء ہیں

ان کو متاظر اللہ کہتے ہیں ان کے حالات لوگوں سے بلکہ اپنے آپ سے پوشیدہ ہوتے ہیں ایک قابل اعتماد بزرگ سے سنا ہے کہ اولیاء اللہ بیس ہزار ایک ہیں۔ ہر جہالت کا ایک امام ہوتا ہے فطری دلی (ادلیسی) کسی کا مطیع نہیں ہوتا۔

عام طور پر مرید ہر مہرشد کو قرط حجت سے قطب کہتے ہیں جو صحیح نہیں

ہے۔

در تصرف کردن اندر اولیاء دست تمام
داشتش زانرو بباد و اخذ شہر شدت

علامہ فرماتے ہیں کہ حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری رضی اللہ عنہ کو یہ اختیار حاصل تھا کہ آپ چاہتے تو کسی کو ولایت کے درجہ سے معزول کرتے تھے بعض کو اختیارات عطا فرماتے تھے۔ اسبات میں آپ مشہور تھے اس سلسلے میں کئی واقعات دلچسپی سے خالی نہیں۔ آپ حیس دلی سے ملتے اُس سے ولایت سلب کر کے چھین لیتے اور فرماتے کہ یہ لذیذ دولت کم ظرف کی جگہ اعلیٰ ظرف والے کے پاس ہونی چاہیے۔ آپ نے اس سلسلہ میں چشتیہ سلسلہ کے اعلیٰ پایہ دلی شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے ایک مرید سے ولایت چھین لی مگر لینے کے دیتے پڑے آپ کے اپنے اختیارات اور ولایت چھین گئے چنانچہ آپ حضرت چراغ کے پاس تشریف لیگئے آپ نے دعوت کی اور فرمایا

کہ تمہیں اس درجے سے معزول کرنا بے ادبی ہے مگر ان بیچارے غنّتی ولیوں کو
 قالی کر کے رکھنا کہاں کا انصاف ہے یہ بڑی غنّت اور عرق ریزی سے یہ مقام حاصل
 کرتے ہیں۔ حضرت مخدوم نے عرض کیا کہ میں دُعا مانگ کر انہیں اس سے دو گنا فیض
 اور درجہ دلا سکتا ہوں چنانچہ آپ کی دُعا سے اُن کے مُرید کو ولایت والپس ملی
 چنانچہ حضرت چراغ نے بھی دُعا فرما کر حضرت مخدومؒ کو زیادہ ہی برکات و عنایات
 سے نوازا اور اپنا خلیفہ بنالیا اور طریقہ چشتیہ کی تربیت کی۔ اسکے بعد حضرت مخدومؒ
 نے جو بھی مُرید بتایا اسکو چشتی سلسلہ کی تربیت سے نوازا۔ جس سے ایک
 نیا سلسلہ شروع ہوا۔ جسکو سلسلہ مخدوم جہانیاں کہتے ہیں۔

مقامات خواجہ نقشبندیہ میں درجہ ہے کہ خواجہ صاحبؒ نے ایک دفعہ اپنے
 مُرید سے فرمایا کہ ہم اگر چاہیں تو تم سے ولایت چھین سکتے ہیں چنانچہ انکا کہنا تھا
 کہ مُرید قالی ہو گئے۔ اسکے بعد فرمایا ہم چاہیں تو واپس دے سکتے ہیں چنانچہ ایسا
 ہی ہوا اسی لئے فرمایا کہ ہمیں عمل دخل کا اختیار دیا گیا ہے یہ جذبہ کشش سے
 پیدا ہوتا ہے مگر ہر کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں ہوتا۔

ایک واقعہ حضرت خواجہؒ کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ کہ اُن کا ایک مُرید
 جب امیر برہانؒ کے پاس جاتا تو موخر الذکر اُسے ننگا کر کے چھوڑتا۔ اُسنے اپنے
 مرشد پاک حضرت خواجہؒ بزرگ سے شکایت کی آپ نے فرمایا جب دوبارہ
 وہ ایسی حرکت کرنے لگے تو کھدیتا۔ دیکھئے یہ میں نہیں ہوں یہ حضرت خواجہؒ غفور
 میں چنانچہ جب ایسا موقع آیا تو مُرید کا کہنا تھا کہ امیر برہان کے ہوش اڑ گئے
 اور نتیجتاً اُن کے یہ اختیالات سلب کئے گئے۔

حضرت خاکیؒ کی زبانی یہ واقعہ بھی سنیے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ خواجہ زین الدین علیؒ نے جوان کے استاد اور مخدوم شمس الدین کے بھائی تھے فرمایا کہ حضرت سلطان العارفینؒ نے کوہ مداراں والے ملا محمدؒ کی تربیت شروع کی تھی اور ابتدا میں حمزہ موتس اولیاء کی اجازت دی تھی۔ اور آپ کو اسکا اثر معلوم ہونے لگا تھا۔ مگر پھر وہ حالت نہ رہی تو خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے موقع پا کر اپنے مرشد کامل سے یہ پوچھنے کی جسارت کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ جب ہم نے دیکھ لیا کہ اس کے دل میں ہماری محبت نہیں رہی تو ہم نے اس سے یہ اثر واپس لے لیا۔ وہ پرسوں پڑھتا رہے اسکا اثر نہ ہوگا۔

اس طرح اس شعر میں نصیحت ہے کہ جب اپنے سلسلہ کے بغیر دوسرے مرشدوں کے پاس جاتے تو خوف میں رہنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو پرائے پن کی وجہ سے اس کے حالات کو لوٹ لیں یا نذر کریں اسلئے مرشد شکر گزار رہنا چاہیے۔

بہر اثبات نسب از روضہ پاک نبی صلعم
از جعبہ یا ولد مخصوص در حضرت شاد است

حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہ کی کرامات اور صحیح النسب ہونے کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت چاہیے کہ جب آپ روضہ مطہرہ پر سلام عرض کرتے تو جواب ملتا۔ اے میرے فرزند تم پر بھی سلام ہو۔

حضرت خاکی اُس اجمال کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں وہاں کے مقامی سید حضرات نے حضرت مخدوم جہانیاںؒ سے شجرہ نسب طلب کیا آپ نے فرمایا میرے جدِ پاک صلعم بنفس نفیس تشریف رکھتے ہیں وہیں اسکا ثبوت ملیگا۔ فیصلہ یہ تھا کہ آپ بھی جدِ بزرگوار صلعم کو سلام کرو ہم بھی کر سینگے۔ چنانچہ انکو کوئی جواب نہ ملا مگر حضرت مخدوم جہانیاں کو جواب ملا "وعلیک السلام یا ولدی" جب حاضرین نے سنا تو انکے دل میں آپ کا اعتقاد اور زیادہ بڑھ گیا۔

مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلعم نے میں نے تمکو زیارت قبور سے منع فرمایا تھا۔ مگر اب زیارت کرو۔ اس سے عقیقی یاد آتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلعم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔ امام تہذیبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ حدیث مبارک اٹھن اور صحیح ہے مزید کہا کہ بعض عالموں نے رائے دی ہے کہ یہ حکم رسول اللہ صلعم کے قبروں کی زیارت کرنے سے منع سے پہلے کا تھا۔ اور جب قبروں کی زیارت کی اجازت مل گئی تو اس میں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ کم بصری اور جزع و فزع کی وجہ سے عورتوں کی زیارت قبور مکروہ قرار دی گئی ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دفن ہوتے سے پہلے میں پردہ کے بغیر اپنے آقائے نامدار صلعم

اور ملا محمد اکرم رضی اللہ عنہ کے قبروں پر جاتی تھی لیکن بعد میں پردے کے ساتھ کپڑے
باندھے ہوئے جاتی تھی۔

پس از آنجا بہر ارشاد ہدایت سوی ہند
ہم مخلص زان رسول الطیب شہر شد ایش

علامہ فرماتے ہیں کہ حضرت سید مخدوم جہانیاںؒ کو سرور دو عالمؐ
نے مدینہ پاک سے ہندوستان بھیجا تاکہ لوگوں کو رُشد و ہدایت
کا راستہ دکھائیں۔

یہ اس مکاشفہ کی طرف اشارہ ہے جس میں حضرت سرور کائناتؐ
نے حضرت مخدوم جہانیاںؒ سے فرمایا اے فرزند یہاں تیری رہبری کی کیا ضرورت
ہے۔ ہندوستان جاؤ۔ وہاں کفر زوروں پر ہے۔ کوئی پیغمبر وہاں نہیں
پہنچا ہے۔ تمہاری ولایت کی برکات دیکھ کر لوگ مشرف بہ اسلام ہونگے اس طرح حضرت معین الدین چشتیؒ
شیخ سرید الدین گنج شکر کو ہندوستان بھیجا گیا۔

کے بیان کردن مقاماتش مجال من بود
خود زبان لال و عبارت زین بیان قمر شد ایش

علامہ حقانیؒ فرماتے ہیں کہ میری کیا مجال کہ میں آپ کے مقامات کے بارے میں کچھ عرض کروں۔ میری زبان بیان کرنے سے لال اور قاصر ہے۔ شیخ یہ ہے کہ اولیاء کے حالات اللہ کے بغیر کوئی ہمیں جانتا وہ خود اور لوگ قطب کا مرتبہ جانتے سے قاصر ہیں۔

اگر ان کے حالات سے کما حقہ کچھ واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہو تو مناقب قطبیؒ، خزائنہ الجلالی اور سراج الہدایت وغیرہ کتابیں جو ان کے خلیفوں نے لکھی ہیں مطالعہ کرنا ضروری ہے تاکہ بعض کرامتوں کی شناسائی حاصل ہو سکے۔

خطِ پاک زمینِ اُچہ ہندوستان ! الضعا ہے مرقدیں یازینت ویا فرشتاست

ہندوستان کی سرزمین میں اُچہ کا پاک شہر آپ کی زیارت گاہ کے نور سے منور و معطر ہے۔ یہ شہر ریاست بہاولپور (پاکستان) میں واقع ہے یہاں آپ کی خواب گاہ ہے۔ جو زیارت کیلئے جاسیگا صفائی قلب کے علاوہ بے شمار برکتیں حاصل کریگا۔

سراج الہدایہ میں مذکور ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری اولاد کی زیارت کی اُس نے گویا میری زیارت کی۔ جس نے میری زیارت کی اللہ نے اس کیلئے مغفرت اور رضامندی کا دروازہ کھولا اور اسکو جہنم سے آزاد کیا۔

خواجہ عبداللہ انصاریؒ نے الہی نامہ میں فرمایا ہے 'مردینے کی کوشش کرو اور عاشق بن جاؤ۔ درویشوں کی مدد سے اور زیارت گاہوں کے اثر سے تمہارا چہرہ زرد پڑ جائیگا اور دنیا کی چاہت تمہارے دل سے نکل جائیگی۔ اللہ تعالیٰ نے دو کعبے بنائے ہیں: ظاہری کعبہ مٹی گارے پتھر کا بنا ہے جو امانداروں کو منظور ہے لیکن خدا کا بنایا ہو کعبہ اللہ کو منظور ہے اور اس کے زیر نظر ہے۔

در راہ خدا دو کعبہ آمد منزل
 یک کعبہ صورت ست یک کعبہ دل
 تا بتوانی زیارت دلہا کن
 کافروں زہر کعبہ باشد یک دل
 تمجید اللہ کے راستے میں دو کعبے آتے ہیں ایک ظاہری کعبہ دوسرا
 دل کا کعبہ۔ جہاں تک ہو سکے صاحب دلوں کی زیارت کر کیونکہ ایک دل ہزار کعبے
 سے بہتر ہے۔

احیاء العلوم میں درج ہے کہ زیارت قبور میت کیلئے دعاؤں اور عہد
 حاصل کرنے کا مقام ہے اور مستحب ہے نیکو کاروں کی قبروں سے مزید برکت
 حاصل کی جاسکتی ہے۔ حضور پاکؐ نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور کی اجازت
 اسلئے دی ہے کہ یہ آخرت کی یاد دلائیگی۔ لیکن وہاں یہودہ باتیں نہ کرو۔
 خصوصاً عورتوں میں یہ بُری عادت پائی جاتی ہے کہ وہ جزع جزع کرتیں اور بے
 ہودہ بکواس اشورو شغب میں مشغول رہتی ہیں!

یہاں ایک واقعہ درج ہے وہ یہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر شریفہ کی زیارت کی اور اُس دن سے زیادہ آپ کو کبھی روتے نہ دیکھا گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے زیارت قبور کی اجازت دی گئی ہے۔ استغفار کی نہیں۔

ابن ابی ملیکہؒ سے روایت ہے کہ میں نے ایک بار حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آرہی ہیں۔ فرمایا اپنے بھائی عبدالرحمانؓ کی قبر پر گئی تھی۔ اس نے عرض کیا کہ عورتوں کے لئے منع کا حکم دیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں مگر بعد میں اجازت دیدی تھی چونکہ عورتیں زیادہ بکو اس کرتی ہیں اس لئے برکت حاصل کرنے کے مقابلے میں شرک حقدار بن جاتی ہیں۔ اور راستے میں اپنے چہرے کھول کر چلتی ہیں نمائش کے بغیر ذلیل لباس میں جو کشش باعث بنے اجاتے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ اجازت اس شرط پر دی جاتی ہے کہ دعا پر اکتفا کریں۔ اور قبر پر دنیوی باتیں اور بکو اس کرتا ترک کریں۔

کتاب اقبالیہ میں درج ہے کہ ایک مہرشد نے حضرت علاؤ الدولہ سمنائیؒ سے پوچھا کہ جب جسم مٹی میں مل گیا تو زیارت کا کیا فائدہ۔ آپ نے فرمایا کہ توبہ کرنے سے اسکی روح متوجہ ہوتی ہے۔ روح کو جسم سے عمر بھر کا لگاؤ ہوتا ہے۔ وہ اسی جسم میں حشر کو اٹھیں گے اور وہ قبر میں ہے اس لئے زیارت بہتر ہے۔ حضرت سمنائیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ حضرت جنیدؒ کی علوت گاہ میں بڑا لطف پایا جب اُن سے اسکی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ میری وجہ سے ہے۔ کیونکہ اس جگہ نے میرا اثر قبول کیا ہے اسی وجہ سے جسم کی زیارت کے بھی بہت

قائدے ہیں۔ جس طرح کسی کا خرقہ فائدہ دیتا ہے اسی طرح فرمایا جو حضور پاکؐ کی زیارت مدینہ منورہ میں کرے اسکو بہت فوائد حاصل ہونگے۔

نفحات الانس میں درج ہے کہ تواجہ علاؤ الدین عطائے نے فرمایا کہ زیارت مزارات کے وقت توجہ خدا کی طرف ہو اور بزرگ کی روح کو اللہ کی پوری توجہ کا وسیلہ بنائے اور نہایت انکساری اور نرمی سے التجا کرے۔
حضرت مخدوم کی تاریخ ولادت اور وفات کو کسی صاحب نے نظم کیا ہے۔ جسکا مفہوم یہ ہے کہ آپ ماہ شعبان میں شب برأت کو تولد ہوئے۔ اٹھتر سال کی عمر پا کر عید الاضحیٰ کو سال ۷۸۱ھ میں نقل فرمایا۔

نیز فرماتے ہیں کہ میرے بھائی مولانا زین الدین نے حضرت مخدومؒ کے مرقد مبارک کی زیارت کی ہے۔ اور وہاں آپ کی نظم دیکھی اور خود بھی اتنی پیروی میں ایک نظم لکھی جسکا مفہوم یہ ہے۔

ملا دولت جو اس سلسلہ اور خاندان کا مرید ہے۔ یہاں "افرہو کر خورند ہوا۔ اس مبارک دہلیز کو چوم کر زیارت سے مشرف ہوا۔" بانوشی آمد ملاوہ تاریخ لکھدی اور زائرین سے استدعا کی کہ پڑھتے وقت میرے لئے فاتحہ پڑھیں۔

بود از ہر خالوادہ مستفید اما ہے !
سہروردی را و چشتی مظهر و مظهر شریعت

علامہ فرماتے ہیں کہ آپؐ خود سلاسل سے فیضیاب تھے۔ لیکن ظاہری طور
مريدوں کی تربیت سلسلہ سہروردیہ اور چشتیہ میں فرماتے تھے۔ اور ان دوسلوں
کے خلیفہ۔ جانشین اور مرشد تھے۔

حضرت مخدومؒ اپنے سفرنامے میں لکھتے ہیں کہ آپؐ کو ہر سلسلہ کی خلافت
حاصل تھی اپنے بارے میں بڑی دلچسپ بات تحریر فرمائی ہے جو یوں ہے:-
میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے قعر کو دیکھنے گیا۔ حضرت سلیمانؑ کے قعر کو
بحر قلزم میں ڈال دیا گیا۔ آپکو زمین میں دفن نہیں کیا گیا ہے۔ آپ اسی قعر کے اندر
لیٹے ہوئے ہیں۔ پر یاں پتکھا جھلتی ہیں اور دیو جن خدمت پر مأمور ہیں
قعر ہذا دور سے ہی دکھائی دیتا ہے۔ حضرت مخدومؒ فرماتے ہیں کہ میں یہ دیکھنے
گیا۔ یہ دو کوس کا سفر تھا۔ جو نہی سفر پر چلا۔ چار سواروں نے روک کر
کہا کہ آپ کو حضرت سلیمانؑ نے اپنا فرزند بتا لیا ہے۔ آپ ہر سلسلہ کا کلاہ
سر پر رکھئے اور دوسروں کو عطا کیجئے تمام دنیا میں آپ انکے خلیفہ ہو گے۔
خزانۃ الجلالی میں آپ کے ایک خلیفہ مولانا بہاؤ الدین احمد نے
ان سلسلوں کے بارے میں لکھا ہے۔ کہ کس کس صاحب سے آپ نے ترقی حاصل
کیا اور لوہیت برابر حضرت محمد مصطفیٰؐ کا پہنچتی ہے۔ ان میں شیخ صدر
الدین بخاری، سید اکبر الدین، جلال الحق بخاری، شیخ کبیر، شیخ بہاؤ الدین ذریا
ملتان قریشی الاسدی، شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت
جنید بغدادی سہری سقلی، حضرت معروف کرخی، داؤد طائی حضرت جیلانی
شیخ خن بصری وغیرہ کا ذکر خصوصیت سے آتا ہے۔

سراج الہدیہ میں تحریر ہے کہ جب ان سے سلسلہ سہروردیہ ملنے کی فرمائش کی گئی تو آپ نے یوں بیان فرمایا۔

الہی بکرت شیخ رکن الدینؒ، الہی بکرت شیخ صدر الدینؒ،
 الہی بکرت شیخ بہاؤ الدین ذکریاؒ، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ،
 شیخ ضیاء الدین ابوالنجیبؒ، شیخ ولیہ الدینؒ،
 شیخ محمد عبداللہ سہروردیؒ، شیخ احمد دیوڑیؒ،
 شیخ جنید بغدادیؒ، شیخ سری ثقلیؒ،
 شیخ معروف کرخیؒ، شیخ داؤد طالیؒ،
 شیخ خواجہ حبیب اعجمیؒ، شیخ حسن بصریؒ،
 امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰؑ، حضرت محمد مصطفیٰؐ

مرید کو چاہیے کہ نماز عشاء کے بعد مقررہ اوراد پڑھ کر اپنے پیروں کا
 شجرہ پڑھے۔

داس فقیر الحقیر پرتقصیر (مترجم) کے جدا مجد جناب حضرت شیخ الاسلام شیخ
 بہاؤ الدین ذکریاؒ کے ملتان اسدی القریشی علیہ الرحمہ میں
 سے بیان خلیفہؒ اور شیخ حق بہاؤ الدین
 کہ بہت خط ملتان زمر قدس قمار

آپ کا فرزند شیخ صدر الدین عارفؒ ان کے بعد آپ کے فرزند شیخ رکن
 الدین عالمؒ ہیں۔ آپ کے بعد حسین لقب سید علال الدین بخاری مخدوم
 جہانیاں قطب عالمؒ ہیں جنکے والد نیر گوہار سید احمد کبیرؒ اور دادا صاحب

سید جمال الدین بخاریؒ ہیں۔ اس طرح قطب عالم اور حضرت علیؑ کے درمیان
اتنی واسطے ہیں۔ آخر پر علامہ خاکیؒ اپنے مرشد برحق حضرت سلطان العارفین
کا ذکر کر کے لکھتے ہیں: (مقبوم)

حاجی عید الوصاب دہلوی کے خلیفہ سید جمال الدینؒ ہمارے سب سے برحق
کے مرشد تھے اور انہی کے سایہ عاطفت میں پرورش پاتے رہے۔ میں اسی
پیر کامل کا جان و دل سے مرید ہوں اور اس پر سب کو گواہ رکھ کر دست یدعا
ہوں کہ اللہ ان کے وسیلے سے ان کے مریدوں پر اپنی عنایات کی بارش
برسلے وغیرہ

درج رہے کہ اس شجرہ پاک کو شجرہ جعفریہ بھی کہتے ہیں کیونکہ
اس میں حضرت امام جعفر صادقؑ شامل ہیں۔

رشد و تہذیبیت این مبارک سلسلہ !!
این زمان در ہر ولایت شامل و مندرج شد است

اس مبارک سلسلہ کی برکت سے رشد و ہدایت کی روشنی دنیا کے
اطراف میں پھیلی ہے۔

گو آپ کا وطن بخارا اور روضہ پاک اچہ شریف (بہاولپور پاکستان)
میں ہے لیکن آپ کے سلسلہ کا شہرہ تمام عالم میں پہنچا اور ہمارے پیر

برحق کی کاوشوں سے دنیا کے ہر کونے میں اس سلسلہ کے بیرو میلنگے خاص کر ہندو پاک میں!

بچشم فیض اللفظ اودارم کہ فیض عام او
تاویر منشہ پے اتہایع مستشرق شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ ہمیں انکے لطف و کرم کی قافی امید ہے۔ کیونکہ آپ کا فیض تا قیام قیامت خاص و عام کو ملنے والا ہے۔

حضرت مخدوم موصوف علیہ الرحمہ والرضوان نے اپنی نصیحت نامہ میں اپنے قلم مبارک سے تحریر فرمایا ہے۔ کہ ایک دفعہ میں نے کعبہ شریف کے اندر خدا کے حضور کافی گریہ زاری کی۔ اور دعا کی کہ یا اللہ میں نے جوانی بلکہ آج تک ساری زندگی گناہوں میں گزاری ہے۔ قیامت کے دن نہ معلوم میرا کیا حال ہوگا۔ آواز آئی خوش رہو تمہاری عبادت اور نیکیاں قبول ہوئیں۔ اب جو کوئی آپ کی پیروی کریگا اس کی عبادت بھی قبول ہوگی اس حقیقت کی تائید میں اس نصیحت نامہ کی پشت پر ایک روایت تحریر ہے۔ اور شیخ سماء الدین جو شیخ کبیر بن شیخ اسماعیل البخاری کا خلیفہ ہے کسی آنکھوں دیکھی ہے۔ جویوں ہے۔

ترجمہ :-

گہنگا رجب بغیر توبہ کے فوت ہو جائے تو اللہ کی مرضی ہے کہ اُسے بخش دے یا عذاب کرے۔ لیکن حیدالی لوگ (سلسلہ جلالیہ کے مرید) ان سب کی قطعی مغفرت ہوگی (الحمد للہ المننتہ)

ابو برحق حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ العزیز کا کمال دیکھئے۔
اور علامہ خاکیؒ کی زبانی سنتے۔

اسی طرح آقائے نامدار حضرت پیر برحقؒ نے اپنے تجربہ میں آئے ہوئے
معاملات میں سے خبر دی کہ قطب عالم مخدوم جہانیاں اپنے فیض و کرم سے امداد
پہنچاتے ہیں۔ جو ہم دیکھتے ہیں۔ تم بھی اُن کے پیروں میں شمار ہو۔ تم کو چاہے ہر
عبادت کے بعد حاجت طلبی کے وقت اس بزرگ مستی کی روح سے مدد اور فیض
مانگتے رہو مکاشفہ والے حضرات تمام مرشدوں اور حضرت مخدومؒ سے ملاقات
کرتے رہتے ہیں۔

اب قاضی صاحبؒ مزید رقمطراز ہیں کہ جس وقت میں نے یہ شعر لکھے
ملا اللہ دادؒ نے اعتکاف میں رہ کر خواب دیکھا کہ ایک بزرگ کے گرد لوگوں کا
ہجوم ہے۔ اور انکو آپؒ کچھ دے رہے ہیں اسی اثنا میں جناب اللہ دادؒ نے علامہ خاکیؒ
کو ہاتھ میں کچھ کاغذ لئے دیکھا۔ حضرت مخدوم قدس اللہ سرہؒ نے پوچھا یہ کون
ہے یا انہوں نے جو ایسا عرض کیا یہ حضرت سلطانؒ کے مرید ہیں۔ انہوں نے کچھ شعر لکھے
ہیں۔ آپؒ نے عنایت کی نظر سے دیکھ کر فرمایا۔ بہت اچھا ہے۔ اسکے بعد پوچھا
گیا کہ یہ لوگ کون ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت مخدوم جہانیاںؒ ہیں۔ اور اپنے ہم بدو
مخلصوں کو فیض دیتے ہیں۔ اللہ ہمیں بھی آپؒ کے خاکساروں اور داندلوں
میں شامل رکھے۔ آمین (

اوست یک صاحب قرآن یک زینت و یک
زین مشائخ ہر کی ارشاد را محور شد است

علامہ مزید فرماتے ہیں کہ جناب حضرت مخدوم جہانیاں کو صرف ایک صدی
کے صاحب قرآن ہیں یعنی سعادت مند بادشاہ۔ اس سلسلہ کا ہر مشائخ صاحب
ارشاد رہا ہے۔

صاحب قرآن ایسے بادشاہ کو کہتے ہیں جس نے ایک قرن میں کوئی قابل
قدر کام کیا ہو۔ قرن تیس سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ محور وہ آلہ ہے جس کے
گرد چکی گھومتی ہے۔ جس کو کشمیری زبان میں اہتک کہتے ہیں۔

آپ اپنے ہم عمروں میں سلسلہ سہروردی اور چشتی کے صاحب قرآن
مانے جاتے ہیں۔ آپ میں بے شمار فضیلتیں موجود تھیں۔ آپ صحیح النسب سید
ہیں۔ عالم و فاضل ہونے کے ساتھ آپ نے عالم اہل بیت اور عالم اکیبر کی
سیر کی ہے۔ چالیس سال خشکی اور سمندروں کا سفر کیا ہے۔ آپ کو
حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر سے جواب ملتا رہا۔ آپ علیہ السلام
یا ولدی کے ارشاد سے مشرف ہوئے۔ آپ کا صاحب قرآن ہونا اور قلیہ عالم
ہونا مستلزم ہے۔

ہر کے زین مقتدیاں ابرساں فیاض بود
فیض شان بر مخلصاں بالان صفت مظهر شد است

فرماتے ہیں کہ ان مرشداں کامل میں سے ہر ایک بادل کی طرح فیض بخش تھا۔ آپ کا فیض اپنے مخلصوں پر بارش کی طرح برستا ہے۔
 علامہ فرماتے ہیں کہ یہ فیض آنے والے مریدوں کو بھی نصیب ہوگا جس طرح کہ قرآن شریفے گولیلۃ القدر میں نازل ہوا مگر آسمان اول پر کتابی صورت میں اتارا گیا اور اس کے بعد تیس سال حضور پاک صلیم پر حسب ضرورت و مناسبت مختلف مواقع پر نازل ہوتا گیا۔

اسرار الاولیاء میں حضرت مخدوم بہاؤ الدین ذکر یائے ملتانی قدس اللہ سرہ العزیز (جد نزر گوار سے عاصی مترجم) کا ایک واقعہ درج ہے کہ آپ نے ایک دفعہ شہر ملتان میں منادی کرادی کہ میں تمام شہر کا چکر ہاتھی پر سوار ہو کر کروں گا۔ جو کوئی میرے دیدار سے مشرف ہوگا اس کیلئے میں ذمہ لیتا ہوں کہ وہ قیامت کو جہنم میں نہیں جائیگا۔ مزید تحریر ہے کہ۔۔۔ یہ سنکر شیخ الاسلام شیخ فرید الدین نے فرمایا کہ اے درویش سن۔ جس کسی نے میرے ساتھ مصافحہ کیا ہو۔ یا میرے خاندان کے کسی فرد سے بیعت لی ہو۔ تو جہنم کی آگ اُس پر حرام ہوگی۔

میرے مرشد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے وہ مقام عطا کیا ہے۔ کہ اگر کوئی میرے ساتھ ہاتھ ملائیگا یا میرے مریدوں سے مصافحہ کر لیگا وہ جنت میں جگہ پائیگا۔
 مزید فرمایا کہ ہر دن ایک ہزار بار مجھے جنت سے ندا آتی ہے کہ فرید اچود ہندی کتنا نیک بخت بندہ ہے۔

اب علامہ حنفی اپنے مرشد برحق کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

حضرت محبوب العالم اپنے احباب کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ ہمارے سارے
مرشد بہت بزرگ تھے ان کا فیض اثر اپنے مریدوں اور پیروں پر قیامت تک
پہنچتا رہیگا۔ مزید یہ بھی فرمایا کہ حکوان کی مدد سے تجلیات و مکاشفات ظاہر
ہوتے رہتے ہیں لہذا تم کو چاہیے کہ ہر عبادت کے بعد بلکہ وظائف کی ابتدا اور اختتام
پر حاجت طلبی کے وقت حضرت فخر مصطفیٰؐ کی روح بابرکت سے اور مرشداں سلسلہ
کی ارواح پاک سے امداد و اعانت طلب کرتے رہیں۔ کیونکہ انکی رہنمائی اور
امداد کے بغیر یہ بڑا خطرہ ہے کہ تم نے اپنی عبادت و ریاضات کی
برکات مریدوں اور پیروں کو ملتی رہیگی۔

مرشدان ہمدانیہ کا بیان ہے کہ اولیاء اللہ کی دو جماعتیں ہیں۔

۱۔ عاشق ۲۔ معشوق

بعض صاحبان ہوشیار ہیں اُن سے مدد طلب کریں۔ بعض مجذوب
جنتوں میں جنکی پیروی نہیں کرتی چاہیے۔ مگر ان کا یہ بھی نہیں کرنا چاہیے
وہ ان چیزوں سے بے نیاز ہیں۔

حضور سرور عالم محبوب میں سے ہیں۔ آپؐ کی شان میں اتفاقاً
نازل ہوا۔ (۱) ہم نے آپؐ کو کھلم کھلا فتنہ دی اور اگلی بچھلی فرو گزاشتیں معاف
کر دیں لیکن حضور پاکؐ پھر بھی ریاضت کرتے رہے۔ اور فرماتے کیوں نہ مشکور
بتدہیتوں۔ مجذوب پر پابندی نہیں۔

آنحضور صلعم کے حق میں فرمایا **لَا تَلْزَمُوا عَلِيَّ الْقَوَانِ لَشَقَا**
(۱) ہم نے قرآن اسلئے نہیں اتارا کہ آپؐ کو تکلیف میں ڈالیں۔

حضرت شاہمدان قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے سب بزرگوں اور مشائخ کرام کی ریاضتیں کی ہیں لیکن فیض کا ابھی پتہ نہ مل سکا تھا ہر تہیں ہوا مگر ہمارے مریدوں اور پیروں کو اس کا فیض حاصل ہوتا رہے گا۔

اپنی مشائخ سلسلہ انوار ارشاد و ادب
تائی اللہ وسیلہ مرتضیٰ حیدر شاہ است

علامہ فرماتے ہیں کہ ارشاد و ادب کے قول سے ان مشائخ کا سلسلہ برابر حضرت نبی اکرم صلیم تک پہنچتا ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آ حضور صلیم تک وسیلہ ہیں۔ اس زنجیر کی کڑیاں برابر سرور دوعالم صلیم تک پہنچتی ہیں چاہے ہر دردی سلسلہ ہو یا چشتی سلسلہ۔ حضرت شاہ ولایت کرم اللہ وجہہ اکثر سلاسل کے وسیلہ اور مبتدع ہیں (اس سلسلہ میں اس ناچیز مترجم کا ایک مضمون بعنوان حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معراج رسالہ التبلیغ جلد نمبر ۱۶ شمارہ نمبر ۶ ماہ جولائی ۱۹۹۹ء میں ملاحظہ فرمائیے)۔

نقشبندی سلسلہ کی ایک کڑی جناب شیر خدا کرم اللہ وجہہ تک پہنچتی ہے دوسری حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ تو اہل بیت میں شمار ہیں۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی رشتہ تھا۔ اس لئے نقشبندیوں کا سلسلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اور یہ ذریعہ مقاماتِ تواجیر بہاد الدین نقشبند میں در نظر ہے۔

جنگ خبیر میں حضرت علیؓ دوران جنگ یہ رجز فرماتے
 انا الذی سمیتنی امی حیدرؑ میں وہ ہوں جسکا والدہ نے حیدرؑ نام رکھا
 یعنی شیر اور مرتضیٰ یعنی رضا یافتہ۔
 علامہؒ نے حضرت شاہ ولایتؒ کی شان میں چند اشعار لکھے ہیں تنگے دامن
 کے باعث لکھتے سے رہ گئے۔

غم بناید خود دمار روز حشر از تشنگی !!
 منیع این سلسلہ چوں ساقے کوثر شاد

ہم کو قیامت کے دن پیاس کا ڈر نہیں کیونکہ ہمارے سلسلہ کا منبع حضرت
 شاہ ولایتؒ ہیں چونکہ آپ کے محبوبوں میں شمار ہیں۔ اس لئے پیاسا نہیں رہیں گے۔
 خواجہ احمد بقادریؒ نے کہا ہے۔ کہ محبت ہی بہترین رابطہ ہے۔
 حضرت شاہ ولایتؒ نے فرمایا ہے کہ تین چیزیں مجھے بہت پسند ہیں دنیا
 میں! (۱) مہمان کی عزت کرنا (۲) جہاد (۳) گرمی میں روزہ رکھنا
 اس کے علاوہ ذکر۔ چلہ۔ پردہ پوشی۔ عفو و درگزر۔ انصاف۔ دنیا
 بیزاری۔ حد و بغض و کینہ سے دوری۔ بھلا جو دل میں بغض حسد رکھتے ہوں
 وہ کس طرح آپؑ کے دوست ہو سکتے ہیں۔

حضرت خاکی کے مندرجہ بالا شعر سے یہ مطلب بھی لیا جاسکتا ہے کہ آپ
 ذکر کو صاف پانی سے تشبیہ دیتے ہیں آپ کے ذریعہ ہی سیرابی ہم تک پہنچتی ہے

اس لئے دیاں بھی سیراب ہونگے

مقامات خواجہ نقشبند میں لکھا ہے کہ ذکر کی تلقین کے بعد جب آپ کے ایک طالب علم نے پتے آپ کو پانی کے ایک تالاب میں دیکھا تو خواجہ صاحب نے تعبیر بتاتے ہوئے فرمایا کہ یہی تمہاری عبادت قبول ہونے کا ثبوت ہے۔ پس دل ذکر کے ذریعہ زندہ ہو گیا۔ اسی لئے شیخ کامل علیہ الرحمہ خوب فرما گئے ہیں۔

دل چھوی گاٹتے ہو کہ موصف اولیٰ
ذکر ہند پوئی دس لہ یو توے (مترجم)

عُرْوَةُ الْوُثْقَى وَحِلُّ الْبَيِّنَاتِ
بِرُكْبَةِ زَوْجِكَشْ بَعَثَتْ قَالِبُ مَشْرِدَاتِ

اس سلسلہ کا نام عُرْوَةُ الْوُثْقَى اور حِلُّ الْبَيِّنَاتِ ہے یعنی محکم و متاویز اور اللہ کی رستی۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا۔ اللہ کا فرماں ہے کہ میری رسی مضبوط پکڑو سب اور فرقہ بندی مت کرو۔ اور فرمایا فقد استقمنا یا العروة الوثقی جس نے اس سلسلہ کو پکڑا وہ مرتے دم تک محفوظ رہا اس کے معنی ہیں اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستے پر چلتا اور نہی پر عمل پیرا ہوتا۔ مرشد کامل پہلا سبق تقی و اثبات کا دیتا ہے یعنی لا الہ الا اللہ لا کے معنی ہیں ماسواء اللہ سے انکار یعنی ان میں سے

کوئی خدا نہیں۔ کوئی معبود نہیں ماسوائے حضرت اللہ جل شانہ سالک کے نزدیک نفسانی خواہشات معبودان یا طل یعنی چھوٹے خدا ہیں ان سے کتارہ کشتی اختیار کرو۔

اللہ پاک نے حضورؐ سے فرمایا کہ آپ انکو نہیں دیکھتے جہنموں نے نفسانی خواہشات کو بتا رکھا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ دنیا کا بندہ اور عورت کا غلام دونوں خراب ہو گئے۔ مگر یاد رہے بغیر مشدیہ کمزوریاں دور نہیں ہو سکتیں۔ وہی جانتا ہے کہ تم کن بُری خواہشات کا شکار ہو۔ وہی عرۃ الوثقیٰ ہے اُسی کا دامن تھامنا از بس ضرور کا ہے حضرت پیر رومی کا ارشاد ہے۔

اندریں دنیا نیریزی باخسے ۰ تانیا و نیری بدامان کسے
داس دنیا میں اکیتنکے کی طرح اسوقت تک حقیر اور بے قیمت ہو گے جب تک کسی کامل کا دامن نہ سھام لو گے۔

کبھی الیا بھی ہوتا ہے کہ ہوائے نفس عبادت میں داخل ہو کر خرابی پیدا کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ سیتے۔

مقامات خواجہ میں درج ہے کہ ایک دن آپ کے پاس ایک مرید حاضر ہوا جو روزے سے تھا۔ اسی اثنا میں حضرت خواجہ نے کھانا منگوایا اور اس مرید سے فرمایا کہ اتان کو خواہش نفس کبھی گمراہ کرتی ہے جسکے ماتحت رہ کر اتان اللہ کو ترک کرتا ہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ آؤ کھانا کھو و کیونکہ تمہارے روزے خواہش نفس کے باعث ہیں۔ تو نے اللہ کو ترک کیا ہے۔

فرمایا گیا سلاسل کو تھامے رہنا لازم ہے وہ ہے تعمیل ارشاد اس سے سلسلہ میں کمزوری نہیں آتی۔ حضرت حافظؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بھی تبادہ رنگین کن گرت پیر معان گوید

کہ سالک یہ قبر بنود تراہ ورم منزل حا (مترجم)

اگر تم چاہو کہ اپنے علم کے مطابق عمل کرو اور اس عمل کا رازدار نہ بنو تم میرے نافرمان بن جاؤ گے۔

چنانچہ اس سلسلے میں شیخ کبیر الدین مصری کا مقولہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا جو بلا چوں و چرا فی الفور مرشد کے حکم کی تعمیل کرتا رہے اُسے اپنے علم و عقل سے نہیں پرکھتا تو وہ منزل پر جلدی پہنچ جاتا ہے۔ الامور فوق الادب

ہر کہ اندر کشتی این سلسلہ تشریف یافت
بے مشقت سے او سوئے خدا بجز شدت

حضرت علامہؒ فرماتے ہیں کہ جس کسی کو اس سلسلے کی کشتی میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس کا سفر بے مشقت اللہ کی طرف شروع ہو گیا۔ فرمایا میرے اصحاب اور اہلبیتؑ حضرت نوحؑ کی کشتی کے مانند ہیں۔ جو انکی پیروی کرے انکا ہمتنشین ہو اس نے نجات پائی۔ حضرت حافظؒ نے اپنے کلام بلاغت نظام میں فرمایا ہے۔ کہ اولیاء اللہ کی کشتی میں بیٹھ کیونکہ اس کشتی کو طوفان سے کوئی خطرہ نہیں۔ یعنی

اولیاء کی صحبت سے فیضاب ہوسے
حضرت رومی کا کلام :-

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

لب لباب میں درج ہے کہ یہ راستہ کسی راہنما کے بغیر طے نہیں ہو سکتا کیونکہ
نکڑ پر لٹیرے بیٹھے ہیں۔ رہبر چاہے حضرت لوح جیسا!
اسکے بعد کچھ منظوم کلام ہے۔ جسکا ما حاصل یہ ہے کہ بے مرشد اندھا ہے
جب تک آنکھوں میں روشنی نہ ہو اندھے میں راہ بنانا مشکل ہے۔ اور راستے کی
واقفیت نہ ہو۔

سمندر بغیر کشتی کے پار نہیں ہو سکتا۔ جب تک مرشد کے پر نہ ہوں اڑا
نہیں جاسکتا۔ معراج میں تمہارے پر کھیلنے کی حیثیت مرشد ساتھ ہو۔ کیا
خوب شعر ہے۔

نے چو معراج زمینی یا شجر بلکہ چوں معراج کاکی "یا شکر"
یہ معراج زمین پر چلنا یا درخت پر چڑھنا نہیں۔ بلکہ حضرت کاکی "کا گنج
شکر کے ساتھ ہوا معراج جیسا ہو۔ یہاں مراد حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر کو
معراج کمال تک پہنچایا۔

گویا اگر ترقی کے طالب ہو تو سیڑھی حاصل کرو۔ کیونکہ مرشد آسمان کی سیڑھی
ہے اور تیر کمان سے نکل کر ہی اڑتا ہے۔ اسلئے میں آج کے بعد آسمان کا راستہ نہیں
بلکہ پیر کی تلاش کرو لنگا۔

واقعہ رہے کہ ہمارے مرشد برحق جناب سلطان العارفینؒ کے طالب بیعت کے وقت یا اس سے قبل خواب میں بڑی بڑی کشتیاں دیکھتے تھے۔

اس ضمن میں جناب ریگو ڈار مرید صادق الاعتقاد کا واقعہ دلچسپی سے فانی نہیں۔ آپ اہل کشف تھے مگر پیر کا شہرہ سنکر گردیدہ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ استخارہ کرو۔ نماز استخارہ کے بعد اُس نے خواب میں دیکھا کہ لوگ گھروں سے بھاگ رہے ہیں۔ آپ بھی بھاگ دوڑ میں نادپورہ گھاٹ پر پہنچے۔ سوچا کہ کوئی کشتی ملے تاکہ اس میں سوار ہو جاؤں۔ چنانچہ اس نے ایک پس رنگ کی ایک بڑی کشتی اپنی طرف آتے دیکھی۔ کوئی پکار رہا۔ اے ریگو ڈار ادھر آؤ۔ یہ ہے ہمارے پیر برحقؒ کی کشتی! صبح آپ سے یہ خواب بیان کیا اور بیعت حاصل کر لی۔

نیز ریگو ڈار ایک طالب علم کے ساتھ بھی یہی حال ہوا۔ اس نے بھی بیعت کا شرف پایا اور مرید ہو گیا۔

پیر کاملؒ نے فرمایا ہمارے کشتی کا مطلب ہے شریعت کی پیروی اور طریقت کے ساتھ وابستگی!

خواجہ عبید اللہ احرار فرماتے ہیں کہ بزرگوں کا خواب دیکھنا باعث صد برکت ہے۔

ایک بزرگ نے دوسرے بزرگ کی محض اس حوالے سے عزت کی کہ اس نے حضرت مجید بغدادیؒ کو خواب میں دیکھا تھا۔

پاسلی صحبت بہ پیران ہزار علیہ السلام
ایں وصیت از نبی پاک شریفہ شد است

حضرت علامہ ایک مشہور واقعہ کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت سہروردی
دوعالم صلعم نے کس طرح حضرت علیؑ سے وصیت کی کہ مردانِ خدا کے ساتھ محبت
رکھنا ہر عبادت سے بہتر ہے اسی واقعہ کو حضرت پیرردیؒ نے مثنوی شریف
میں یوں نظم کیا ہے۔

گفت پیغمبر علی را کہ ای علیؑ

شیر حقی پہلوان و پیرو دلی

احضور پاک صلعم نے حضرت علیؑ سے فرمایا۔ اس میں شک نہیں کہ تو بہادر
پہلوان ہے۔

لیک بر شیر ی مکن ہم اعتمد

اندر آدر سایہ نخل امید

لیکن قیام ہونے پر غم نہ کرتے بھروسہ۔ کسی امید کے درخت کے سایہ تلے آؤ

اندر آدر سایہ آل عاتلے

کش بداند بر واز رہ غافلے

اُس عاتل کے سایہ میں آؤ۔ جو آپ کو غفلت سے دور رکھے

گر بگویم تا قیامت نعت او

ہمچہ اورا مقلع و غایت فخر

اگر قیامت تک اسکی تعریف کروں۔ اسکی کوئی حد انتہا نہیں

دریشہ روپوش آمد آفتاب

قہم کن واللہ اعلم بالصواب

مختصر یہ کہ انسان کے اندر سورج چھپا ہے سمجھ لے باقی اللہ جانتے۔

یا علیؑ از جملہ طاعاتِ راہ

برگزین سایہ خاصِ اللہ

اے علیؑ سلوک کی تمام عبادات میں سے کسی محبوبِ خدا کا سایہ تلاش کر

مولانا رومیؒ کے فرزند سلطان ولدؒ نے بھی اس نکتے کی وضاحت

کی ہے۔ فرماتے ہیں اگرچہ تنکو کاری خدا تک پہنچا دیتی ہے۔ مگر مرشد کی وساطت

سے یہ سفر جلدی اور بہتر صورت میں طے ہو سکتا ہے۔ حضرت موسیٰ صاحب کتاب

اور کلیم اللہ ہونے کے باوجود خواجہ خضرؒ کا طابِ بنا۔ اور خدا سے اپنی دعاؤں

میں اسکی دعا قبول ہوئی۔ چنانچہ قرآن شریف میں ارشاد ہے۔ فَوَجَدَ عَبْدًا مِّنْ

عِبَادِنَا (پس موسیٰؑ نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ یعنی خضرؒ کو پایا۔

حضور پاکؐ فرماتے تھے والشوق الی لقاءِ اخوانی

(مجھے اپنے بھائیوں کے دیدار کی تمنا ہے خدا کرے کہ یہ تمنا پوری ہو!)

عشق و محبت کے عالم میں کبھی فرماتے کہ مجھے یمن سے خوشبو اللہ کی آ رہی ہے

آپؐ نے حضرت علیؑ سے وصیت فرمائی کہ جب ہر کوئی کسی نہ کسی عبادت کے

ذریعہ اللہ کا وصل تلاش کرتا ہے آپؐ بھی کسی زندہ قاص کی صحبت کی برکت

سے اللہ کے قرب و جمال کی تلاش کرو۔ جو لوگ لواطیل وغیرہ کے ذریعہ خدا

خدا کا ثواب حاصل کرتے ہیں انکے درجات و مراتب خاص ہونگے ان صاحبانِ حق کے بارے میں پیرِ رومی یوں رقمطراز ہیں۔

یک دے صحبت بہ مردانِ خدا

بہتر از صد سالہ بودن و رتقا

(اولیاء اللہ کی صحبت میں ایک گھنٹہ گزرناسو سالہ پرہیزگاری سے

بہتر ہے)

ہر کہ اشد ہمنشین با اولیاء

ۛ

ہمنشین نے دامن ہمیشہ با خدا

جو اولیاء اللہ سے صحبت رکھے اسکا ساتھی اللہ ہے۔ وہ اللہ کا معیت

میں ہے۔

منظر حق است جسم ظاہر ش

سیریزدان است جان طاہر ش

اس کا ظاہری جسم ظہور خدا ہے۔ اسکی پاکیزہ روح خدا کا راز ہے

حق نماید خویش را از ہر ولی

کے شودیے شیخ سر حق جلی

اللہ ہر ولی کی صورت میں اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے۔ بغیر مرشد کے اللہ

کا راز کیسے واضح ہوگا۔

زمین سبب می جنت موسیٰ خضر را

تا بر دازد اوے ہفتہ سیر ہا

اسی لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کی تلاش میں نکلے تاکہ پوشیدہ رازوں کا علم حاصل کرے۔

نفحات الآلئے میں شیخ سعید الدین فرخانی کے بارے میں لکھا ہے کہ مرشد کے ساتھ تین طریقوں سے رشتہ جوڑا جاسکتا ہے۔

۱۔ خرقہ سے ۲۔ ذکر کی تعلیم سے ۳۔ خدمت اور ادب حاصل کرتے

سے۔ خرقہ دوہیں۔ ۱۔ ایک مرید بن جانے کا ۲۔ خرقہ بطور تبرک حاصل کرنے

کا۔ تبرک کے طور پر مختلف مرشدوں سے خرقہ پہننا جائز ہے۔ اپنے مرید بننے

کے سلسلہ میں آپ نے شیخ نجیب الدین علی شیرازی سے خرقہ ارادت پہننا

انہوں نے شیخ الشیوخ شیخ تہسب الدین مہروردی سے پہننا۔ اس طرح سے

یہ سلسلہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ جبکہ تذکرہ کتاب تحفۃ البررہ

میں درج ہے جو حدیث صحیح سے ثابت ہے۔

مرید بننے کا خرقہ اور ذکر کی تعلیم کی نسبت دو مرشدوں

سے حاصل کرنا برا ہے۔ لیکن صحبت حاصل کرنا اچھا ہے۔ لیکن وہ بھی

اجازت لیکر یا جب تک پہلا مرشد فوت نہیں ہوتا۔

گفتن ذکر است سوائے حق رہے نزدیک
بر طریقیے کز شیخی تلقین آں قدر شد است

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ ذکر کی تربیت کے ذریعہ خدا تک پہنچنے کا راستہ زیادہ نزدیک ہے جیسا کہ حضور سرور عالم صلعم نے حضرت علی رضی کو تربیت فرمائی کتاب لطیفہ غیبیہ میں روایت صحیحہ درج ہے کہ کس طرح حضرت علی رضی نے جناب رسالت مآب صلعم سے پوچھا کہ مجھے وہ راستہ بتائیے جس پر چلی کر آسانی کے ساتھ خدا تک پہنچا جاسکتا ہے اور جو بندوں کیلئے زیادہ فضیلت والا ہو۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے اے علی رضی تم پر تنہائی میں اللہ کو یاد کرنا لازم ہے۔ عرض کیا کہ اللہ کا ذکر کیسے کروں فرمایا آنکھیں بند کر لو اور مجھ سے تین مرتبہ سنو پھر رسول اللہ نے لا الہ الا اللہ تین مرتبہ فرمایا۔ اور حضرت علی رضی نے یہی کلمہ تین بار دھرایا۔ اور آنحضور صلعم سنتے رہے اسکے بعد حضرت علی رضی نے اسکی تلقین حضرت تواجہ حسن بصری رضی کو کی۔ انہوں نے حضرت حبیب العجمیؒ کو اسی طرح یہ تلقین ہمارے مرشد کامل تک پہنچی۔

شہاد بن اوسؒ اور عبادۃ بن صامتؒ راوی ہیں کہ ایک جماعت کو حضور پاک صلعم نے ذکر کی تلقین کی یہ بالکل غلط ہے کہ یہ مرشدان کامل اور صوفیائے کرام کی بدلتوں میں سے ہے حقیقت یہ ہے کہ مرشدان اور صوفیائے عظام نے صحابہ سے اور انہوں نے حضور پاک سے ذکر کی تلقین حاصل کی اور فیضاب ہوئے۔

حزانتہ الحبالی میں حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے خلیفہ مولانا بہاؤ الدینؒ نے ایک حدیث بیان کی ہے جسکا مفہوم یہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔

ارشاد المریدین میں بھی درج ہے کہ سلوک کا پانچواں ادب لا الہ الا اللہ کی ذکر میں ہمیشہ مصروف رہنا ہے اسکی خاصیت سے پردہ ہٹ جاتا ہے

یہ ادب حضرت موسیٰؑ کا ہے۔ اس کی کئی شرائط ہیں۔ بڑا طالب نے کسی یا کمال مرشد کے ہاتھ پر توبہ کی ہو۔ کسی صاحب ارشاد یا کمال مرشد سے ذکر کی تعلیم حاصل کی ہو۔ اور اسکو اذکار کی خاصیتیں حاصل ہوں۔ بڑا۔ اپنے مرشد کی محبت اور اسکا یقین بدرجہ اتم موجود ہو۔

مزید یہ کہ دوزالو بیٹھ کر قیام کی طرف رخ کرے دولتوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے اور سلسلہ کے مرشدوں کی ارواح اور اپنے مرشد کی سلامتی کیلئے فاتحہ پڑھے درود شریف دس بار پڑھے اور کمال خلوص کے ساتھ اپنے مرشدوں کی دولتوں سے امداد طلب کرے۔ اور اپنے شیخ سے بھی مدد مانگے۔ اور سہیجے کر کے لفظ لا اپنی ناف سے اوپر کو پینچے اور ساتھ ہی سر بھی اوپر اٹھائے اور اللہ کا لفظ کہتے ہوئے سر دائیں طرف گرائے اور پھر لفظ لا پر سر اوپر اٹھائے اور لفظ اللہ کہتے ہوئے سر بائیں طرف ڈال دے اور اسکا اثر دل تک پہنچائے اور جتنا موسکے سانس بند رکھے۔ کسی وقت لفظ اللہ کو لمبا کرتے وقت ہی کچھ پردے اٹھ جاتے ہیں۔ بعض پردے نفی اثبات لا اور ال کے وقت ہٹ جاتے ہیں پسے مرشد کی صورت بھی دل کے سامنے لائے۔ یعنی تصور شیخ۔ یہاں شیطان فحش ہو کر اسکا دھیان دوسری طرف ٹال دیتا ہے۔

دل میں برے خیالات آتے ہیں اس لئے تصور شیخ ضروری ہے تاکہ وہ بھی گواہ رہے۔ اور دوسو سے دوڑ ہوں۔ ذکر کے معنی بھی ذہن میں رکھے کیونکہ حقیقت تک پہنچانے والی ذکر ہے۔ اس ذکر کے معنی صوفیوں کے نزدیک یہ ہیں۔

کہ میں خدا کے بغیر کسی چیز کی طرف مائل نہیں ہوں۔ یعنی پہلے مراد کالتفی۔ دوم مطلوب کالتفی۔ سیوم موجود کالتفی۔ یعنی پہلے خواہشات کالتفی کرے۔ کسی چیز کو نہ چاہے جب خواہش کلی طور پر نالود ہو گئی۔ مطلوب کی نفی کرے اور جب مطلوب بھی نالود ہو جائے تو موجود کی نفی کرنے اور اس بات پر ایمان لائے کہ ظاہر و باطن میں سوائے اللہ کے کوئی وجود والا نہیں ہے یہ انتہا درجہ کے سالکوں کا حال ہے۔

چاہیے کہ ہر وقت دل اور زبان سے ذکر میں مشغول رہے۔ اور اگر تنہائی اور حضور حاصل ہو تو ذکر کو چار ضرب سے ادا کرے ورنہ جس طرح ہو سکے ادا کرے اس شرط پر کہ نفی اثبات کو زیر نظر رکھے۔ ہر دفعہ ذکر کا اثر دل تک پہنچائے تاکہ دل ہی ذکر رہے۔ خدا شناسوں نے اسی ذکر یعنی لا الہ الا اللہ کو اختیار کیا ہے۔ تمام ذکروں سے بہتر ہے۔

سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں درج ہے کہ افضل ذکر لا الہ الا اللہ اس کی چار فضیلتیں ہیں۔

۱۔ اس میں اسم ذات (احدے) شامل ہے۔

۲۔ میراں پر اسم ذات شرک کے بغیر دوسرے گناہوں کے مقابلے میں زیادہ وزنی ہوگا۔

۳۔ اس کے دُھرانے سے خدا کی محبت غالب ہوتی ہے۔

۴۔ یہ کلمہ شرک کی نفی کرتا ہے۔ یہ جہنم سے بچنے کا ذریعہ سے خدا کے نزدیک شرک ناقابل معافی گناہ ہے۔ اس گناہ کھیلے تو یہ کا دروازہ بند ہے

باقی کیلئے کھلا ہے۔

۱۰۰۔ اس کلمہ کو بار بار دہرانے سے اہل طریقت کیلئے یہ دیدار الہی کا دروازہ کھولتا ہے۔ یہی سب سالکوں کی مدعا ہے۔ پہلی اور دوسری شرط دوسرے اذکار کے ساتھ مشترک ہیں باقی شرائط یعنی فضیلت اسی ذکر میں ہے۔
مصانع المشکوٰۃ میں تحریر ہے کہ آنجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے حضرت موسیٰ نے اللہ سے ذکر سکھانے کیلئے کہا۔

جس کے ذریعہ تم کو یاد کروں۔ اللہ نے فرمایا۔ پڑھو لا الہ الا اللہ! حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ بار الہا یہ تو بھی پڑھتے ہیں۔ میں کچھ اور چاہتا ہوں فرمایا گیا کہ یہ ساری دنیا و مافیہا سے زیادہ ذرین دار ہوگا۔ یہ کلمہ طیبہ ہے۔ یاد رکھئے یہ کلمہ پڑھنے سے اللہ کو نہیں بندے کو قائد حاصل ہونگے اس کی برکت سے وہ مومن بن جاتا ہے۔ اور عذاب سے بری ہو جاتا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے کہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے۔ جو اسمیں داخل ہوا وہ امن و امان میں ہے۔ اسکی برکت سے دل صاف ہو جاتا ہے اور القوار الہی پاتا ہے۔

اس ذکر کو ذکر چار ضرب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسکی تفصیل یوں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تو اس میں نور اور تاریکی پیدا کر کے اپنے کامل صفات میں سے ہر صفت کو اپنے مقام پر ظاہر کیا اور اسکے چار اطراف میں چار دشمن رکھے۔

ہوا دھوس یعنی نفسانی خواہشات یا شہوت جلاہوت کا دشمن ہے۔
 انسانی دماغ اس کا ملکن ہے ۲۔ نفس: جو جبروت کا دشمن ہے اور ہوا
 دھوس کا مددگار ہے اور تشر۔ اس کا مقام دائیں طرف ہے ۳۔ شیطان یہ ملکوت
 کا دشمن ہے یہ ہر دم غفلت شعاری اور لاپرواہی کی طرف راغب کرتا ہے اس کا
 مقام ان دو کے نیچے ہے۔

۱۔ یہ ناسوتی دشمن ہے۔ یہ اپنے آپ کو پورے طور پر دھج کر کے دکھاتا
 ہے اس کا مقام شیطان سے نیچے ہے۔ یہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔
 جب کوئی طالب مرشد کے سامنے توبہ کرتا ہے۔ دنیا کو لات مارتا ہے اور
 ذکر نفسی سے ان دشمنوں کو نیست و نابود کرتا ہے۔ سب سے پہلے لا کو ناف سے
 کھینچ کر سینہ تک لاؤ۔ سر دائیں طرف موڑو۔ اس کا مطلب نفسانی خواہشات کی نفی
 کرنا ہے۔ اور ہوا دھوس لالچ و حرص کو خیر باد کہنا ہے۔ یہی عیوب انسان کو خدائی
 کا دعو ا کراتے ہیں۔ جب یہ تینوں دشمن مغلوب ہو گئے تو سر اُپر اٹھا کر استقامت
 کی صفت پیدا کر کے عاشق کی طرح وجود و عدم سے نارغ ہو کر اپنے سر کو بائیں
 طرف جھکائیے گویا اس طرح دماغ میں بُرے خیالات، جذبات اور آرزوؤں
 کو خیر باد کہنا ہے۔ پھر اللہ کے اثبات و اقرار کر کے ماسوائے سے انکار کیجئے۔
 جب اس طریقہ پر مداومت و استقامت کی تو دل میں اس کا اثر محسوس ہونے
 لگیگا۔ اللہ تعالیٰ اس طرح دل کے پردے کھولتا ہے۔ وہ اس گشتِ
 اور کھلے پن کو محسوس کرتا ہے۔ اور پوری تشفی و تسلی پاتا ہے۔

جب تک یہ منزل حاصل نہ ہو طالب اپنے دل کو ذکر سے خالی نہ رکھے تاکہ دنیا و آخرت کے خسران سے بچ جائے کیونکہ حضرت رب العزت کا فرمان ہے کہ جو شخص میرے ذکر سے متہ موڑے اس کیلئے تنگی ہوگی دنیا میں اور قیامت کو وہ اندھا بن کر اٹھے گا۔

سُنیانیم و موالی ہم برغم رافضی !!!
ما دشمنان را چو موالی خواب قبر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ ہم سُنی ہیں اور رافضیوں کے برعکس ہمارا اور ہمارے مشائخ کرام کا مولا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہے۔

مولا کے معنی یار۔ آقا۔ ستراوار۔ مہتر۔ ہم عہد۔ چچا کا بیٹا۔ آزاد کرتے والا۔ بچانے والا۔ پناہ دینے والا۔ ہمسایہ اور ساتھی !

موالی کے معنی ہیں جماعت۔

دافع رہے کہ سُنی اور موالی میں کوئی فرق نہیں ہے سُنی کے معنی رسول پاک تمام صحابہ کرامؓ اور اہلبیت اطہارؓ سے محبت رکھنے والا۔ بھلا جو صحابہ کا دوستدار اور عقیدت مند ہو وہ کیسے حضرت علیؓ سے محبت نہ رکھتا ہو۔ خاص کر ہمارا مرشد کامل حضرت سلطان العارفینؒ آپ کا دوست اور فردی نہ ہو جو موجب ہمارے سلسلہ کا منع اور سلوک کا پیشوا حضرت

شاہ ولایتؒ ہیں۔

سرح الدیوان میں ایک تاریخی واقعہ درج ہے کہ جب حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان سجدہ میں صلح ہو گئی تو خارجی جمع ہو گئے اور یہ سازش تیار کی کہ اس اُمت میں تین اصحاب کو ختم کرتے سے سارا معاملہ ”سُدھر“ جائیگا چنانچہ انہوں نے ایک ہی شب میں حضرت علیؓ، امیر معاویہؓ اور عمر بن العاصؓ کو مارتے کا فیصلہ کیا۔ پلان کے مطابق عبدالرحمان بن ملجم نے حضرت علیؓ کو شہید کرنے کا ذمہ لیا۔ حجاج بن عبداللہ ضمری نے امیر معاویہؓ کو قتل کرنے کا بیڑا اٹھایا اور وارویہ عفری نے عمر بن العاصؓ کو مصر میں تہہ تیغ کر نیکا عزم کیا۔ ۷۱ ماہ صیام اس کام کیلئے مقرر ہوا۔ ابن ملجم نے کوفہ میں ایک ہتھار دینار میں ایک زہر آلود تلوار خریدی۔ جب حضرت علیؓ صبح نماز کیلئے نکلے تو اسنے آپؐ کے سر مبارک پر وار کیا اور تین دن کے بعد آپؐ حضرت حق سے جا ملے۔ انا للہ الم

حجاج نے دمشق میں جا کر عمر بن العاصؓ کے بارے کا قصد کیا۔ مگر وہ بیماری کی وجہ سے وہاں نہ ملے کیونکہ انہوں نے خارج بن خلاقہ کو قائم مقام بنایا تھا۔ اور وہی آدمی غلطی سے مارا گیا اور دارویہ مصر ہی میں رہا

حافظ اسمعیل حضرت حبیبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے ایک دن حضرت علیؓ سے پوچھا۔ تم بتا سکتے ہو اولین میں کون زیادہ ید بخت ہوگا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا حضرت صالحؓ کی اونٹنی کو مارتے والا آنحضورؐ نے فرمایا۔ تم نے ٹھیک کہا۔ اچھا بتاؤ آخرین میں ید بخت

توین کون ہے۔ عرصہ کیا اللہ اور رسول صلعم جانتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا۔
وہ آدمی جو تمہیں اس جگہ پر چوٹ لگائے۔ آپؐ نے حضرت علیؑ کے سر کی طرف
اشارہ فرمایا۔

درج رہے۔ کہ سنی مسلمان اور مؤمن ہے۔ اسکے برعکس بد عقیدہ رکھتے
والا مسلمان اور مؤمن نہیں۔ مثلاً بعض اہل کلمہ معتزلہ پر کفر
کا فتویٰ صادر نہیں ہو سکتا مگر وہ سنی بھی نہیں ہیں۔
موالی کے معنی دوست رکھتے والا۔ مگر موالی حضرت علیؑ کے دوستداروں
کے معنوں میں مشہور ہیں۔

موالی کے معنی دوست کے ہیں۔ یہ مولا کی جمع ہے۔ اب جو حضرت
کے موالی ہونے کے دعوئی دار ہیں وہ حضور پاکؐ کے تمام صحابہ میں سے
اکثر صحابہ کے منکر ہیں۔ پس مخالفت ظاہر ہے۔ تمام صحابہ کے ساتھ حضرت
علیؑ کی محبت بہت سی دیوہات کے سبب سے ہے۔ کیونکہ بعض صفات
حضرت علیؑ اور صحابہ کے درمیان مشترک ہیں۔ جیسے ایک ہی دین پر ہونا
ایک ہی مکتب میں پڑھنا۔ ایک دوسرے سے محبت رکھنا۔ ایک ہی
شہر میں ہونا۔ ایک ہی زبان بولنا۔ ایک ہی سماج کے کارندے ہونا (ایک
ہی شمع کے پروانے ہونا) جمع ہونا۔ ایک قبیلہ سے ہونا۔ اکٹھے سفر
کرتا۔ ایک ہی فوج میں ہونا اور استقامتوں اخوۃ کے مطابق
مؤمن ہونے کا رشتہ۔ وہ رشتہ جو خلوص پر مبنی ہے۔ آج کل

کے رافضیوں کو اس حساب سے آپ کے ساتھ کوئی نسبت ہو ہی نہیں سکتی پس
کیسے ہو سکتا ہے کہ صحابہ کبار اور اہل سنت و جماعت حضرت علی رضی کے دوستانہ ہوں
یا درہے کہ حضرت علی رضی صحابہ کرام کے دوست تھے ان کا دشمن بننا حماقت نہیں
تو اور کیا ہے۔

ثابت ہوا کہ اہل آدمی صحابیوں کا دشمن بن کر حضرت علی رضی کا دشمن بنا۔ اگرچہ
زبان سے کہتا ہے کہ میں حضرت علی رضی کا فدوی ہوں مگر دراصل وہ آپ رضی کا
دوست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دوست کا دشمن بھی دشمن ہے۔

شیعہ دوستی کے ہستند لگا زابل رخصت !!
ادمانے شیعہ کی سب دشمنی انکار شد

شیعہ اور سنی میں کوئی فرق نہیں۔ لیکن شیعیت کا دعوا کرنے کے
باوجود صحابہ کرام اور ازواجِ مطہرات کے ناموں کے خلاف تہرا بازی اور گستاخی
کرنا اور دل میں انکی عداوت رکھنا بہت ہی بدترین صفت ہے۔
رفض کے معنی ہیں ترک کرنا۔ چھوڑ دینا۔ جو چار یارانِ کرام رضی میں
سے تین اصحاب کے نام تہرا بازی کرے اور سب دشمن زبان پر لائے وہ
رافضی ہے۔

خلفاء بنو امیہ کے زمانے میں شیعیان علی کی ایک جماعت نے

حضرت زید بن علی بن امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اس امر پر بیعت کی کہ وہ تو اُمیہ کی حکومت کو ختم کر کے دم لینگے۔ جب تعداد بڑھ گئی تو انہوں نے حضرت زید سے درخواست کی کہ وہ حضرات شہین اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تیرا بازی کریں۔ آپ نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جن بزرگان دین نے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش بدوش اسلام کی خدمت کی۔ عبادات، غزوات اور ہجرت میں شرکت کی اور حضور پاک کے بعد خلیفہ بنے۔ خاص کر حضرت عائشہ صدیقہ جو محدث مفسر فقیہ ہونے ساتھ ساتھ مدینہ کی مفتی تھیں ایسی فضیلت مآب شخصیتوں کی بے عزتی کرنا خود حضور پاک کے خلاف گستاخی ہوگی۔ جو کہ کفر ہے۔ وہ بد بخت یہ باتیں سن کر آپ سے الگ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا اصل رخصتوں نے (کیا تم نے جھکو چھوڑا) انہوں نے کہا۔ ہاں!

ان بد بختوں نے حضرت زید کو حجاج بن یوسف سے گرفتار کرا کے شہید کرا دیا۔ یہیں سے لفظ "رافضی" کی اصطلاح چل گئی۔

(ماخوذ از تاریخ عرب)

شرح متن۔ شیعہ یک دل جماعت کو کہتے ہیں ان میں سے رافضیوں نے صحابہ رسول کے خلاف دشمنی اور عداوت کی تشہیر و تردیع کی۔ جو بڑی بدعت ہے چنانچہ قرآنی احکام یوں ہیں۔

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا
والآخرة واعدلہم عذاباً صلیباً۔

پارہ نمبر ۲۲۔ سورہ اعراب آیت نمبر ۵

اُبیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو نیندا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر دنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے۔ اور ان کھیلے بہت ہی ذلیل کن عذاب تیار رکھا ہے۔ اور جو لوگ ایمان والے مردوں اور مومنات کو بے قصور ہونے کے باوجود ایذا پہنچاتے ہیں۔ وہ لوگ بہستان اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے کندھوں پر لیتے ہیں۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ خدا اور رسول کو ان کے عزیزوں دوستوں اور پیروں پر سب دشتم کرنے سے ایذا پہنچتی ہے کیونکہ محبوبانِ خدا پر تیرا بازی سے خدا اور رسول دونوں بیزار ہیں۔ ایسے لوگ ملعون اور عذاب کے مستوجب ٹھہرے۔

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ طوابع کی فارسی شرح میں تحریر ہے کہ شعبہ اور سنی ایک ہی قوم ہیں۔ کیونکہ سینوں کے اعتقاد میں آنحضورؐ کے دوستوں اور پیروں سے محبت رکھنا فرض ہے۔ ان میں اہل سنت و اولاد شامل ہیں۔ جنکو آنحضورؐ کی صحبت کا شرف حاصل تھا اور جس کو بھی یہ توشیحوئے رسولؐ عطا ہوئی۔ وہ سب قابل احترام ہیں جیسا کہ امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ فرما گئے ہیں۔

چوں ز زلفش گشت عالم مشکبو
دوستیٰ این داں بر بوسے دوست

حدیث پاک کی رو سے لفظ اہلبیت وسیع معافی کا حامل ہے جبکہ آنحضورؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے بارے میں فرمایا کہ یہ ہمارے اہلبیت میں سے ہیں یعنی ہمارے گھروالوں میں شامل ہیں حالانکہ آپؐ غیر عرب یعنی عجمی تھے۔

زمانہ محال میں حین دوستوں کو اکثر صحابہ سے دشمنی اور عداوت ہے وہ شیعہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ شرح دیوانہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا حوالہ دیکر کہا گیا ہے کہ شیعہ اور سنی میں موافقت ہے کیونکہ کوئی سنی اہلبیت کا دشمن نہیں ہے۔

شیعان علیؓ کہنا کوئی حرم نہیں۔ مگر بعض غلو کرنے والے حضور پاکؐ اور بعض صحابہ سے بغض رکھتے ہیں جوف اہل مذمت ہے اسکو مسک بنانا منع ہے۔ اور باعث عذاب الہی!

بستان ابو الہیث میں درج ہے کہ آخر زمانے میں ایک جماعت اپنے کو ہمارے ساتھ نسبت دیتے ہونگے حالانکہ انکا لقب رافضی ہوگا۔ اگر وہ تمہیں ملیں انکو قتل کر دو۔ نیز انہوں نے فرمایا کہ وہ آدمی میری وجہ سے ہلاک ہو جائیگا وہ حد سے نکل کر میری طرف وہ کچھ منسوب کرینگے جسکا میں حقدار نہیں دوسری جماعت حد سے زیادہ دشمنی کرنے والی ہوگی جو میری عزت کو گھٹانے کی کوشش کریگی۔

شرح دیوانہ میں یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ اگر نیرید لعنت کا حقدار ہے

تو تم کو اپنی زبان آلودہ کرنے کی کیا ضرورت ہے اور اگر کوئی لعنتی نہیں ہے۔ تو خواہ مخواہ گناہ کا کیوں ارتکاب کریں؟ تین خلقاء کے بارے میں اپنا عقیدہ درست رکھو۔

مشکوٰۃ المصابیح کی یہ حکایت موقعہ و محل کے مطابق لکھی بے جا نہ ہوگی۔ حضور پاکؐ کے زمانے میں ایک صاحب کی ردا (چادر) ہوا نے اڑالی۔ اُس نے ہوا کو برا بھلا کہا۔ حضور پاکؐ نے فرمایا۔ ہوا کو برا مت کہو۔ کیونکہ وہ اللہ کے حکم کے تابع ہے۔ اسلئے جو شخص کسی پر بلا و بر لعنت بھیجتا ہے وہ لعنت الٹا کھتے والے پر برا اثر ڈالتی ہے۔

جامع الصغیر میں لکھا ہے آنحضورؐ نے فرمایا کہ جب یہ عتیں ظاہر ہو جائیں گی اور اُس اُمت کے متاخرین اپنے اسلاف کے حق میں برا بھلا کہیں گے تو اہل علم کو چاہیے کہ حقیقت بیان کریں قرآنی احکام کو نہ چھپائیں۔

فصل الخطاب میں ایک حدیث بروایت حضرت

فاطمہؓ درج ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ اے علیؓ میرے بعد ایک گروہ ایسا پیدا ہوگا جسکو رافضی کہا جائیگا جہاں کہیں ملیں انکو ختم کرو۔ کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ انکی نشانی یہ ہوگی کہ وہ حضرات شیعین رضی عنہم ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروقؓ کے خلاف تمبر بازی کر سکیں گے۔

بستان الوللہیت میں بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک حدیث یوں بیان کی گئی ہے کہ حضور پاکؐ نے فرمایا۔ آخر زمان میں

ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی جسکا لقب رافضی ہوگا یعنی وہ اسلام کو
 چھوڑ دینگے انکو مارو ایسی حدیث کی بنیاد پر ہارون رشید نے رافضیوں
 کو قتل کر ڈالا۔ نیز حضرت علیؑ نے ایک ایسے گروہ کی نشاندہی کی ہے جو اپنے کو
 حضرت علیؑ کا گروہ تصور کرتے ہونگے مگر وہ ہم میں سے نہیں
 ہونگے۔ مفتاح الطالبین میں لکھا ہے کہ شیخ حسین سے جب پوچھا
 گیا کہ جب چاروں خلیفے ایک جیسے ہیں۔ تو پہلے دو کے خلاف تیر بازی
 کرنے والوں کو کیوں حکم کفر دیا گیا۔ جبکہ حضرات عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ کے
 بارے میں ایسا حکم نہیں ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ جب پہلے دو خلیفہ
 بنے تو اتفاق رائے سے بنے۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رضوان اللہ
 علیہم کے خلیفہ بننے کے وقت صحابہ کرام کے درمیان اختلاف رائے رہا
 بلکہ لڑائیاں ہوئیں۔ اس لئے انکے کافر کہنے میں اندیشہ ظاہر کیا
 گیا ہے۔ جب ان سے سوال کیا گیا کہ کافر کے قتل کئے جانے سے پہلے
 اُسے موقع دیا جانا چاہیے کہ وہ توبہ کرے اور اسلام کی طرف
 آئے لیکن رافضی کے بارے میں یہ شرط کیوں ملحوظ نہیں رکھی گئی
 ہے۔

آپ نے فرمایا کہ یہ شرط اس شرعی حکم پر صادر ہوئی ہے
 جس میں کسی دوسرے پر سب و شتم نہ ہونے کا الزام ثابت ہو۔ مزید فرمایا
 کہ زید کے غلام کو ذلیل کرنے سے دراصل زید کی دولت لازم آتی ہے

اس امر کی رو سے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین کی توہین و تحقیر کرنا۔ دشنام کاری گالی دینا۔ خود رسول اللہ کی توہین ہے اور رسول اللہ کو گالیاں دینا کفر ہے۔ ایسے آدمی کو توبہ کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔
— ایسی توبہ نامقبول اور نامنتظر ہے۔ اسی لئے ان کے قتل کا حکم دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

مفتاح الجنان میں ایک واقعہ درج ہے کہ کوفہ میں ایک فاسق رہتا تھا۔ جو ہر گناہ کا غذیر لکھ لیتا تھا چنانچہ اس ڈائری کے تیس ورق مکمل ہو چکے تھے۔ وہ ایک دن ایک رافضی کے ساتھ شراب پی رہا تھا تو رافضی نے جام اٹھاتے ہوئے کہا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاتل کا جام صحت پی رہا ہوں اس فاسق نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبت میں تلوار کھینچی اور اسکو مار ڈالا۔ گھر آیا اور ڈائری میں یہی واقعہ لکھنے لگا۔ مگر حیران رہا یہ دیکھ کر کہ ڈائری بالکل صاف ہو گئی تھی اس پر گناہوں کی تحریر دھل چکی تھی۔ آخری ورق پر لکھا دیکھا ہے۔ لے لے انسان! تیرے سب گناہ معاف کئے گئے۔

سوی حق از کہ سودا کی سلوک اندر سست
گور عایت کردن این ہشتاد و بیست و ہشت

سلام علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو سلوک کے راستے پر چلنے کا شوق ہو۔ اُسے کہہ دو۔ کہ سلوک کے آٹھ آداب کو ملحوظ رکھ کر ان پر عمل کرے۔

وحدت و ذکر و غنوی قواطر لطائف
ضمیمت و غنوی درضا کاندہ سلوک الفہرست

آٹھ آداب یہ ہیں۔ تنہائی۔ ذکر میں مصروف رہنا۔ یاد و نحو ہونا خطرات اور نفسانی وسوسوں کو دل سے نکال دینا۔ اپنا دل مرشد کے ساتھ وابستہ کرنا۔ خاموش رہنا۔ کم کھانا۔ کم خور اور اللہ کی رضا مندی!

خلاصۃ المناقب میں حضرت شاہمدان قدس اللہ سرہ العزیز کا فرمان ہے اگرچہ رسول خدا صلعم کے نام اقوال و افعال نجات کا باعث ہیں لیکن اہل طریقت کے مطابق ولایت حاصل کرنے کیلئے مندرجہ صدر آٹھ اصول کو اپنانا لازم ہے۔ ارشاد المہدیین میں بھی یہی کلام درج ہے۔

نجات الانس میں تحریر ہے کہ ولی ولایت سے مشتق ہے۔ جس کے معنی نزدیکی کے ہیں۔ ولایت دو قسم کی ہے۔ عام اور خاص۔ ولایت عام سب مومنوں میں مشترک ہے۔

قرآنی ارشاد ہے اللہ انکا دوست اور نزدیک ہے جو ایمان لائے وہ انکو تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔

ولایتِ قاص سلوک کی راہ پر چلنے والوں کا خاصہ ہے۔ اسکا مطلب ہے بندہ کا ذات میں فنا ہونا اور اُسی ذات سے بقا حاصل کرنا ہے۔

پس ولی وہ ہے جو اللہ کے اندر فانی اور اُسی سے باقی رہے۔ اللہ کے ساتھ فنا ہونے سے یہ مقصد ہے کہ غیر اللہ سے قطع تعلق کرے۔ اور بندہ کا شعور زائل ہو جائے اور ماسواء اللہ کا کوئی شائبہ دل میں باقی نہ رہے۔ جس طرح بھوکا پانی اور روٹی مانگتا ہے اسی طرح خدا کے بغیر کسی چیز کی طرف مائل نہ ہو۔ ساری توجہ اللہ کی طرف اور اسکو اپنا مقصود و تصور کرے۔ **حکویا فی الحق بالحق**

نفحات الانس میں یہ بھی درج ہے کہ فنا سے مراد خدا کی طرف سیر اور بقا سے مراد خدا کے اندر سیر۔ سیر الی اللہ اسی وقت ختم ہوتی ہے۔ جب ماسواء اللہ سے کٹ جائے اپنی ہستی چھوڑ دے۔

سیر فی اللہ سے مراد ایسی زندگی ہے جو دنیا کی آلودگیوں سے پاک ہو تاکہ بندہ اسی پاک وجود کے ذریعہ الہی صفات کا مستحل بنے اور اپنے رب کی عادتیں اس میں سرایت کر جائیں۔

قشیری کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ سلوک کے اصطلاحی فنا سے یہ مراد ہے کہ خدا کی طرف جانے کی انتہا ہو۔ مگر وجود ذاتی کا فنا ہونا نہیں۔ کیونکہ مجذوب (قلندر) کی فنا سیر الی اللہ کی انتہا نہیں ہے۔

اللہ سے قرب حاصل کرنے کا مطلب ہے ایک حالت سے دوسری حالت میں جانا۔ ایک کام سے دوسرے کام کی طرف منتقل ہونا۔ ایک تجلی سے دوسرے کی طرف جانا۔ یا ایک حال سے دوسرے حال میں جانا۔

بقا سے مراد سیر فی اللہ ہے۔ بقا سیر الی اللہ کی انتہا ہے۔ یہ ایسے وقت طے ہو سکتی ہے جب اللہ کی تمام رکاوٹیں اور پردے اٹھ جائیں۔ رکاوٹوں سے مراد جماداتی، نباتاتی، حیواناتی اور روحی احکام کی پابندیاں ہیں جن سے انسان کا وجود رنگا گیا ہے۔ اور جن کے ذریعہ سے انسان نے آرام پایا ہے۔ اور ان سے محبت رکھتا ہے۔

سیر فی اللہ یہی ہے کہ روح انسانی کو شعوری رکاوٹوں سے پاک کیا جائے۔ اور وہ محفوظ رہے اور وہ مظاہر قدرت کی طرف ہمیں لوٹتا اسکی صفات کسی اور مرحلے میں داخل ہوتی ہیں۔ اور وہ وسعت پا کر انکو دوسرے حال میں منتقل کرتے ہیں اسی انتقال کو سیر فی اللہ کہتے ہیں۔ گویا اب وہ الہی صفات سے آراستہ ہو جاتا ہے۔

نفحات الانس میں ابوعلی جبر جانیؒ کا کلام درج ہے فرماتے ہیں ولی وہ ہے جو ایک حالت سے فانی ہو اور اللہ کے مشاہدہ کے اندر باقی ہو جو اپنے وجود سے یے قبر ہو۔ اور ماسوا اللہ سے اسکا تعلق کٹ گیا ہو ولی کی تعریف ایک اور پیرائے میں ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔ ولی وہ ہے جو اپنی ہستی سے فانی ہو اور اللہ کی ذات کے مشاہدہ سے

باقی ہو صرف اللہ کے دیدار میں محو ہو۔ اللہ کے بغیر کسی سے سکون نہ پائے۔
اسکے فنا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے وجود کی خبر نہیں دے سکتا۔
انگو کوئی خبر بھی دے تو مطلقاً توہم الہی کی صورت میں دے

نفسیات الانس میں ولی کی تعریف میں سلطان ابراہیم ادہمؒ کا یہ قول
درج ہے آپ تے کسی سے پوچھا کہ تم ولی بننا چاہتے ہو۔ اس نے کہا۔ ہاں
فرمایا تو دنیا و عقیٰ دولوں کی طرف رغبت مت کر۔ کیونکہ انکی طرف توجہ
کرتے سے خدا کی بارگاہ عالیہ سے توجہ ہٹ جاتی ہے اپنے آپ کو صرف
اللہ کی دوستی کیلئے وقف رکھ۔ اور اسی کی طرف اپنا رخ موڑ دو ولایت
خاص میں فنا کیلئے یہ کافی ہے۔

کیونکہ ولی کو نہ مصیبتوں کا ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ کہ
انکا مطلب پورا نہ ہوا۔ (لا خوف علیہم ولا هم یحزنون) بقول
علامہ اقبالؒ

ترے آزاد بندوں کی تہ یہ دنیا نہ وہ دنیا
یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی
عین المعانی میں لکھا ہے کہ اولیاء ایک ایسی جماعت ہے جسکی زندگی
اللہ کی یاد سے قائم ہے۔
بحر الازوار کہتا ہے کہ اولیاء سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کے دشمن
ہوتے ہیں۔

کشف الاسرار میں اولیاء کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ شریعت کا دیباچہ حقیقت کی دلیل اور ثبوت ہیں۔

انکا ظاہر شریعت کے احکام سے آراستہ اور انکا باطن فقر کے نور سے پیراستہ ہے۔

اولیاء اللہ خدا کی رضا کیلئے ایک دوسرے محبت کرتے ہیں۔ اس جماعت کو کسی بڑے ہولناک واقعہ سے خوف نہیں ہوتا ہے۔ اولیاء پرہیزگار اور ایقاندار ہوتے ہیں۔

لہم البشرعانی الحیوۃ الدنیا۔ انکو دنیا میں ہی خوش خبری دی جاتی ہے، اس کا مطلب وہ خوش خبری جو آنحضور مسلم نے خدا کی طرف سے انکو دی ہے۔ بشریٰ سے مراد نیک خواب ہیں۔ ایسے حضرات کو مبشرات کہتے ہیں انکو جانکنی کے وقت فرشتے خوشخبری سناتے ہیں۔ ایسا بندہ مرنے سے پہلے اپنا مسکن دیکھتا ہے۔

تغیر مدارک میں ہے کہ انکے لئے سلامتی کا پیغام ہے۔ دنیا کی بشارت و دیدار کا وعدہ۔ آخرت کی سرخ روئی وغیرہ۔

مومن کیلئے دنیا میں صفا اور عقیقی میں رضا اور دیدار الہی کی لذتیں مخصوص ہیں۔

از نعمت ایں جہاں شنائے تو بس
وز لذت آجہاں رلقائے تو بس

اس دنیا کی نعمتوں سے تمہاری تعریف کافی ہے اور عقیقی کی دولت میں دیدار کافی ہے۔

لا تبدل الکلمات اللہ خدا کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی۔
 ذالک الفوز العظیم (بہی بڑی کامیابی ہے)
 تفسیر کا شغلی میں ہے۔ کہ بشارت وہ ہے۔ جسے وہ اپنے نفس پر
 غالب آکر خوش ہوتے ہیں۔ راضی برضا اور ایسی کیفیات کا حصول ہی
 بڑی بشارت ہے۔ انصر کی معنی زیادہ کرنے والا۔ یہ صفت
 برضا ہے۔

آگے چل کر علامہ خاکی لکھتے ہیں کہ مرشدین کبرویہ
 کے اس بارے میں تاثرات شرک کے طور پر تحریر کرتا ہوں تاکہ
 سعادت دارین حاصل ہو! آمین
 زمین المعتقد کتاب میں حضرت علاء الدولہ سمنانیؒ نے فرمایا ہے کہ خلوت
 میں آٹھ شرطوں کا لحاظ رکھا جائے جس طرح حضرت شیخ جنید بغدادیؒ اس
 طریقت کے استاد نے مقرر کئے ہیں۔

آپ فرماتے تھے کہ ذکر ایک نتیجہ ہے اور طالب کا دل زمین کے مانند
 ہے زمین کا ملاحظہ کرنا ضروری ہے تاکہ نتیجہ ضائع نہ ہو۔
 زمین کی نرمی خدا سے ڈرنے کی وجہ سے پرکھی جاسکتی ہے۔ یعنی دل میں

اللہ پاک کا شوق غالب ہو کیونکہ جس دل میں عشق یا ایم و امید نہ ہو وہ پتھر ہے بلکہ اس سے سخت تر۔

قرآن شریف میں ارشاد ہے۔ بس تمہارے دل اس کے بعد پتھر جیسے اور سیاہ ہو گئے ہیں بلکہ پتھر سے بھی زیادہ سخت اور سیاہ! شرط اول خلوت ہے۔ خلوت میں رہتے سے فضول باتوں سے پرہیز حاصل ہوتا ہے۔ خلوت کی کوٹھری تنگ اور تنگ ہو۔ اس میں رہ کر وضو یا نماز کے بغیر باہر نہ جائے۔ اس کمرہ میں کوئی کھڑکی یا سوراخ نہ ہو۔ شرط دوم ہمیشہ یاد منور رہے۔

شرط تہمین۔ خاموش رہے۔ ہوسکے تو صبر کرے اور صرف مُرشد سے بات کرے ورنہ وہ بطور الہام تمہارے دل میں بات ڈال دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آرام و اطمینان کے دس حصے ہیں۔ چکے تو حصے خاموشی میں ہیں سوائے یاد خدا کے۔ دسواں حصہ بے وقوف اور کمینہ لوگوں کی محبت سے دور رہنا ہے حضرت جامیؒ نے لکھا خوب فرمایا ہے جامی ز سفلہ طبع ان کم شد صفائے حالت

کردی سفلال تیرہ جام جہاں نما را (مترجم)

خاموشی زبان کی پاکدامانی ہے اصل اسلام خاموشی ہے۔ زبان کی ناپاکی چیخ پکار ہے۔ ادنیٰ آواز میں بدکلامی کرنا۔ گالی گلوچ زبان کی گندگی ہے

اسمیں یاد رہے کہ ابتدا کرنے والا ظالم ہے۔

حضور پاک نے فرمایا ۔

البادی هو اظلم۔

۔ بزرگوں نے کہا کہ خاموشی سونا ہے اور گفتگو پاندی۔

۔ ایمان کی جڑ خاموشی ہے۔

۔ آرام و اطمینان قلب کے دس حصے ہیں۔ نو حصے خاموشی میں پوشیدہ ہیں

باقی ایک حصہ تنہائی میں ہے۔

۔ جو خاموش رہا۔ صحیح و سالم رہا۔

۔ جس نے خاموشی اختیار کی اس نے حجات پائی۔

۔ مومن کا تاج خاموشی ہے۔

۔ اللہ کی رضا خاموشی میں ہے۔

۔ عالم کی خاموشی عیب ہے۔ اسکی گفتگو زینت ہے۔ اللہ کا فرمان ہے

اے محمد ان سے کہہ دیجئے کہ میں تمکو ایک ہی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم خدا کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔

۔ اللہ کی رضا کیلئے ریاکاری اور دکھاوٹ سے بچتے ہوئے خاموش رہو۔

مجلس سے اٹھو تو دو ایک ایک کر کے الگ ہو جاؤ۔ بھیس بھاس ڈل کو پریشاں

کرتی ہے۔

رسالہ اقبالہ میں حضرت شیخ علاء الدین سمنانیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہمارے درویشوں نے خلوت میں جانے کی نیت کی میں نے بھی نیت کی۔ طے کیا کہ ہم نہیں بولیں گے۔ ہاں ضروری بات ایک دوسرے کو لکھ کر بتا دیں گے۔ چوتھی شرط روزے ہیں۔ خلوت میں روزے رکھنا شام کو کیم کھانا تاکہ بھاری پنچوس نہ ہو۔ نیند غلبہ نہ کرے۔

- اتنا کم بھی نہ کھانا چاہیے کہ نفس کا کتا بھونکتا رہے۔ اور تمہارے دل کو پریشان کرے۔

- کھانے پینے میں میانہ روی اختیار کرو۔
- فضول خرچی نہ کرو۔ کھو و اشربوا ولا تسرفوا انذایعہ المسرفین
ولا تقعدوا انذایعہ المعتدین

- مد سے نہ گذر جاؤ۔
پانچویں شرط ذکر اللہ ہے۔ زبان کو ہمیشہ ذکر لا الہ سے تازہ و تر رکھو۔ اس کے معنی کا اثر دل پر پوری طاقت کے ساتھ جاری رکھو گے تاکہ تمام جوڑوں میں ذکر سرایت کرے لیکن شرط ہے اونچی آواز میں نہ ہو۔
ذکر خفی (پوشیدہ) ہو۔

حضور پاک صلعم کا ارشاد ہے بہترین روتی وہ ہے جو بشرط وضو کافی ہو۔ بہترین ذکر وہ ہے جو پوشیدہ اور آہستہ ہو۔
چھٹی شرط یہ ہے کہ ہمیشہ حیر و شتر، نفع و نقصان کا اندیشہ دل سے

نکال دو۔ ایسے دوسووں اور خیالات کو دور رکھو۔ کسی فکر کو دل میں جگ نہ دو۔ یہ ذکر کا ٹرار کتن ہے۔ کیونکہ یہ شرط پورا کرنے سے دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ انسان اسی مقام پر کامل ہو جاتا ہے۔

ساتویں شرط یہ ہے۔ کہ اپنا دل شیخ کے دل سے وابستہ کرے۔ اسی شرط کو محبت اور عقیدت کے ساتھ قائم رکھے۔ یہ تمام شرائط سے مشکل تر شرط ہے۔ اسکا فائدہ بھی زیادہ کامل ہے۔ اسمیں کمی آئے تو کمال تک پہنچنے کا راستہ بند ہو جائیگا۔ باقی شرطوں میں اگر کمی آئے تو مرشد کی مدد سے پوری کی جاسکتی ہے۔

اگر ارادت اور عقیدت میں خرابی آئے یا نقصان پذیر ہو یا کمی آئے تو جنوں اور سالوں کے عمل سے بھی اسکو پورا نہیں کیا جاسکتا ہے۔ کیا خوب مفولہ ہے کہ اگر گوشت سٹر جائے تو نمک سے فائدہ ہوگا اگر نمک سٹر گیا تو وہ کسی چیز سے صاف نہیں ہو سکتا۔

یہ مسلمہ امر ہے کہ مرشد کی دلایت مرید کیلئے ایک قلعہ ہے مرید کی عقیدت اس قلعہ کی دیوار ہے۔ اگر عقیدت میں کمی آئے تو دیوار میں رخنہ پیدا ہوگا۔ اور شیطان غالب ہوگا۔

مرید کو چاہیے کہ ہمیشہ اللہ سے مانگتا رہے۔ اسکو عقیدت میں استوار رکھے۔ اگر اسمیں کمزوری آئے تو فوراً غسل کر کے عقیدے کو درست کرے۔ دو گانہ غسل ادا کرے اور توبہ کر کے دُعا مانگے

تاکہ مشکل حل ہو اور عقیدت میں فتور واقعہ نہ ہو۔ مرشد کی حاضری اور غیر حاضری میں ادب کو ملحوظ رکھے۔ آٹھویں شرط یہ ہے کہ اللہ اور مرشد پر کبھی اعتراض نہ کرے۔ ان کے احکام پر رضا مند رہے۔ تنگی میں صبر و قناعت سے کام لے۔

دکھ کی شربت کو دوا اکسیر تصور کرے۔ خوشی اور خوش حالی میں شکر کرتا رہے۔ صبر و رضا حاصل کر کے خدا کا قرب ملتا ہے۔ اس بات کا یقین رکھے کہ اللہ چو کچھ کرتا ہے۔ بھلا ہی کرتا ہے۔ یہ سب شرائط نوشدارو ہیں۔

ان شرائط کو پورا کر کے طالب عجب و غریب باتیں سنتا ہے۔ اور دیکھتا ہے۔ جو کبھی نہ دیکھی ہوں اور نہ سنی ہوں۔
آنحضور صلعم کا فرمان ہے وہ کچھ معلوم ہوگا جو کسی کے دم و گمان میں نہ ہو۔ دیکھی نہ سنی ہوگی۔
اللہ بہتر جانتا ہے۔ بندہ کیلئے وہی اچھا ہے لہذا اُسی کی طرف لوٹنا چاہیئے۔

ارشاد المرسلین میں چھٹا ادب یہ ہے کہ دل کو تمام دوسو سوں سے پاک کرے یہ ادب حضرت ابراہیمؑ کا ہے۔ یہ تمام شرائط کی جڑ ہے جب تک ماسوا اللہ کو دل سے نہ نکال دے ذکر کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ کیونکہ جب تک آئینہ صاف نہ ہو اس میں کچھ دکھائی نہیں دیگا۔ نظم (مفہوم)

دل کی کوٹھری کمر کو ماسولہ سے خالی کر یاد شاہ اندر چاہے اور لشکر باہر۔
 شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ دل میں دوسرے ڈال دے۔ لہذا دل کو
 ان آلودگیوں سے پاک کرنا کہ محبوب کا حسین چہرہ نظر آئے کیونکہ محبوب
 ہر لمحہ اپنے عاشق کے کانوں میں یہ آواز ڈالتا ہے۔
 " (اگر ہمارے پاس آنے کی خواہش ہے۔ تو اپنے دل کو غیر اللہ سے
 صاف کر) " اگر ہمارے دیدار کی آرزو ہے تو دوسروں کو مت
 دیکھ۔

انسان جب تک دنیا میں ہے۔ وہ نفس کی لذتوں میں پھنسا ہوا ہے۔
 شیطان اور نفس دونوں سے ہر وقت ہوشیار رہیں۔
 سالوین شرط ربط قلب ہے۔ اور یہ ادب حقارت یونس اور
 یوسف علیہم السلام کا ہے۔

ربط قلب کا مطلب ہے کہ طالب اپنے مرشد کے ساتھ وابستہ
 ہے طالب کو اس ہتھیار کے بغیر چلنا دشوار ہوگا۔

نفس اور شیطان ایک طالب کو کچھ طرے میں پھنسا ہوا دیکھتا
 چاہتے ہیں۔ یہ اصلی مقام پر پہنچنے نہیں دیتے۔ اگر مرشد کے ساتھ محکم
 رشتہ قائم ہو تو انکی قائم کردہ تمام رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں۔

نیک نختی مرشد کے دل سے وابستہ ہے۔ مرید کی محبت محکم
 ہو غیر متزلزل تو ہر نقصان و تاوان سے آزاد ہے اسکو مرشد

کے ساتھ جتنی زیادہ قلبی وابستگی ہوگی اتنا وہ اس کے قریب ہوگا جب تک مرید کے دل کی نہر مرشد کے دریا کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو۔ پانی کا ایک قطرہ بھی وہاں نہیں پہنچے گا جتنی یہ نہر جڑی ہوئی ہوگی۔ اسکی لہروں سے سیراب ہوتی رہیگی اور اغلب ہے کہ مرشد کے درجے تک پہنچ جائے۔ پھر بھی مرشد کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ بغیر جائے پناہ کے خدا تک رسائی ناممکن ہے۔

اگر مرشد اپنے مرید کو سو بار لوٹا دے تو وہ اسی غل کو اپنی کامیابی سمجھے۔ اسمیں نقصان نہیں ہے ہاں نقصان اسمیں ہے کہ مرشد کے حکم سے منہ موڑا جائے۔

مرشد کامل ہو تو اسکا رشتہ بھی کامل ہوگا۔ ناقص مرشد سے ناقص رشتہ جلدی ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر معمولی چیغلس ہو جائے۔ اعتراض یا غلط فہمی! اگر سارے اہلبیاء اور اولیاء اسکی اصلاح کی کوشش کریں گے تو عاجز رہیں گے۔

آٹھواں ادب اعتراض سے پرہیز کرنا اور راضی بہ قضا رہنا۔ یہ ادب ہارون علی کا ہے۔

جب سالک کو معلوم ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور حضور پاکؐ سے زیادہ معتبر فریضہ والہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تو اس آیت پر

پیکلی طور عمل پیرا رہے یعنی حبس اللہ و نعم الوکیل۔ اسی کو اپنا کار
ساز جانے اور دکھ پریشانی سے غم گین نہ ہو۔ اور اللہ یحب القابضین
کو اپنائے اپنے تمام کام مرشد کے سپرد کرے اور اسکے حکم کی تعمیل میں دل
و جان سے کوشاں رہے۔ اور اپنے سامنے مرشد کی کسی کمزوری کو دیکھے تو
اسکو حکمت پر محمول کر کے اپنی کمزوری تصور کرے۔ (نظم)
پیر سے نیکی اور اپنے سے برائی دیکھ اگر شر پہنچے تو اسکو اپنا گناہ
تصور کرے۔ مرشد کے عیب کو اپنی کمزوری تصور کرے جب مرید کو یہ درجہ
حاصل ہو گیا۔ تو سمجھو معرفت کے کوچے کا راز دار بن گیا۔ پیر کی صحبت سے
فائدہ حاصل کرتا رہے۔

ہمارے ظاہری اور باطنی اعضا ہر ایک کے ساتھ ادب و الٰہیہ
ہے۔ ہر عضو اس ادب کے بغیر کسی اور چیز کی طرف مشغول نہیں ہوتا ہے۔
آنکھ کا ادب ہے۔ مرشد۔ کلام اللہ۔ احادیث پاک کا مطالعہ کرتا
لوگوں کے عیبوں سے پردہ پوشی اور نامحرموں سے آنکھیں بند کرنا ہے۔
زبان کا ادب، قرآن شریف پڑھنا اور نصیحت کرنا۔ فضول کلام نہ کرنا
کان کا ادب۔ امر و نہی پر عمل پیرا ہونا۔ اللہ کی باتیں سننا اور جھوٹی باتوں
سے پرہیز کرنا۔ ہاتھوں کا ادب، راہ قدس میں خرچ کرنا
اور سخاوت کرنا۔ عبادات و ریاضت میں مشغول رہنا۔
دل کا ادب اللہ کی طرف رجوع ہونا۔ اسکی معرفت حاصل کرنا۔

الغرض مرشد کے کمال اور بزرگی کا سکہ مرید کے دل میں بیٹھا ہو۔
مرصاد العباد میں ساتواں ادب مرشد کے دل کی طرف مراقبہ کرنا۔ یا حضور
قلب سے اسکی طرف توجہ کرنا۔ دل کے ذریعہ سے ہی مرشد سے امداد
طلب کرے۔

یہ مدد غیبی کائنات سے اللہ کی مہربانی کی بدولت مرشد کے دل
کی کھڑکی سے نکل کر مرید کے دل میں پہنچ جاتی ہے۔
کہا گیا ہے من القلوب الی القلوب روز تہجد دل سے دل کی طرف
کھڑکی کھلتی ہے۔ جیسے فارسی استاد نے کہا ہے۔
دل را بد دل رہے است

ابتداء میں مرید کے سامنے بہت سے پردے حائل رہتے ہیں۔ ظاہری
شکل تو دنیا کے ساتھ رہتی ہے۔ لیکن جب عقیدت کا رشتہ مضبوط ہو تو
اس کا لگاؤ شیخ کے دل کے ساتھ باسانی ہو سکتا ہے۔ مرشد کا دل بار
گاہ الہی سے لگا رہتا ہے۔ وہ عالم غیب کا پلا ہوا ہے۔ وہی سے فیض
پاتا ہے۔ یہی فیض مرید تک بھی پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ غیبی امداد
کا عادی بن جاتا ہے۔ اس طرح اس کو پرورش ملتی ہے۔

ایسا وقت بھی کبھی نصیب ہوتا ہے کہ کسی ذریعہ کے بغیر وہ
اللہ کی مہربانی اور فیض کا مستحق بن جاتا ہے۔
سقاهم دبحم شراباً طہوراً۔ ان کا رب انکو پاکیزہ شربت

پلانے کو دیگا۔

ابتدا میں ہی شربت مرشد کی ولایت کے پیالے میں دی جاتی ہے
یہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی نبوت کا جام ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ
ساقی بن کر شہود بن کر یعنی دیدار کا شراب طہور پلائیگا۔

زاں ے خورم کہ روح پیمانہ اوست

زاں مست شدم کہ عقل دیوانہ اوست

درد ے بمن آمد و آتشے درمن زد

زاں شمع کہ آفتاب پروانہ اوست

میں نے روح کے ذریعہ سے شراب پی ہے میری مستی پر عقل فریفتہ
ہے۔ درد عشق نے بدن میں ایسی آگ لگا دی ہے اس شمع سے جسکا
پروانہ سو رہا ہے۔

آکھواں ادب اللہ پر یا مرشد پر اعتراض کرنا ترک کرے اللہ

پر اعتراض یہ ہے کہ تنگی۔ تکلیف۔ بیماری۔ بندش وغیرہ میں راضی رہے۔

اللہ سے منہ نہ موڑے بلکہ ثابت قدم رہے (شعر مفہوم)

اگر میری صحبت دوستی اور عنایت چاہتے ہو۔ تو دوسروں کی صحبت

ترک کرو۔

مرشد کے معاملات اور حالات کو عقیدت کی نظر سے دیکھے اسکی
ولایت کو مان لے۔

جو طالب مرشد سے نامنتظر ہوا اسکو کوئی اور مرشد سنبھال نہیں سکیگا وہ تمام مرشدوں کے سامنے نامنتظروں کی فہرست میں ہوگا۔

ہاں شیخ کی وفات کے بعد دوسروں سے استفادہ کر سکتا ہے۔

شمائل الاتقیاء میں صلوٰۃ القلب پڑھنے کا طریقہ دکھایا گیا ہے اس نماز سے نفسانی اور شیطانی خیالات دور ہونگے اور ملکوتی اوصاف پیدا ہونگے۔

حضور پر نور صلعم کا فرمان ہے۔ انسان کے دل کی دو حرکتیں ہیں ایک حرکت فرشتے کیلئے دوسری شیطان کیلئے۔ یعنی دل میں دونوں قسم کے خیالات نیک اور برے موجزن ہوتے رہتے ہیں۔

حضور پاک صلعم کے مطابق انسان کے دل میں خطرہ یا خیال پیدا

ہوتا ہے۔ اس کے بعد دل ارادہ کرتا ہے۔ پھر عمل شروع ہو جاتا ہے۔

اس خطرہ کی ابتداء آدم سے ہوئی (دل کے اندر خیال پیدا ہوا)

مگر جب آدم کو عرش پر نظر پڑی وہاں انہوں نے حضور پر نور صلعم کی شکل دیکھی۔ خدا سے عرض کیا۔ یہ کون بندہ ہے جس کے نور سے سارا عرش منور

ہے اللہ کا فرمان آیا۔ یہ تمہارے فرزندوں میں سے ہوگا۔ اسی بندہ کی

محبت کی وجہ سے ہم نے تمکو پیدا کیا۔ اُس دن جب تم سے لعنہ ہوگی تو

اسی کے طفیل تم کو بخشا جائیگا۔ پھر تمکو جنت میں لے آئیں گے۔

حضرت آدمؑ کے دل میں خیال پیدا ہوا تعجب ہے یا پاپ کو بیٹے کی

برکت سے نجات ملیگی حضرت جبرئیلؑ کو حکم ہوا کہ یہ خیال حضرت آدمؑ کے دل سے نکال دو۔ اس خیال کے نصف حصے سے گھسیوں پیدا کیا گیا جو کہ حضرت آدمؑ کی لغزش کا باعث بنا۔

دوسرے نصف کے بارے میں حکم ہوا کہ یہ آدمؑ کی اولاد کے دلوں میں چھپالے تاکہ انہیں گناہوں کی طرف راغب کرنے کا باعث بنے۔
رسالہ شیخ جبرئیل میں ہے کہ طالب کو تنہائی اور گوش نشینی اس خیال کو دل سے نکال سکتی ہے۔ اور یہی بڑا کام ہے۔ کیونکہ عام یا خاص سب اسی کمزوری کا شکار ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ بغیر شیطانی وسوسہ اور خیال کے دو گناہ نماز ادا کریں مگر ایسا نہیں کر سکتے۔

نفس نے سالہا سال سے اسکو ایسے خیالات کا نوگر بنا دیا ہے ان سے کافی لذت پائی ہوتی ہے۔ اور دماغ میں ایسے خیالات نے جڑ پکڑ لیا ہوتا ہے۔ اور قوت حافظہ کی وجہ سے وہ یاد رکھے ہوتے ہیں میرے عادات ترک کرنا کارے دارد والا معاملہ ہے۔ یہی خیالات نماز کے وقت اسکو اپنے ساتھ مصروف رکھتے ہیں اور وہ نہیں جانتا کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے اور کس کے سامنے پڑھ رہا اس طرح وہ نماز میں رہ کر بھی دنیاوی امور میں مشغول رہتا ہے۔ نماز کی روح سے نابلد!

یہ خطرات چار قسم کے ہیں:-

۱۔ نفسانی ۲۔ شیطانی ۳۔ ملکوتی ۴۔ الہامی

نفسانی خطرہ شہوت اور عورت کے ساتھ جماع میں مشغول رکھنے سے راضی ہوتا ہے۔ اللہ کی عبادت اور اطاعت میں سستی پیدا کرتا ہے۔ مگر جو نہی آدمی ذکر کے ساتھ لگ جاتا ہے یہ خطرہ دور ہو جاتا ہے۔

خطرہ شیطانی اللہ کی نافرمانی پر اُبھارتا ہے۔ اور گناہوں کا پیدا کرنے والا۔ ایسی نفسانی خواہشات میں پھنساتا ہے جو اللہ کی طرف سے عذاب کا باعث بنتی ہیں۔ اللہ کی رضامندی کے خلاف کام کرنے کی طرف راغب کرتا ہے۔

شیخ الاسلام زین الدین علیہ الرحمہ کا فرمان ہے۔ کہ مرید کے احوال دیکھ کر مرشد اسکو آگاہ کرتا ہے کہ شیطان تمہارا کچھ نہیں لگاڑیگا مگر شیطان مختلف روپ دھار کر اور ایک دوسرے اور خیال کو چھوڑ کر دوسرے خیال و دم میں پھنسا دیتا ہے تاکہ وہ گمراہ ہو جائے اس طرح وہ اس کے دل کے مال و متاع کو لوٹتا ہے۔

اب خطرہ ملکی کو دیکھتے۔ یہ وہ خیال ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری پر آمادہ کرتا ہے۔ نماز، روزوں وغیرہ امور میں لگا دیتا ہے جن سے تسکین قلب حاصل ہوتا ہے۔

خطرہ الہامی وہ خیال ہے جو لوگوں کو بیدار کرتا ہے۔ اور خطرات سے آگاہی دیتا ہے۔ اور برے پھلے میں تمیز کرتا ہے اور ان دولتوں سے روکتا ہے۔ کیونکہ نیک خطرہ بھی غیرت کی وجہ سے پردہ بن جاتا ہے۔

ان حالات کے پیش نظر اہل سلوک کا اس امر پر اتفاق ہے کہ مندرجہ بالا چاروں خطرات کو دل سے مٹا دینا چاہئے۔ یہ سالک کیلئے ابتدائی دور کی شرائط ہیں کیونکہ ان میں فرق سکھانے کے لئے مرشد کی اشد ضرورت رہتی ہے۔ بعض مرشدوں نے خطرات کی تین قسمیں بتادی ہیں۔ (۱) شہنی (۲) قلبی اور (۳) روحی۔ لیکن یہ لوازم اور تابع ہیں اور مذکورہ بالا چار اصل ہیں۔

خطرہ اور خواطر میں فرق

قوتِ القلوب میں تحریر ہے کہ خواطر اللہ کے قاصد ہیں جو بندہ کی طرف آتے ہیں۔ بس وہ مشکلات اور بندشوں سمیت انہیں قبول کرتا ہے۔ یہ مشکلات خدا کی طرف سے آزمائش میں۔ لیکن خطرہ دل کی حرکت ہے جو برائی یا بھلائی کی طرف لے جاتی ہے۔ عورتِ المعارف میں ہے کہ خواطر کی شناخت اور انکی تشریح فرض ہے کیونکہ خواطر ہی فعل کی اصل ہیں اور کوئی کام انکے بغیر درست نہیں ہے۔ اس لئے انکا جاننا ضروری ہے۔ وہ علم یا ظن ہے جو بندہ کے یقین کو زیادہ پختہ بنا دیتا ہے۔

رسالہ گزیدہ میں ہے کہ خواطر اللہ کے خطاب ہیں۔ جو بندہ کے دل میں وارد ہوتے ہیں جہاں تک خطرہ کا تعلق ہے وہ فرشتہ کے ذریعہ پہنچتا ہے اللہ کے خطاب سے نہیں۔

حضرت زین الدین کا بیان ہے کہ جب دنیا کا خطرہ اس کے دل

میں گزرے تو وضو کرے اگر عقیقی کا خطرہ دل میں آئے تو غسل کرے۔ دنیا فانی ہے اکیلے وضو کافی ہے لیکن ہمیشہ رہنے والے عقیقی کیلے غسل واجب ہے۔ خطرہ سے وضو فاسد ہو گیا تو اسکو قائم رکھنا بڑا کام ہے خطرہ کو نیست و نابود کرنا دل کی طہارت ہے۔ کیونکہ ظاہری وضو اور غسل اندرونی کثافت کو دور نہیں کر سکتا۔

سار فوے کو اگر ماسواء اللہ کا خطرہ دل میں گزرے تو وہ جسم اور دل کو نہلاتے ہیں اگلی اُمتوں کو ان خطرات کی پاداش میں عذاب دیا گیا مگر اُمت محمدیہ کو اس سے رعایت ملی لیکن انکی عبادت غارت ہو جاتی ہے اور لذت نہیں پاتے ہیں۔

بھلائی یا برائی کا خیال دل میں گزرنے کا نام خطرہ ہے اور وسوسہ کے معنی نفس کا دل کے ساتھ گزری ہوئی یا آنے والی باتوں کا ذکر ہے خواہ اچھی ہوں یا بُری۔

خطرہ اور وسوسہ دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نفسانی خواہشات کے تابع نہ رہے۔ کھانا پینا نفس کی خواہش کے مطابق نہ ہو بلکہ جب بہت بھولے لو خدا اور رسول صلعم کے حکم کے تابع رہ کر اپنے آپ کو زندہ رکھنے کی نیت سے کھائے۔ جب اسپر ثابت قدم رہیگا تو سب وسوسے دور ہونگے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب سالک خطرہ محسوس کرے تو فوراً خدا

سے پناہ مانگے اور عاجزی کرے۔ اگر بھلائی کا خطرہ ہو تو اسکو فوراً
 عملی جامہ پہنائے تاکہ نفس اپنے مکر و فریب سے دھوکہ نہ دے
 کیونکہ الخیر لا یؤخر (بھلائی میں درنگی نہیں)
 ایک اور طریقہ یہ ہے کہ یا طنی رستہ پر چلنے والے کیلئے لازم ہے
 کہ ہر لمحہ اپنے دل کی حفاظت کرے۔

شیخ جبریلؑ نے ایک اور طریقہ تجویز کیا ہے کہ آدمی فرض دائم کے ساتھ
 مشغول رہے۔ اور اللہ کی عنایات اور نعمتوں کی طرف دھیان دے۔
 اس خطرہ کو دور کرنے کیلئے آپ کو چار قل کے ساتھ چار رکعتیں
 نماز پڑھنی چاہیے اور قہار سے پناہ مانگے آخر میں یا حی یا قیوم ۱۰۰ مرتبہ
 استغیثے سترہ بار پڑھے۔

مرصاد العباد میں ایک اور طریقہ درج ہے کہ جو بُرا یا بھلا خیال
 میں دل میں گزرے تو لا الہ الا اللہ کی ذکر میں مشغول رہے جب تک
 اللہ کے سوا کچھ بھی دل میں باقی رہے۔ تب تک دل بُرے بھلے سے خالی
 نہیں رہتا۔ اس کے علاوہ علم لدنی یا اسرار غیبی کی جھلک بھی نہ ملیگی
 نہ ان اللہ کی تجلی کے قابل بنیگا۔

دل کی بکھری ہوئی تحریروں کو مٹا کر ہی دل میں فیض و عنایت
 کی یارش ہوگی۔

سورۃ الناس میں تناس ایک ہاتھی کے مانند ہے۔ جو
 انسان کی گردن پر بیٹھ کر اپنی سونڈ پھیلا کر دل کو چوستا ہے۔

اس کے چوستے سے دل کے اندر ہزاروں خیالات اور وسوسے پیدا ہوتے ہیں جب انسان معوذتین (سورہ فلق اور سورہ ناس) پڑھے تو چوسنا بند ہو جاتا ہے اور وسوسے اور شیطانی خیالات دور ہو جاتے ہیں رموزا لہین میں درج ہے کہ عام لوگوں کے دلوں میں ہر وقت مہر اور قہر نازل ہوتے رہتے ہیں۔ اگر سالک ان میں سے ہر ایک کو مد نظر رکھے تو خطرہ دور ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ صلوٰۃ القلب پڑھتا رہے۔ شیخ علی ہساری نے رسالہ زامدی میں اس صلوٰۃ کا ذکر کیا ہے وہ یوں ہے۔ کہ پہلے یہ نیت کرے کہ نَوَيْتُ اَنْ اُودِعَ رَكْعَتَهُ لَوْحِجَتِ الْكُؤِمِ الْبَاقِي اَنْتَ الْبَاقِي لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْبَاقِي الْمَدَاكِي۔ پھر اللہ اکبر پڑھ کر نماز دل سے شروع کرے اور قرآن شریف کی آیتیں جو یاد ہوں پڑھے۔ سلام قبلہ کی طرف کرے۔ اسمیں بہت سے اثرات پوشیدہ ہیں۔

شیخ جبرئیل کا فرمان ہے کہ جب نماز میں شیطانی خیالات آئیں اور غائب ہو جائیں۔ تو کلمہ تجید پڑھے اور استغفار کرے۔ ان خطرات سے نفرت کرے اور اللہ کی طرف متوجہ ہو امید ہے خطرہ ٹل جائیگا ورنہ خطرہ کا سیلاب اسکو ڈبو دیگا۔ ان کا مزید کہتا ہے کہ ظاہری عبادت کرنے والے۔ ابتدائی سالک اور ظاہری عالم مثلاً قاضی اور مفتی ان اسرار الہی اور خدائی عنایتوں سے محروم رہتے ہیں۔ اور خطرہ کو پہچانتے

نہیں اور اسکو ہٹانا نہیں جانتے اور اس قول کے راز کو نہیں پہانتے کہ اُولَئِكَ حَسِبُوا الْجَنَّةَ وَاللَّهْمَا مَسْبُوعًا وَمَا مَسْبُوعٌ قَوْمٌ آخِرُونَ انہوں نے توجہ نہ کی ہے لیکن حساب لینے والے اور حساب کرنے والے تو اور ہیں انکو معاف کرنا چاہیے۔ یہ دوسو سے اور خطرات ازل کی نیک بختی اور ابدی نعمت کے بغیر مٹائے نہیں جاسکتے اس میں اللہ کی امداد درکار ہے۔ اسی کی عنایت سے غیبی اشارات اور امرار دل میں آشکار ہو جاتے ہیں۔ دل اللہ کے نور سے روشن ہو جاتا ہے۔ اللہم لیس لنا صفاً لے اللہ ہمارے لئے آسان بنا دے۔ آمین! اب پیر کامل کی طرف رجوع کیجئے اور دیکھئے کہ یہاں پر اپنے مرشد پاک حضرت سلطان العارفین علیہ الرحمہ والرضوان کے اُولَئِكَ اشارات کا پتہ چلتا ہے جو صاحب موصوف کو پاکیزہ روتوں انبیاء و اولیاء کی مدد سے ملتے ہیں۔ یہ اللہ پاک کا کرم ہے کہ اس ذات والا صفات مرشد کو پہلے ہی مکاشفات وغیرہ کے ذریعہ خدا کی عنایات ملتی رہیں اور دعاء، ذکر و اذکار کی تربیت ارشادات حاصل ہوتے رہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ نے مرشدوں کی عنایات سے انکو تصرف میں لاکر اپنی ملکیت بتالیا تھا۔ انکے خواص و اثرات آپ دیکھ چکے تھے۔ اور انکی بدولت بلند مقامات طے کر چکے تھے۔
 ۱۰ ذَالْقَعْلِ ۱۱ اللہ تو قیہ من یشاء ط

اسی لئے ظاہری دنیا میں غیبی اجازت سے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت
مخدوم سید جمال الدین بخاری قدس اللہ سرہ نے آپ کو انکی یاد
دہانی کرائی یہی وجہ تھی کہ ان عنایات غیبی کے باعث آپ کو بیعت
کا حکم ہوا تھا لہذا اسی پیر طریقت کی برکت تربیت اور رہبری سے
آپ باطنی کمالات سے سرفراز ہوئے۔ آپ کو دوسروں کی تربیت
کا اعزاز بخشا گیا۔

حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی پیر برحق کے بارے میں سوال
کرے کہ آپ نے باطنی طور اور ایسی تربیت کس طرح پائی اور صوفیوں کی
زبان میں آپ اسکو کیا کہینگے۔ تو ان کا جواب مندرجہ ذیل حوالہ جات
میں دیکھئے۔

تغاث الانس میں مذکور ہے کہ حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ
نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ میں ایک جماعت ایسی کہلاتی ہے۔ انکو
ظاہری مرشد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ انکی تربیت حضرت سرکارِ دو عالمؐ
بلا واسطہ کرتے ہیں اور اسمیں ظاہری وسیلے کی ضرورت نہیں پڑتی۔
جناب سرورِ دو عالم صلعم نے یہ تربیت حضرت اولیس قرنیؑ کو
عطا کی۔ اسلا درجہ اور بلند مقام ہے۔ یہ سعادت خاص الخا ص
کو ہی ملتی ہے۔

ایں سعادت یزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بعض اولیاء اللہ حضور پاک صلعم کی متابعت قدم بقدم کر کے یہ درجہ حاصل کرتے ہیں۔ بعض طالب روحانی طور اس نعمت سے سرفراز ہوتے ہیں کوئی سالک کسی ولی خدا سے تربیت حاصل کرتا ہے۔ اور مکاشفہ میں ملاقات ہوتی ہے کسی صاحب کو دولتوں نسبتیں یعنی ظاہری اور باطنی حاصل ہوتی ہیں وہ بھی اویسی کہلاتے ہیں۔

شیخ فرید الدین عطار اور نفحات الانس کے حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ محی الدین عربی کی نسبت کا خرقہ ایک واسطہ چھوڑ کر حضرت دستگیر عالم ٹنک پہنچتا ہے۔

آپ کی دوسری نسبت خواجہ خضر علیہ السلام تک آتی ہے خواجہ خضر ٹنک یہ بلا واسطہ ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔

میں نے یہ خرقہ ابی الحسن بن عبداللہ بن جامع کے ہاتھ سے ممسک کی ایک باغ میں موصل کے مضافات میں ۶۰۰ھ میں پہنا اور ابن جامع نے یہ خرقہ حضرت خضر سے حاصل کیا تھا۔

آپ نے مزید فرمایا کہ میں حضرت خضر کے ہمراہ رہا اور ان سے ادب حاصل کیا اور آپ نے شیوخ کے مقامات پر نیچے کیلے تسلیم و رضا کی وصیت کی۔ میں نے انکی تین کرامات دیکھی ہیں۔

(۱) سمندر پر چلنا (۲) زمین کو لپٹنا یعنی طے مکان اور ۳۰ فضا میں نماز پڑھتے دیکھنا۔ یہ واقعات اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ آپ

کو خواجہ خضرؒ سے نسبت تھی۔

بارِ احقر گلشنِ ارشاد و رشاد
ہم ز سقائی لطفِ خضر پیغمبرِ شادست

علامہ فاکہ فرماتے ہیں کہ ہمارے سلوک کے گلشن کو اپنے مرشدوں کے علاوہ حضرت خضرؒ نے بھی اپنی تربیت سے آبِ یاری کی اور شاداب بنایا ما حاصل یہ ہے۔ کہ یادِ جو قطبِ عالم سیدِ مخدوم جہانیاں کے خلیفوں کی تربیت کے خواجہ خضرؒ نے بھی ازراہ التفات و مہربانی ہمارے مرشد کاملؒ کی تربیت فرمائی۔

اس اجمال کی تفصیل یوں ہے۔ کہ ہمارے مرشد کامل جناب حضرت سلطان العارفین علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں کہ گرمی کے موسم میں جب آپ جامع مسجد سرنگریں نماز پڑھنے گئے تو کسی نورانی بزرگ نے آپ سے مصافحہ کیا۔

جس سے پیر حق کے وجود میں پُر لطف ٹھنڈک محسوس ہوئی جو بیان نہیں ہو سکتی۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ آپ میرا ہاتھ پکڑ کر زمین کدل پل پار کر کے مجھے دالہ گر کے میدان تک لائے وہاں موصوف نے کئی نیک دعائیں کیں اور ہاتھ سٹھام کر محلہ خندہ بھون پہنچایا۔

جہاں دونوں نے بحجاعت عصر کی نماز ادا کی۔ پیر کامل اس یارِ عرب شخصیت سے اتنے مرعوب ہوئے کہ نام پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

یہاں موصوف کی جانب سے کئی کرامات ظہور پذیر ہوئیں ان میں سے ایک واقعہ یوں ہے کہ عصر کی نماز کے بعد آپ نے پیر کامل کو لہو بٹ نامی ایک شخص کے مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ شخص اللہ کی بارگاہ کے ساتھ کئی گستاخیاں کر چکا ہے۔ اسلئے تم

جلدی دیکھو گے کہ یہ اندھا ہو جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مزید فرماتے ہیں کہ اس صاحب نے میرے حق میں دعاؤں کے درمیان کئی وظائف و رد پڑھنے کو دے جو بعد میں میرا معمول رہا۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے یہ تھے خواجہ خضر علیہ السلام۔

میں پوچھتے پوچھتے خالقاہ تک آیا۔ رات کو مکاشفہ کے ذریعہ معلوم ہوا اور تصدیق ہو گئی کہ آپ حضرت خضرؑ تھے ازاں بعد آپ سے مکاشفوں میں اکثر ملاقاتیں ہوئی رہیں۔ آپ کے فیوض و برکات کی بدولت کافی ترقی نصیب ہوئی۔

اوستا جوں خضرے و حکمت ہای افعالش ازاں
از قیاس مردم موسیٰ صفت برتر شایستہ

اس شعر میں حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک حضرت خضرؑ کے مانند ہیں اور آپ کے کام کی یاریکیاں اُسی طرح عام لوگوں کے لئے سمجھنا مشکل ہیں جس طرح حضرت خضرؑ کے ساتھ رہ کر تجربہ ہوا۔
چونکہ توحید خضرؑ کو علم لدنی حاصل تھا جسے حضرت موسیٰؑ ناواقف تھے اسلئے وہ انکے سب افعال کی حکمتوں کو عقل سے بعید سمجھنے لگے۔
بلکہ یہ جانتے ہوگا اگر عرض کریں یہ افعال موسوی شریعت ظاہری سے کوئی مطابقت نہیں رکھتے تھے (مترجم)

اس راز سے پردہ اٹھانے والے جناب نور الدین نوروز
ہیں جنکو مکاشفہ میں بتایا گیا کہ تمہارے مرشد پاک بزرگ ہیں۔ اور
حضرت خضرؑ سے تربیت پاچکے ہیں۔ اس وقت تک جناب نوروز کو اپنے
مرشد کامل حضرت سلطان العارفينؒ کے اس مرتبہ کا علم نہیں تھا۔
چنانچہ جب آپ نے مرشد کامل سے اسیات کا تذکرہ کیا تو آپ نے
اسکو میرے توالے کیا۔ اور فرمایا۔ جاؤ خاکیؒ سے پوچھ لو اسکی وجہ یہ تھی
کہ مرشد کامل نے پہلے ہی خاکی کو اس راز سے واقف کیا تھا۔ کوئی کہے
کہ حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ کا قصہ کیا ہے تو قرآن مجید پڑھ
کر دیکھئے۔

احیائے العلوم میں درج ہے کہ قرآن شریف میں کوئی ایسا
قصہ نہیں جو حضور پاکؐ اور آپؑ کی امت کیلئے فائدہ مند ہو

ماحصل یہ ہے کہ مرشد کے امور سے واقف ہونا مشکل امر ہے ہاں مرید کو بلاچون و چپر التعمیل کرنا لازم ہے اور عقیدت کیش رہنا ضروری ہے چنانچہ شیخ محی الدین عربیؒ فرماتے ہیں کہ خواجہ خضرؒ کے رموزات سے زیادہ پُر اسرار کام اور کلام حضور محمدؐ عربیؐ کا ہے۔ جنکی تابعداری ایمان میں داخل ہے بلکہ عین ایمان ہے۔

عوادف المعارف میں حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ مرشد پر اعتراض کرتا زہر قاتل کے برابر ہے اگر مرشد کا کوئی حکم مرید پر ناگوار گذرے تو حضرت موسیٰؑ کی طرح اعتراض نہ کرے بلکہ اسکی حقیقت اور حکمت کو پہنچانے کی کوشش کرے۔

تفسیر کاشفی میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے فرعونوں کے غرق ہونے کے بعد اپنی قوم کو اس بات کا تاثر دیا کہ مجھ سے کوئی بڑا عالم نہیں ہو سکتا چنانچہ اللہ جو علیم و قدیر و بصیر ہے کا ارشاد ہوا کہ اے موسیٰؑ اپنے ایک معتمد کو ساتھ لے کر مجمع البحرین پر جاؤ۔ وہاں تم کو میرا ایک دوست ملیگا۔ کچھ وقت اسکی صحبت میں گزارو۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں بحر قلزم اور بحر فارس ملتے ہیں ممکن ہے یہ نہر سویر کے قریب ہو۔ حکم ہوا کہ چند روٹیاں اور بھنی ہوئی پھلی ساتھ لے جاؤ۔ پھلی تمہیں راستہ دکھائیگی۔ الغرض وہ اس جگہ پہنچ گئے اور وہاں حضرت موسیٰؑ

کو نیند آئی مگر انکے ہمراہی یوشع نے وضو کیا چند پانی کے قطرے مچھلی پر پڑے وہ زندہ ہو کر پانی کے اندر چلی گئی۔

حضرت موسیٰ بیدار ہو کر آگے چلے اور یوشع آپ سے مچھلی کا واقعہ کہنا بھول گئے، کھانے کا وقت آیا۔ حضرت موسیٰ نے روٹیاں طلب کیں تو یوشع نے مچھلی کے کھسک جانے کا حال سنایا۔ تو حضرت موسیٰ دبے پاؤں لوٹے اور اس مقام پر جہاں مچھلی پانی کے اندر چلی گئی تھی ایک شخص کو سوتے ہوئے دیکھا۔ سلام کے بعد اپنا مقصد بیان کیا یہ حضرت خضرؑ تھے۔ مگر دلچسپ واقعہ سننے کہ استاد نے اپنے شاگرد کو پہلا سبق الف. ب کے بجائے یہ کہہ دیا کہ اے موسیٰ اقل ان تستطيع معی صیوًا

یہ شک تم ہمارے ساتھ صبر نہ کر سکو گے (مترجم)

مگر موسیٰ نے اطمینان دلایا تو خواجہ خضرؑ نے فرمایا کہ مجھے اگر تم کوئی

خلاف معمول کام سرزد ہوتے دیکھو تو اعتراض نہ کرنا۔

بعد میں جو واقعات و حادثات پیش آئے وہ چونکہ خلاف معمول

بلکہ غیر العقول تھے۔ اسلئے حضرت موسیٰ قدم قدم پر اعتراض کرنے لگے

مثلاً جس کشتی میں سوار ہوئے اس میں خواجہ خضرؑ نے چھید کیا۔ ایک حین

بچے کو بلاوجہ قتل کیا۔ ایک دیوار گرا چاہتی تھی۔ اسکو سیدھا کیا۔

حضرت خضرؑ نے قرآنی الفاظ میں ھذا فراق بینی و بینکے کہہ کر

پیچھا چھڑانے سے پہلے ان امور کی حکمت سے مطلع کر کے حضرت موسیٰؑ

کو حیرت میں ڈال کر ایسے علم سے آگاہ کیا جس سے وہ ناواقف تھے۔
 حیرت اس بات کی ہے کہ جو کام حضرت خضرؑ نے انجام دے وہ ظاہری
 نظروں میں بلکہ یوں کہیے کہ حضرت موسیٰؑ کی شریعت سے بالکل میل نہیں کھاتے
 تھے مگر جب راز کھل گیا اور حضرت خضرؑ نے آگاہ کیا کہ یہ علم مجھے اللہ پاک
 نے عطا کیا ہے اور میں بطور ایک کارندہ اُسی کے حکم کے تابع رہ کر یہ
 سب امور انجام دے رہا ہوں۔ تو علم لدنی کے قائل ہو گئے۔
 کچھ اصحاب حضرت خضرؑ کو پیغمبر نہیں مانتے مگر وہ علمناہ من لدنا
 علما سے ثابت ہو گیا کہ اللہ پاک نے اسکو وہ علم دیا جو خواص کیلئے مخصوص

ہے۔
 یہ علم حروف پڑھنے اور سیکھنے سے حاصل نہیں ہوتا ہاں دل پر
 القا ہوتا ہے۔

کشف الاسرار ایسے شخص کو کامل اتان مانتا ہے۔
 فتوحات مکیہ میں درخو ہے کہ تم نے مردہ دل استاد سے ظاہری
 علم سیکھا ہے۔ سمجھنے زندہ ذات سے حاصل کیا ہے۔ پیر رومیؒ
 فرماتے ہیں۔

علم را بر تن زنی مارے بود
 علم را بر دل زنی یارے بود

یہ علم حاصل کرنے کیلئے کلیم اللہ حبیبیہ الوالعزم پیغمبر کو حضرت خضرؑ کی
مانحتی میں رہنا پڑا۔

بحر الحقائق کے مصنف نے مرشد کامل اور مرید صادق کو بڑے
اچھے پیرائے میں پیش کیا ہے۔

حضور پاکؐ کا ارشاد ہے۔ کہ میری اُمت میں ہمیشہ ایک جماعت
حق و صداقت پر قائم رہے گی۔

حضرت خضرؑ کے مرشد بننے کے حق میں اللہ فرماتا ہے۔

وَعَلَّمَنَا مَنْ لَدُنَّا عَلَمًا۔ گویا اس آیت سے حضرت کے پانچ
مرتبے ثابت ہوئے۔ ایک یہ کہ وہ خاص بندہ گردانا گیا۔ دوسرا بغیر
واسطہ کے بارگاہ الہی سے توسل یا کر خاص رحمت سے نوازا گیا
تیسرا یہ مرشد بننے کی صلاحیت حاصل کرنا وغیرہ وغیرہ

اللہ سے متکلم نہیں ہوا درخت درمیان میں واسطہ اس کے برعکس حضور سرور کائناتؐ
کی شان ملاحظہ ہو معراج کی شب بے واسطہ ملاقات سے مشرف
ہوئے۔ اور آپؐ کی شان والا صفت میں یہ آیت نازل ہوئی۔

قَادِحِي إِلَى عَبْدِكَ مَا دَحَىٰ "ہم نے جو چاہا اپنے محبوب کو دحیٰ کیا"

رحمت عام کافر کو بھی ملتی ہے۔ جیسے روزی، صحت، مال و عیال

وغیرہ۔ گناہوں پر بھی سب کو دیتا ہے روزی! یہ رحمان الدنیا
کی صفت ہے۔ مگر رحم الآخر خواہیں کیلئے ہے۔

ربا پیدا واسط علم لدنی کا حصول - یہ دل کی تختی کو صاف و شفاف کر کے
ہی حاصل ہوتا ہے۔

حضور پاک صلعم کی شان ہے کہ آپ کو سارے علوم کتابی صورت میں
نہیں سکھائے گئے بلکہ آپ کے دل مبارک پر القا کئے گئے۔ اسی لئے
آپ نے فرمایا۔ اوتیتے جوامع الکلم (مجھے سارے علوم عطا کئے گئے)
خود اللہ پاک نے فرمایا الرحمن علم القرآن!
حضور رحمتہ للعالمین کیا خوب فرما گئے ہیں عیونیتے ربی
یو بی (میں نے خدا ہی سے خدا کو پہچانا۔)

گر تو عز صحبتش خواہی بہ انال لسان !!
از کفش بشیرید طفلی را اگر خیر شد است

علامہ خاکی فرماتے ہیں کہ خواجہ خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام
سے کہا کہ اگر میری صحبت سے استفادہ کرنا چاہتے ہو تو کوئی سوال مت
پوچھو۔ اگر میں کسی لڑکے کا سر بھی کاٹ ڈالوں تو تو خاموش رہو!
دلوں کے درمیان یہ شرط ٹھہری کہ حضرت موسیٰ کسی بات پر
اعتراض نہ کریں گے۔ تو علامہ فرماتے ہیں کہ تم خضر صفت مرشد کی صحبت
میں رہ کر بھی پوچھنا چھ نہ کرنا اور اپنے کو کئی طور مرشد کے سپرد کرنا۔

مولانا روم علیہ الرحمہ کیا خوب فرما گئے ہیں۔

چوں گرفتاری پیرہن تسلیم شو ہمچو موسیٰ زیر حکم خضرؑ رو
جب تم نے خرقہ پہن لیا۔ مریدوں میں شامل ہو گئے تو حضرت موسیٰؑ
کی طرح خضرؑ کے تابع رہو۔

مرید فرماتے ہیں کہ اگر وہ کشتی میں سوراخ کر دے تو خاموش رہو
اور اگر کسی لڑکے کو مار ڈالے تو تو ماتم نہ کر۔

مرصاد العباد میں درج ہے کہ اگر تم میری پیروی کرو گے تو اعتراض
کرنا چھوڑ دے۔ جتنک میں خود کسی بات کا ذکر نہ کروں تو مت یولنا۔
حضور پاک صلعم نے فرمایا تم پر حاکم کا حکم ماننا فرض ہے۔ اگرچہ وہ حبشی
کیوں نہ ہو۔

- مرید ایک شیرخوار بچے کے مانند ہے۔ اسکی نگہداشت لازمی ہے
اسکو مرشد کے تھن سے ہی دودھ دیا جاسکتا ہے۔ حاکم ہونے سے
فحکوم ہونا بہتر ہے۔

روضۃ الاحباب میں ذکر ہے ایک حدیث پاک کی جس کے
راوی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور پاکؐ نے فرمایا
اپنے صحابہ اکرام سے۔ کیا تم بھی چاہتے ہو کہ مجھ سے اسی طرح سوالات
پوچھو۔ جطرح نبی اسرائیلؑ حضرت موسیٰؑ سے پوچھتے تھے۔ بیشک نبی اسرائیلؑ
نے حضرت موسیٰؑ کو ایذا پہنچائی مسلمانوں کو اس فعل سے منع کیا گیا ہے

اس حکم کی تعمیل میں صحابہ کرام مجلس میں ہمیشہ باادب خاموش بیٹھتے تھے۔

احیاء العلوم میں حضرت امام محمد الغزالی علیہ الرحمہ نے مرید کیلئے نرم مزاج ہونا۔ خود سپردگی وغیرہ شرائط لازم ٹھہرائے ہیں خواہ مرید ہو یا نہ ہو اسکو ایک بیمار کی طرح ڈاکٹر کے مشورہ پر چلنا چاہیے۔ انکی صحبت میں رہ کر انکی نصیحت پر عمل پیرا ہو کر خود کو انکی تحویل میں دیدے۔ زید بن ثابتؓ نے ایک شخص کو نماز پڑھائی اور پھر پوچھا کہ ابن عباسؓ نے اگر کیا ستھام لی۔ آپ نے کہا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے بھائی۔ چھوڑ دیجئے آپ نے فرمایا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عالموں اور بزرگوں کے ساتھ احترام سے پیش آنے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت زیدؓ نے آپ کے دست مبارک کو چوم کر فرمایا۔ ہمیں بھی رسول اللہ کے اہلبیت کے ساتھ ایسا کر نیک حکم ملا ہے۔

مومن کیلئے حکمت ایک کھوئی ہوئی قیمتی شے ہے۔ جہاں سے بھی ملے غنیمت جانے۔ تکرار اور غرور چھوڑ دے۔ طالب علم اپنے استاد کو حقیر نہ جانے۔ بلکہ اپنے کو حقیر مان کر دل و جان سے اسکی پیروی کرے حضرت موسیٰؑ کی طرح تکرار کہیں جدائی کا سبب نہ بن جائے۔

اسمیں شک نہیں بعض اوقات اہل علم سے پوچھنے کا حق ہے اختیار ہے مگر یہ اختیار اسوقت استعمال میں لائیں جب اسکی اجازت ہو ورنہ نہیں!

شمالی الاقواء میں لکھا ہے کہ مرشد کامل سے اگر کوئی خلافِ شریعت بات سرزد ہو تو مرید کو چاہیے کہ بے اعتقاد نہ ہو جائے اور اعتراض نہ کرے جیسا کہ قرآن شریف میں مذکور ہے کہ حضرت خضرؑ نے کہا کہ مجھ سے مت پوچھا اگر پیر دی کرتی ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت خواجہ احمد نیاوندیؒ کا واقعہ دلچسپی سے غالی نہیں کہ جب اُن کو سورؤں کے چرانے کی باری آئی تو ہزاروں مرید جو خود سجادہ نشین تھے۔ بد اعتقاد ہو گئے اور صرف خواجہ فرید الدین عطارؒ ثابت قدم رہے۔ اور باقی حضرات سے کہا کہ تم اس وقت پیر کا ساتھ کیوں چھوڑ رہے ہو۔ اس وقت کے عالموں نے شریعت کی رو سے حضرت عطارؒ کے حق میں حکم کفر صادر کیا۔ مگر عقیدت و ارادت کی پختگی کا یہ عالم تھا فرمایا کہ مرید کی نجات پیر کی نجات میں ہے اور مرید کی ہلاکت پیر کی ہلاکت کے ساتھ وابستہ ہے۔

خواجہ احمدؒ کے سارے مریدوں نے ظاہر کو دیکھا اور شریعت کے خلاف پایا۔ مگر حضرت عطارؒ نے دل کی آنکھوں سے حکم کا جاری ہوتا دیکھا اور اس راز کو جو اسکے مرشد اور اللہ کے درمیان تھا خود مشاہدہ کیا اور مرشد کا ساتھ دیا۔

شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے۔
گو نیک نیم مرا از ایشان دانند و رید با شتم مرا بالیشان بخشند

اوست خضریٰ و از انرو غاطش گیر و قرار
ز آب جاری ہر کجا آوازہ جز خیر شد است

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کاملؒ حضرت توابہ خضریٰ کی طرح آبشاروں اور سبزہ زاروں میں رہنا پسند فرماتے ہیں جہاں انہیں سکون قلب حاصل ہوتا ہے۔

میرے مرشد پاک کی یہ عادت تھی کہ آبشاروں، جھروٹوں اور سبزہ زاروں میں بیٹھ کر فرحت قلب پاتے تھے۔ اور ایسے مقامات پر مسجد کی نیت سے صبحے تعمیر کراتے تھے۔ تاکہ مسلمانوں کو عموماً اور مریدوں کو خصوصاً عبادات کی ترغیب مل سکے۔

موضع اہم شریف میں اپنے عصا کو پتھر پر مارا۔ پانی جاری ہوا اتھر کی شکل میں جو کھیتوں کو سیراب کرتا ہے۔ ایک صف بھی بنوایا جہاں دو ماہ قیام فرما کر عبادات میں مصروف رہا کرتے تھے۔ آپ کی برکت سے وہاں کے باشندے پر ہمیز گار بن گئے۔ یہ غیبی نزرگوں کی آرامگاہ ہے۔ اسکو آجکل پیرہ پل کہتے ہیں۔ ایک مرید کی وہاں تواجہ خضرؑ سے ملاقات بھی ہوئی۔ واللہ اعلم آپ فرماتے پانی کو دیکھنا عبادت ہے (الحديث) کبھی فرماتے کہ ہنر کے کنارے بیٹھ کر زندگی کے گذرتے کا حال دیکھو۔ یہ دنیا کے فانی ہوتے کی غمازی کرتا ہے۔

مرشد میرے بارے میں کہ میرے مرشد کامل کا روز کا معمول تھا صبح سویرے غسل
کرتا ساہا سال جس سے آپ کا دل مبارک۔ روح اور سر مطہر و متور ہوتے
تھے بعض مرشد بجای وضو کے غسل کرتے۔ ہمارے سر کامل بھی دن میں پانچ
مرتبہ غسل فرماتے۔ نادائی میل میں آپ کے حجرہ کے اندر تندی ہوتی تھی۔ ہر روز
نہاتے اور کلمہ طیبہ۔ استغفار۔ توبہ وغیرہ کا ورد فرماتے۔ وضو پر وضو کرتا
لوز علی لوز ہے۔

ایک بااخلاص مرشد مستمٰی زلوجند دل کو بوجہ سردی پیٹ میں تکلیف
رہتی آپ نے اُسے ہر روز غسل کرنیکا حکم دیا۔ اسکی شکایت رفع ہو گئی۔
فرمایا ایک بار حاکم میں ملازم نے رات کو میرے لئے دروازہ نہ کھولا
پانے نفیس پر جبر کر کے یخ بستہ پانی میں اتر کر غسل کیا اور قسم کھائی کہ ہمیشہ
ایسا ہی کرتا رہوں گا۔

فقہ کی کتب میں غسل کے بارے میں یوں درج ہے۔ کہ اسکی بارہ
قسمیں ہیں۔ مثلاً جمعہ کے دن غسل کرنا۔ امام شافعیؒ کے نزدیک
فرض ہے۔ عرفہ اور عیدین کا غسل۔ احرام باندھنے پر غسل۔ مردے

کو کفیلنے کا غسل۔ توبہ کرنے کے وقت۔ مرشد سے بیعت لینے کے وقت،
تذکرہ کا غسل۔ غفلت و خواب کے بعد غسل وغیرہ وغیرہ لازم ہیں ان سے
دل منور ہوتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ نماز میں قہقہہ کے بعد وضو کا حکم دیتے ہیں تجدید وضو
مستحسن ہے۔

خلاصۃ الحقائق میں درج ہے حضور پاک صلعم سے کسی نے پوچھا۔
میری دعا کیسے قبول ہوگی۔ فرمایا۔ حلال روزی کھانے اور حلال
کی پوشاک پہنکر یقین رکھو دعا قبول ہوگی۔ عرض کیا۔ آجکل حلال کہاں
ہے۔ فرمایا پانی میں جاؤ تھوڑا پیو۔ پانی ہی سے اپنے آپ کو ڈھانپو
پھر دعا کرو۔

خلاصۃ الکلام میں فضیلت غسل کے بارے میں بہت کچھ درج
ہے حضرت آدم علیہ السلام کی ہمستری کے بعد جبرئیل امینؑ نے غسل کرنا سکھایا
کیا مجھے اسکا ثواب ملیگا۔ جبرئیلؑ نے کہا ہاں۔ بالوں کی تعداد میں ایک
برس کی عبادت کا ثواب ملیگا۔ جو بھی قطرہ گرا ہے اس سے اللہ
نے ایک فرشتہ پیدا کیا جو تمہارے لئے دعا کرتا رہیگا۔ تمہاری اولاد
کا بھی یہی حال ہوگا۔

جو زنا کرے تو ہر قطرہ پانی پر ایک ستر لکھ دینے یہاں تک زمین
روسیگی۔ اگر رمضان میں دن کو احتلام ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹ سکتا۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ کبھی بے غسلی کی حالت میں صبح ہو جاتی تو حضور پاک ﷺ روزہ مکمل فرماتے۔

مولانا سعد الدین کا شغری کا بیان ہے کہ اللہ کا فیض تمام مخلوقات کو پہنچتا ہے۔ اور ہر کسی کو اپنے حوصلہ اور صلاحیت کے موافق حصہ ملتا ہے لیکن غافل لوگوں کے پاس سے یہ فیض سیدھا گزر جاتا ہے۔
— ہر سانس میں ایک خزانہ ہے۔ مگر یہ ہاتھ سے مت جانے دو۔
سوشیالزم۔

ابو جعفر فرغانی کا بیان ہے کہ ہم ایک دن حضرت جنید علیہ الرحمہ کے پاس بیٹھے تھے۔ تو ایسے لوگوں کا ذکر چلا جو صوفیوں کے ہمشکل بن کر ہر اس آدمی کی عیب چینی کرتے ہیں۔ جو بازار میں داخل ہو۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا کاشش باہر والے اندر آجائیں اور جو مسجد میں بیٹھے ہوں باہر نکالے جائیں۔

گرمسادی در حضورش خلوت و بازار شد
لیکھیل خاطرش اکثر بکود و در شد است

صاحب تصنیف فرماتے ہیں: اگرچہ ہمارے مرشد برحق جلوت و خلوت میں اللہ کے حضور ہی حاضر رہتے تھے لیکن انکا میلان طبع اکثر کوہ و دشت کی طرف ہی رہتا تھا۔

خواجہ عبداللہ انصاری کا کہنا ہے کہ مرد خدا ایسا ہونا چاہیے جو بازار میں ہوتے ہوئے بھی مسجد میں ہو۔ ایسا نہیں کہ جسم مسجد میں ہو اور دل بازار میں ہو۔

ارشاد المریدین میں لکھا ہے کہ ابتدائی منازل طے کرنے والوں کیلئے ضروری ہے کہ اپنے حواس کو پابند رکھیں۔ لیکن کامل انسان دلہا یا درست یا کار پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ وہ مجلس میں ہوتے ہوئے یا خدا جلوت میں ہوتے ہیں۔ جنگل بیابان میں عبادت کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ گھاس، درخت وغیرہ طالب کی دعاؤں اور تسبیح میں شامل رہتے ہیں سید عالم صلعم نے فرمایا جو علاقہ میں باغ یا پہاڑی ہو نماز پڑھنے اور اذان و اقامت کہنے پر پہاڑ جیسے فرشتے نماز میں شامل ہوتے ہیں۔ ورتہ صرف دو فرشتے اس کے ساتھ نماز میں شامل ہو جاتے ہیں۔

نیز فرمایا کہ یہ فرشتے اللہ سے کہتے ہیں یا اللہ یہ بندہ گناہوں سے آلودہ ہے۔ ہم اس کے پیچھے کیسے نماز پڑھینگے تو حکم ہو گا کہ اس کے سر سے یہ لوجھ اٹھا دو۔ نماز سے قرائت کے بعد فرشتے کہتے ہیں کیا اسپر یہ لوجھ پھر لادیں یا حکم ہو گا نہیں۔ یہ جہنم میں ڈال دو۔

میں نے اس کو بخش دیا۔ یہ کھلے میدان میں نماز پڑھنے کی برکت ہے
 عوارف المعارف میں ہے۔ نمازی کے بارے میں زمین شہادت
 دیگی کہ اس نے میرے اوپر نماز پڑھی ہے اور اسکے اعمال کی گواہی
 دیگا۔ اور اسکی وفات پر روئیں گی۔ اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ایک
 قطعہ زمین دوسری سے پوچھتی ہے۔ کیا کسی نے تم پر نماز پڑھی۔
 (مگر کن اصحاب کے بارے میں ...؟) ہماری تو یہ حالت ہے جو تقویر
 کٹی علامہ اقبالؒ نے کی ہے

جو میں سر بسجود ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا
 تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملیگا نماز میں
 اور ملاحظہ ہو فارسی شعر:-

بزمین چو سجودہ کردم ز زمین ندا برآمد
 کہ میرا خراب کردی سجودہ ریائی

مرصاد العباد میں درج ہے کہ حضرت سرور کائنات صلعم کوہ حسرا کے
 غار میں عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے
 اس مقدس مقام کی زیارت کی ہے۔

حضرت سلطان العارفين عليه الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں جسمانی طور
 لوگوں میں بیٹھنے کا عادی ہوں مگر میری روح ہنچو قسم ارواح کے ساتھ

دن رات میدانوں، پہاڑوں اور بہتے دریاؤں پر غیبی لوگوں کے ہمراہ
سیر کرتی ہوئی مریدوں کے حالات دیکھتی ہے۔ وہ مرید بھی اپنے صفائی
قلب کی برکت سے مجھے دیکھتے ہیں۔ کبھی میری خواہش ہوتی ہے کہ بروج
و جسد و ہاں موجود ہو جاؤں۔ مصلحت وقت اجازت نہیں دیتی ہے
دراصل یہ عادت حضرت خضرؑ کی ہے۔ جو مسافروں کو راہ دکھاتے ہیں۔
حج کی منزلوں میں پیاسوں کو پانی پلاتے ہیں۔ کبھی اہل و عیال لیکر لوگوں
میں رہتے نظر آتے ہیں۔ مگر لوگ نہیں جانتے کہ وہ حضرت خضرؑ ہیں۔ نہ انکے
بلند مقامات و درجات کو جانتے ہیں۔

حضرت میر سید علی الہمدانی قدس اللہ سرہ فرماتے کہ میں نے خواجہ
خضرؑ کو سمندر کے کنارے معہ اہل و عیال دیکھا آپ کے دس بیٹے تھے
مگر بیوی کو علم نہیں کہ وہ خواجہ خضرؑ علیہ السلام ہیں۔
علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک کو حضرت عیسیٰؑ کی روح
کے ساتھ صحبت کا شرف حاصل ہوا اسلئے اس فیض بخش صحبت کی اثر
سے الکادم (سالنس) اور انکی دعام عیسیٰؑ کی طرح مریضوں کو شفا بخشنے
والا اور غفلت کی مردگی سے آزاد کرنے والا اور زندہ کرنے والا ثابت ہوا
تفسیر کا شفی میں ہے اللہ کا فرمان ہے ولیعلمہ الكتاب و الطکرہ
والتوراتہ والا انجیل یعنی حضرت عیسیٰؑ کو کتاب۔ حکمت تورات و انجیل
کا علم دیا گیا۔

کہتے ہیں حضرت عیسیٰ چمگا ڈر کی شکل کا پرتدہ، مٹی سے بناتے تھے
 پھونک مارتے وہ اُڑ جاتا تھا۔ یہ ایک نشانی حضرت عیسیٰ کی تھی۔
 دوسری نشانی مادرِ زرا داندھے کو بینا کر دینا۔
 تیسری نشانی کوڑھ کے مریض کو شفا بخشنا۔
 چوتھی نشانی مردوں کو زندہ کرنا اللہ کے حکم سے۔
 حضرت عیسیٰ نے سام بن نوحؑ کی وفات چار ہزار سال پہلے ہوئی تھی
 زندہ کیا۔

پانچویں نشانی یہ کہ آپ فرماتے کہ تم کیا کھاتے ہو۔ گھر میں کیا ذخیرہ
 کرتے ہو۔ یہ باتیں بچوں سے کرتے اور وہ سب صحیح نکلتیں۔
 ہمارے مرشد کامل پر حضرت عیسیٰ کی صحبت کا ضرور اثر ہوا آپ فرماتے
 کہ مجھے بچپن سے نیک لوگوں کی صحبت میں رہنا پڑا پسند تھا۔ جنگل بیابانوں
 میں عبادت کو میں اکثر ترجیح دیتا تھا۔
 ایک دفعہ حضرت سید حسین بلا درومی علیہ الرحمہ کی زیارت گاہ کے
 نزدیک اولیاء اللہ کی ایک جماعت دیکھی۔ ان میں سے ایک ریش سفید
 نورانی بزرگ نے مجھے (حضرت سلطان العارفینؒ) کو کچھ نصیحتیں کیں۔
 خاص کر فرمایا کہ زیارت قبور میں بہت سے فائدے ہیں۔ خصوصاً جو رات
 کو زیارت کرے اس کیلئے بڑی کامیابی ہے اور نیک نختی کا ذریعہ!
 تمام ارواح نے جو وہاں حاضر تھیں ہمارے مرشد کامل کو مبارک دی۔
 کہ آپ کو روح اللہ سے صحبت کا شرف ملا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ دن کے وقت مُلا محمد قلندر نے بھی اسی حوالے سے مبارک یاد پیش کی جو کہ آپکا مُرید تھا۔

اسی طرح ایک اور مرد قلندر (جو عریان پھر تانظر آتا تھا) نے بھی منستے ہوئے فرمایا کہ مبارک ہو کہ آپ نے رات کو حضرت عیسیٰ کے ساتھ اچھی مجالست کی ہے!

حضرت خاکی مزید فرماتے ہیں کہ جن دلوں میں اسی قصیدہ کی تصنیف میں مصروف تھا۔ مسماۃ بی بی لورانی (جو کہ خواجہ شریف الدین گنائیؒ کی اہلیہ تھیں اور پیر کامل کی پُر خلوص مُریدہ اور کشف کرامات کی مالکہ) نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ کئی بزرگ اسکو مبارکباد دیتے ہیں کہ کتنی خوش نصیب تُو ایسے بزرگ پیر کامل کی مُریدہ ہو جہتوں نے کئی بار حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات کر کے فیض حاصل کیا ہے پیر کاملؑ نے صبح سویرے میرے (علامہ خاکیؒ) کے برادر مولانا زین الدینؒ سے فرمایا کہ بیب لورانیؒ سے کہو کہ جو خواب تم نے دیکھا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے۔ وہ چاہے تو میری زیارت کو آئے۔ اللہ نے مجھے بھی اسکے خواب سے پہلے ہی آگاہ کیا ہے۔

حضرت علامہ خاکیؒ یہاں ایک اشکال دُور فرماتے ہیں ملاحظہ ہو۔ مسئلہ اگر کوئی پوچھے کہ حضرت عیسیٰؑ تو آسمان پر ہیں بھلا کیسے پیر کامل سے ملے ہونگے؟

جواباً عرض ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انبیاء کی روحوں کو یہ طاقت بخشی ہے کہ وہ زمین پر اترتی ہیں اور زمین سے اوپر آسمان کی طرف جاتی ہیں۔

روضۃ الاحیاء میں تحریر ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات سب انبیاء و مرسل سے ملاقات کی۔ دو گانہ پڑھائی۔ سب سے متعارف ہوئے۔

- حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے مجھے اپنا دوست بنایا اور پیشوائے ملت۔

- حضرت موسیٰ نے شکر کیا کہ مجھے کلیم اللہ بنا دیا۔

- حضرت داؤد نے اسباب کا شکر ادا کیا کہ پہاڑ اور پرندے میرے تابع کئے۔

- حضرت سلیمان نے بڑی سلطنت ملنے پر اللہ کی حمد و ثنا کی۔

- حضرت عیسیٰ بھی اللہ پاک کی حمد و ثنا کرتے رہے کہ مجھے انجیل عطا کی۔

- حضور پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد و ثنا

ادا کی کہ مجھے دونوں عالم کیلئے رحمت بنا کر بھیجا وغیرہ !

پھر علامہ غامدیؒ "معراج کا سفر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کن کن پیغمبروں کے ساتھ آسمانوں کی سیر کے دوران ملاقاتیں کیں۔

تصوف کی کتابوں سے ثابت ہے کہ ایک کامل فرد بیک وقت
کئی کئی مقامات پر جلوہ افروز ہو کر دیکھا جاسکتا ہے۔

لہذا یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ حضرت عیسیٰ کی روح نے ایک
فرشتے کی شکل اختیار کی ہو۔ چنانچہ آدا گوان کے مسئلے میں جنم
پر اعتقاد رکھنے والوں میں سے بعض نے حضرت علیؑ کے بارے میں لکھا
ہے کہ آپ نے حضرت سلمان فارسیؑ کو اس وقت شیر کے تیغ سے چھڑایا
جسکے آپ اس واقعہ کے پانچ سال بعد پیدا ہوئے۔
شیخ علاؤ الدین سمنانیؒ فرماتے ہیں کہ جسموں کے پیدا کرتے
سے ہزاروں سال پہلے روہیں موجود تھیں۔

سب سے پوری مسلم بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ سرگزشت
نہیں کہ کسی بندے کو مثالی جسم عطا کرے جیسے جبرئیل اسیؑ کو حضرت
مریمؑ کے پاس انسانی صورت میں بھیج دیا۔

- فتمثلہ لخصائش انصوتیا۔ جبرئیل امینؑ پورا بشر بنکر حاضر ہوا
اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روح سے کہا گیا۔ جاؤ ہمارے
بندے کو بچاؤ۔

بعض متدبران خدا سلوک اور کشف میں روحوں سے معلوم کر
لیتے ہیں۔ کہ اتنی روہیں جسم میں داخل ہوتے سے پہلے کس حال میں
تھیں۔

اقبالہ میں درج ہے کوئی دلی جو شریعت محمدیؐ کا تابع

ہو۔ دوسرے پیغمبروں سے بھی فیضیاب ہو سکتا ہے۔ آنحضور صلیم
کی امت کا ولی اگر حضرت موسیٰ سے استفادہ بھی کرے پھر بھی وہ نور
محمدیؐ کا حامل ہوگا نہ کہ نور موسوی کا۔

قطب حضرت محمد صلیم کے قلب پر ہے۔ کوئی عیسیٰ کے قلب پر بھی
ہو سکتا ہے کوئی ابراہیمؑ کے قلب پر بھی ہوگا۔

فتوحات مکہ میں لکھا ہے کہ سات براعظموں کے سات ابدال
ہیں۔ جنکے ذمے حفاظت ہے ان میں سے کوئی نبی آخر الزماں صلیم کے قدم
کوئی موسیٰ یا عیسیٰ کے قدم پر ہے وغیرہ لیکن یاد رہے کہ انبیاء اپنی لیاط
کے موافق حضور صلیم کے نور سے ہی اپنا اپنا حصہ پاتے ہیں۔ اور فیض حاصل
کرتے ہیں۔

شیخ نجم الدین کیریؒ کو معلوم نہ تھا۔ کہ وہ کس پیغمبر کے قدم پر ہیں
چنانچہ جب انہوں نے اپنے ایک معتمد کو حضرت جنیدؒ کے پاس بھیجا۔ آپ
نے اس سے فرمایا ”یہودی کیا ہے۔ وہ سمجھ گئے۔ وہ موسوی قدم
پر ہے۔ کہتے تھے کہ انہوں نے میرا لقب یہودی رکھا۔“

نسبت صحبت قوی اور العیسیٰ شہد الزمان
کو ہجرت چو عیسیٰ زاذما در شہادت

علامہ خاکی فرماتے ہیں کہ میرے پیر کامل کو حضرت عیسیٰ سے قوی
تسبیث ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ حضرت عیسیٰ کے ماتند پاک و پاکیزہ
والدہ سے تولد ہوئے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ آپ کی والدہ کا نام بھی
بی بی مریم ہے۔ اور آپ قلب عیسیٰ پیدا ہوئے ہیں۔

عوارف المعانی میں درج ہے کہ ہم جنس موجود ہو تو
صحت کا تقاضہ پیدا ہوتا ہے۔ ویسے بھی ان ان انس یعنی محبت سے
مشتق ہے۔ اسلئے ان میں انس و محبت پیدا ہونا ایک
قطری امر ہے۔ مگر اہل اللہ میں یہ کشش خصوصی طور ایک کو دوسرے
کی طرف کھینچتی ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک کبھی کبھی فرماتے تھے
کہ عورت کا پوشیدہ عضو کیا ہوتا ہے۔ نیز مجھے معلوم نہیں کہ عورت
اور مرد کیسے جڑ جاتے ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ بالغ ہونے کے بعد
مجھے احتلام ہوتا تھا جب میں کسی نر حیوان کو مادہ کے ساتھ جڑاتا
دیکھتا تھا

معلوم ہوا کہ اللہ پاک نے آپ کو بچپن سے ہر گناہ سے محفوظ رکھا

تھا۔

حضور پاک صلعم کا ارشاد ہے کہ نیک بخت اپنی ماں کے پیٹ
میں ہی نیک بخت ہوتا ہے۔ اور بد بخت بھی ماں کے پیٹ میں ہی
بد بخت ہوتا ہے۔

اولیاء اللہ اور خاص کر انبیاء علیہم السلام کا ابتدا سے ہی معصوم ہونا ثابت ہے چنانچہ لوز الملعالی شرح الامالی میں لکھا ہے کہ انبیاء کو اللہ کا خاص بندہ ماننا لازم ہے۔ آپ سب ہر چھوٹے بڑے گناہ سے محفوظ ہیں۔ یاں اگر گناہ اصر کر بھی یلا قصد ہوا ان سے سرزد بھی ہو تو وہ لغزش کہلاتا ہے۔ جیسے حضرت آدمؑ کا دائہ گندم کھانا۔ محض بھول چوک کی وجہ سے سرزد ہوئی۔ یہ لغزش بھی کسی خاص مصلحت کے تحت سرزد ہوتی ہے۔ گندم کا دائہ ہی انسان کا نتیجہ بنا۔

روضۃ الاحیاء میں مذکور ہے کہ جب دوسری بار اللہ پاک نے حضور پاکؐ کو خطاب کر کے پوچھا کہ کیا مانگتے ہو۔ تو حضورؐ کا جواب تھا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا یَا رَبِّ اِگر ہم سے بھول چوک ہوئی ہو۔ کوئی غلطی سرزد ہوئی ہو تو ہمیں نہ پکڑ!۔

جواب ملا اے میرے محبوب۔ اگر تم سے یا تمہاری اُمت سے ایسی کوئی خطا سرزد ہوئی ہو تو وہ معاف ہے۔ اسکے علاوہ جو کچھ مجبوری اور اضطرار کی حالت میں سرزد ہو وہ بھی درگزر کی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

پچھلے روز لکھنے والے نے ایک بے فرزندیت
پر مہر اور پسر پر غلامی و خیر شہادت

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک نے گو حضرت عیسیٰؑ کی طرح شادی نہیں کی
(لیکن جس مقصد کیلئے شادی کی جاتی وہ بحمد اللہ پورا ہو گیا) یعنی ہر مرید آپکا
فرزند اور ہر مرید آپکی بیٹی ہے۔

مرصاد العباد میں ہے کہ سالک کیلئے علاحدگی زیادہ لازم ہے تاکہ وہ لکھوئی
کے ساتھ خدا کی عبادت میں مشغول رہے اور ظاہری نسبتی تعلق سدا رہ نہ رہے

ارشاد خداوندی سے

اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوٌّ لِّكُمْ فَاهْتَرِعُوا

بیشک تمہاری بیویوں اولاد میں تمہارے دشمن ہیں۔ ان سے ڈرتے رہو۔
مرید کیلئے لازم ہے کہ ان تمام بندشوں کو توڑ ڈالے جو مرشد کی خدمت اور
ارادت کی یکا آوری میں نخل ہوں کسی عذر کی وجہ سے اپنے آپ کو اس طرح پابند
نہ کرے کہ سلوک کی سعادت سے محروم رہے۔ جو بہت افسوسناک بات ہوگی
درجہ رہے کہ اپنے ظاہری رشتے نالے توڑ کر تمام حسرت دل میں
دبائے ہوئے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی نیت سے اگر اسکے حصول
میں ہم تن مشغول رہو گے تو ان اعمال کے صلے میں بہتر ثواب کے حقدار بنو گے
حضرات عیسیٰؑ اور یحییٰؑ پیغمبروں کی نہ شادیاں تھیں نہ کوئی اولاد
چنانچہ قرآن کریم میں حضرت یحییٰؑ کے بارے میں آیا ہے۔ سَيِّدُ حُصُورٍ اَنْبِيَا
”آپ سردار ہونگے اپنے آپ کو عورتوں سے بچانے والے اور نبی۔“

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں۔ فرمایا سرکارِ دو عالم صلعم نے کہ اولاد آدم
اللہ کے سامنے گناہ سمیت حاضر ہوگا۔ جو اسنے کئے ہوں اللہ چاہے

اسے چھوڑ دے یا عذاب دے !

شیخ رضی الدین "اکثر دیدار الہی میں محو رہتے۔ کسی نے آپ سے کہا کہ آپ شادی کیجئے۔ آپ کے یہاں سے کوئی عزت مآب فرزند پیدا ہوگا آپ بتاتے فرمایا میں ایسی عبادت میں مشغول ہوں جس کے ثمرات عوام کی سمجھ سے بالا تر ہیں۔ میری اس ریاضت کے نور سے اللہ تعالیٰ ایک ایسا حسین نوجوان پیدا کرتا ہے جو میری صحبت میں رہتا ہے اور رفیق بن جاتا ہے۔ ایسا فرزند حاصل کرنا گھر گرہستی کا بوجھ اٹھانے سے بدرجہا بہتر ہے۔ جتنی عبادت زیادہ کرو۔ اتنا اسکا حسن نکھر جائیگا۔

اس کے برعکس بُرے اعمال کے نتیجے میں بُرا فرزند پیدا ہوگا جو عذاب جان بن جائیگا۔ وہ فانی خواہشات کی پیداوار اور ثمر ہوگا۔ اسکا لحظہ دیکھنا جان کیلئے عذاب ہے اور سوہانِ بدت !

الامان والہذر !

حضرت سعدی گلستان میں ایک حکایت بیان کرتے فرماتے ہیں کہ فرزند نامہوار و بیدار طور سے سانپ اور بچھو بدرجہا بہتر ہیں۔ مگر جسمِ وقت آگیا ہے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ افسوس ساری علم ضائع ہوگئی کوئی عبادت قبول نہ ہوئی اور ہمراہ صرف گناہوں کے پیٹھ پر گئے۔ خزانۃ الجلالی میں مذکور ہے کہ تیک لوگوں کی نیکیاں مقربانِ یارگاہِ الہی کیلئے لغزش کا درجہ رکھتی ہیں۔ مثلاً عام لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ مشغول رہیں تو یہ انکا نیک عمل ہوگا اور فرشتے ان کیلئے

دعاے مغفرت طلب کرینگے۔ لیکن خاص لوگوں کا اپنی بیویوں کے ساتھ لگا رہنا گناہ کے مترادف ہو گا۔ کیونکہ وہ اللہ کو چھوڑ کر اور طرف متوجہ ہو گئے۔ متاخرین کرام نے کہا ہے۔ کہ حضرت حق سے جو توجہ ہٹائے وہ ہت ہے۔

کیا یابی سعادت میں یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود درج ہے حضور پاک صلیم نے فرمایا کہ ایک زمانہ آرہا ہے جب لوگوں کا ذہن سلامت نہیں رہیگا اور لوگ اپنے آپ کو لوٹری کی طرح چھپاتے پھرینگے

صحابہ کرام رضی عنہم عرض کیا۔ یہ کب ہو گا۔ فرمایا جب روزی خدا کی نافرمانی کے بغیر حاصل نہ ہو جائے۔ اس وقت بے نکاح رہنا حلال ہو جائیگا یہ وہ وقت ہو گا۔ جب آدمی والدین کے ذریعہ ہلاک ہو گا یا اولاد کے ذریعہ فرمایا اس سے وہ چیز طلب کرینگے جو اسکے مقدور میں نہ ہو یہاں تک کہ وہ خود ہلاکت میں ڈال دے۔

حوارف المعاد سے میں لکھا ہے کہ قبر میں جانے کی تیاری میں زندگی تنہا گزارنا زیادہ فائدہ مند ہے اللہ پاک اور بندہ کے درمیان جو چیز حائل ہے۔ اسکو دور کرنا لازم ہے۔ بیوی بچے عیش و عشرت کی زندگی اسکیلے مناسب نہیں۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ راوی ہیں۔ رسول پاک صلیم نے فرمایا میں نے اپنے بعد مردوں کیلئے عورت سے بڑھ کر کوئی خیر رسالت چیز نہ چھوڑی۔ انسان کی سب سے بڑی کمزوری عورت ہے۔ نفس امارہ کو پھسارنا اور مغلوب کرتا پہلوان کا کام ہے۔

آنحضور مسلم نے فرمایا دو سال بعد ہلکی پیٹھ والا بستر ہوگا یعنی جسکی ذمہ داریاں محدود ہوں۔

شہر بن عارث سے پوچھا گیا۔ تم تارک سنت ہو فرمایا میں سنت ترک کر کے ادائیگی فرض میں لگا ہوں۔

آنحضور مسلم نے فرمایا اگر نکاح کی طاقت نہیں رکھتے تو روزے رکھو آپ نے فرمایا اگر نفس کو کام میں نہ لگاؤ گے تو وہ مت کو کسی اور کام میں لگا سینگا اگر عورت کا خیال آئے تو فوراً توبہ کر لے

کثرت عیال فقیری ہے۔ اور عیال کی کمی امیری ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دو سال بعد میری امت کھلے بے نکاح رہتا جائز قرار دیا جائیگا حضرت شاہ محمدان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک حضرت شیخ محمود مزدقانی فرمادے تھے۔ میرا بھی یہی ارادہ تھا لیکن لوگوں نے فقہ و قدر کے حکم کے حوالے سے مجھے نکاح کے خطرے میں ڈال دیا۔

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے ایک ننگین درویش سے پوچھا کیا تم نے شادی کی ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا تم مردوں کے سردار ہو جس درویش نے نکاح کیا وہ راہ الہی میں رہ گیا۔ اولاد ہوئی تو سمجھو ڈوب گیا۔ حضرت سعدیؒ نے اس جھیلے میں پڑنے کے حوالے فرمایا سے

شب چو عتد نماز بر بیدم

چہ خورد یا مداد فرزندم (مترجم)

عتد پاک نے فرمایا۔ وائے نصیب و خیر لکم (اگر صبر کرو تو تمہارے لئے بہت ہے)

مفتاح الجنان میں ایک پرہیزگار خاتون کا ذکر آیا ہے۔ جو ہمیشہ روزے سے رستی تھی۔ حمزہ بن محمد بن یحییٰ خاتم نے اسکی زیارت کر کے انہیں سلام کیا۔ آپ نے جواب دیا۔ تو اسکے منہ سے سورج کے کرنوں کی طرح نور باہر آ رہا تھا۔ تو ان اکابر نے خاتون سے پوچھا۔ تمہارا شغل کیا ہے۔ اس نے جواب دیا "دشکر دو یقین اور خوف ہمیشہ میرے ساتھ رہتے ہیں۔"

ایک شکر اس بات کا کہ اللہ نے مجھے اپنے ازلی علم کی برکت سے اسلام جیسی نعمت عطا کی۔ دوسرا شکر یہ کہ مجھے حضور سرکارِ دو عالم صلعم کے چوبیس ہزار امتیوں میں سے بنایا۔

دو یقین میں سے ایک یہ کہ میں ایک ایماندار عورت ہوں دوسرا یہ کہ اللہ پاک نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو جنت عطا کی۔ اور میں اسی کی طرف مائل ہوں۔

دو خوف دامنگیر ہیں ایک یہ کہ گزرے ہوئے زمانے کے گناہوں کا خوف دوسرا یہ کہ آخر عمر بیاں سے ایمان لیکر جاؤں۔ یہ سنکر ان بزرگوں نے کہا کہ تجھے ٹھنڈک نصیب ہو۔ تمہارا حال ہم سے اور وقت کے بزرگانِ دین سے بہتر ہے۔

سورۃ ص میں آیا ہے۔ کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی تو حضرت جبریلؑ نے حضرت ایوبؑ سے کہا۔ ارکضہ بحر جلتے اپنا پاؤں زمین پر مارو۔ ایک ایک دو چشمے اُبلے۔ ایک سرد دوسرا گرم۔ ایک جسمانی نعمت کھیلے دوسرا باطنی صفائی کھیلے۔ بعض مورخ کہتے ہیں۔ کہ چشمہ ایک

ہی تھا۔ پینے کے وقت سرد۔ نہانے کے وقت گرم! تفسیر کا شفیق بی ہے۔ کہ حضرت سفیان ثوریؒ نے بی بی رابعہؒ لبری سے ایک دفعہ مجلس میں پوچھا۔ میرے معاملے میں کچھ بتائیے اس نے کہا۔ تنیک مرد وہی ہے۔ جو تم میں سے ہے تم دنیا کے دوستدار ہو کیونکہ حدیث کی روایت تجھے پیاری ہے۔ اور حدیث کی روایت کرنا تو اسی دنیا سے وابستہ ہے۔ اس لئے تم دنیا کے دوستدار ہو۔

حضرت سفیانؒ نے کہا۔ اے خدا مجھ سے راضی رہ! رابعہؒ نے کہا تم کو شرم نہیں آتی کہ اس ذات سے رضامندی چاہتے ہو جس سے تم خود رضامند نہ ہو۔

چونکہ مندرجہ بالا شعر میں عورتوں کا ذکر آیا ہے۔ اس لئے قاضی علامہ نے انکے بارے میں کچھ تذکرہ فرمایا ہے۔

عید الفطر کے دن حضور پاکؐ عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور انکو دین کی تعلیم سکھا کر فرمایا۔ صدقہ دیا کرو۔ چنانچہ انہوں نے اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں وغیرہ پیش کیں۔

عوارف المعارف میں مریدوں کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ مرید اپنے پیر کا جزو دنیا ہے۔ وہ مرشد کا فرزند معنوی بن جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ نے کہا کہ وہ شخص ہرگز عالم ملکوت میں داخل نہیں ہوگا۔

جو دو مرتبہ پیدائہ ہوا ہو۔ پہلی ولادت عالم دنیا سے متعلق ہے اور دوسری ولادت سے اسکا تعلق عالم ملکوت سے ہو جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ

مرشد اس کا معنوی باپ ہے۔

ابوالنجیب فرمایا کرتے تھے۔ میری اولاد وہ ہے جس نے میری رہنمائی قبول کی۔ حشر قطری ولادت میں بچوں کے ذرات (تنج) اباب کی پشت میں ہوتے ہیں کبھی نہیں بھی ہوتے ہیں۔ تو سمجھو سلسلہ ولادت ٹوٹ جاتا ہے۔ یہی حال معنوی فرزند کا ہے۔ کسی مرشد کی اولاد بکثرت ہوتی ہیں کسی کی یہ معنوی نسل منقطع ہو جاتی ہے۔

شمال الالتقاء میں تحریر ہے کہ عورتوں کو مہر دینا کی سند آنحضور صلعم کی پیروی کے عین مطابق ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ اے میرے محبوب! جب عورتیں آپ کے پاس بیعت کیلئے آئیں تو انکو بیعت دیکھئے۔ ان شرائط پر کہ وہ شرک نہ کریں گی۔ نہ چوری کا ارتکاب اور کہ بدکاری سے اپنے آپ کو بچا کر رکھیں گی۔ اولاد کو قتل نہ کریں گی۔ بہتال سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں گی اور نافرمانی نہ کریں گی۔ اللہ پاک سے ان کیلئے مغفرت طلب کیئے بیشک اللہ الی بڑی مغفرت کرنے والا اور رحیم ہے۔

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور پاک صلعم بیعت کے وقت پانی بھری پیالی میں اپنا دست مبارک ڈالتے اور عورتیں بھی اس میں ہاتھ ڈالیں اور اس طرح بیعت کا شرف حاصل کرتیں

بعض مرشد چادر کا ایک کونہ خود پکڑتے اور دوسرا کونہ عورت سے سے پکڑواتے۔

اللہ کا فرمان ہے۔ اے میرے محبوب! مومن مرد اور عورتوں سے

کہہ دیجئے کہ وہ اپنی لگائی نیچی رکھیں اور اپنے منہم گاہوں کی حفاظت کریں
مسلم عورتوں سے مزید کہا گیا کہ غیر محرم کے سامنے اپنی زینت ظاہر نہ کریں بلکہ ان سے پردہ
کریں اور ڈوپٹہ سے اپنی چھاتی اور سر وغیرہ ڈھانپ کر رکھیں۔

حضرت ابی سعید سے روایت ہے کہ عورتوں نے حضور پاکؐ سے عرض کیا ہمارے
لئے کچھ وقت نکال کر اپنے پند و نفاذ سے مستفید فرمائیں۔ آپ نے ایک دفعہ
انکی مجلس مقدس میں فرمایا کہ جس عورت نے اپنے دو یا تین بچے پہلے ہی دوسری دنیا
میں بھیج دیے ہونگے تو جان لو وہ بچے اُن کیلئے شفاعت کا ذریعہ بنیں گے۔
یہ کھائے سعادت میں حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی
کو حیض و نفاس اور دیگر احکام سے روشناس کرائیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو وہ
شوہر کی ایادت کے بغیر علم شریعت سیکھنے کی نیت سے باہر جاسکتی ہیں ورنہ
گہنگار ہوگی

اللہ پاک کا ارشاد ہے یا ایہا الذین امنوا قوفلکم و
اصلیکم تادلاً لے ایمان والو۔ اپنے آپ کو اور اپنے بال بچوں کو جہنم کی
آگ سے بچاؤ یعنی تمام کنبہ علم دین سیکھو۔
سراج الہدایہ میں قطب عالم سید جلال الدین بخاری علیہ الرحمہ کے
ارشادات اور امام اعظمؒ کے فرمان کے مطابق نامحرم اور فاسق رشتہ دار
کے سامنے آنا منع ہے۔

مطلوب المومنین میں معافہ کی اہمیت کے بارے میں فرمایا کہ معافہ
دو ہاتھوں سے کیا جائے۔ یوٹھی عورت سے معافہ کرنا جائز ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے دوران اُن قبائل میں جاتے جہاں آپ نے بچپن میں دودھ پیا تھا اور وہاں کی عمر رسیدہ عورتوں سے مصافحہ فرماتے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں بیمار ہوئے تو ایک بوڑھی عورت کو اُخترت پر خدمت کیلئے رکھا جو آپ کے پاؤں ملتی اور سر سہلاتی کافیہ ہدایہ میں مذکور ہے کہ اگر مصافحہ میں شہوت کا ڈر ہو تو مصافحہ کرنا جائز نہیں۔

در مقام توبہ فرماید کہ تائب آن بود !!!
کش زن بیگانه بچوں خواہر ہر مادہ شد است

علامہ فرماتے ہیں دراصل توبہ کرنے کے بعد ہر بیگانہ عورت کو اپنی ماں یا بہن تصور کرنے اور دُہی پیرتاؤ کرے جو ماں بہن بیٹی سے کیا جاتا ہے۔

مرشد کی بھی تعلیم ہے کہ کسی عورت پر بُری نظر نہ ڈالے اگر نظر پڑے تو جلدی اپنی آنکھیں بند کرے۔ یہ ریش لڑکوں کو بھی دیکھنے سے پرہیز کرے عیب جوئی کی نظر سے بھی دیکھنا منع ہے۔ بغیر ارادہ اگر نظر پڑے تو کوئی گناہ نہیں! کتاب الحقائق میں لکھا ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی نظر میں کوئی گناہ نہیں۔ دوسری نظر تیرے لئے عذاب ہے۔ اسی طرح شہوت کی نظر سے نہیں بلکہ خدا کی کاریگری کی تعریف کرنے کی نیت سے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ گویا نظر شہوت سے خالی ہو تو کوئی اعتراض نہیں۔

اسی طرح نیک عورتوں کی صحبت انبیاء و اولیاء سے ثابت ہو گئی یحیائے
سعادت میں لکھا ہے۔ کہ کسی کی طرف حقارت کی نظر نہ کرے اور نہ تکبر سے کام لے
کیا معلوم وہ تجھ سے افضل ہو۔

حضور صلعم پر وحی نازل ہوئی۔ نرمی اختیار کرو اسی لئے آپ ہر کسی غریب
مسکین کے ساتھ ساتھ چلتے۔ امداد فرماتے۔ تسلی دیتے۔

روضۃ الاحیاء میں درج ہے کہ آنحضور صلعم بچوں۔ بوڑھوں اور
عورتوں سب کو سلام کرتے۔

شامل الاتقیاء میں لکھا ہے کہ خوف کی وجہ سے یا شوق کی بنا پر روتا
آنکھوں کی نیکی ہے۔ قرآن کی طرف دیکھنا۔ ذکر و فکر کے لئے شب بیداری کرنا
والدین کو دیکھنا اللہ کے دوستوں اور بزرگوں کو دیکھنا۔ اللہ کی کاریگری
کو دیکھنا وغیرہ نیکی کے کام ہیں۔ آنکھوں کے کونے صاف رکھا کرو۔ کیونکہ وہ
فرشتوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے سجدہ کی جگہ کو دیکھنا اور آنکھوں کو سلانا بھی
لازم ہے وغیرہ

او ملک خوی است و اندر چشم بہت بین او
مرد بالحق صفت مستورہ بحر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کامل نفس پر مکمل قابو پانے کے بعد
اپنے اندر ملکوتی صفات پیدا کر چکے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کے سامنے ایک شہوت انگیز

عورت یا بے ریش لڑکا سب برابر ہیں۔ کیونکہ آپ کی شہوتِ غیرت میں تبدیل ہو گئی ہے۔ آپ شہوانی خواہشات سے آزاد ہو کر ملکی صفات کا مالک بن کر نفس کے تمام شرور سے آزاد ہیں۔

کتاب الحقائق میں درج ہے کہ ایک مرشد نے خوبصورت غلام کی طرف دیکھ کر اپنے نفس سے سوال کیا کہ تم نے اس کی طرف کیوں دیکھا اسے جواب دیا کہ میں نے صرف عبرت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ فرمایا اگر تو بیع کرتا ہے تو میں ابھی تمہارا امتحان لوں گا ایک لوہار گدائی گرم کر کے اپنی آنکھوں میں پھردی نفس مطمئن رہا۔ فرمایا تم نے بیع کہا عبرت کی نظر اہل کمال بنا دیتی ہے۔ (شوقِ بابا صاحب) کا مشہور واقعہ اس کی شہادت ہے۔ مواظبت میں کہا گیا ہے کہ اپنی نظر کو عبرت بین بناؤ خاموشی کو فکر اور گفتگو کو ذکر بناؤ۔

حضرت عراق نے سورہ یوسف کی تفسیر میں تحریر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوب صورت چہروں کو عبرت کی نظروں سے دیکھنا عبادت ہے۔ جس شخص نے شہوت سے دیکھا اسپر چالیس ہزار گناہ لکھے جائیں گے۔ علامہ خاکیؒ اپنے مرشد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ میرے مرشد کو کبھی آنے والا کا چہرہ اس لئے نہیں دکھایا جاتا تھا۔ کیونکہ اس کے دل میں خلوص کی کمی ہوتی تھی۔ آپ اس کا سلام سنتے اور جواب دیتے۔

اگر ایسے لوگ لگاتار آتے رہتے تو پیر کامل کی صحبت کیسیا اثر سے وہ چور ڈاکو ہو کر نیک بلکہ قطب درہنما بنتے۔ ہاں جب ان کا دل خلوص

بھرا ہوتا تو مجھے اسکا چہرہ دکھایا جاتا تھا۔ یعنی اب اس میں اصلاح ہو سکتی ہے۔ واللہ ما اعلم

چسیت خبرت بلکہ اندر دیدہ حق بن او
برچہ ایک نور حق را مطلع و مرشد است

علامہ حاکمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عبرت ایک طرف میرے پیر کامل کی دیدہ حق بن کے سامنے ذرہ ذرہ نور حق کا مظہر ہوا یعنی میرے مرشد پاک کے ہر طرف جلوہ حق اور نور خدا نظر آتا تھا یہ وحدت الوجود کا مقام ہے۔ یہ ہے جو آنکھ جلوہ محمد مصطفیٰ صلعم کے دیدار سے مشرف ہوتی ہے وہ عالم صفا کو دیکھتی ہے اس مقام پر رشتے میں جلوہ حق نظر آتا ہے۔ یہ منزل مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ اس سے گذر کر وحدت الشہود آتا ہے۔

نقحات الانس میں ہے کہ کامل وہ ہے جو خدائی تعالیٰ کا جمال دنیا کی ہر مخلوق میں دیکھے اور محسوس کرے جیسا کہ روحانی مخلوق میں بصیرت کے ذریعہ مشاہدہ کرتا ہے۔ ظاہری آنکھ حسن کو محدود صورت میں دیکھتی ہے۔ مگر باطنی چشم کے ذریعہ نور بصیرت سے اللہ کے جمال کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

ایکے عارف نے یہ جمال اللہ میں فنا ہونے کے مقام پر دیکھتا ہے۔ دوسری صورت مقام شہود ہے۔ وہ یہ کہ نور مطلق تمام صورتوں میں جلوہ تما نظر آتا

ہے یہ عارف کا مقام ہے۔ غیر عارف میں جب یہ نظر حاصل نہ ہو۔ اسکو چاہیے کہ
حسینوں کی طرف نہ دیکھے۔ تاکہ حیرت میں نہ پڑ جائے۔

درج رہے کہ بعض صوفی مثلاً شیخ احمد غزالی شیخ احمد الدین کرمانی شیخ فخر
الدین عراقی جو کہ ظاہری حسن و جمال میں مطالعہ جمال الہی کرتے تھے۔ وہ قناتی اللہ
میں یہ مقام دیکھ چکے تھے۔ اب واپس آکر مقام شہود میں ظاہری حسن پر فریفتہ
ہو کر جمال ذاتی الہی کا مشاہدہ کرتے تھے۔ یہ بھی دیکھیں کہ اگر کوئی حسن
مجاز پر فریفتہ ہوتا ہے۔ تو جاننا چاہیے کہ اسکی آنکھوں میں محبوب حقیقی کے دیدار
کا شوق ہوتا ہے۔

بودھا تم پو عیسیٰ سالہا دم کنوں !!
ہست منتی عویش ارچہ صورا مغلش راست

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کامل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح اکثر
روزہ دار ہوتے۔ اگر کبھی ظاہراً افطار کرتے۔ مگر معناً (اصلی) روزہ سے ہوتے!
مفتاح الجنان میں درج ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ ابن عباس
رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ روزے کون سے روزے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر
حضرت داؤدؑ کی طرح روزہ رکھنا ہو تو صائم الدھر بنو۔ یعنی ایک دن روزہ رکھو
دوسرے دن کھولو۔ یا حضرت سلیمانؑ کی طرح ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو روزہ رکھو
حضرت مریمؑ دو دن روزہ رکھتیں اور تیسرے دن کھولتیں۔ حضرت عیسیٰؑ ہمیشہ

روزہ سے رہتے۔ ہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کی طرح ہر ماہ ایام بیضی یعنی ۱۲۱۲
۵ تا بیع کو روزہ رکھو۔

مختصرًا پسندیدہ عمل حضور پاک صلعم کے سنت کی تکمیل ہے۔

کیمیائے سعادت میں بتایا گیا ہے کہ عرفہ عاشورا۔ ذی الحجہ کے پہلے نو دن
اور ماہ محرم اور رجب و شعبان کے پہلے دس دنوں میں روزہ رکھنا اچھا ہے
ماہ حرام کے ایک دن کے روزے دوسرے مہینوں کے تیس روزوں سے زیادہ
فضیلت والے ہیں اسکے بعد ذی الحجہ کا درجہ ہے۔ شعبان کے پہلے دس دن
اچھے ہیں۔ مگر ماہ رمضان کے مشابہہ اس ماہ کے پورے روزے مست رکھو
آخر شعبان کو روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ عیدیں اور ایام تشریق میں روزے رکھنا
منع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عمر و ابن العاصؓ سے پوچھا۔ کون سے روزے
افضل ہیں۔ آپ نے فرمایا ہر ہفتہ سوم وار اور جمعرات کو روزے رکھو۔
اگر کسی نے سنت مانی کہ فلاں کام لکھنے پر روزہ رکھوں گا اور وہ اتفاق
سے عید یا قربانی کا دن ہوا تو اسکو چاہیے کہ حضور صلعم کی متابعت کرے۔
شمال الاقواء میں مذکور ہے کہ اہل طریقت کی آنکھوں کے روزے ہیں
حرام چیزوں کو دیکھنے سے پرہیز کرنا۔ خود کو مکروہات، نفسانی خواہشات
سے دور رکھنا۔ فضول کلام سے پرہیز کرنا۔ دل کا روزہ ہے ماسوا، اللہ کا
فکر نہ کرنا ایسا آدمی جو ان سب اعضا کو روزہ دار رکھے تو وہ اگر اپنی بیوی

کے ساتھ ہمبستری بھی کرے تو طریقت میں روزہ دار ہے۔

کشف المحجوب میں شرعی روزوں کا ذکر قرآن شریف کے احکام کے مطابق درج ہے۔ مگر طریقت کا روزہ رات دن کا روزہ ہے۔ کیونکہ آنحضور

نے فرمایا اپنے شکم کو بھوکا رکھو۔ اپنے منہ کو پیاسا رکھو اپنے جسم کو ننگا رکھو شاید تمہارا دل اللہ پاک کو آمنے سامنے دیکھے

ایک محقق کامل نے کہا ہے۔ اگر آدمی ہمیشہ روزہ نہ رکھ سکے تو کھانا کم کھا کر بھوک باقی رکھے۔ یہ اصلی روزہ ہے۔

شیخ الاسلام حضرت نظام الدینؒ روزہ دار ہو کر مہمان کے ساتھ کھاتے اور بعد میں کچھ نہ کھاتے۔ کہیں ظاہر بینی۔ رعوت اور تبرک کی بونہ لگے۔

ہمارے مرشد پاک حضرت سلطان العارفين علیہ الرحمۃ نے بیس سال جب وہ تنہا تھے۔ کچھ نہ کھایا۔ ہاں جب لوگوں سے ملنے کی اجازت مل گئی۔ تو بہت کم کھانا کھاتے۔ پوری طرح بھوک نہیں مٹاتے تھے۔ مہمانوں کے ساتھ ثواب کی نیت سے بشمولیت فرماتے۔ اس طرح آدمی دکھاوے اور مکاری سے بچ جاتا ہے۔ ایک عابد رمضان کے بغیر گیارہ مہینے کچھ نہ کھاتا۔ رات کو زیادہ عبادت کرتا۔ رمضان میں غم گینے ہو جاتا کہ کھانا لازمی امر ہے۔ ورنہ

خالی پیٹ رہ کر حولت ملتی اُس سے محروم رہنے کا اندیشہ رہتا۔

از صفا تے روزہ شد وار شہ از نار فراق
زانکہ روزہ بہر دفع سار چوں اسیر شد است

علامہ خدا کی پینے پیر کامل کے بارے میں فرماتے ہیں کہ روزوں کی برکت سے آپ ہمیشہ خدا کی حضوری سے مستفیض و مستفید ہوتے تھے۔ اس طرح جدائی کی آگ درمیان میں حائل نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ بفرمودہ حضرت رسول مقبول صلعم روزے جہنم کی آگ کے سلسلے سپر کا کام دیتی ہیں۔

احادیث پاک میں وارد ہے کہ الصوم جنة من النار روزہ ڈھال ہے اور یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ للصائم فرحان۔ روزہ دار کیلئے دو وقت و اینسٹ کا سامان بہم پہنچاتی ہیں۔ ایک افطار کے وقت۔ دوسرا دیدار الہی کے موقع پر گویا روزہ دار کیلئے اللہ پاک کے دیدار کا وعدہ ہے اللہ پاک کا ارشاد ہے۔ الصوم لی وانا اجزبہ (حدیث قدسی)

روزہ داری مرے واسطے ہے اور میں ہی اسکا انعام ہوں۔ یعنی دیدار خدا کا مستحق۔ ہر عمل کا ثواب دیا جائیگا۔ بالعموم! مگر روزوں کا نہیں۔ اسکے عوض اللہ پاک اپنے دیدار سے مشرف فرمائیں گے۔

بھوکا رہ کر میرا دیدار کرو گے۔ علاحدگی اختیار کرو تو مجھ تک پہنچو گے بعض صوفیائے کرام حضور و سفر والوں میں روزہ رکھتے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جس شخص نے ہمیشہ کے روزے رکھے اس کیلئے جہنم سخت تنگ کر دی جائیگی۔ دو انگلیوں کو ملا کر دکھایا گیا کہ گویا اس کیلئے جہنم میں کوئی جگہ نہ ہوگی۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان کی ہے۔ جس میں فرمایا گیا کہ داکئ روز داری کو ناپسندیدہ فرمایا گیا۔ ارشاد ہوا جس نے داکئ روزے رکھے

اس نے روزہ رکھنا روزے سے رہا (محض قاتلہ)
 کچھ صوتی حضرات ہر جمعرات جمعہ اور پیر کو روزہ رکھتے۔ حضرت جنیدؒ
 علی الدوام روزہ رکھتے تھے۔ جب کھانا پیش ہوتا تو سقوڑا کھاتے۔
 یا اللہ میں نے اپنا ارادہ بالکل ترک کیا۔ خدائی احکام کے منتظر
 رہتے۔ کبھی اپنے دوستوں کے ساتھ افطار کرتے۔ فرماتے کہ بھائیوں کے ساتھ
 روزہ کھولنے کی فضیلت روزہ رکھنے سے کم نہیں۔ یہ نفس مطمئنہ کا کام ہے
 ورنہ نفس کی خواہش روزہ ہوگی جو ممنوع ہے۔

آنحضور صلعم نے فرمایا میں اپنی اُمت کے بارے میں دو چیزوں
 سے ڈرتا ہوں۔ ایک انکاعدم استحکام کہ جو روزہ رکھ کر دن کے وقت ہی
 نہ توڑے اور افطار تک ضبط نفس سے کام نہ لے۔ دوم وہ جماعت جو
 دکھاوے کیلئے عمل کرے یہ شرک خفی ہے۔

اگر روز دار کسی ایسی جگہ پہنچے جہاں لوگ کھانا کھا رہے ہوں تو وہ انکے
 حق میں دُعا خیر کرے۔

حضرت رسول اکرم صلعم ایک دفعہ روٹی تناول فرما رہے تھے لیکن
 حضرت بلالؓ روزے سے تھے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہم اپنی روزی کھا
 رہے ہیں۔ اور بلالؓ کی روزی جنت میں ہے۔

مصطفیٰؐ را ہم مع الاصحاب دیدہ بار بار !!
 زان سبب در مذہب سنی راسخ تر شد است

علامہ حاکمیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے مرشد کاملؒ نے بارہا حضور پاکؐ کو معہ اصحاب کبارؒ دیکھا ہے۔ اور آپؐ کے فرمان کے مطابق مذہب اہل سنت پر زیادہ مستحکم رہے۔

ابتدائی ایام میں ہمارے مرشد پاکؒ نے سنا کہ ایک کشمیری صوفی حج کر کے آیا ہے۔ اسکا نام مڈا یا یزید تھا چنانچہ فرماتے ہیں کہ میں ایک صوفی کے ساتھ اتنے پاس چلا گیا۔ دوران گفتگو اس نے پوچھا کہ کیا کیا پڑھتے ہو۔ میں نے حق کتابوں کے نام لئے۔ چونکہ وہ شیعہ مذہب کا معتقد تھا۔ جسکی مجھے واقفیت نہیں تھی۔ ورنہ میں کبھی نہ جاتا۔ اسکو میرا کہنا کہ میں حق المذہب پستند نہ آیا۔ اسنے کہا صرف امامیہ مذہب کی کتابیں پڑھو۔ میں نے کہا۔ وہی جو رافضی پڑھتے ہیں۔ اسنے کہا اس قسم کی گفتگو نہ کرنی چاہیے۔ نہ سننی چاہیے۔

میں مجلس سے غم گین ہو کر نکلا۔ سوچا یہ کیا اختلاف ہے۔ میں ابھی ہر ایک کی حقیقت سے واقف نہیں ہوں۔ سوچا کہیں تنہا بیٹھ کر کھانا پینا چھوڑ دوں۔ ورنہ گمراہ رہنا ہلاکت کا باعث ہو گا۔

میں کوہ ماران کی مسجد میں تین دن تنہا بیٹھا اور کچھ نہ کھایا تیرے دن خواب میں میں نے شورشنا معلوم ہوا کہ حضور سرکارِ دو عالم صلیم تشریف لائے ہیں۔ میری آنکھیں اس جمال لورانی سے سنور ہو گئیں۔ میں درود پڑھتا رہا۔ اچانک ایک لورانی چہرہ والا ریش سفید بزرگ میرے پاس آیا فرمایا میں خلیفہؒ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ رضیوں۔ مزید فرمایا کہ اگر ایمان چاہتے

ہو تو حضور پاک صلعم۔ چار یاران با صفا اور اہل بیتؑ سے محبت رکھتے ہوئے
اہل سنت والجماعت کے ائمہ حضرات کی پیروی کرو۔ باقی شیطانی راستہ میں
خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے۔ اتنا تعارف کرانے کے بعد نہضتِ صالح سے
مستفیض فرمایا حضرت علیؑ نے فرمایا تو چار یاران با صفا کا معتقد نہ ہو
اسپر باقی صحابہ سارے مومن اور فرشتے بیقرار ہیں۔ پھر چاروں احباب
غائب ہو گئے۔ میں بیدار ہوا۔ پسینے کے قطرے ٹپکتے لگے۔ میرا سدا بدن
بھیک گیا تھا۔

اللھم ارقنا الحق واسانقنا التیاء ۴

اے اللہ ہمیں سچ اپنے اصلی روپ میں دکھا دے اور جھوٹ بھی جھوٹ
کی شکل میں اور جھوٹ سے بچا۔ اس پر چلنے کی توفیق دے

جون مشرف شد بصحبت ہادی اور واقعات
پس لباس صاحبی اومش در ہر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ جب میرے مرشد پاک حضور سرور کائنات صلعم
کے دیدار سے ایسا اوقات مشرف ہوئے تو گویا آپؐ کی یمنی محبت سے
حضور پاکؐ کے مصاحب و محبوب بن گئے۔
صحیح بخاری میں درج ہے کہ جس کس نے آنحضرتؐ کی محبت
کا شرف پایا یا مسلمانوں میں سے کسی نے آپؐ کو دیکھا تو وہ سب
آپؐ کے صحابہ میں شامل ہوئے۔ یہ بھی صحیح حدیث پاک میں ہے فرمایا گیا

کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے واقعی مجھے دیکھا۔ کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا یہ بھی لکھا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ جس مسلمان نے مجھے ایمان و یقین کے ساتھ دیکھا میرے مہابی کو دیکھا اسکو آگ نہیں چھوئیگی۔

جس اصحاب کو اولیٰ فی طریقہ پر حضور پاک صلعم سے تربیت ملی ہو انکو معنوی مہابہ کہتے ہیں کوئی مخالفت نہیں۔ واللہ اعلم
حضرت ابوذرؓ راوی ہیں۔ حضور پاک صلعم نے فرمایا مجھے غم اور فکر یہ ہے کہ اپنے بھائیوں سے ملوں۔ انکی شان انبیا جیسی ہوگی۔ وہ شہیدوں کے ساتھ ہونگے۔ وہ اللہ کے غم میں مقوم و محزون ہونگے۔
ان کا علم خدا کیلئے ہوگا۔ جھکوسر بگریبان دیکھ کر آلسو پونچتے ہوئے فرمایا کہ ان لوگوں کے ذریعہ قیامت کو میری آنکھوں کو طراوت سے اور ٹھنڈک ملیگی۔

یاد رکھو اللہ کے دوستوں کو کوئی اندیشہ ہے نہ ڈرتہ کبھی غمگین ہونگے گو غیر مہابہ میں بعض بہت فضیلت والے ہیں۔ لیکن یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ مہابہ کرام کو ہر حال میں محبت کی فضیلت و عنایت حاصل ہے۔

اسی لئے آنحضورؐ نے فرمایا میرے مہابی ستاروں کے مانند ہیں جس کس کی بھی افترا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ یہ بھی فرمایا کہ میرے مہابہ کی مثال میری امت میں کھاتے میں نمک کی طرح اہم ہے۔ کیونکہ ایک دن کی صحبت برسوں کی ریاضت سے بہتر ہے۔

حضرت امیر کبیر میر سید علی محمدانی فرماتے ہیں کہ سلوک کے ابتدائی ایام میں ہمیں ہر سو موار کو آنحضورؐ کے ساتھ خاص صحبت رہا کرتی تھی۔

چوں رسول اللہؐ کفنا ہر تقی آل من است
شکر کن یا غنی بیایکے لویر شد است

علامہ فرماتے ہیں۔ حضور پاک صلعم کا ارشاد عالیہ ہے کہ ہر متقی میرا
فرزند معنوی ہے۔ شکر ہے اللہ پاک کا کہ گلشن محمدی میں ہمارے مرشد کی
شکل میں ایک لوتہاں فرزند پیدا ہوا ہے۔ یعنی ایک خوشبودار گلاب کھلا ہے
حضرت انسؓ نے آنحضورؐ صلعم سے سوال کیا۔ آپ کے فرزند کون
ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اے انسؓ اس سے پہلے کس نے یہ سوال نہیں کیا تھا لو سُن
لو تمام پرہیزگار میری اولاد ہیں۔ جنکا دل عشق الہی میں سرگرم ہو۔ آپ
نے مزید فرمایا کہ میرا فرزند وہ ہے جو میرے کہنے پر چلے اسکی دعاؤں سے
زمین و آسمان کی سختیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اس کی برکت سے مخلوقات
کو روتری ملتی ہے۔ کائنات کا نظم و نسق ایسے ہی بزرگوں کے وجود سے
تاکم ہے جبے میں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے۔ تو حکم خدا کوئی اور اسکی
جگہ کار فرما ہوتا ہے۔
بعض علماء نے لکھا ہے کہ اولاد کی تین قسمیں ہیں۔

۱ صلیبی یعنی ظاہری بچہ ۲ معنوی اولاد یا باطنی اولاد جو دینی بزرگی کا

مالک ہو ۳ وہ اولاد جو حبیبی نبی صوری و معنوی ہر لحاظ سے اولاد ہو۔

انکی محبت لازم ہے۔ ان سے بغض رکھنا تعالیٰ قہر کو دعوت دیتا ہے

حضرت مقداد بن اسودؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ کہ آل محمدؓ سے محبت

رکھنا جنت کا پروانہ حاصل کرنا ہے۔ جو آل محمدؓ کی محبت میں مرا وہ شہید

ہے۔ اسکی قبر میں جنت کی طرف سے دروازہ کھلیگا۔

آگاہ رہو جو آل محمدؓ کی محبت پر مرا وہ اہل سنت و جماعت مذہب

پر مرا۔ رحمت کے فرشتے اسکی قبر کی زیارت کریں گے جو عداوت پر مرا اسکی

پیشانی پر لکھا ہوگا۔ کہ وہ رحمت سے محروم ہے۔ وہ جنت کی خوشبو

نہیں پاسیگا۔ طریقت میں متقی وہ ہے جس نے دل کی بُری حرکات انسانی خطرات اور دھوکوں سے پرہیز کیا ہو

شریعت کی رو سے مُتقی وہ ہے۔ جس نے تمام ظاہری برائیوں

سے اپنے کو محفوظ رکھا۔

حقیقت میں متقی وہ ہے جس نے ظاہری طور اللہ کی ذات سے کم

درجہ چیزوں یعنی ماسواۃ اللہ سے یاطنی طور پر ہیز کیا۔

تفسیرِ سلمیٰ میں درج ہے کہ متقی وہ ہے جسے اپنے کسبِ کار پر نہیں

اللہ پر بھروسہ ہو۔

عالمِ آخرت میں انبیاء و درویشی
دارت اند و نیز این میراث را در خورشید است

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت پر نظر رکھنے والے عالم انبیاء کے وارث ہیں۔ اور واقعی ہمارے مرشد کامل اس امتیاز کے حقدار ہیں اور حقیقی وارث ہیں۔ انبیاء کے وارث دنیا کے عالم نہیں بلکہ عقیل پر نظر رکھنے والی جماعت ہے۔

حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں علم آخرت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم مکاشفہ اور دوسرا علم معاملہ۔ مکاشفہ دراصل باطنی علم ہے۔ تمام علوم کا بخوڑ۔ جو اس علم سے بہرہ ور نہیں۔ ڈرے کہیں اسکا انجام بُرا نہ ہو۔ ایسے عالم کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ضروری نہیں۔ جو نفس کا غلام ہو اس پر یہ علم متکشف نہیں ہوتا۔ چاہے کتابِ بڑا عالم کیوں نہ ہو۔ !

یہ علم صدیقیوں۔ پاکباز، مقربین کا علم ہے اس علم کے نور سے دل پاک و صاف ہو کر تجلیات و الوار الہی حاصل کرتا رہتا ہے۔ ایسے عالم پر اللہ کی ذات و صفات کے پرتو۔ دنیا و آخرت پیدا کرنے کی حکمت وغیرہ کی اصلی معرفت اور پہچان واضح گف ہو جاتی ہے۔

علاوہ برآں اسپر بتوت اور وحی کی پہچان مدائک اور اتساقوں کے ساتھ شیطان کا ٹکراؤ اور عداوت۔ انبیاء کے لئے فرشتوں کا ظہور اور انکا نزول۔ آخرت کا عالم اسکی کیفیت۔ جنت۔ دوزخ۔ عذاب قبر۔ پلٹ میزان اور حساب وغیرہ۔ یہ سب امور علم مکاشفہ کے ذریعے ایسے عالم ربانی پر ظاہر ہوتے ہیں۔

بعض حضرات سمجھتے ہیں کہ یہ تمام مثالیں وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کیلئے مہیا کیا ہے۔ جنہیں کسی نے آج تک دیکھا نہ سنا۔ بعض ایسی چیزوں کو ٹھوس خیال کرتے ہیں۔

بعض کا خیال ہے کہ اللہ کی انتہائی معرفت عاجزی کا اعتراف ہے تمام لوگوں کا عقیدہ ہے کہ وہ قائم بالذات ہے۔ صاحب قدرت ہے۔ دیکھتا۔ سنا اور کلام کرتا ہے۔ مخمق یہ کہ جتنا دل صاف ہوگا وہ حق کے روبرو ہوگا اس میں اللہ کی حقیقتیں جلوہ گر ہونگی۔

الغرض یہ کہ علوم پوشیدہ نوعیت کے ہیں جو سینہ بسینہ وسعت قلبی اور استعداد کے موافق حاصل کئے جاتے ہیں۔

دوسری قسم علم معاملات ہے۔ یہ دل کے حالات کا علم ہے ان میں سے پسندیدہ اجزاء ہیں۔

صبر۔ شکر۔ خوف و امید۔ رضا۔ زہد۔ قناعت۔ سخاوت۔ اللہ کی معرفت احسان۔ حسن خلق۔ حسن ظن۔ حسن معاشرت۔ صداقت۔ اخلاص وغیرہ وغیرہ اب رہی بری عادات مثلاً:-

ناداری کا خوف، تقدیر کے لکھے پر تاراضی۔ کیتہ۔ بغض۔ جاہ طلبی، خوشامد۔ درازی عمر کی نچت۔ دنیا کی دکھاوٹ نام و نمود۔ غصہ۔ غضب بے شرمی۔ بے غرق۔ عداوت۔ لالچ۔ کینسی، فز۔ ڈھنگیں مارنا۔ شرارت امیروں کی تعظیم۔ یقروں پر حقارت سے دیکھنا۔ تاز و غرور سے چلنا اپنے کو بڑا تصور کرنا۔ خود بینی۔ اپنی بے جا تعریف۔ تنالہ۔ سجاوٹ

خود نہائی۔ حق سے چشم پوشی، اپنے عیوب سے آنکھیں بند کرنا۔ غم آخرت کا مٹ جانا۔ اللہ سے بے خوف رہنا دھوکہ دہی۔ بددیانتی۔ سنگدلی۔ دنیا کی رغبت جلد بازی۔ بے رحمی وغیرہ اخلاق و غیرہ اخلاق زہیمہ دل کے اندر پستے رہتے ہیں اس کے برعکس اخلاق حسنہ اللہ کے ساتھ قرب کا وسیلہ ہیں۔ یہی علم آخرت کہلاتا ہے۔ اور اولیاء اللہ کے فتویٰ کے مطابق قرص عین ہے جو اللہ سے روگردانی کرے۔ اُسکا ہلاک ہو جانا یقینی ہے۔

آپ نے دیکھا ہو گا کہ ظاہری عالم اللہ کی طرف اتنی توجہ صرف نہیں کرتا جتنی دیگر مسائل کی طرف مہمک رہتا ہے۔ مثلاً لعان، ظہار، رمی وغیرہ جنکو وہ ہر وقت غیر ضروری حد تک چھانٹتا رہتا ہے ایسے اصحاب ان مسائل کے درس و تدریس پر بہت محنت کرتے ہیں مگر دل کی بیماریوں کے دور کرنے اور اخلاق سازی پر اتنا زور نہیں دیتے جتنے امور کو اولیت دیتے کی ضرورت ہے تاکہ دونوں جہانوں میں کامرانی حاصل ہوتی (مقوم)

چونکہ نبی صاحبِ وکیلِ رسول اللہ اوست
حکم اور انصاف و شرف خارج صفت معجزات

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک یا طہنی لیاظ سے بزرگ اور آلِ رسول ہیں۔ لہذا آپ کے دشمن رافضیوں اور قادیانیوں کی طرح کافر گردانے جائیں گے کتاب صحائف میں درج ہے کہ خلفائے راشدین (چار یاروں با صفا) خدا کے سامنے مکرم ہیں۔ ان پر طعنہ زنی سے گفتہ لازم آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کے

ادفات گنوائے ہیں۔ اسلئے ہوش سے کام لینا چاہیے کہ ان پر تکتہ

جیسی کرتا حضور پاکؐ پر طعنت زنی کرتا ہے۔ ایسا طعنت زن کافر ہے۔

رافضی وہ ہے جس نے صداقت کو ترک کیا انکے بارہ فرقے ہیں

① علویہ جو حضرت علیؑ کو نبی مانتے ہیں ② وہ جو حضور پاکؐ مسلم کے ساتھ

حضرت علیؑ کو بھی نبوت میں شریک ٹھہراتے ہیں۔ ③ شعیہ لوگ کہتے ہیں جو

حضرت علیؑ کو دیگر صحابہ پر تفصیلت سے وہ کافر ہے ④ اسماعیلیہ وہ فرقہ ہے جو

مانتے ہیں کہ نبوت ختم نہیں ہوئی ⑤ زیدیہ :- یہ لوگ آل علیؑ کے بغیر کس کے

بیچے نماز نہیں پڑھتے ہیں ⑥ عباسیہ :- یہ حضرت عباس بن عبدالمطلب کے

بغیر کس کو امام نہیں مانتے ⑦ امامیہ :- دنیا کو امام غائب کے بغیر خالی نہیں

مانتے ہیں۔ اور بنی ہاشم کے بغیر کس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ⑧ فارسیہ

کہتے ہیں جو کوئی اپنے آپ کو دوسرے سے فاضل جانے کافر ہے۔ ⑨ متنازعہ

جو اداگوں کے قائل ہیں۔ یعنی مرنے کے بعد جہنم بدلنا مانتے ہیں۔ ⑩ لاقیہ :-

یہ لوگ حضرت عائشہؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ پر سب و شتم کرتے ہیں۔

⑪ راجعہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کو دنیا میں آئینگے اور اسوقت بادلوں میں ہیں

⑫ مرتضیہ کہتے ہیں کہ مسلمان بادشاہ کے ساتھ جنگ کرنا جائز ہے۔

تاریخوں کے بھی بارہ فرقے ہیں۔ حضرت علیؑ اور امیر معاویہؓ کے درمیان

جس جنگ جاری تھی تو طرفین نے اسباب پر اتفاق کیا کہ ثالث مقرر کیا جائے

جو اس امر کا فیصلہ کریگا کہ خلافت کس کا حق ہے۔ یہ ستر حضرت علیؑ کی فوج

سے کچھ لوگ الگ ہو گئے انہوں نے دعویٰ کیا کہ قرآن و حدیث اور اجماع کلمت

کے مقابلے میں ثالث کی کیا ضرورت ہے۔ ان میں سے بعض نے حضرت علیؑ پر سب و شتم کیا جائز مان لیا اور خلیفہ عمر بن عبد العزیزؓ کے عہد تک ایسا کرتے رہے۔

اس آیت شریف السالیتون الاولون من المهاجرین والانقلد المذہب کی رو سے ایسے بزرگوں کی شان میں بڑا بھلا کہتا کہاں تک درست ہے جبکی تعریف خود اللہ پاک نے کی ہے۔
اسکی روشنی میں چار یاران یا صفا۔ دیگر اصحاب اور ازواج مطہرات پر طعنے تشنیع کرتے والا کافر ہے۔

تحفۃ السالکین میں درج ہے پس وہ شخص کافر ہے رافضیوں میں سے جس نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی شان میں گستاخی کی ہو۔
یا جس نے حضرت علیؓ کو خدا مانا یا ایسی نبوت کا قائل ہوا یا یہ کہے کہ جبریل غلط کر گیا کہ بجائے علیؓ کے آنحضور صلعم کو نبوت دے گیا یا یہ کہے کہ اولاد علیؓ کے اندر اللہ نے حلول کیا۔

اسی طرح خارجیوں کو بھی تکفیر کا فتویٰ لگ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے سوا ساری امت کو کافر گردانتے ہیں۔

کتاب شرف السادات میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ، حضرت عائشہؓ، حضرات حسنینؓ اور ان کی اولاد پر سب و شتم کرنا کفر ہے۔

حضور پاکؐ نے فرمایا میں نے میری اولاد سے دشمنی رکھی اسنے میرے

میرے ساتھ دشمنی رکھی۔ ایسا کرنا اللہ پاک کے ساتھ دشمنی کے مراد سے ہوگا۔ سیدوں کا دشمن، اللہ کا دشمن ہے۔ اور علوی یعنی حضرت علیؑ کی اولاد حضور پاک صلعم کے محبوب ہیں۔

قتاویٰ اظہری میں امام ابو یوسف کا واقعہ درج ہے۔ جب وہ ہارون رشید کے دستر خوان پر کھانا کھا رہے تھے۔ تو کدو کے بارے میں امام موصوفؒ نے فرمایا حضور صلعم کو پسند تھی۔ چویدار نے کہا مجھے کدوا چھی نہیں لگتی امام صاحب نے حکم دیا کہ یہ شخص فوراً توبہ کرے ورنہ قتل کیا جائیگا گویا ثابت ہوا کہ آنحضور صلعم کی پسندیدگی کو ناپسند ٹھہرانا یا اس کے بارے میں بُرا خیال کہنا کفر ہے۔

حضور پاک صلعم نے بعض دفعہ اولیوں کے کرام کو بھائی کہا ہے اور ان سے ملاقات کی تمنا کی ہے۔ تو ان سے دشمنی رکھنا کشتی بیدلیفینی کی بات ہے۔ ایسے میں ایمان ہاتھ سے جانیکا خطرہ ہے جو گناہ کو معمولی بات سمجھے یا بے وفائی خیال کرے وہ کافر بنتا ہے۔ موت کے وقت ایسے آدمی بہت افسوس کرتے ہیں۔

خلاصۃ المناقب میں ایک فقیہ کا واقعہ درج ہے جسکو علامہ مرشد پاک حضرت سلطان العارفين سے عداوت تھی لوگوں نے جانکنی کے وقت اسکی حالت ترار دیکھی کہ اس دشمنی کی وجہ سے اس کا کیا برا حال ہوا۔ پیر کاملؒ فرماتے تھے کہ ایماندار کے دل میں ولی کی عداوت نہیں ہوتی ہے

منکر است و روکیہ ملعون مردود وار !!
بر زبان آجوں سگاں از دور غوغوے کند

ایسا آدمی جو منکر ہو وہ ابدی مردود ہے۔ کتے کی طرح دور سے
سمجھو نکتا رہتا ہے۔

خلاصۃ المفام میں شیخ عبداللہ المنجدومی کا فرمان یوں
ہے کہ شہر سنجا میں ایک شخص گزرے ہوئے اولیاء کی روش پر اعتراض کیا کرتا
کرتا تھا۔ جب اسکا آخری وقت قریب ہوا وہ کلمہ نہیں پڑھ سکا۔ سیاروں
لگے تو شیخ شویدی بخاری کے پاس گئے۔ آپ نے اُسکو کلمہ پڑھایا۔ ساتھ ہی کہہ دیا
کہ میں نے سری سقطی۔ جنید بغدادی۔ ابوبکر شبلی ابوزید رحمہم اللہ سے
تمہارے حق میں معافی طلب کی اور وہ راضی ہو گئے انکی سفارش پر اللہ تعالیٰ
نے بخش دیا۔

جب اُس شخص سے پوچھا گیا تمہاری زبان کیوں نہیں کھلتی تھی۔ کہ اس
نے کہا کہ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی کالی چیز میری زبان پکڑے ہوئے
تھی۔

ایک اور واقعہ سن لیجئے۔ ملا یوسف ایک فقیہ اکثر نیکو کاروں کی غیبت
کیا کرتا تھا۔ جانکنی کے وقت مرصیبت میں پڑ کر کہنے لگا۔ کہ جلد پیر کامل سے میرے
حق میں معافی مانگ لیجئے وہ ابھی وہاں پہنچے بھی نہ تھے۔ پیر کامل نے فرمایا۔

زندہ تھاں بہ زلفیر توشیش

عذر بدر گاہِ قدا آورد

زندہ وہی اچھا ہے۔ جو اللہ سے معافی مانگے۔

حضرت مہا کی فرماتے ہیں کہ میں سوخ میں پڑ گیا کہ یہ شعر جو آپ نے فرمایا بے محل نظر آتا ہے۔ اتنے میں ملا صاحب کے آدمی آگئے۔ پیر کاملؒ نے جنابِ خاکیؒ کی طرف اشارۃً فرمایا کہ یہ شعر الہی کی وجہ سے کہہ دیا۔ کیونکہ اللہ نے مجھے قبل از وقت مطلع کر دیا۔ نتیجتاً آپ کی توجہ سے وہ یمن دن زندہ رہا اور بار بار کلمہ شہادت دہراتا رہا۔

شکر صوفی پیر کامل کامرید گھوڑے کا سانس تھا۔ زندگی کے ایام میں دین اسلام کے بارے میں بہت کم جانتا تھا۔ مگر یمن حجت سے کلمہ شہادت اور استغفار کے کلمات پڑھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون عوادم المعاد فی میں لکھا ہے۔ کہ اے عزیز! زندگی اس طرح بسر کرو کہ کسی کے بارے میں تمہارے دل میں کھوٹ نہ ہو۔ تیز درج رہے فرمایا گیا جس نے سنت کو زندہ رکھا۔ اُس نے مجھے زندہ رکھا۔

ہمارے پیر کاملؒ کو حضرت ابوالجناح شیخ نجم الدین احمد الکیرانیؒ کے ساتھ روحانی نسبت تھی۔ آپ نے سلوک کے قواعد میں اس حدیث پاک کی روشنی میں کہ موت قبل ان تموتوا (مرنے سے پہلے مر جاؤ۔) موت اختیار کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور ہمارے مرشد پاکؒ نے ان قواعد کے اندر اپنے آپ کو گھیر رکھا ہے۔

رہنموش شیخ نجم الدین کبریٰ بنزیر بود
راز و اسرار حقیقت عالم اکبر شہادت

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت نجم الدین احمد الکبریٰ قدس اللہ سرہ
ہماری مرشد کامل کے بھی رہیر تھے اُن سے راز ہائے حقیقت حاصل کر کے عالم اکبر
بن گئے۔

حضرت سلطان قدس سرہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ میں خالقہ میں تھا
اور ابھی میری داڑھی نہیں تھی تو بیداری کے عالم میں مکاشفہ ہوا اور میں نے
اپنے آپ کو ایک پہاڑی کے دامن میں چلتے دیکھا۔ نیکو کاروں کی ایک جماعت جہن
میں سفید داڑھی والے بزرگ بھی تھے میری طرف آئے علیک سلیک کے بعد ایک
صاحب نے آپ کا اسطرح تعارف کرایا۔

فرمایا۔ اے عزیز خیردار! یہ حضرت شیخ کبریٰؒ ہیں آپ کی ملاقات کا شرف
مہماری قسمت میں تھا۔ مبارک ہو اب انکی نصائح خوب غور سے سنو اور موقعہ
عینمت جان کر ان پر خوب کاربند رہو۔ چنانچہ آپ نے جو کچھ بھی فرمایا ہیں اس پر
خوب عمل کیا اور خوب مستفیض ہوا۔

نغمات الانس میں حضرت شیخ نجم الدین کبرا کی کنیت ابوالجنا ب ہے
آپ کا لقب کبریٰ تھا۔ کیونکہ جوانی کے زمانے میں آپ دینی مباحثوں میں سب
کو پچھاڑ دیتے تھے۔ اسلئے طامۃ الکبریٰ نام پڑا یعنی بہت بڑی دلیل والا

آپ کو دلی ترشش بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی دلی ترشش (بنا نے) والا۔ دجلہ کے غلبہ کے عالم آپ کی نظر مبارک جس پر پڑی وہ دلی بن جاتا تھا۔ ایک دن آپ کی خالقاہ میں ایک تاجر محض سستا بٹھا گیا۔ آپ پر اس وقت وحید و حال طاری تھا۔ فرمایا کس ملک سے آئے ہو اس تے نام بتایا۔ فرمایا۔ جاؤ۔ یہ اجازت نامہ اور ارشاد نامہ لے جاؤ اور لوگوں کو خدا کی طرف بلاؤ۔ کس ہے۔ آنا کہ خاک را منظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشت چستے بجا کنند الم قربان جائیے ان اداؤں کے اکاش ہم پر بھی اولیائے کرام کی ایسی نظر رحمت ہو! آمین (مترجم)

۶۳۸ھ میں تاتاریوں نے بغداد پر حملہ کیا۔ ہزاروں مسلمان شہید ہوئے۔ آپ خالقاہ میں تشریف فرما تھے۔ ایک تاتاری سپاہی نے آپ کے تلوار پر وار کیا۔ آپ نے اُس کے بالوں کو پکڑ لیا۔ اور مرنے کے بعد بھی چھوڑے نہیں جب تک بودھی تلوار سے تہ کاٹی گئی۔ بوقت نزع یہ رباعی فرمائی۔

ما ازاں محنتا نیم کہ ساعز گیرند

تے ازاں مفلسا نیم کش یزلاں گیرند

(ہم اُن صاحبِ حشمت لوگوں میں سے ہیں جو کہ ہاتھ میں جام لیتے ہیں۔ اُن

ناداروں میں سے نہیں جو کمزور بکری پالتے ہیں)

یہ بیکے دست سے جام شہادت نوشند

بدگر دست سرور خیم کافر گیرند

(ایک ہاتھ سے جام شہادت نوش کرتے ہیں۔ اور دوسرے ہاتھ سے کافر کی بودھی پکڑتے ہیں۔)

محکم شہر محارت کردن قصر سلوک
ایمان قواعد کہ درین وضع آں اثر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ اس معمار یعنی حضرت شیخ کبرا قدس سرہ نے سلوک کی عمارت کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے دس قواعد وضع کئے ہیں۔ جو آپ نے ہمارے مرشد کاملؒ کو عطا کئے اور آپ کا یہ قصر عرفان محکم و مضبوط تر ہوا۔ یہ سلسلہ شطاریہ کے طریق کا پتھر ہے۔ جو حضرت نے وضع کیا ہے اور جسکی تعلیم آپ نے مرشد پاکؒ کو عطا کی۔

ان امور پر عمل کرنے سے اختیاری موت کا ملکہ حاصل ہوتا ہے۔ جسکا اشارہ اس حدیث پاک میں آگاہ ہے۔ موتو قبل ان تموتو یعنی مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

طبعی موت تو روح کے جدا ہونے سے واقع ہوتی ہے۔ مگر موت اختیاری تمام مرغوب چیزوں کو چھوڑنے سے حاصل ہوتی ہے۔

ایک دفعہ حضور پاکؐ نے حضرت صدیق اکبرؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اگر آپ نے چلتا ہوا مردہ دیکھنا ہو تو ہمارے یار غارؓ کو دیکھو کیونکہ انہوں نے موت اختیاری کو اپنا لیا ہے۔ اور مستدرجہ بالا حدیث مبارکہ

پیر عمل پیرا ہوتے ہیں یاد رہے کہ فطری مرادوں کو ترک کرنے سے جسم اور روح میں تعلق پیدا ہوتا ہے اور جسم کو عروج حاصل ہوتا ہے۔

توبہ و زہد و توکل ہم قناعت خلق توش
کردہ در عزت از توفیق حق اذکر شد است

حضرت علامہؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کامل توبہ۔ زہد و پیر ہیز گاری توکل و قناعت، انیک توئی، صبر و رضا اور عزت نشینی میں کامل ہوئے۔ عادات قبو کا بدل ڈالنا سلوک کا مقصد اعلا ہے۔ بارگاہ الہی کا قرب اُسی صورت میں ممکن ہے۔ جب ہم اپنی بُری عادتیں بدل ڈالیں۔ نفس پر سختی کریں اور خلق بد کو نیک توئی میں تبدیل کریں۔

ابن منصور نے ابراہیم خواصؒ سے پوچھا کس مقام میں نفس کو ریاضت کا حکم دیتے ہو انہوں نے فرمایا کہ تیس سال سے میں نفس پر بمقام توکل سختی کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تم نے اپنی عمر کو باطن اور دل کی تعمیر میں فنا کیا اور قناعت اللہ کی منزل سے دُور پڑ گئے ہو۔ انہی دس قواعد کی تشریح میں حضرت سلطان ولد علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ

مرگ تبدیل خلق بد باشد۔ خسلت بد عقلتے از احد باشد
مرگ کا مطلب ہے بُری عادتوں کو چھوڑ دینا ہے۔ بُری عادتوں سے میرے پھٹنے رہنا خدا سے غافل ہونا ہے۔

در توجہ رونہادہ صبر اصابہ شدہ در مراقب ثابت و اندر رضا شکر شد است

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر کامل صبر میں ثابت قدم رہے اور صابر رہے۔
تیز مراتب میں اللہ کی طرف متوجہ ہونے کو ترجیح دی۔ اس طرح صبر و رضا کے منازل
حاصل کرنے میں کمال حاصل کیا۔ آپ اللہ کے شکر گزار اور مریدان صادق آپ کے
مشکور رہے۔

یہاں حضرت امیر قدس سرہ کی اُن تصانیف کا ذکر کرنا بیجا نہ ہوگا۔
جس میں آپ نے اپنے مرشد کامل یعنی حضرت شیخ کیریؒ قدس سرہ کے دس قواعد
کو رسالے کی صورت میں شائع کیا۔ راہ سلوک پر چلنے والوں کیلئے یہ دس قواعد
تربیت کا کام دینگے۔ اس کتابچے کو علامہ خاکیؒ قدس سرہ نے بطور تبرکے
اس کتاب میں شامل کیا ہے جو یوں ہے۔

اس پروردگار کا بے انتہا شکر و ثنا جس نے اسلام کے قوانین کو مضبوط
تیار کر سرمایہ نجات قرار دیا ہے۔ جس نے پاکیزہ انفاس کو عالم ہائے جبروت
ملکوت بلکہ لاہوت کی سیر کرائی اور اڑتے ولے شہباز بنادیا۔

بیشمار درود و رحمتیں تمام عالموں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلعم
پر اور اُن کے اہلبیت پر جو اہل یقین کے سالار اور پیشوا ہیں (امایہما)
اے عزیز! خدا تک پہنچنے کے راستے تمام سالنوں کی تعداد کے
کے برابر ہیں۔

لیکن یہ سارے راستے تین حصوں میں منقسم ہیں پہلا حصہ کار و بار والوں کا راستہ ہے۔ جس سے مراد بہت سی نمازیں پڑھنا۔ روزہ رکھنا، قرآن شریف کی تلاوت، زکوٰۃ، حج اور جہاد وغیرہ ہیں۔ یہ ظاہری اعمال ہیں اور عام مسلمانوں کا راستہ اور دائمی عذاب سے بچنے کی صورت لیکر اس راستہ سے حقیقت تک پہنچنا قریب قریب محال ہے۔

دوسری قسم راہ خدا میں جدوجہد اور مجاہدہ کرنے والوں کا ہے جو نفس پر قابو پانے اور دل کی صفائی حاصل کرنے پر زور دیتے ہیں روح میں پیدا ہونے اور باطن کو ستارے کیلئے جدوجہد کرتے ہیں۔ یہ راستہ ابرار کا ہے۔ اس جماعت کو مقصد یا میانہ رو کہتے ہیں۔ ان میں خدا رسیدہ بزرگوں کی تعداد کم ہے۔

تیسرا گروہ بارگاہ الہی میں سیر کرنے والوں کا ہے جو لاپوت میں رہ کر بارگاہ الہی کا تقرب حاصل کرنے میں سب سے پیش پیش ہیں یہ زیادہ بزرگی والوں کا مقام ہے اور قوت ارادی پر منحصر ہے

اس نیک نیتی کے حصول کی بنیادیں انہی دس قواعد پر مشتمل ہیں

— پہلا قاعدہ توبہ ہے۔ یعنی اپنے اختیار اور ارادے سے اللہ کی

طرف متوجہ ہونا۔ گناہوں سے مُتہ موڑنا۔ ہر اُس چیز کو چھوڑنا جو اس کے اور خدا کے درمیان حائل ہو۔ سالک کیلئے دنیا و عقلی کی باتیں کرنا حرام ہے طالبِ خدا کو اپنا وجود بھی چھوڑ دینا ہے۔ (نظم۔ مفہوم) اگر فقر کا تاج چاہتے ہو اپنا سر کاٹ لے۔ اپنی ہستی اور کائنات سے کٹ کر الگ ہو جا

اے فرزند! یہ اُن بہادروں کا تاج ہے جو اپنے سر کی پروا نہیں کرتے۔ یہ تاج کس طرح مل سکتا ہے۔ جیت تک تمہیں اپنے سر پر تاج ہے۔ دوسرا قاعدہ نہ ہوتا ہے۔ یعنی تمام توہمات دنیوی سے قطع تعلق اُسی طرح جس طرح مردہ تمام چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے۔

دنیا آخرت کے طلبگاروں کیلئے حرام ہے۔ اور آخرت دنیا کے طلبگاروں

پر حرام! اہل اللہ پر دونوں حرام۔ (المحدث)

یہاں مرنے کی پابندی دہاں جینے کی پابندی

دراصل دنیا و عقی کی لذتوں سے بڑھکر بارگاہ الہی کی لذتیں ہیں۔

تیسرا قاعدہ توکل ہے۔ تمام ذرائع و اسباب کو اس طرح سے ترک

کرنا اپنے ارادے سے جس طرح مردہ اپنے عزیز و اقارب و مال و اموال سے

کو چھوڑ دیتا ہے۔ یہ سب کچھ محض اللہ کی خوشنودی کیلئے ہونا ضروری

ہے۔ مجبوری کے عالم میں نہیں۔

چوتھا قاعدہ قناعت لغنائی اور حیوانی لذات سے کنارہ کش ہونے کا

نام ہے۔ صرف حسب ضرورت کھاتے پیتے اور معمولی لباس کی فکر کرے۔ گویا

ہرام میں میانہ روی چاہیئے۔

پانچواں قاعدہ عزلت ہے۔ یعنی گوشہ نشینی یعنی ملنا جلنا ترک کرنا اپنے

ارادہ سے قطع تعلق اختیار کرنا۔ صرف مرشد کامل کی صحبت میں رہنا۔ اُسی طرح

حسین طرح غسل کے ہاتھ میں کس کی لاش ہوتی ہے۔ گویا غیر اللہ

کی رنگ سے اپنے آپ کو آلودہ نہ کرے۔ اس بیماری کیلئے مسہل حوائی

چاہیے اور وہ ہے ذکر !

چھٹا قاعدہ ذکر ہے۔ پینے ارادہ سے ماسوا سے کٹ کر اللہ کے ساتھ رشتہ جوڑنا۔ اللہ فرماتا ہے۔ **وَادْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ** خدا کو اس وقت یاد کرو۔ جب باقی چیزوں کو چھوڑ دو۔

ذکر ایک معنوں مرکب ہے جو نفی اثبات سے مل کر بنتی ہے۔ لافنس امارہ کو چھوڑ کر غرور۔ حسد۔ بغض۔ چغلی جھوٹ خود نمائی لالچ دیرہ سے کنارہ کش ہونا۔ اور آلہ اللہ کے اثبات سے دل کی پاکیزگی اختیار کرنا یقین کے تحت بر بٹھ کر اپنے جمال کی جلوہ گری کرے۔ تاکہ جسم کی زمین توراتی ہو جائیے اور ذکر کے چہرہ پر اس کے آثار نمایاں ہوں **وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ** وہ تمہارے ساتھ جہاں بھی تم ہو گے

- جب سٹی کی طرح اس راہ میں پامال ہو جاؤ گے تو تم کو ابدی زندگی حاصل ہو جائیگی۔ **تَوَدُّ كَوْفًا** کر کے اللہ جلوہ گر نظر آئیگا۔
- سب کاموں میں دل کو مد نظر رکھو۔ تاکہ دھیان اللہ کی طرف رہے۔
- تمہارا دل ناسوت کا ایک اندلہ ہے۔ اس کے اندر لاہوت کا شاہیا رہے اسکو پینے دو۔ اُڑ جائیگا۔

- حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ کا مراقبہ کیا ہے ہاں نفس کی مخالفت کرنا ہی مراقبہ ہے۔ حضرت خواجہ موصوف مرید کے دل سے غیر اللہ کے خیالات مٹا دیتے تھے۔

- ساتواں قاعدہ توجہ ہے۔ توجہ لبوئے حضرت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تمام خواہشات کو چھوڑ کر توجہ اللہ کی ہے ترک کرتا کسی مرغوب چیز کو آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھنا۔

حضرت پیر رومیؒ فرماتے ہیں کہ
صد کتاب و صد ورق بے ناکار کئے

روئے دل را جانب دلدار کئے ! مترجم

- ابوالقاسم جنیدؒ فرماتے ہیں۔ اگر ایک صدیق سالک اللہ کی طرف ہزار سال متوجہ رہ کر ایک لمحہ کیلئے بھی اپنا رخ اس ذات واحد سے پھیرے تو اسکی ہزار سالہ محنت ایک لمحہ کی غفلت کے باعث رائیگاں ہو جائیگی۔

- آٹھواں قاعدہ ہے۔ یعنی نفسانی خواہشات کو چھوڑ دینا اور ریاضات میں ثابت قدم رہنا۔ گویا صبر ایک مردے کی طرح ہو۔ نفس امارہ کو قابو کر کے تکالیف برداشت کرے۔ تاکہ دل کی صفائی روح کی پاکیزگی میسر ہو
تواں مراقبہ ہے۔ یعنی اپنے محبوب کی طرف نظر رکھنا۔ خدا کی مہربانیوں کے انتظار میں رہنا۔ اُسی طرح بے حس و حرکت جسطرح ایک مردہ لاش ہوتی ہے۔ توحید کے سمندر کا غواص بننا۔ نفس سے بھاگ کر اللہ کی طرف رجوع کرنا۔

اللہ کو ہمیشہ حاضر و حاضر جان کر اللہ کے نور سے منور ہو جانا۔

دسواں قاعدہ رہا ہے۔ اپنی مرضی پر محبوب کی مرضی کو ترجیح دینا۔
اس سلسلہ میں اچھائے العلوم اور کیمیائے سعادت کا مطالعہ بھی
ضروری ہے۔

معتبر لوگوں سے سنا ہے کہ حضرت شیخ جنیدؒ کے زمانے میں حضرت
شیخ کیریؒ قدس سرہ کے زمانے تک اس سلسلہ کو جنید یہ کہتے تھے بعد
میں شیخ کیریؒ کی بزرگی کے پیش نظر اس سلسلہ نام کیریہ پڑ گیا۔ یہی
نام حضرت میر سید علی ہمدانیؒ قدس سرہ تک تھا بعد میں کچھ اسکو
حمدانیہ کہتے چلیے

خزانۃ الجلالے میں رنگ آلودہ دل کو مُردہ زمین سے نشہ
دی گئی ہے۔ اگر پانی سے سیراب کیا جائے تو قسم قسم کے نباتات
لیگے ہیں لہذا اپنے دل کو استغفار اور لا الہ الا اللہ کی ریتی
سے تیز کر دیا خدا تعالیٰ زندگی بخشی ہے۔ حضرت علامہ دار فزمتے
ہیں۔

دل چہوی گاڑتے ہو کھ موٹھا دُنی
ذکو پند پونہ دس لکھ یوتو ہے (مترجم)
موت نفسانی خواہشات سے آتی ہے زندگی اللہ کی محبت سے
قائم ہے۔

کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ معرفت کی زندگی الگ
ہے۔ اور حیات الناس الگ۔ لوگ بشری زندگی سے زندہ ہیں

کل نفس زانقہ الموت سے بشری زندگی ختم ہوتی ہے۔

مگر معرفت کی زندگی کبھی ختم نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ حَيِّتُكَ
حَيَاةً طَيِّبَةً (ہم سون کو پاکیزہ زندگی عطا کرتے ہیں) اس سے کہا گیا
ہے۔ المؤمن حقاً فی الدائمۃ، مؤمن دنیا و عقیلی میں زندہ رہے۔

نہ میر دھس کر جان لاش تو باشی تو شا جانے کہ جانا لاش تو باشی

وہ نہیں مڑتا جسکی جان تم ہو۔ تیک بہت وہ ہے جسکے تم محبوب ہو۔

شاہ کرمان قدس سرہ نے اس آیت کی تشریح میں فرمایا ہے۔

ادمۃ کانت میسۃ فاحیۃ۔ اس زندگی کی تین نشانیاں ہیں

① لوگوں سے گوشہ نشینی ② اللہ کے ساتھ تنہائی ③ دل اور زبان

ذکر میں مشغول رہے۔

غافل مشوا از ذوق دل و ذکر زبان

تا زندہ جاوید شوی در دوسرائے

دل اور زبان سے ذوق و شوق کے ساتھ ذکر میں مشغول رہنا کہ

ایسی زندگی پادشہ

نہیں در دواقف ہر لحظہ از عقل خدا
صحبتش با اولیاء اعظم و اقر شداست

علامہ خاکی فرماتے کہ اللہ کے فضل و کرم سے میرے مرشد کاملؒ کو چند اکابر اولیاء کے ساتھ ملاقات نصیب ہوئی ان سے فیضان حاصل کرنے کا شرف ملا اس طرح یہ سمجھ لیجئے کہ یہ ہمارے پیر کامل کی اولیسی نسبتوں کی طرف سے اشارہ ہے۔

**کسب کردار ہر یکے کیفیت ذکر و دعا !!
دو سوز رہی زہریا روئے دل شور شد است**

علامہ فرماتے ہیں کہ مرشد کاملؒ قدس سرہ نے ہر صاحب دسگہ سے ذکر و دعا کی تربیت حاصل کی حتیٰ کہ آپ لوگوں کی رہبری کیلئے کامل و اکمل بنے۔ حقرت علامہ فرماتے ہیں۔ کبھی مرشد پاک مجھ پر مہم بان ہو کر میرے بذریعہ عقیدت کو زیادہ راسخ اور پختہ بنانے کیلئے فرماتے کہ مجھ کو ظاہری اور باطنی طور پر لڑکپن سے ہی سے مکاشفات کے اولیاء سے متمتع ہونیکا موقع ملتا۔

یہاں تک کہ انکی مدد سے میں ذکر و وظائف وغیرہ میں تربیت حاصل کرنے میں بد طولی حاصل کر گیا۔ مگر یہ سب میری ثابت قدمی سے مجھے ملا اور اچھے نتائج حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔ مصلحت یہ ہے کہ جب تک ابتدائی وظائف کے نتائج حاصل نہ ہوں آگے نہیں بڑھنا چاہیئے۔

قصیدہ فارغیہ مسمیہ کی تشریح میں وارد ہے۔ جو مرشد کاملؒ لسانی تو اہستاتہ کچھ چنگن سے آزاد ہوا ہوا اور غرور۔ پندار۔ خود بینی

اور خود خائف کا شکار نہ ہو وہ عطا شدہ نعمتوں کے شکرانہ کے طور پر ان کا اظہار کرے۔ اس سلسلہ میں اس آیت کا حوالہ دیتا ہر محل ہو گا۔
 وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ ان نعمتوں کی شکر گزاری کیلئے ان نعمتوں کا ذکر کیجئے تاکہ طالبوں کا حوصلہ بلند ہو۔ مگر یاد رہے کہ سبے خوبیاں اللہ کے کمال و جمال کی آئینہ دار ہیں ان کا تذکرہ کرتا دراصل اللہ کی بزرگی کو ظاہر کرنا ہے۔ کتنا بلند و بالا ہے۔ شان والا ہمارا خدائے کریم!

ورد اعظم رکہ دعوئے است یسین ہم
 گشت مہم کام اعظم چہ سترامرشد است

علامہ موصوف نے مانے ہیں۔ کہ میرے مرشد کامل کو الہام ہوا کہ ورد اعظم یا سورہ یسین پڑھیں ابھی اسم اعظم ہے۔ آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس ورد اعظم (جو چند دعائیں، سورہ فاتحہ اور دیگر آیات۔ اور اسماء پر مشتمل ہے) میں اسم اعظم ہے۔ یہ مشکلات کے حل اور حاجتیں برآری کیلئے بہت مفید ہے۔ ایک غیبی آواز نے چونکا دیا اور معلوم ہوا کہ سارے کا سارا اسم اعظم تو آپ اسکو ہمیشہ پلاتا تھے رات کے آخری پہر یا صبح نماز کے بعد کئی دفعہ پڑھتے تھے۔ اسکی اجازت آپ کو اپنے پیر بزرگوار حضرت اسید جمال الدین نے تجاری قدس اللہ سرہ نے دی تھی۔ بلکہ سلسلہ شطاریہ کے بعض مرشدوں اور حضرت تواجہ خضر علیہ السلام سے بھی پڑھنے کی اجازت حاصل

تھے۔ بعض مریدوں نے بھی اسکا ثواب استفادہ کیا ہے۔

قارے میں وردِ بودید پایا جی رہش
کثر دیا نشہ ہر زمان پرلے یکے کسہ شدت

حضرت علامہؒ فرماتے ہیں ایک دن مرشدِ پاک بھی وظیفہ پڑھنے میں مصروف تھے۔ اور میر بابا حیدرؒ تو لہ مولیٰ رحمۃ اللہ علیہ جو صاحبِ کشف ہے۔ ایک کونے میں بیٹھے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ہر سانس جو پیر کامل کے دہان مبارک سے نکلتا تھا ایک کیوتر کی شکل میں باہر آکر آسمان کی طرف اُڑتا تھا۔ جیسے خاکی صاحب نے اس بارے میں مرشدِ کامل سے دریافت کیا۔ تو آپؒ نے فرمایا کیا تم نے الیہ الصعدۃ الکلم العلیہ (۱) اس کی طرف پاکیزہ کلمات پڑھتے ہو۔ کے آیہ کریمہ کی تفسیر نہیں سنی ہے۔ یا حضورِ پاک صلعم کی حدیثے پاک نہیں دیکھی ہیں۔ میں نے فرمایا کیا ہے۔ کہ مومن بندے کے منہ سے کلمہ پرندہ کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ مثلاً اگر سبحان اللہ کہے کہ اس پرندہ کا نام سبحان اللہ مشہور ہو کر وہ ہمیشہ ہمیشہ اللہ کی ثنا کرتا رہتا ہے۔ اسکا ثواب پڑھنے والے کو ملتا ہے۔

اور اذ فتحہ کی شرح میں ایک واقعہ درج ہے کہ ایک شخص دریا میں ڈوبنے لگا۔ اس نے پڑھا ذل اللہ تقدیر العزیز العلیم تو ایک پرندہ اسکو کنارے پر رکھ دیا۔ پوچھا تم کون ہو۔ جواب ملا میں ہی آیہ کریمہ ہوں۔

نہاتے الائنس میں لکھا ہے کہ شیخ محی الدین عربی قدس اللہ سرہ

ایک دن حضرت فاطمہ بنت حسن المثنیٰ کے پاس بیٹھے تھے۔ ایک

عورت نے عرض کی۔ میرا خاوند فداں شہر میں گیا ہے۔ جہاں وہ

دوسری شادی کرنے والا ہے۔ حضرت فاطمہ نے سورہ فاتحہ پڑھنا شروع کیا

میں نے جان لیا کہ سورہ فاتحہ پڑھنے سے انہوں نے ایک شکل نکھینچی اور اسی

صورت کو روانہ کیا۔ بھینچنے کے وقت فرمایا کہ اے سودا فاتحہ جاؤ اسکو

لیکر آؤ اس طرح سائلہ کا کام بن گیا۔

مفتاح الجنان میں لکھا ہے کہ ایک شخص ہمیشہ تسبیحات عشرہ پڑھتا

تھا۔ سفر میں اُسے لیٹروں نے گھیر لیا اسی اثنا میں دس سوار ننگے سر اسکی

مدد کو آئے۔ اور وہ پچ گیا۔ اُس نے پوچھا تم کون ہو۔ ہم تسبیحات عشرہ

یعنی دس دعائیں ہیں۔ تو تم ہر صبح سات بار پڑھتے ہو۔ پوچھا ننگے سر

کیوں ہو۔ انہوں نے کہا کہ تم یہ کلمات بغیر بسم اللہ کے پڑھتے ہو۔!

ہے وردش ہم دعائے حرز موسیٰ اولیاء
ہر بنی و ہر ولی از خواندش موزر شد است

اس شعر سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ میرے پیر کامل قدس سرہ کا حرز موسیٰ

اولیاء و ولیفہ تھا۔ اس ورد کا استغادہ ہر بنی و ولی پڑھتے کیا ہے۔

چنانچہ اسکے خواص بہتے ہیں۔ انکے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہ دعا حضرت
 ابراہیمؑ کے دستار مبارک پر۔ حضرت یوسفؑ کی لغویر پر۔ حضرت سلیمانؑ کی
 انگوٹھی پر۔ حضرت عیسیٰؑ کے پنگوڑے پر۔ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی مہر پر۔ حضرت علیؑ
 کی ذوالفقار پر اور حسنین کرام رضی اللہ عنہما کی لغویر پر لکھی تھی۔ اس کے یکثرت
 پڑھنے اور ورد کرنے سے اسکا نام حر رمونس اولیاء پڑا۔ اسکی فیوض و برکات
 بے شمار ہیں۔ اس دعا کی اجازت سے پیر کاملؒ نے مرحمت فرمائی تھی کہ ہر قرض نماز
 ہتھیزا اور چاشت نمازوں کے بعد ایک ایک بار پڑھیں۔ ایسے وظیفہ قوائد کے
 مددگار رجال الغیب ہونگے۔

گشتہ ورد و ملک اور اتر زخرب البحر ہم
 گرمی و تاثیر آں مشہور ہر مشہر شد است

علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کامل کو حزب البحر وظیفہ عزیر تھا
 اور شب و روز ورد فرماتے تھے۔ چنانچہ اس وظیفہ کے قوائد اور خاصیتوں
 ہر طرف مشہور ہو گئیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک
 دفعہ جناب رسالت مآیہؐ کی خدمت میں جناب روح الامیںؑ تشریف
 لائے۔ اور بہت ہی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ

نے آپ کی اُمت سے کیلئے ایک تحفہ بھیج دیا ہے اور وہ ہے۔ دعائے حزب البحر! یہ کسی اور پیغمبر کو نہیں ملا ہے۔ اسکے پڑھنے سے دولتیں جہاں کے مطالبہ حاصل ہونگے اور اسکی چالیس خاصیتیں ہیں۔

ایک اور کتاب میں تحریر ہے کہ یہ دعا حضرت علیؑ کو عراق میں ملی ہے۔ اور آپ نے شیخ ابوالحسنؒ کو بحسبلی، کرطک، طوفان وغیرہ سے بچنے کیلئے اسکے پڑھنے کی اجازت سے مرحمت فرمائی تھی۔

یہ بھی درج ہے کہ سید ابوالحسن مغربی شاذلیؒ ایک دفعہ بحیرہ روم میں طوفان کے اندر پھنس گئے اچانک یہ کلمات اُن تک پہنچ گئے۔ اسی لئے اسکا نام حزب البحر پڑ گیا۔ آپ نے وصیت کی کہ کم فہم گندہ سن لوگوں کو اسکی تعلیم نہ دیں۔

ہمارے مرشد کاملؒ کو اسکی اجازت سلسلہ چشتیہ سے ملی۔ اسکے بعد گیلانیہ، شطاریہ۔ سبلاسل سے بھی فیض پایا۔

چونکہ بالامر مشائخ بہت ہفت آیات خوان
در حصار آہستین حفظ حق فخر شادان

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک کو اپنے مرشدوں سے ہفت آیات کا وظیفہ ملا۔ اس طرح وہ فولادی قلندر میں محفوظ رہے۔

اس کا طریقہ یوں ہے کہ ساتویں آیت پڑھتے ہی اپنے ساتے اعضا پر پھونک مار کر یہ کہے کہ میں نے تمام دشمنوں اور ابدانہ لشیوں

کو عکڑ کر رکھ دیا ہے۔

ان کی زبان کو بحق لا الہ الا اللہ کے مہر ثبت کی ہے۔ بنا کہ محمد رسول اللہ
وبحق کھلیا حصے و بحق جمعہ سے و بیرکت آں آیات قرآن مجید دل کو
مضبوط رکھے۔ پینے آپ کو قولادی قلم کے اندر محفوظ و مامون جاتے۔

دید جمع ز اولیاء حرز یمانی خوان لے ایما
ہم بالیشان خواند یان خواند نش از ہر شد است

چارے علامہ فرماتے ہیں کہ میرے پیر کامل نے اولیاء اللہ کی ایک جماعت
کو حرز یمانی پڑھتے دیکھا ان کے ساتھ ساتھ پڑھنے کی برکت سے آپ کو بھی یہ
ذہیفہ زبانی یاد رہا۔

دعا سے حرز یمانی کو دعائے ستیغی بھی کہتے ہیں۔ پیر کامل نے فرمایا کہ
رخصت ہوتے وقتے ان بزرگوں نے مجھے بتا دیا کہ اس کا نسخہ آپ کو رات کو مل
جائیگا۔ اس میں کچھ غلطیاں ہو گئی وہ بھی لکنا۔ راتے کو ایک صاحب نے اسے
دعا کا نسخہ دیکر فرمایا کہ یہ چیز آپ کے لائق ہے۔ دیکھا پڑھا۔ واقعی اسمیں
کچھ غلطیاں تھیں۔ میں نے تصحیح کر کے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اس دعا کی کچھ خاصیتیں
بھی دیکھیں مگر میرے مرشد پاک لعل سید جمال الدین بخاری قدس سرہ نے
اسکے پڑھنے سے منع فرمایا اور ذکروں پر زیادہ زور دیا۔

مرشد برحق نے فرمایا۔ اے شیخ حمزہ! ایسی دعائیں دینا کی شہرت سے
اور سالانہ چاہ کے حصول کیلئے پڑھی جاتی ہیں۔ جس سے آخرت کے خسارے
کا ڈر ہے۔ "یہ شک نیک لوگوں کی نیکیاں۔ بارگاہِ خداوندی میں قرب والوں
کیلئے گناہوں کے برابر ہیں۔ (حسنات الایوارسیات الملقبہ)

حلقہ کردہ قارئین اور اذقیہ لشوق اولیاء بسیار شہودش بشیر اسر شد است

علامہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میرے مرشد کامل نے کھوپہامہ گاؤں کی
پیارٹی پر تحصیل بشیر اسر کے کنارے اولیاء کی ایک جماعت کو حلقہ کئے ہوئے
دیکھا اور وہ بعد شوق اور اذقیہ کا ورد کر رہی تھی۔ پیر کامل فرماتے ہیں کہ
اہل کشمیر کیلئے جناب حضرت امیر کبیر میر سید علی محمدانی قدس اللہ سرہ
نے یہاں تشریف لاکر اس کے پڑھنے کی عام اجازت مرحمت فرمائی ہے کہ
یہاں کے عام مسلمان مسجدوں میں بلند آواز سے پڑھتے رہیں۔ بس معلوم
ہو کہ اس کیلئے اجازت حاصل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بلکہ یہ مشاغل
کامل کے اعتقاد پر منحصر ہے۔ پھر بھی اگر کسی کامل سے اجازت ملے تو اور علیٰ طور
غرض سمجھنے بھی صبح نماز کے بعد اسکو پڑھنا لازم جانا!
ایک دن پیر کامل میر کرتے ہوئے تحصیل شیرسر پر پہنچے دیکھا کہ رجال الغیب
اور زمینی قرشتوں کی ایک جماعت دسروں میں بیٹھ کر اور اذقیہ پڑھ رہے

ہیں۔ ہماری طرف دیکھ کر فرمایا۔ تم ایسے کاموں میں کاپی نہ کرتی کیوں کرت رہے ہو جبکہ اپنے ایک دفعہ پڑھا ہونے کی سزا کو ختم کیا۔ پھر کامل فرماتے ہیں۔ دراصل انکا مقصد ہم کو زیادہ ترغیب دینا تھی تاکہ اسکو کثرت سے پڑھا جائے۔

اس سلسلہ میں تبرک کے طور پر چند باتیں عرض کرنا موزوں و مناسب

ہوگا۔

اللہ پاک کے کالاکہ لاکہ شکر ہے کہ اس نے اپنے فیوض و برکات کے دروازے اس اوراد شریفے کی صورت میں ہم پر کھول دئے ہیں۔ لاکھوں درود و سلام حضرت ہادی برحق صلعم آپ کی اولاد و اصحاب رضی اللہ عنہم پر جہتوں نے سیدھے راستے کی رہبری کی۔ ساتھ ہی ہم حضرت علی ثانی امیر کبیر قدس اللہ سرہ کی مہربانیاں کیسے بھول سکتے ہیں۔ جنکو اللہ پاک نے ہماری طرف سے بھیج کر بڑا احسان کیا۔ حضرت موصوف نے بے شمار برکتوں اور عظمتوں والا یہ وظیفہ ہمیں عنایت سے فرمایا۔

جو کوئی رات دن یاد خدا میں مصروف رہے۔ اگر سو سالہ مردہ پر پڑھے اسے جان ملتی ہے۔ صبح شام پڑھنے سے فیض بے پایاں ملتا رہیگا۔ حضرت خاکی فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ شیخ عماد الدین فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت قطب الاقطاب کے حلقہ ارادت میں حاضر تھا۔ تو آپ نے اچانکے چیم نکل گئی جب اوراد شریفے کا ورد ختم ہو گیا تو آپ نے فرمایا ایک جماعت فرشتوں کی پڑھنے والوں کے ساتھ موافقت سے کر رہی تھی۔ گویا انکی مدد کر رہے تھے۔ جب یہ ہمارے ساتھ پڑھنے لگے تو مجھ پر

نجیب کیفیت طاری ہو گئی۔

حضور پاک صلم کا ارشاد ہے کہ جو صبح کی نماز یا جماعت پڑھ کر بیٹھے اور خدا کی یاد سورج طلوع ہونے تک کرے بعد میں دو رکعت نفل پڑھے اسکو مکمل ترین جم اور عمرہ کا ثواب مل جائے گا۔

مسلم شریف میں ہے کہ ایسے ذاکروں کو فرشتے رحمت سے گھیر لیتے ہیں۔ انہیں اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی یاد اعلیٰ علیین میں فرشتوں کے سامنے کرتا ہے۔

**بعد خفتن ہم بخوان اوراد فتحہ بشوق !!!
یا سریدایں ز اولیاءش امیں امیر نم یکسر شد است**

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک کمال شوق سے خفتن نماز کے بعد اوراد شریف پڑھتے تھے۔ اور مریدوں کو بھی اسکے پڑھنے کی ہدایت فرماتے واقعہ یوں ہے۔ کہ نادیاہیل کی مسجد شریف میں پیر کامل نے عشاء کی نماز کے بعد حاضرین جن میں مرید اور دیگر گاؤں والے تھے فرمایا آؤ! ہم اکٹھے اوراد شریف پڑھیں۔ کیونکہ بعض اولیاء اللہ نے حکم دیا ہے کہ حاضرین سے کہہ دیں کہ بعد نماز خفتن بھی اوراد شریف پڑھیں۔ تاکہ اسکی برکتیں تمام رات شامل حال رہیں سب نے یہ وظیفہ شروع کیا صبح پیر کامل

تے پوچھا اگر کسی نے جواب دیکھا ہے تو بیان کرے۔ مخدوم علی صوفی نے آکر بیان کیا کہ پیر کامل کے رویرو ایک شخص حلوے کا تواجہ لے کر آیا۔ اور اسکو حاضرین میں تقسیم کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہی اوراد شریفے کی اصلی صورت تھی جو حاضرین پر منکشف ہوئی۔

بعد ہر فرضے پنجال تختے معین از قرآن
امشان یا یا این امر امام شاد است

علامہ فرماتے ہیں کہ پیر کاملؒ کو اپنے مشائخ کرام سے بارہا یہ حکم ملا ہے۔ کہ ہر فرض کے بعد قرآن شریفے کا کچھ حصہ پڑھا کرو۔ وہ ختم یہ ہے۔ کہ سورۃ فاتحہ ایک بار۔ سورۃ تبارک۔ سورۃ مزمل سورہ تبارک ایک بار اور چند سورتیں مثلاً سورہ اخلاص تین بار، معوذتین یعنی فلق اور سورہ تاسیٰ ایک ایک بار۔ سورہ فجر تین بار۔ کبھی سورہ الفتح ظہر کے بعد ان سورتوں کے ساتھ ملا کر پڑھتے ہیں۔ نماز شام کے بعد سورہ واقعہ ایک بار سورہ حجر ایک بار۔ نماز عصر اور فجر کے بعد سب سے پہلے پڑھنا ضروری جانتے ہیں۔

حدیث مشہور ہے اللہ تعالیٰ فرمایا۔ مجھے اپنے جلال و عزت کی قسم جو سورہ فاتحہ اور یہ آیتیں ہر فرض کے بعد پڑھے۔ میں اسکی طرف سے تبار

رحمت کی نظر سے دیکھوں گا۔ اور ترہزار حاجات سے پوری کروں گا اور جنت میں جگہ دوں گا۔ چاہے وہ گنہگار ہی ہو۔ مذکور آیتیں یہ ہیں۔
 سورہ قاتحہ بسم اللہ کے ساتھ آیتہ الکرسی خالدون تک۔ اے اللہ کے رسول آخر تک۔ شہد اللہ انہ سے حکیم تک قل اللہ سے قدر تک
 ہمارے مرشد پاک ان آیتوں کے ساتھ اوراد شیخ بہاؤ الدینؒ
 اور اوراد عصر یہ امیر یہ بھی پڑھتے تھے۔ اور علامہ حنا کیؒ کو بھی اجازت سے
 دی تھی۔

محیط وحی خداست جانے محمدؐ

فیض از چندیں نسب ہم خالصانش راز ان بہت
 بیشتر فیض ترقی گر عمل اندر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک کے یاروں۔ مریدوں
 اور فخلصوں کو مختلف سلسلہ جات سے فیض ملا ہے اور ملتاً ہئیگا
 گوانکے عمل زیادہ دراز نہ ہوں۔

نور شخان بیشتر ہر چند رہ روشن تر است
 صادق ایچا شیخ سمنانی ہمارے مرشد است

علامہ کلbian ہے کہ میرے مرشد پاک تمام سلاسل سے توسل رکھنے کے باعث ہر قسم کے فیض و امداد سے مستفیض ہوئے ہیں۔ اور اسکی تصدیق حضرت شیخ علاؤ الدین سمنانیؒ نے فرمائی ہے۔

ہمارے پیر کامل چودہ سلسلوں سے نسبت رکھتے ہیں علاوہ ایسی نسبت کے بھی مالک ہیں۔ جیسے حضرت خواجہ خضر، حضرت عیسیٰؑ شیخ کبریا اور خاگر حضرت سرکارِ دو عالمؐ اس شعر میں یہ بات عیان ہے۔ کہ آپ کو جو فیوض و برکات سے عنایات اس تمام سلاسل سے ملے ہیں۔ ان میں مخلص اور مرید بھی شریک ہیں۔

حضرت سمنانیؒ نے صمیم فرمایا ہے کہ مرشدوں کو جتنا زیادہ فیض حاصل ہوا ہو۔ راہ سلوک کے رموز زیادہ واضح ہو جاتے ہیں۔ بر خلاف احادیث مبارک کے کہ جہن کے اندر واسطے کم ہوں حدیث صمیم مالتی جائیگی سلوک کی راہ میں مرشدوں کی روشنی کے بغیر چلنا ممکن نہیں ہے۔ ایک خود رو درخت کا پھل اتنا میٹھا نہیں ہوتا جتنا پیوند والے کا جسکا مال ہو۔ جو اسکی نگہداشت کرتا ہو۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

مختصر از آتش گرمی ذکر چار ضرب !!
سوقطش زان مبتلا اکثر بپوشش است

علامہ خاکی کا بیان ہے کہ ذکر چار ضرب کی گرمی، تپش اور سوزش سے پیر محترم اکثر درد سر میں مبتلا رہتے تھے۔

آپ اکثر جوانی کے ایام میں ذکر چار ضرب اور جیس نفس کے کام میں اتنا مصروف رہتے اور اس زور سے اذکار جاری رکھتے۔ ایسا لگتا تھا کہ سر کا بیجا پھل گیا ہے۔ یا کہ سر کی کھوپڑی اپنی جگہ پر نہیں ہے۔ جب فراغت پاتے تو ٹٹولتے۔ کیا واقعی سر کا ندھول پر ہے کہ نہیں۔ اللہ کا شکر بجا لاتے۔ الحمد للہ

لطیفہ غیبیہ میں درج ہے کہ جب مرید مرشد کے ساتھ چلکشی پر بیٹھا ہے۔ اور ذکر شروع ہو جاتی ہے تین حرف خطرہ شیطانی، خنارہ نفسانی خطرہ ملکی کے تین خطروں کے انکار کی طرف اشارہ ہے۔ اور چوتھا ضرب پاکیزہ ترین اللہ کے خطرے کا اقرار ہے۔

یہ جان لینا ضروری ہے کہ ساری اُمت میں چار قسم کے لوگ ہیں شطار عاشق۔ نیکو کار زاہد۔ نیک صالح۔ شریک فاسق۔ شریک فاسق۔ حرام شہوتوں اور شریعت کے خلاف لذتوں کی طرف

راغب ہیں۔ لیکن صالح لوگ عبادات میں مشغول رہتے ہیں۔

نفسانی خطرات میں اچھا لباس۔ لذیذ غذا، نکاح وغیرہ شامل ہیں
 شطار عاشق زہد سے پرہیز کرتے ہیں اور ریاضت سے دور ہی رہتے
 ہیں۔ کشف و کرامات کی ان کے پاس کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ بھلا
 جسکو کرامات کا غرور ہو۔ وہ کتنا ہے۔ جو بھونکتا ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ
 جب تک کفر و ایمان کا جھگڑا باقی ہے۔ قسم بخدا ایک بندہ بھی صیحو
 طور مسلمان نہیں ہوتا اس گروہ کا دین و مذہب توجہ الی اللہ اعراض
 ماسوا اللہ یعنی اللہ کی طرف توجہ اور ماسوا اللہ سے فرار۔ اس خطرہ
 کو خطرہ سبحانی کہتے ہیں۔ ایسے لوگ ہمیشہ نور کے پردے میں ہوتے ہیں
 عارفوں نے خوب کہا ہے کہ جس چیز کے تم پابند ہو تم اُسی کے
 بندے ہو۔ خواہ وہ ابرار ہوں۔ اختیار ہوں یا اشرار۔ جو ان تین خطرات سے
 گذر گیا ہو۔ وہ آزاد ہوا۔ اور دہی نفی اثبات کر سکتا ہے۔
 ایک ضرب شیطان خطرہ مٹا ڈالتا ہے۔ دوسرا ضرب خطرہ نفانی
 کو اور تیسرا خطرہ ملکی کو۔ کامل مرشد کے تلقین و رہبری کی اشد ضرورت
 ہے لفظ لا ان تمام خطرات کو مٹا ڈالتا ہے۔ اس میں تصور شیخ بڑا فائدہ
 فائدہ دیتا ہے۔ اور مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ ان کلمات کی مثال
 مرشدوں نے یوں فرمائی ہے۔

التوحید شرک (توحید پر چلنے اور اور موعود ہونے کا خیال تک کرنا
شرک ہے۔ یہ انتہا کو پہنچے ہوئے بزرگوں کی بات ہے۔

اوست سلطان تاج ذکر پاس انفاکش شدہ
چار ضربش چار ترک ہر نفس گو ہر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک سلطان ہیں۔ پاس انفاس
ذکر واذکار آپ کے سر پر تاج ہے: چار ضرب میں آپ کا ہر سانس موتی
اور گوہر ہے۔

پاس انفاس اور ہوش دردم کے معنی ہیں کہ سانس کے اندر آنے
اور باہر جانے کی طرف توجہ دیکر انکی اس طرح نگہبانی کی جائے کہ کوئی سانس
غفلت میں بسز نہ ہو۔ سالک کیلئے یہ بنیادی امر ملحوظ رکھنا ضروری ہے
کہ یاد حق سے غافل نہ رہے۔ بغیر یاد خدا کوئی سانس باہر نہ نکلے۔
خود بینی کی جگہ خدا بینی اس قدر ضروری ہے۔ ہر سانس ایک گوہر ہے
ہمارے مرشد پاک باطنی سلطان ہیں آپ کا باطنی تاج ہے ذکر۔
پاس انفاس ارسالہ فریدیہ میں تحریر ہے کہ فرض دائم یا ذکر پاس انفاس

کیئے دل کی صفائی بہت ضروری ہے۔

حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دل کو جلا دینے کیئے
اسکا آلہ یاد خدا ہے پاس انفس کے دو قسم ہیں۔ ایک ذکر حبلی۔ دوسرا
ذکر خفی۔ پہلے ذکر حبلی کو ملائے تاکہ عادت پڑ جائے۔ پھر ذکر خفی کی عادت
خود بخود مستحکم ہو جائیگی۔

سالک وہ ہے جو چوبیس گھنٹے میں سے ہر گھنٹہ میں ایک ہزار سالس
کو غفلت میں نہ لے۔

سیدنا جعفریؑ فرماتے ہیں کہ آدمی دن رات چوبیس ہزار سالس لیتا
ہے انکو فوت ہوتے نہ دیں۔ ان سے پوچھا جائیگا۔ تم کیا کرتے تھے۔ وہ
کہینگے یا اللہ۔ ہم اسم اعظم کے ساتھ مشغول تھے اللہ اسکی برکت سے
پنے وصل سے توازیگا

ہر روز دم آنقہ روادک ز آغاز مشا
نہ زمان صحیح ادا ذکرش بیک دم در شدت

علامہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مرشد عشا سے لیکر صبح تک سانس بند کر کے حبس نفس کرتے ہیں۔

آپ فرماتے تھے کہ اگر کوئی سانس بند کرنے کی ورزش کرے اور وہ سانس اس کی مرضی کے بغیر باہر نہ نکلے۔ نہ ناک کے راستے اور نہ منہ کے ذریعہ سے۔ اس طرح سانس کا خیال رکھنے سے وہ ڈاکر ہوگا۔ سلوک کے اس کام سے شیطانی خطرات دور ہوتے ہیں۔

نفسانی و ملکی خطرات کا نابود ہونا۔ دل کی صفائی اور اہل کشفین جاننا یہ سب اس میں داخل ہیں۔ ہر سانس کی حفاظت ضروری ہے کیونکہ یہ ایک عالم ہے۔

پاس انفاس کا علم بہت ترالا ہے۔ ہمارے مرشد کامل نے اسکو اپنا معمول بنایا تھا۔ آپ نے جوانی کے عالم میں ہی اس میں اللہ کی عنایت سے پوری مہارت حاصل کی تھی۔ ساری رات ایک ہی سانس میں گزرتے تھے آپ فرماتے کہ اگر فرض نمازوں کی ادائیگی کا حکم نہ ہوتا تو میں دن رات ایک ہی سانس میں گزرتا۔

علامہ عفا کی نے جب آپ سے عرض کیا۔ اے یوزانی مرشد! یہ عقل سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان بغیر سانس لئے زندہ رہے تو آپ نے فرمایا کہ سلوک میں منہ اور ناک کے ذریعہ سانس لینا مقرر اور

اور ممنوع ہے۔ جب یہ راستے بند ہو جاتے ہیں تو اللہ تبارک تعالیٰ سر کے اوپر سے ماتھے کی یہ لو کی جگہ پر ہے۔ جبکہ تجربہ میں آیا ہے۔ مگر اس کیلئے محنت شاق کی ضرورت ہے۔

رسالہ فریدیہ میں درج ہے۔ عبادت دو قسم کی ہے ایک ظاہری اور دوسری باطنی۔ ظاہری عبادت کیلئے طالب کو روزہ۔ نماز۔ کم کھانا کم بولنا کم سونا اور زبان سے ذکر کرنا وغیرہ لازم ہے۔

باطنی عبادت میں ذکر خفی ضروری ہے۔ پہلے سانس بند کرے یہاں تک کہ سانس تنگ ہو جائے اور فکر سے ذکر کرتا ہے جس سانس کی تنگی محسوس نہ ہو۔ بشریت کی طاقت زائل و نابود ہو جاتی ہے اس قسم کے عمل سے دل میں خطرات داخل نہیں ہوتے ہیں۔ اور یہ چوبیس گھنٹے کے چوبیس ہزار سانس ایک گھنٹہ میں اسکو عبادت میں گزار دے۔ ذکر خفی تمام عبادتوں سے بہتر ہے۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے ایک گھنٹے کی باطنی عبادت ایک سال کی ظاہری عبادت سے بہتر ہے اس عمل سے دل صاف ہو جاتا ہے بندہ کے دل میں تجسلی سے نور کا ایک ستون اُترتا ہے اور ذات الہی کی کشش دل میں پیدا ہوتی ہے۔ ہر خزانے میں ایک گوہر ہے یہ کشش ایک روشن کرتی ہے شیطانی حضرات سب دور ہو جاتے ہیں

حدیث قدسی ہے۔ اے میرے بندے! میں تمہارے ظن کے ساتھ
ہوں جب تو مجھے پکارے اور باطنی عبادت ہی ہے۔

آچہ دے شد خوردہ نالائق بذکر آن سو ختم
این خطاب از وی بمن در قریہ نبیر شد است

سلامہ خاکیؒ فرماتے ہیں۔ جناب پیر برحق قدس سرہ نے فرمایا کہ جو مشکوک
کھانا ہم نے موضع بونیار کھایا تھا۔ اسکو ذکر سے ہٹنے خاکستر کر دیا۔
یہ اس واقعہ کی غمازی کرتا ہے۔ جب ایک دفعہ مرشد کامل نے موضع
بونیار ضلع یار سمولہ میں مشکوک غذا کھائی جسکی پاداش میں اٹکے جوڑ بند
بھاری ہو گئے۔ جب خاکی صاحب کا بھی یہی حال ہوا تو مرشد پاک نے
فرمایا۔ ادا بن ایک دوست زمیندار کے گھر جا کر حلال کی کچھ روٹیاں
کھائیں گے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے کثرت ذکر سے اس سب ناقص
غذا کو بلا ڈالا۔ تم اپنی پتر مردگی کی وجہ سے اسکو جلا نہ سکے۔

خلاصۃ المناقب میں لکھا ہے کہ ہمیشہ ذکر کا عمل جاری رکھنے
سے شیطان مغلوب ہو جاتا ہے۔ ذکر کا نار اور نور جسم میں گھر کر لیتا ہے۔

اور انا اللہ ولا غیری کہنے لگتا ہے۔ یعنی میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی نہیں کہنے لگتا ہے۔ اگر اس گھر میں ایندھن ہو تو جل کر آگ بن جاتا ہے۔ اندھیرے میں روشنی آ جاتی ہے۔ کیونکہ ذکر حق ہے اور حق کی صفت ہے۔ یہ اپنا اثر دکھاتی ہے۔ ذکر اللہ کا ہمتشیں بن جاتا ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے۔ انا جلیس من ذکرانی (جو میری یاد کرے میں اس کے ساتھ ہوں) دل کے بائیں طرف گوشت کا لو تھمڑا منو بر کی شکل کا سب کے پاس موجود ہے۔
 الغرض جس نفس یعنی سانس روکتے اور بند کرنے سے دل کے گرد کی چربی پگھل جاتی ہے۔ پردے کھل جاتے ہیں اور تجلی ذاتِ مہل ہوتی ہے۔

**خاصیت دیدہ ہم از ذکر کار بسیار
 باز اندر ذکر جہی حال او اجمہر شد است**

اپنے مرشد پاک کے بارے میں علامہ فرماتے ہیں کہ گو آپ ذکرِ خفی کی برکات فیوضات و خواص سے کافی مستفیض ہوئے مگر ذکرِ جہر میں آپ اکمل و کامل رہے آپ اکثر ذکرِ جہر چار ضرب میں مشغول رہتے

گو اور اذکار میں بھی آپ کی کافی دلچسپی رہی۔

صحیح مسلم میں ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقربان الہی فرشتے زمیں میں اہل ذکر کی مجلسوں میں بیٹھ کر ان کیلئے دعائیں مانگتے ہیں۔

در بار الہی میں جا کر ان ذاکروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ کیا کرتے تھے وہ عرض کرتے: اے اللہ تمہاری تسبیح کرتے اور شکر بجا لاتے اور تجھ سے جنت طلب کرتے ہیں۔ اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں اللہ پوچھتا ہے کیا انہوں نے یہ جگہیں دیکھی ہیں وہ عرض کرتے ہیں کہ نہیں! اگر دیکھیں تو اس کا کیا حال ہوگا۔ اور کیا مانگتے ہیں مغفرت! تم گواہ رہو۔ میں نے انکو بخش دیا۔ ہاں دیکھو وہاں ایک گھنگار بھی اُن میں اگر بیٹھ گیا۔ تم عواہ رہو اسکو بھی بخش دیا گیا۔

ذاکر الیہ ہیں کہ نیکے ساتھ بیٹھنے والا کبھی بد بخت نہیں ہوتا۔

نارختدان باغ را خندان کند

صحبت مردانت از مردان کند

شگوفے سے لدا ہوا درخت سارے باغ کو معطر کرتا ہے۔ مردان خدا

کی صحبت تجھے مرد دنیا سبکی

شیخ نجم الدین احمد الکیوی فرماتے ہیں اگر اتان عاقل

بھی رہا مگر ذکر کرتا ہے تو وہ اپنا اثر دکھائیگا۔ جب وہ اثر ظاہر

ہو جائے تو دہریش کے نور پر غالب آئیگا۔

خزانۃ الجلال میں ہے۔ آنحضور صلعم نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔ دہی مسلسل بہتر ہے جو وقت ترٹا آپ کو ذکر خدا میں مشغول رکھے۔ یہ ذکر چہرہ ہے۔ کیونکہ ذکر خفی میں ڈاکرتہ ہونے کا شبہ ہے۔

خواجہ عبید اللہ نقشبندیؒ کے ملفوظات میں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ انسان دل اور زبان دونوں سے ذکر کرتا ہے۔ جیسا کہ انبیاء کی عادت تھی گو ذکر چہرہ دکھاوے سے خالی نہیں مگر یہی ذکر کیلئے قیامت کے دن کافی و کافی ہے کہ اس میں خیال اور زبان دونوں کو دخل ہے۔ لایحب اللہ المحبوب السوء کے بارے میں مولانا عصام الدین فرماتے ہیں جب اللہ نے ذکر چہرہ کو قول سوء کی محبت سے نفی کی ہے ذکر چہرہ اللہ کو پسند ہے دستور الجہور میں درج ہے حدیث یوں ہے کہ اللہ ذکر کرنے والے کی ہمت بڑھا دیتا ہے۔ وہ ہمیشہ حضور میں رہتا ہے۔ ایسے لوگ ابدال ہوتے ہیں۔

اللہ کا فرمان ہے کہ اگر دنیا والوں کیلئے میں کوئی عذاب مقرر کرتا ہوں تو ان لوگوں کی برکت سے اہل دنیا سے وہ عذاب واپس لیتا ہوں۔ یہ حدیث پاک عارف المعارف میں بھی درج ہے۔

سالِ عمر شمس بس نباید چندان ولی از دردِ عشق
موش کا فوری دُر دندانش بیرون برشد است

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے پیر برحق کی عمر شریف اتنی زیادہ نہ تھی مگر درد و
جوشِ عشق اور افکار و اذکار کی شدت گرمی کا یہ اثر رہا آپ کے موئے شریف جلدی
سفید ہو گئے اور دانت باہر نکل آئے۔

ایک دفعہ حضرت خاکی سے فرمایا کہ میری عمر چالیس پچاس کے درمیان ہے
مگر دانت گر گئے ہیں اور داڑھی بھی سفید ہو گئی ہے عمر میں مجھ سے بڑے لوگوں
کے بال ابھی سیاہ ہیں۔ اور دانت بہت تیز ہیں۔

غمِ عشق نے نگما کر دیا۔ دردِ عشق کی وجہ سے بوڑھا ہو گیا ہوں۔ سچ ہے
اِنَّ اَنْ يُّوجِبَ غَمٌ كَمْزُورٌ هُوَ جَانَا هُوَ التَّلَفُ اِلٰى كَا اِرْشَادِ هُوَ كَه قِيَامَتِ كَه رُوْزِ
جَوَانِ بُوْڑِ مَے هُوَ جَانِيْنِگَ . يُوْگَمَ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا وَه اِيَادِنِ هُوَ گَا كَه
اِسْكَامِ بچُوں كُو بُوْڑِ مَے اِيْتَا دِيْگَا۔

گوید اکثر سو ختم از کشت داغ درون
سینہ ام گویا پیر از آتش کی مجر شداست

سلام فرماتے ہیں کہ پیر کامل اکثر یہ الفاظ دہراتے کہ ہای! میں داغ ہاڑی
 عشق سے جل گیا ہوں۔ میرا سینہ آگ کی ایک انگوٹھی کی طرح سوزان ہے چنانچہ
 آپ تڑپتے ہوئے دل کا حال بیان فرماتے ہوئے اکثر یہ شعر گنگناتے تھے
 حاصلِ عشق سے سخن بیش نیست
 سو خستم و سو خستم و سو خستم
 یعنی محبوب کے عشق کا ما حاصل اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں جل گیا۔ جل گیا
 جل گیا۔ کبھی روتے تڑپتے اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے آنسو بہاتے
 رہتے تھے۔

اسرار الادلایاء میں شیخ الاسلام شیخ فرید الدین روتے روتے یہ شعر
 پڑھتے تھے
 ای آتشِ فراقِ دلِ پاکِ بابِ کردہ
 سیلابِ اشتیاقِ خانہٴ حجبِ کردہ
 (اے محبوب تمہارے فراق کی آگ میں دلِ پاکِ باب ہو گیا ہے تمہارے
 شوق کے سیلاب نے جانوں کو خراب کیا ہے)
 ہاں ہے اللہ تعالیٰ مکاشفہ کے پردے میں عاشقوں کو اکثر رلاتا
 فریاد کرانا اور بچھ رلاتا ہے۔

آری آری سیدِ آتش پر آتش عشق است ازان
 رنگِ آن روی مبارک چو خاکستہ شد است

فرماتے ہیں۔ ہاں ہاں پچھ ہے میرے مرشد پاک کا سینہ مبارک عشق کی سمجھی
میں ہر وقت تپان رہتا تھا۔ اسی وجہ سے آپ کے رخسار مبارک خاکستر
ہو گئے تھے۔

واقعی ظاہر باطن کا عنوان ہے عشق کی آگ کا اثر چہرے پر نمایاں
تھا روئے مبارک زرد پڑ گیا تھا۔ جسکو دیکھ کر دل کی حالت کا پتہ لگتا تھا
کسی نے کہا ہے عاشق کی تین نشانیاں ہیں۔

چہرہ زرد۔ آہ سرد اور چشم تر!

دیگر تین نشانیاں یہ ہیں۔ حسرت۔ ہر وقت تڑپ کی سی حالت اور سردرد!

دلی کی نشانی یہ ہے کہ وہ آپ کو اپنا شیدائی بنائیگا۔ آپ معرفت

کا کلام سن کر مبہوت ہو جاؤ گے۔

احیائے العلوم میں ہے عشق بھڑکتی ہوئی آگ ہے اور دل آتشکدہ

معشوق کی یاد۔ اسے ہوا دیکر بھڑکتی ہے۔ اگر دریا میں ڈالیں تو پانی میں

آگ لگ جائے۔

میر سید احمد کرمان کرزاہل کشف بود

عشق و درد و سوز اور دیدہ و اخیر فدایت

علامہ فرماتے ہیں کہ حضرت میر سید احمد کرماتیؒ اہل کشف بزرگ تھے جب موصوف میرے پیر کامل سے ملے تو آپ کا درد و سوز و عشق الہی دیکھ کر حیران و ششدر رہے۔

اس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ ایک دفعہ میر سید موصوف ہمارے مرشد کی کوٹھڑی میں تشریف لائے اور اہل کشف ہونے کی بنا پر پیر کامل کے کمالات سے مطلع ہو کر اتنے متاثر ہوئے کہ ازراہ شفقت فرمایا کہ اگر آپ یہاں اسی طرح بند رہے تو اغلب ہے جلدی پوڑھے ہو کر تالوان دکمزور ہو جائیں گے۔

میر مشورہ اگر قبول کریں تو بقول بزرگان دین تفریح کیلئے یا ہر تشریف لے جاتے کھلی فضا میں پہاڑوں کی سیر کیجئے آپ کے بدن میں بڑی جستی آئیگی اور آپ سرفان کے مزید مدارج حاصل کرتے رہیں گے بیشک انہی تنہائیوں میں اپنے وظائف و لطائف جاری رکھئے

مرشد پاک نے اس مشورہ پر عمل پیرا ہو کر اس میں بہت سے فوائد پائے حتیٰ کہ درد و سوز کا بہت اونچا مقام ہے جسکی خواہش حضرت عطارؒ نے اپنی مناجات میں یوں ظاہر کی ہے (مفہوم)

اے میرے طبیب! مجھے اپنے درد کا ایک ذرہ غایت فرما
کیونکہ درد کے بغیر میری زندگی بیکار ہے!!

کفر کا قر کو اور اسلام مسلمانوں کو مبارک ہو۔ عطا کیلئے ترے
درد کا ایک ذرہ کافی ہے۔

حضرت مرشد پاک بے درد در کی ملاست کرتے یہ شعر پڑھا کرتے تھے
جز دردِ عشق دردِ دل من ہیج دردِ نیست
آنرا کہ دردِ نیست بدانم کہ مردِ نیست
دعشق کی درد کے سوا مرے دل میں کوئی درد نہیں۔ جس کے
دل میں درد نہیں وہ مسرور نہیں)
کبھی کبھی یہ شعر بھی گنگناتے۔

قدسیاں را عشق بہت و دردِ نیست
درد را حیر آدمی در خوردِ نیست
دفرشتوں کو عشق ہے۔ پر درد نہیں درد کے قابل صرف انسان

(ہے)
بہون از شوق سحر کش آہ جگہ سوز از درون
چشم اہل کشف را مشہود از ان انگر قسارت

میرے مرشد پاک کی اکثر یہ کیفیت ہوتی تھی کہ جب آپ فرط
عشق سے آہ جگر سوز منہ سے نکالتے تو صاحبِ نظر دیکھتے کہ واقعی

آپ کے منہ سے آگ کے انگارے نکلتے ہیں۔

ایک دن مخدوم علی صوفی نے جنگو بعض اسرار کی کیفیت معلوم ہو گئی تھی مجھ سے (حضرت خالیؒ) سے کہا کہ جب بھی میں پیر کامل کو آہ نکالتے دیکھتا ہوں تو ایسا محسوس ہوتا ہے آپ کے منہ سے آگ بھری چٹکار یوں کا دھواں نکل رہا ہے۔ میں نے اس کی تصدیق کی اور آپ سے کہا کہ اہل کشف ہی اس یا طنی آگ کو دیکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ جب بھی پیر کامل فرماتے ہیں سو ختم (میں جل گیا) یا جگر نے سوز (میرا جگر جل رہا ہے) تو یہ صورت حال واقع ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اسکی تصدیق اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ حضرت شیخ عطارؒ حضرت ابو بکر صدیق رضوان اللہ علیہ کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ ساری رات مراقبہ میں رہ کر نصف شب کے بعد پُرسوز آہ نکالتے جو مشک بکھیری ہوئی چین تک جاتی تھی۔ اور تابی ہرن اس آہ کی برکت سے کستوری حاصل کرتے تھے یہی وجہ ہے حضور مسلم نے فرمایا ہے چین تک مسلم کی تلاش کرو۔

حضرت امیر المؤمنین عمر ابن خطابؓ کی مدح میں بھی فرمایا ہے۔ کبھی آپ کی میان درد عشق سے جل جاتی کبھی زبان کلام اللہ سے جل جاتی تھی اور جب آنحضرت صلیم نے یہ حال دیکھا کہ وہ سوز عشق سے جل

رہا ہے تو فرمایا کہ یہ عزت والا جنت کی شمع ہے۔
 اسرار الاولیاء میں مذکور ہے کہ لفظ عشق عشقہ سے نکلا ہے عشقہ
 ایک پودا ہے۔ جب وہ کسی دوسرے کے ساتھ لپٹ جاتا ہے تو اسکو
 سکھا دیتا ہے اس کے پانی کو جذب کر کے اُس کی تروتازگی ختم کر دیتا
 ہے۔

حضور پاکؐ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی عاشق ہوا۔ پاکیزگی اختیار
 کی اسکو چھپایا تو شہید کی موت ملا۔ سچ ہے۔
 مگر سوز لیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد

و گزدم در کسبم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
 میرے دل میں ایسی آگ لگی ہے اگر باہر نکالوں تو ساری دنیا جل
 جائیگی (مگر خاموش رہوں تو ہڈیوں کا گودا ختم ہوگا)
 روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ کی بیوی سے
 نکاح کیا محض اس غرض سے کہ دریافت کروں میرے دوست رات
 کیسے گزارتے تھے۔ چنانچہ آپ کی بیوی نے بتا دیا کہ آدھی رات کے
 بعد اٹھ کر تھوڑی دیر نمازیں پڑھتے پھر فکرو سوج میں
 ڈوبے رہتے اور آہ نکالتے تو مجھے سمجھنے ہوتے کیجے کل بوا آتی تھی۔
 فاروق اعظمؓ نے یہ راز سن کر مہر ادا کیا اور الگ ہو گئے۔

ملفوظات اجرائی نقشبندی میں لکھا ہے کہ۔ شعر کا مقہوم یوں ہے
میرے محبوب کے چمکنے چہرے کے پیر تو سے میری آہیں ستاروں
کی شکل اختیار کر کے شمع ہزار انجمن بن جاتی ہیں۔

از گلستانہ شوق و شوق او گلہائی وصل
ہر دمیکہ تو پہاڑ فصل چوں اخلاص است

جب محبوب مہربان ہو گیا تو گلستان شوق میں وصل کے گلاب کھلنے

لگے۔

مرصاد العباد کی بیسوی فصل میں دنیا سے نکلنے کے بغیر اللہ کی
بارگاہ میں رسائی کے بارے میں یہ بیان مذکور ہے۔

”اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے پھر وہ آپ کے نزدیک آیا پھر
نزدیک تر آیا۔ یہاں تک کہ دو کمانوں کا فاصلہ بلکہ اس سے بھی کم رہ گیا
اور اللہ کا کلام ہے۔ بیشک آپ کے مسلم کا تعین آپ کے رب پر ہے
اور آنحضرتؐ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ پر وحی نازل ہوئی کہ فاق کشتی کرو
تو جھکو دیکھو گے اور فجر زندگی بے لکا کا اختیار کرو تو مجھ سے ملو
گے۔“

یہ ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ اللہ کی رسائی حاصل کرنا ایسا

نہیں کہ ایک جسم دوسرے سے ملے یا ایک چیز دوسرے سے پیوست ہو جائے
اللہ ان باتوں سے بڑا بلند تر ہے۔ دوسری بات یہ کہ اللہ تک رسائی بندہ کی
طرف سے نہیں ہے بلکہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا اس میں
دخل ہے۔

شیخ ابوالحسن خرقانیؒ فرماتے ہیں کہ خدا کی طرف جانے کے دو راستے
ہیں ایک بندہ سے اللہ کی طرف، دوسرا راستہ اللہ تعالیٰ سے بندہ کی طرف
بندہ کی طرف کا راستہ سارا حیرانی و پریشانی کا مرقع ہے مگر جو راستہ اللہ
کی طرف سے بندہ تک آتا ہے وہ سارا تحفہ و انعامات اور عنایات سے بھرا
پڑا ہے۔

پیر سرات شیخ عبد اللہ انصاریؒ نے الہی نامہ میں لکھا ہے "اے اللہ ہماری
تمنا ہے کہ تمہیں پائیں لیکن تمہیں پانا ہماری طاقت میں نہیں ہے۔ یہ ایک
خزانہ ہے۔ ہاں قسمت سے جسکو ملے۔

خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس راہ میں کافی مہربانی
ہوئی ہے۔ ہم نے فضل و عنایات کا مستائدہ کیا۔

مرصاد العباد میں ہے کہ ہر سعادت مند کی غرض و غایت یہی ہے کہ
بارگاہ الہی میں حضورؐ کا مشرف حاصل کریں کیونکہ ازل ہی میں الست
یوبکم کا روحانی معاہدہ اسکی سرشت میں ہے اور اسکی بشریت کے

کے ذروں کو نور کے قطروں سے گوندھا گیا ہے۔ گویا جسم اور روح کے اندر
نور کے قطرے ڈال کر اس خمیر کو گوندھا گیا ہے اسی لئے عاشق دنیا کے
مال و متاع سے محبت نہیں رکھتا۔ بقول حضرت علامہ خاکی جس عاشق کی مرثیہ
الست بوجہم کی شراب سے تیار کی گئی ہو وہ اس عہد کو ہمیں توڑتے اور انکا
منسلح نظر اور مرکز امید محبوب کی ذات ہے۔

تیل کے چند قطرے اگر دریا میں ڈال دیں تو وہ کبھی پانی کے ساتھ غلط
مسلط نہیں ہونگے۔ بلکہ پانی کی سطح پر آکر اپنی الگ شناخت قائم رکھیں گے
باوجود کہ دریا کے اندر موتی ہیں مگر اس کو اپنے ہمنشین کی تلاش ہے
یار گاہ الہی میں رہتے والی رُوحیں اسی تیل کی مانند ہیں۔

علامہ خاکی علیہ الرحمہ نے اپنی ایک نظم میں اسی نکتے کو واضح کیا ہے جسکا
ماحصل یہ ہے کہ جسکو ازل سے عشق بازی کا سبق دیا گیا ہو وہ ابد
تک اس کی جان میں شمع کی طرح تابان و روشن رہتی ہے۔

ہم تجلیات ذاتی و صفاتی خدا یی
ظاہر و باطن از آفت برزخ و برزخ است

علامہ فرماتے ہیں کہ اللہ رؤف و رحیم کی عنایات و برکات کی بدولت

میرے ارشد کامل کو اللہ کی تجلیات (ذات و صفات) حاصل تھیں۔

مرصاد العباد میں اللہ کی تجلیات کے بارے میں درج ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کا جلوہ پہاڑ پر ڈالا تو پہاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اور حضرت موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

حضور پاکؐ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کر کے اس

میں اپنے نور کے پر تو ڈالے۔ اللہ جس پر اپنا جلوہ ڈال دیتا ہے اس میں خضوع پیدا کرتا ہے۔ جلوہ سے مراد اللہ کی ذات و صفات کا ظاہر ہونا ہے شرح اللہیات میں ہے کہ تجلی جس پر پڑے اس کی روح پاکیزہ ہو جاتی ہے۔

تجلیات تین قسم کی ہوتی ہیں :-

تجلیات صوری۔ جو تمام مخلوقات پر وارد ہوتی ہیں۔ اللہ کی جلوہ گری صورتوں میں نظر آتی ہے۔

تجلیات ذوقی۔ یہ تجلی علوم ذوق اور عرفان کی باتوں میں ہوتی

ہے۔
تجلیات ذاتی۔ یہ تجلی بہت ہی برگزیدہ سالکوں کو حاصل ہوتی ہے محبوب صوفیوں کے آئینے میں جلوہ گر نظر آتا ہے۔ اس کے دیکھنے سے عاشق لذت محسوس کرتا ہے اور قوت پاتا ہے۔ یہ اس حدیث پاک کی تائید ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ ہدایت ربی فی حسن صوفیۃ میں نے اپنے رب کو بہترین صورت

میں دیکھا)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک صورت کے ذریعہ دوسری صورت میں
ذات الہی کا جلوہ گر ہونا ممکن ہے۔ اللہ کا فرمان ہے۔
فَإِنَّمَا تَوَلَّوْا شَمَّ وَجْهَ اللَّهِ (جدھر دیکھو اُدھر اللہ کا جلوہ ہے)
جب ذات الہی کی پاکیزہ حقیقت کا صورتوں میں ظاہر ہونا۔ ثابت ہو گیا تو
وہ خدا کا چہرہ یا جلوہ ہی ہو سکتا ہے جو تمام اطراف میں جلوہ گر ہے
اسی لحاظ سے اللہ کا فرمان ہے۔

اللہ نور السموات والارض!

یہ مسلمہ امر ہے کہ جوہر اپنی ذات سے قائم ہے عرض دوسرے علم سے۔
جوہر ذات ہے عرض صفات!
جس پر تجلی وارد ہوا اسکی مجازی یعنی ظاہری ہستی فنا ہو جاتی ہے۔
اور وہ بقا حاصل کرتا ہے جو زوال پذیر نہیں وہ واجب الوجود یعنی ذات
الہی کو دیکھتا ہے۔

فرمایا میں ایک شخص کی ذات میں ظاہر ہو جاتا ہوں جسکو میں اسکے
قفا کے بعد قنادیتا ہوں وہ میں ہوتا ہوں اس کا مجازی وجود ختم ہو گیا
شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

در شہر بگویا تو باشی یا من کاشفۃ بود کار ولایت یدوتن

اے دوست بتاؤ شہر میں تو ہے یا میں؟ کیونکہ ایک شہر میں دو بادشاہ حکومت
نہیں کر سکتے!

متر جسم کو یہاں غائب کا یہ شعر یاد آیا۔ فرماتے ہیں۔

نہ تھا میں تو خدا تھا میں نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبو یا بھسکو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا
عربی مثل مشہور ہے جب اللہ کی نہر نکلی تو عیسیٰ کی نہر باطل ہو گئی۔ بغداد
میں نہر عیسیٰ کی کھیتوں کو سیراب کرتی تھی لیکن جب دجلہ اور فرات دریاؤں
میں سیلاب آ جاتا تو نہر عیسیٰ کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جیسے کہاوت ہے۔

آب آمد تیتم بر قاع

حضرت سلیمانؑ کے دربار میں چھر ہوا کے خلاف شکایت لیکر آیا کہ ہوا
میرے کام میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ آپ نے کہا فریق ثانی کو سننے بغیر فیصلہ
دینا نامناسب ہو گا کہ چھر نے کہا اگر مجھ میں اسکا سا منا کرنے کی طاقت ہوتی
تو اسکی شکایت لیکر کیوں آتا۔

واضح رہے کہ وحدت محض میں دونوں قسم سے بندہ آخر کار فنا ہو
جاتا ہے لیکن تیسری قسم مکمل فنا ہے۔ اور بقا اسی پر واجب آتی ہے
اور بقا اسی میں انتہا درجے کی لذت ہے۔ اسی لئے حضورؐ فرماتے
ہیں اسئلك لذۃ النظر الی وجهك۔

۱) میں تم سے تمہارے چہرے کو دیکھنے کی لذت مانگتا ہوں (اور لذت یہی ہے شہود کے بعد ظاہر کیا باطنی صورت کا اثر اسپر چسپان ہو جاتے

مرصاد العباد میں درج ہے کہ مشاہد، مکاشفہ اور تجلی میں بہت باریک فرق ہے مائلوا، میں سے ہر ایک اس سے واقف نہیں ہوتا۔ ہمارے پیر کا ملُّ کارِ شاد ہے کہ دل کے آئینہ کو عشق سے صاف رکھا جائے۔ یہ غیر اللہ کی گردے پاک ہو جائے تو اللہ کے جلال کا سورج اسپر طلوع ہوتا ہے مگر ہر کسی کو یہ سعادت نہیں ملتی **ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء** یہ اللہ کی مہربانی چہرہ چاہے عنایت کرے۔ اللہ بڑے فضل والا ہے۔

یہ بھی مسلمہ امر ہے کہ اللہ کی تجلی اچانک آجاتی ہے۔ اپنے مرشد شیخ ابو بکر کا فرمان ہے کہ کھیل کے میدان میں گیند کے پیچے ہر کوئی بھاگتا ہے مگر اس کا پانا ایک ہی کھلاڑی کے نصیب میں ہوتا ہے۔

چرخ شہود نار تجلیات و شفق شعلہ کش
از صبح و خند و تسکین بخشان آرزو شدست

علامہ غامیؒ فرماتے ہیں کہ پیر کاملؒ کے دل میں جب نار عشق بھڑک اٹھتا یا لوری تجلیات کی قرا دانہ ہوتی تو دل کی تسکین کیلئے کبھی مسکراتے

یا لطیف سنا کر کچھ فرحت محسوس کرتے۔

عشق کو آگ کے ساتھ اسلئے تشبیہ دی گئی ہے کہ یہ لگتی ہے تو لپٹ جاتی ہے۔ تجلیات کی یہ آگ کبھی ہستی کو فنا کر دیتی ہے اسوقت حجاب کی ضرورت ہے اسی لئے پیر کامل فرماتے اسوقت اگر کوئی مزاج بزرگہ سنجی سے دل بہلائے تو دل میں سکون پیدا ہوتا ہے اور جسم دوسری تجلیات کھیلے باقی رہتا ہے کامل مرشدوں کا بھی یہی حال رہتا تھا۔

قشیری میں مذکور ہے کہ تجلی کے ساتھ پردہ ضروری ہے۔ ورنہ جو مشاہد کے مقام پر نہیں انکے لئے عذاب ہے۔ مشاغل الانقیاء میں لکھا ہے کہ آنحضورؐ کا فرمان ہے کہ میرے دل پر چھائیاں پڑتی ہیں تو میں دن میں ستر بار استغفر اللہ پڑھتا ہوں۔

تفسیر کاشفی اور مصباح الجنان میں تذکرہ ہے اس بات کا کہ جب نور الہی کا ایک جلوہ عدم سے وجود میں آئے ہوئے پر پڑتا ہے۔ تو وہ چکنا چور ہو جاتا ہے۔ الغرض وصل ہو یا فراق، دونوں صورتوں میں عاشق کا حال بُرا ہوتا ہے سے تاہم وصل دارم نے طاقت جدائی۔ (مترجم)

کلمینہ یا حبیبا سوی بی بی عائشہ
در چنین حالات واردان زرقہ فقر شد

حضرت رسول رحمت پر جب تجلیات کا ظہور ہوتا اور دل میں گرمی پیدا ہو جاتی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی عنہا فرماتے: اے حمیرا! کچھ باتیں کرو تاکہ میرے دل کو سکون آجائے۔ آنحضورؐ کے تتبع میں میرے مرشد کامل پر بھی ایسی حالت کا سامنا ہوتا تھا۔

شیخ فرید الدین عطارؒ دانا سے راز نے اچھے پیرائے میں اسکو نظم کیا ہے جسکا مفہوم یہ ہے جب رازوں کے سمندر میں آنحضورؐ کا زل مبارک بے ہوش ہو جاتا تھا تو نماز میں لگ جاتے تھے ایسی حالت میں حضرت بلالؓ سے فرماتے کہ ہمارے دل کو اذان سے تسکین دے تاکہ یہ تنگی جاتی رہے پھر ہوش میں آنے کیلئے حضرت عائشہؓ سے فرماتے کہ اس سرخ رو عورت! میرے ساتھ کچھ بولو۔ باتیں کرو۔ لیکن یاد رکھ کہ عقل کی یہاں کوئی رسائی نہیں اور علم بھی اسی حالت سے تا واقعہ ہے سے

عقل را در غلوتے ادراہ نیست

علم نیز از وقت ادا گاہ نیست

ایسی حالت آپ کے پیروں پر بھی اپنی اپنی بات کے موافق ہوتی ہے نفحات الانس میں سخ کمال خجندیؒ کے بارے میں درکار درج ہے کہ آپؐ مسکرم کی حالت سے واپس آنے کیلئے شعر کی تلاش کرتے تھے۔ کہیں بندہ کے دائرے سے نکل کر خدائی کا دعویٰ نہ کرے۔

خلافت المفاخر کے ترجمہ میں مذکور ہے کہ شیخ سوید بخاریؒ کے

کے ساتھیوں میں سے ایک ساتھی فرح بن عبداللہ حشتی پر جب یہ تجلیوں کی بھرمار سے یہ حالت طاری ہو گئی تو آپ کا وجود جاسواپانی بن گیا شیخ کو مطلع کیا گیا آپ نے فوراً خوبصورت عورتوں سے کہا کہ تم جا کر ان کے سامنے اُدچی آواز میں باتیں کرو جب وہ ہوش میں آئے تو عورتیں واپس آئیں۔

ایک عورت نے شیخ فرحؒ کی ران میں انگلی ٹھونسی وہ اس کی ران کے اندر چلی گئی جب ان کو ہوش آیا تو فرمایا کہ میں اپنے باطن میں تمام ملکوں میں پھرتا دیکھا کہ خوبصورت عورتوں سے رغبت ہے۔ میں نے اس طرف کشش کی تاکہ بشریت کی دنیا میں واپس آجائے۔ اگر ایسا نہ کرتے تو زندگی ختم ہو جاتی۔ راوی کہتا ہے کہ ران پر اس انگلی کا نشان موجود تھا۔

ایسی ایک کہانی یمن میں پیش آئی۔ جب ان پر الوار تجلی کا غلبہ ہوتا تو وہ گھوڑے پر سوار ہو جاتے یا بیوی کے پاس جاتے۔ گویا ایسے اولیاء کرام لگاتار تجلیات پر پردہ ڈال کر زندہ رہتا چاہتے تھے تاکہ مزید ترقیاں اور تجلیات حاصل کریں اور منصور خلاص کی طرح دعویٰ خدائی نہ کریں حضرت علاج تجلیات پر پردہ نہ ڈال سکا اور اپنے قابو سے باہر ہو گیا۔ حضور پاکؐ نے فقر اختیار پر ناز فرمایا۔

از فقیران حقیقی زین جہت ضحک و مزاح
ہست تسبیح و عبادت قولک تسر و شدت

فرمایا حدیث شریف میں وارد ہے کہ اولیاء اللہ کی ہنسی یا طرافت خوش طبعی بھی عبادت ہے۔

حدیث مبارک کی عبارت کا مفہوم یوں ہے۔۔۔
اے ابوذر غفاریؓ، بے شک فقیروں کا ہنسنا عبادت ہے اسکی طرافت تبسح ہے انکی نیند صدقہ ہے۔ اللہ دن میں تین بار انکی طرف نظر رحمت بخشتا ہے۔

کیمیائے سعادت میں مرقوم ہے کہ اولیاء اللہ جب آپس میں ہنستے ہیں تو ان کے گناہ پتوں کی طرح گرتے ہیں۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ آنحضورؐ یاروں کے ساتھ بہت مزاح کیا کرتے تھے حضرت عبداللہ بن عمارؓ راوی ہیں کہ میں نے آنحضورؐ سے زیادہ کسی کو زباں تر یاد مزاح نہیں دیکھا۔ لیکن یہ طرافت ہمیشہ تبسح ہوا کرتی تھی۔ آنحضورؐ بھی خود فرماتے کہ میرے مزاح ہمیشہ تبسح ہوتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ سے فرمایا سچے مزاح پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔

حضرت انس بن مالکؓ سے خطاب کر کے فرمایا۔ اے دوکان والے! ایک عورت نے عرض کیا میرے شوہر آپ کو بلاتے ہیں۔ کیا وہی جسکی آنکھ کی پستلی کے ارد گرد سفیدی ہے ایک آدمی نے اونٹ مالنگا ہاں ہم تمہیں اونٹ کا بچہ دینگے مجھے اُسے کیا کرنا ہے جواب ملا کیا اونٹ کبھی بچہ نہیں ہوتا۔

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب نے عرض کی میں بوڑھی ہوں میرے حق میں جنت میں جانے کی دعا فرمائیے۔ فرمایا بوڑھی جنت میں نہیں جائیگی وہ بہت روئی فرمایا اللہ کا ارشاد ہے کہ میں انکو کنواریاں بنا کر داخل جنت کروں گا۔ یہ حقیقت ہے کہ فقیروں کی ظرافت اور ہنسی اسوجہ سے تسبیح ہے کیونکہ انکو بعض اوقات ہلاک کرنے والی واردات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

یہ دراصل سچے فقیروں کی شان میں کہا گیا ہے۔ عام فقیروں کے حق میں نہیں۔ کیونکہ سچے فقیر تجلیات میں فنا ہوتے ہیں۔ سوچئے جب انکی ہنسی عبادت ہے تو جو وہ عبادت کریں اسکا درجہ کیا ہوگا؟ آنحضورؐ نے فرمایا کہ اگر کلمہ تمجید امیر بھی پڑھے اور فقیر بھی اور امیر دس ہزار درہم بھی صدقہ دے تو فقیر کی برابر نہیں کر سکتا۔ یہی حال سب عبادات اور نیکیوں کا ہے۔

ظاہر اجمال پندارند شان را اعتیا
ہم یابین عشوان بقرا ان صف این معشر شد است

(ترجمہ) جاہل لوگ اولیاء اللہ کو دولتمند تصور کرتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں مذکور ہے۔ اس شعر میں اس آیت کریمہ کا ماحصل بیان کیا گیا ہے جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ اُن حاجت مندوں کا حق ہے جو

اللہ کی راہ میں مصروف ہونگے وہ لوگ ملک میں چلتے پھرتے اور کھانے کا
امکان نہیں رکھتے۔ جاہل لوگ انہیں تو تگر خیال کرتے ہیں اُن سے دُور رہنے
کی وجہ سے آپ انکو چہرے اور طور و طرز سے ہی پہچان سکتے ہیں وہ لوگوں
سے لپٹ کر بھیک نہیں مانگتے۔ دراصل سچے فقیر اسی زمرے میں آتے ہیں۔
ذخیرۃ الملوک میں درج ہے کہ اسے فقیر اپنے حالات عوام سے چھبائے رکھتے
ہیں اللہ پاک ارشاد ہے کہ زکوٰۃ غریبوں کا حق ہے۔ جہنموں نے اپنے نفس کو
خدا کی فرمانبرداری کیلئے وقف رکھا ہے۔
زکوٰۃ کے مقدار وہ ہیں جو دیندار ہوں۔ غرض یہ ہے کہ صاحب دل فارغ
الباں رہ کر عبادت الہی پورے اہتمام سے کریں۔

حضور پاکؐ نے فرمایا۔ "اَطْعَمُوا مَكْمَ الْاَتْقِيَاءِ" یعنی اپنا
کھانا پرہیزگاروں کو کھلاؤ تاکہ اُن میں عبادت کیلئے قوت پیدا ہو تاکہ کھانے
والے کو اسکے عمل میں سے ثواب ملے۔ اگر وہ یہ کھانا کھا کر گناہ کرے تو اس کے
عذاب میں کھلانے والا بھی شریک ہوگا۔

حضرت موسیٰؑ کے متعلق ایک واقعہ مشہور ہے کہ آپ کے پاس کچھ اناٹہ
تھا۔ بنی اسرائیلی آپ کو کھانا کھلاتے تھے آپ نے اللہ سے شکایت کی
کہ مجھے ذلیل کر دیا ہے۔ وحی آئی۔ میں اپنے دوستوں کے ساتھ ایسا ہی
کرتا ہوں۔ ان کی روزی دینا دار غفلوں کے پاس بکھیر دیتا ہوں
تاکہ اس روزی پہنچانے کا اجر ان غفلوں کو پہنچا دوں۔

محض خیر است این گروہ از ہم ترے دشمن
خصم این دشمن برای خویش متن مع شر خدا

(ترجمہ) اولیاء کرام کی جماعت سب کیلئے محض خیر ہے چاہے وہ بُرا کریں یا بھلا اور انکا دشمن اپنے لئے ہی بُرا ہے۔ الغرض یہ گروہ ہر ایک کیلئے فائدہ رسان اور بھی خواہ ہے اُنکا دشمن بقول ومن اَمْسَاء فَعَلِيهَا اپنے آپ کا ہی دشمن ہے۔ ولی کامل اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرتا ہے جیسا کہ اولاد شریف میں پڑھتا ہے حَسْبُنَا اللّٰهُ لَمَنْ يَنْجِي عَلَيْنَا - حَسْبُنَا اللّٰهُ لَمَنْ حَسَدَنَا حَسْبُنَا اللّٰهُ لَمَنْ كَاذَبَنَا السُّوءُ (جو ہم سے بغاوت کرتا ہے۔ حسد کرتا ہے ان کے مقابلہ میں اللہ ہمیں کافی ہے۔ جو ہمارے خلاف بُرے منصوبے تیار کرتا ہے۔ اس کے شر کے مقابلے میں ہمیں اللہ کافی ہے) ہمارے مرشد پاکؒ نے ایک واقعہ جناب خاکیؒ کو سنایا جو یوں ہے کہ ایک زمانے میں شیر علی خان پیر کامل کا یلادوبہ دشمن بن گیا اور آپ کے جان کے درپے لگا۔ ایک دفعہ وہ تاک میں رہا تو ہمارے دل میں اندیشہ ہوا تو ہمارے مرشد مخدوم سید جمال الدین بخاریؒ نے رات کو مکاشفہ میں یہ دو بیت پڑھ کر ہمیں تسلی دی۔

چراغے را کہ ایزد برفروزد
ہر آنکس تف ز نذر لیش بسوزد

۳۳۹
ہر آن کہتر کہ بامہتر سستینزد
چناں افتد کہ ہرگز برنخیزد

د جس چرخ کو اللہ روشن کرے اُسکے بچھانے والے کی درمیں جہل
جائیں گی ہر وہ چھوٹا جو بڑے کے ساتھ لڑ سیکا الیا گر جائیگا کہ کبھی
نہ اٹھیکا) خدا کی قدرت دیکھئے کہ شیرسلی کس جرم کی پاداش میں
جہل بھی دیا گیا اور کچھ مدت کے بعد مرتزا حیدر مرہوم کے لوگوں نے اسکو
ہلاک کر دیا اور اس کے گھریار کو لوٹ لیا۔ فتح ہے کہ اولیاء اللہ
ننگی تلوار ہیں جو دشمن پر قہر بن کر ٹوٹ پڑتی ہے (چھ قہر اولیاء
قہر الہی)

آنحضورؐ نے فرمایا ہے دوستان خدا کی محبت پیغمبروں کی صفت
ہے۔ اُن سے دشمنی فرعونوں کی عادت ہے۔

نیت چون فقر حقیقی را ستانی با شمس
قابل افقر فخری شاہ شکر شد است

ولی خدا اگر با حشمت ہو تو اس سے اس کے فقر میں کوئی فرق نہیں آتا
ہے۔ کیونکہ افقر فخری فرمانے والے بھی فوج کے سردار تھے۔
حضور پاکؐ سید عالم مہر موجودات اور شہنشاہ رسالت پناہؐ

ہونے کے باوجود فقیری پر فخر کیا کرتے تھے۔ صماح سے پیر کامل بعض اوقات لباس سواری اور غلاموں کی رو سے باحشمت نظر آتے۔ یہی فقیر حقیقی کی نشانی ہے کہ باوجود جاہ و شہم کے فقیری پسند کرے۔ یہ ظاہری تاداری نہ سمجھیں بلکہ اختیاری فقر!

توصیفِ غالب کا اصول ہے کہ اپنے وجود کو اپنا گناہ گناہ ہے فقر سے مراد وہ فقر ہے جس پر حضور پاکؐ نے فخر کیا۔ فقیر اللہ کی ذات میں فنا دو جہاں سے بے نیاز!

حدیث میں آیا ہے کہ دونوں عالم سے بے نیازی فقر ہے ایسا شخص دنیا اور آخرت کا سردار ہوگا۔

مُنتہی المانع از حق کثرتِ اسباب نیست
پیش مانع مرخلیل اللہ بن آزر شد است

(ترجمہ) ولی کامل کے پاس اگر مال و زر ہو تو وہ اسکو اللہ کی راہ اختیار کرتے ہیں رکاوٹ نہیں بن سکتا جیسے کہ حضرت خلیل اللہ مالدار ہونے کے باوجود پیغمبر بنا اور اللہ کا دوست!

ایک مشہور روایت ہے کہ جب فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ اللہ کی طرف

سے دی ہوئی نعمتوں مثلاً مال و جاہ۔ نبوت سلطنت کتابت اور سب سے بڑھکر قبولیت دیکھی تو وہ سوچنے لگے کہ ابراہیمؑ سے ان چیزوں کے مقابلے میں اللہ کی محبت زیادہ نہیں ہے۔ تو اللہ نے ان فرشتوں کو حضرت ابراہیمؑ کے پاس آزمائش کیلئے بھیج دیا۔ دیکھیں کہ اللہ سے اسکا کتنا عشق ہے۔ چنانچہ جب وہ آکر خدا کی تمجید و ثنا پڑھنے لگے جیسے صَوِّحْ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ تو حضرت ابراہیمؑ و جد میں آئے اور انکو اس تسبیح سنانے کے صلے میں اپنے مال کا تیسرا حصہ دیدیا اور اصرار کیا کہ یہ تسبیح پھر پڑھئے انہوں نے معاوضہ طلب کیا آپ نے اور تیسرا حصہ مال کا دیدیا۔ پھر فرمایا اور سناؤ اور انعام حاصل کرو۔ چنانچہ تیسری بار سنانے پر حضرت ابراہیمؑ نے باقی تیسرا حصہ بھی انکو بخش دیا۔ اس پر انہوں نے اپنے آپ کو فرشتوں کی صورت میں پیش کر کے کہا کہ ہم آپ کو اللہ کی طرف سے آزمانے کیلئے آئے تھے۔

یہاں یہ نکتہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ یہ منزل مبتدی کیلئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ہاں انتہا کو پہنچے ہوئے کامل ولی کے لئے مال کا ہونا محبت الہی کے بارے میں رکاوٹ نہیں بن سکتا۔

نفحات الانس میں لکھا ہے ایک بوڑھیا اپنے بچے کی تربیت کیلئے پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے پاس چھوڑ گئی۔ چند دنوں کے بعد وہ بچے کی خبر لینے آئی تو دیکھا کہ لڑکا کمزور ہے اور جو

کی روٹی کھا رہا ہے خود پیر کامل کو مرغا کھاتے دیکھ کر شکایت کی کہ
میرے بچے کو آپ نے بہت نڈھال بنا دیا۔ خود مرغے کھاتے ہو اور وہ جو کہ روٹی بھرتا
شیخ نے مرغے کی ہڈیاں جمع کر ڈاکٹر پر دست مبارک رکھ کر فرمایا تم یاد رکھو اللہ الذی یحیی العظام و
دھی رمیم۔ (اٹھ اللہ کے حکم سے جو گلی سٹری ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے)
چنانچہ مرغا بانگ دیتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا۔ اے
قاتلون جب تمہارا بیٹا اس مقام پر پہنچ جائیگا تو جو چاہیگا ہوگا

نیت اندر چشم کامل ایم وزرا اعتبار
کان یکے سنگ سفید وان دگر ارشاد ستے

(ترجمہ) ولی کامل کی نظروں میں سونے چاندی کی کوئی وقعت
نہیں وہ جانتے ہیں کہ ایک سفید پتھر ہے تو دوسرا سرخ پتھر دونوں
انکے پاس بے قدر ہیں!
حضرت سلطان ولدؒ فرزند مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ ولی صورت
غریب نادار دکھائی دیتا ہے مگر مالدار و تو نگر ہے۔
دولت سلطنت ایسے اصحاب کیلئے عشق الہی اور ولایت میں
کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتے ہیں۔ مثلاً حضرت داؤدؑ حضرت سلیمانؑ

حضرت یوسفؑ اور پیغمبر خدا محمد مصطفیٰؐ شہنشاہ دین و دنیا تھے۔
 رسالہ اقبالیہ میں درج ہے کہ اللہ اپنے دوست کو کسی اور کا محتاج
 نہیں بناتا۔ کیونکہ یہ دنیا اور اسکی نعمتیں انہی حضرات کی برکت سے
 قائم ہیں۔ بلکہ کائنات پیدا کی انہی کے واسطے سے ہے اور تمام نعمتیں
 انہی کی برکت و واسطے سے ملتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن بغدادیؒ کے لشکر کا خرچ سالانہ دو لاکھ دینار
 تھا۔ آپ نے اپنے مریدوں کیلئے پانچ لاکھ دینار کی جائداد وقف کر
 رکھی تھی یہ احوال خواجہ خان محمود نقشبندیؒ نے اپنے ایک رسالہ
 میں لکھے ہیں۔ خواجہ عبید اللہ اطرازیؒ کی دولت مندی اور مالداری ان
 کے مشن میں کبھی کوئی رکاوٹ نہ بنی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

جو فقیر اندر لباس شاہی آمد

بہ تدبیر عبید اللہی آمد

حضرت عبداللہؒ کی حکمت عملی سے فقر بادشاہی کے لباس
 میں جلوہ گر ہوا یہ اللہ کی مرضی ہے کسی اپنے دوست کو فقر کے
 کے لباس میں رکھا کسی کو امیری لباس میں۔ دولوں رضی اللہ عنہم
 درصنوعندہ کے نتیجے میں راضی۔ !!

ہست دنیا آپہ مشغولت کند از ذکر حق
گر متاعی پر بہایا چیز کے احقر شد است

ترجمہ: وہی دنیا داری ہے جو تجھے ذکر حق سے غافل رکھے۔ خواہ وہ قیمتی مال ہو
یا کوئی معمولی چیز!

شمال الاقیا میں ہے کہ بہترین عمل لوگوں سمجھنا جتنا بند کرنا ہے جو چیز
تمکو یاد حق سے غافل رکھے وہ دنیا ہے۔ یاد ہے جو چیز تم سے جاتی ہے
اس پر غم نہ کرو اور جو چیز تمکو دی گئی ہے اس پر مغرور نہ ہو۔
ترک دنیا کا مطلب یہ نہیں کہ لنگوٹی کس کرنگا ہے۔ بلکہ کار و
بار کرے اور جو نذر و نیاز ملے وہ راہِ خدا میں خرچ کرے مال و دولت
جمع کرنے کی رغبت نہ رکھے کم کھائے تو تارک دینا ہوگا کیونکہ بطنک سے
دینا لے (تمہارا پیٹ تمہاری دنیا ہے)۔ پیٹ بھر کر کھا کر شیطان
کے قریب ہو جاؤ گے!

گر بود شغل از ذکر تے و بود از بہر جاہ !
ہم از دنیا درس حفظ و ترقہ و مظهر شد است

(ترجمہ) اگر کوئی شخص عالم۔ حافظ کلام اللہ ہو اور صرف خرقہ اور لوٹا ساتھ رکھتا ہو۔ اگر یہ چیزیں ذکر اللہ سے روکیں یا جاہ طلبی کیلئے ہوں تو یہ سب دنیا داری میں شمار ہونگے دنیا ہوگی اور کچھ نہیں!

فوائد الفوائد میں دنیا والوں کی کئی قسمیں بتائی گئی ہیں۔ پہلی صفت دنیا کی پہلی صورت ہے۔ اسمیں گھریلو اور سماجی تقاضوں کو پورا کرتا ہے دوسری دنیا وہ ہے جس میں خلوص کار فرما ہے۔ ایسے عالموں کو چاہیے کہ سلوک کے طریقہ کو پوشیدہ رکھیں۔

علم محقق کتابیں جمع کرنے اور پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا۔ علم وہ فائدہ مند ہے جو جانگنی کے وقت کام آئے۔ ایسے وقت میں سولے توحید کے کچھ کام نہ آئیگا۔ آپ کتنے ہی ظاہری علوم کے ماہر کیوں تہ ہوں جو علم با خدا سے غافل رکھے اسمیں شیطانی خطر ہے۔

بقول حضرت رومیؒ سے

صد کتاب و صد ورق در نار کن

روئے دل را جانب دلدار کن

آنحضورؐ نے فرمایا۔ دنیا ملعون ہے سوائے اللہ کی یاد کے اسکے اندر

تمام چیزیں ملعون ہیں۔

سلسلہ الذہب میں حضورؐ کا فرمان درج ہے فرمایا بہت سے

ایسے قرآن پڑھنے والے ہیں بہت جینیر قرآن لعنت کرتا ہے، (معاذ اللہ)

لعنت است آنکہ بہر لہجہ و صوت

شود از تو حضور خاطر فوت

جو قرآن خوانی صرف خوش الحانی کیلئے کی جائے لعنت ہے کیونکہ اس سے یاد قدمیں رکاوٹ آتی ہے حضور دل حاصل نہیں ہوتا۔

دن رات امیروں کی صحبت میں کہ صرف دنیا داری کیلئے وقت ضائع کرنا

لعنت ہے۔ قرآن کو چند ٹکوں کے عوض مت بیچو۔ جو عمل دکھاوے خود نمائی کیلئے ہو اس پر لعنت کا حکم صادر ہوتا ہے۔ حاجت برآری کیلئے نماز پڑھنا حب میں خلوص نہ ہو نا تمام ہے۔ اخلاص ہے نفسانی خواہشات سے آزادی!

جس طرح یارش آسمان سے صاف و شفاف ہو کر بھی زمین میں ترش یا کھٹی دور نہیں کرتی اسی طرح جس عبادت میں ملاوٹ ہو خلوص نہ ہو وہ نا منظور ہے۔

کسی صاحب نے اسی لئے فرمایا ہے کہ
ہست قرآن خوان لے در روزگار میکند قرآن بر و لعنت ہزار
(دنیا میں بہت سے قاری ایسے ہیں جن پر قرآن لعنت بھیجتا ہے)
تذکرۃ الاولیاء میں حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے صحابہ کرامؓ

رات کو قرآن پر غور و خوض کرتے دن کو اسپر عمل کرتے مگر تم لوگ اسی کتاب سے دنیا کھاتے ہو!

سے بہین تفاوت راہ است از کجایا بکجا!!

**وربدان قیدی بنا شد راؤں کر دند قفل
باد وجود سلطنت از اولیا سنجہ شد است**

اگر یاد الہی میں دنیا داری حائل نہ ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اولیاء کاملین میں سلطان شاہ ملک سنجہ بہت مشہور ہیں حالانکہ وہ بادشاہ بھی تھے (اسی طرح ناصر الدین محمود۔ سلطان محمود غزنوی اور سلطان اورنگ زیب عالمگیر اکابر میں اولیاء میں شمار ہوتے ہیں۔ مترجم) ملک سنجہ نے ایک وزیر کو دربار میں محض اس لئے مقرر کیا تھا کہ وہ سر اجلاس بادشاہ کو آگاہ کرتا کہ انصاف سے کام لو۔ صداقت شعار بنو چنانچہ بادشاہ اسپر عمل کرتا تھا۔

خواجہ محمد یار سنا کا ارشاد ہے کہ حکومت کا منصب بھی خدا کی قربت حاصل کرنے کا نیکو اچھا ذریعہ ہے، بادشاہ کا سلوک دوسرے انفرادی سالک کے مقابلے میں کئی گناہ بار آور ہو گا یہ اسکو صالحین سے نکال کر صدیقیوں کی صف میں کھڑا کر سکتا ہے۔ ایک بادشاہ کو رعیت

کے ساتھ باپ کا سا سلوک کرنا چاہیے۔

اب ہم پھر تجلیات کی طرف آتے ہیں اسکی دو قسمیں ہیں ایک تجلی ذاتی دوسری تجلیات صفاتی جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ہمارے پیر کاملؒ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے تجلیات صفاتی سے نوازا تھا۔ جسکی تاثیر اور خاصیتیں متصفہ شہود پر آئیں اگلے اشعار میں اسکا تذکرہ ہے

حق تجلی باد و وصف السميع والبصير
کر و دروی در معنیات اسمع والبصر شد

اللہ تعالیٰ نے ہمارے مرشد کاملؒ پر اسم سمیع و بصیر سے تجلی کی۔ اس لئے آپؐ پر اسکا اثر یہ ہوا کہ آپؐ دور سے سنتے اور دیکھنے کے اوصاف سے مستصف ہو گئے اللہ نے اپنے حسن صفات کے جلوؤں کو لیکر آپؐ کی طرف جلوہ گری کی۔ آپؐ پر ان جلوؤں کا پورا اثر ہوا اور لوگ دیکھتے ہی رہ گئے

ہم تجلی کر و دروی حق باسم الکریم ! !
زین سبب مشفق بجال خلصی پاکر شد

اس طرح اللہ نے آپ پر حیات، قدرت، علم اور کلام سے جلوہ گری فرمائی
تو ان تجلیات کے اثرات صاف نظر آئے۔ ہمارے مرشد پاکؒ کو حیات ابدی ملی
قدرت، علم اور کلام سے نوازا گیا۔ نتیجتاً آپ کی ذات والا صفات سے ان
قوتوں کا اظہار ہوا۔

ہست تاثیر تجلی جمال المرید!!
اینکہ در غالب مرادش حاصل و محض شد

جب آپ تجلی صفت المرید جلوہ گر ہوئی تو اسکی برکت سے آپ کا مدعا
و مقصد پورا ہوتا تھا۔

تم تجلیات سے وصف محمی و وصف ممیت
شد و رولب یار جاتا تاثیر ان مہم شاہ

اللہ آپ پر بخشیت محمی اور ممیت جلوہ گر ہوا اور آپ میں
ان تجلیات کی برکات سے مارنے اور زندہ کرنیکی طاقت کا مظاہرہ
اکثر اوقات دیکھا گیا۔ (انکی مثالیں آئندہ پیش کی جائیں گی)

اوپر خدایِ جمال آمد جلالِ ذات را نورِ آثارِ جلالتِ از و از سر شد است

ہم اس سے پیر برحق ذات الہی کے جلال کا جمالی آئینہ ہیں اسلئے
اللہ کے جلال کے آثار اور انوار اُن سے آشکار ہیں اسلئے اگر ان سے
غصہ یا قہر کا اظہار ہو وہ سب صفاتِ جلال کا اثر ہوگا۔
مگر جو نفسِ امارہ کا مغلوب شدہ غصہ دکھائیگا وہ اس کیلئے زوال
کا باعث ہوگا۔ بعض لوگوں نے اسی قسم کا اعتراض پیر برحق کے حق میں اٹھایا
تھا مجھے اسکا جواب خلاصۃ المناقب میں ملا جو درج ذیل ہے۔
اس کتاب میں درج ہے کہ حضرت خواجہ عبداللہؒ نے بدخشاں میں
حضرت امیر کبیرؒ سے یہ سوال پوچھنا چاہا تھا کہ آپ باوجود اولیائے کاملین
میں سے ہونے کے غضناک کیوں ہوتے ہیں۔
حضرت مولانا نور الدین جعفرؒ سے حضرت عبداللہؒ نے اسکا ذکر کیا۔
چنانچہ جب اول الذکر حضرت امیرؒ حضور میں حاضر ہوئے آپ مسکرائے
اور سوال پوچھنے سے پہلے ہی فرمایا کہ اگرچہ ہم کو کبھی غصہ آتا ہے
مگر وہ باعثِ رحمت ہوتا ہے۔ کیونکہ سلوک کے ابتدائی دلوں میں
ہر سوم وار کو ہمیں حضور پر نورؐ سے صحت رہتی تھی۔ ایک دفعہ میں غصہ کی

وجہ سے ملول تھا۔ تو حضور پاکؐ نے فرمایا۔ دل ملول مت رہو کیونکہ تمہارا غصہ رحمت ہے اسلئے ہمارا غصہ رحمت اور درجہ کی ترقی کا باعث ہے جیہ خواجہ عبداللہؒ کو خیر ہوئی تو بیہشت خوش ہوئے اور فرمایا میرے لئے اس خبر کی قیمت دو عالم سے بھی زیادہ ہے چونکہ حضرت امیر کبیرؒ ذات الہی کے جلال کا جمالی آئینہ تھے اسلئے اُن کا غصہ باعث ترقی ہو جاتا تھا۔

زخیۃ الملوک میں درج ہے کہ رسول اللہؐ اتنا غصناک ہوتے تھے کہ آپؐ کی چٹمان مبارک اور روئے نازنینؐ سرخ ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے اے میرے اللہ میں لشرہوں اور لشرہ کی طرح غصے میں آ جاتا ہوں۔ پس اگر میں نے کسی مسلمان کو برا بھلا کہلایا پٹیا تو میری طرف سے اسکو رحمت بھیج! سبحان اللہ!

کبر و شد محوظا ہر کیریائے حق از دست
ایں شعاراں امام الصادقین جعفر شہیدؑ

(ترجمہ) آپ میں ذاتی تکبر فنا ہو چکا تھا مگر امام جعفر صادق رضی اللہ کی طرح اللہ کی ذات کبریائی کے جلوے کے اثر سے آپ اسکا اظہار فرماتے تھے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت امام عالی مقام سے لوگوں نے عرض کیا کہ بیشک آپ میں سب بزرگیاں اور نیک اوصاف ہیں مگر صرف آپ مستکبر ہیں آپ نے فرمایا میں مستکبر نہیں ہوں لیکن اللہ بزرگ و برتر کبریائی کے مقام پر مجھ پر جلوہ افروز ہے یہی اعتراض سلطان ابوالخیر اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی پریا گیا تھا جبکہ جواب میں حضرت امیر نے ذخیرۃ الملوک میں ایک مہمون قلمبند کیا ہے جسکا مفہوم بذیل ہے۔

حضرت امام جعفر صادق پر جب مستکبر ہونے کا الزام لگایا گیا تو آپ نے جو جواب دیا اسکا ذکر ہو چکا ہے حقیقت یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی وہ جماعت جو نفعانی عادات کو فنا کر کے اپنی ہستی کے وجود کو بشری صفات سے خالی کر دیتے ہیں اور فنا کے تلخ گھونٹ پینے کے بعد بقا کی شیرین شربت پیتے ہیں انکو در باری کبریائی سے کبھی علم و حیا کا لباس ملتا ہے کبھی عزت و کبریائی خلوت سے نوازا جاتا ہے۔ تو عام لوگ جو چوپائے جیسے ہیں انکے وجود میں ان صفتوں کا ظہور دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ یہ مستکبر لوگ ہیں لیکن ایک عارف جانتا ہے کہ انکا یہ وقار و عزت اللہ سے ہے اور کبریا کے تجلی کا ان پر غلبہ ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ یہ اصحاب اپنے آپ کو

نیت تصور کرتے ہیں لوگوں کے ماننے نہ ماننے سے انکو غرض نہیں۔ اور نہ
 ان صفتوں کے ظہور میں انکا کوئی دخل ہوتا ہے۔ بلکہ یفعلی اللہ ما
 یشاء وحکم مایوید یعنی خدا کا یہاں اختیار چلتا ہے۔
 حضرت شاہ ولایت کا فرمان ہے کہ فیقروں کی محفل میں دولت مند
 کی انکاری اچھی ہے مگر اگر اللہ سے ثواب کی نیت سے ہو پھر بھی فیقروں
 کا درجہ زیادہ بڑا ہے جنہیں صرف اللہ پر بھروسہ ہے۔ جان لینا
 چاہیے کہ جو صفت غافل کے لئے نقصان دہ ہے۔

وہ عارف کیلئے حصول کمال کا سبب اور ذریعہ ہے۔ دولت مند
 متکبر شخص کے سامنے تکبر کرنا جائز ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے
 جب تم متکبروں کو دیکھو گے تو تم بھی تکبر سے پیش آؤ۔ یہ ان کے لئے
 باعث ذلت ہے۔

حضرت بہاؤ الدین نقشبندؒ نے فرمایا ہے کہ ہمارا تکبر اللہ کی کبریائی
 سے ہے۔ (شعر: اگر تکبر کی ہو امیرے سر میں ہے تو وہ بھی اُسی کے
 پھونک میں سے ایک دم) سالس ہے جو سالس مجھ میں اس نے
 پھونک دی ہے۔

شیخ محمد در بیان ابن صفحہ در سفر اسے از وقار شہ سید صوری چو تنگبر شد اسے

(ترجمہ) شیخ ہند یعنی شیخ ابوسعید البوالخیر کا وقار دیکھ کر ایک سید علوی کو غرور آگیا کہ میں آل رسول ہوں۔ کیا میری کوئی وقعت نہیں۔
تفصیل یوں ہے کہ مہنہ شہر میں ابوسعید البوالخیر سلطان تھے اہل طریقت کے صف اول کاملین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کے مرشد ابوسعید تمغس تھے جب آنکے انتقال کے بعد ابوالعباس کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بشارت ملی کہ ولایت کا جھنڈا کچھ غرضہ مٹھا مے دروازے پر ہوگا نفحات الانس میں کہ کر یا کا مقام انہیں حاصل تھا ایک سید نے انکا یہ حال دیکھا۔ یہ الہی وقار دیکھ کر معترض ہوا اس کی تفصیل حضرت جامی نے نظم کی ہے جبکہ ما حاصل یہ ہے کہ جب سید صاحب کے دل میں یہ خیال آیا کہ آل رسول ہونے کے ناطے یہ عزت و قدر و منزلت مجھے ملنی چاہیے تھی تو صاحب بصیرت البوالخیر کے دل پر اس کے پرتو پڑے اور فرمایا ہمارا دل آئینہ کے مثل ہے۔ یہاں صاف قلب لے کر آؤ تاکہ ایک صاف تختی کی طرح اس پر کچھ لکھا جائے۔ غالباً نسب سے کوئی بڑا معتبر نہیں بن سکتا۔ اگر ایسی بات ہوتی تو اولہب اسکا زیادہ حقدار تھا۔

ہاں ہم نے یہ رُتبیہ صرف آپ کے جدا معید حضرت رسول پاکؐ کی متابعت میں حاصل کیا ہے۔ ہم نے سنت پر پوری طرح عمل کر کے اپنے آپ کو انکی ذات میں فنا کیا ہے جب میرا وجود انکے وجود سے متحد ہوا تو اللہ نے اس آئینہ شریف کے تتبع میں اپنا محبوب بنالیا۔
 ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله
 فرمایا اگر تمہیں خدا پیارا ہے تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنائے گا۔

خلاصۃ المناقب میں ہے۔ حضرت امیر کبیرؒ نے فرمایا کہ جب میں اپنے مرشد شیخ محمود مزدقانیؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا اگر بحیثیت آل رسولؐ یہاں آئے تو میں آپ کی خدمت کیلئے لبر و چشم حاضر ہوں ورنہ بحیثیت مُرید آپ خدمت میں کوئی کسر اٹھانہ رکھیں اور آپ اس عظام خاکروب کی جوتیوں کو سیدھا رکھتے تاکہ قیضیاب ہوں۔ میں نے قبول کیا۔ بیعت ہوا اور خانقاہ میں خادم رہا فرماتے ہیں:-

قفل این در شد علای و کلید آن نیاز
 گر نیازی داری اینجا بر سریر نیاز شو
 (اس دروازے (سلوک) کا قفل علای کی ہستی ہے

اس کی چابی عاجزی و انکساری ہے اگر تم میں نیاز مندی ہوگی

تو صاحبِ نجات و تاج ہو گے۔

نفحات الآتس میں ایک بزرگ کا واقعہ درج ہے جو کافی عرصہ حضرت ابوسعیدؓ کی خدمت میں رہے جب بغداد جانے کا ارادہ کیا۔ پیر نے فرمایا۔ وہاں جا کر کہہ دینا کہ خراسان نے وہ شخص پیدا کیا ہے جس کے طفیل حقیقت کا سورج اب خراسان سے طلوع ہوگا

حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے سلطان ابوسعیدؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ نے علم و سبقت کو ستر طریقے سے پیش کیا۔ آپ کے دائیں جانب ۴۴ چنگ اور بائیں جانب ۴۴ رباب ہوا کرتے تھے۔

نفحات الآتس میں ہے کہ ایک وقت شیخ سعدیؒ کا ایک سید زادے کے ساتھ کچھ آن بن ہو گئی۔ رات کو خواب میں جناب رسول مقبولؐ نے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا صبح اٹھ کر حضرت سعدی شیرازیؒ سے معافی مانگی اور انکی خوشنودی حاصل کی۔

لَا تَقُومُوا مِثْلَ كُرْوَاسِ سَيِّئِ بْنِ زَمَانَ
مَاحِي الْمُبَدِّعِ مُقِيمِ أَمْرَانِ أَعْمَشَ شَدَائِسَ

حضرت علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک، حضرت سرور کائناتؐ کے ارشاد پر عمل پیرا ہو کر کبھی کسی بادشاہ امیر یا کسی دنیا دار کیلئے مجلس میں کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ اس بدعت کو مٹا ڈالا۔

گفتہ پیغمبر تکبر برتکر صدق است
در وقارش ستر این خیارم مفر شداست

حضرت خاکی کا بیان ہے کہ میرے مرشد پاکؒ کے وقار کار از حضور پاکؐ کے اس ارشاد میں پوشیدہ ہے کہ مفرور کے ساتھ تکبر یا غرور سے پیش آنا صدقہ ہے۔

جناب سرور دو عالمؐ کا ارشاد ہے کہ نرمی کرنے والے کے ساتھ تواضع و نرمی اختیار کرو۔ تکبر کرنے والے کے ساتھ تکبر کرنا اور وقار ظاہر کرنا بھی صدقہ ہے۔

حضرت ابی امامہؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ حجرہ شریف سے عصابیئے تشریف لائے اور ہم تعظیماً کھڑے ہو گئے آنحضورؐ نے فرمایا عجیوں کی طرح ادروں کی تعظیم کیلئے کھڑے نہ ہو جایا کرو۔ یہ منع کی ہوئی بدعت ہے۔

حضرت شہاب الدینؒ نے عوارف المعارف میں تحریر کیا ہے بیشک بدعت وہ ہے جو سنت سے ٹکرائے۔ عرب میں کھڑا ہونے کا رواج نہیں تھا۔ اس سے حضور پاکؐ کے لئے کوئی کھڑا نہیں ہوتا تھا۔

مگر ان ملکوں میں جہاں تعظیماً کم ہونے کا طر مدارات یا اعتماد حاصل کرنے کیلئے ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اسکے ترک کرنے سے دل متنفر ہو جاتے ہیں اور سینوں میں کینہ پیدا ہوتا ہے یہ ایک قسم کی حسن معاشرت اور حسن صحبت ہے اگرچہ بدعت ہے مگر سنت سے نہیں ٹکراتی۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احمرؒ فرماتے تھے کہ بڑے بڑے صوفیائے کرام کا فرمان ہے کہ کسی کے واسطے اٹھنا نہیں چاہیے اور اسکو اپنی بے عزتی نہ سمجھا جائے کیونکہ صحابہ کبار نہیں اٹھتے تھے نہ اسکو بے وقری سمجھتے تھے۔ ہاں اگر مومن بھائی کا احترام اور دل داری مقصود ہو تو کوئی مفاہق نہیں۔ مگر اس میں تکبر کا شائبہ نہ ہو۔

حضور پاکؐ کا ارشاد ہے کہ انا و التقیاء اُمتی برائے من التکلف (میں اور میری اُمت کے پرہیزگار نمود و نمائش اور تصنع سے بیزار ہیں)

رسالہ نقشبندی میں درج ہے اگر کوئی شخص دولت مند کے سامنے اسکے دنیا دار ہونے کی وجہ سے انکاری و عاجزی دکھائے تو اسکا دو تہائی دین جاتا رہا۔ ان کا دل، زبان اور نفس اس میں شامل ہیں۔ اگر دل سے اسکی تعظیم بوجہ دولت مند ہو کر کے انکاری دکھائے تو اسکا سارا دین جاتا رہا۔

مسجد میں کسی کی تعظیم نہ کی جائے حضور پاکؐ نے فرمایا لا یعظمونی
بیتے تباری (خدا کے گھر میں تعظیم نہ کرو) بزرگ لوگ مسجد میں
تعظیم دیتے وقت شاگردوں کو کھڑا ہونے سے منع فرماتے تھے۔
ایک جماعت قرآن پڑھتی۔ یا ایک ہی پڑھتا۔ تو وہاں ایک
جلیل القدر شخص آیا تو پڑھنے والے اس کیلئے تعظیماً کھڑے ہو گئے
علماء کہتے ہیں کہ اگر عالم، والدین یا استاد کیلئے اٹھا جائے تو
جائز ہے۔

کسی کا یہ کہنا کہ تعظیماً اٹھنا سنت ہے غلط ہے۔ چنانچہ ایسے اعتراضات
ہمارے پیر کاملؒ پر بھی کئے گئے کہ وہ امراء وغیرہ کے لئے کھڑے نہیں
ہوتے۔ ایسے غافلوں کے اعتراضات ہوتے رہیں گے۔
مخدوم حاجی حسن خانؒ فرماتے تھے کہ ہمارا مرشد مخدوم شیخ
اسماعیل چشتیؒ اور اسکے مرشدین کرام کسی کی تعظیم کے لئے اٹھتے نہیں تھے
چنانچہ ایسے اصحاب اکثر ویران مساجد میں بیٹھتے انکے مرید متبعین کو کثرت العباد
کے دو احادیث پاک کا حوالہ دیکر فرماتے کہ مسجد میں کسی کی تعظیم
کرنا منع ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف اور عوارف المعارف میں بھی کھڑا
ہونے سے منع فرمایا گیا ہے لیکن حضرت شیخ اسماعیلؒ فرماتے کہ اگر ایسے
لوگوں کو اعتراض ہے۔ تو وہ کیوں آتے ہیں اور خود کو اور ہم کو تکلیف
دیتے ہیں ہاں خلوص نیت سے آئیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

آن وقار کوہ سانش گرجہ برعاسد گراست
لیک حفظ کشتی ارشاد النکر شادست

علامہ خاکی فرماتے ہیں گو میرے مُرشد کامل کا وقار و عظمت آپ کے
حاسدوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتا مگر اس قابل قدر ہستی کے لئے با وقار ہونا
لازم ہے۔

یہ مسلم امر ہے کہ اگر نفس امارہ کی خواہشات پر چلنے والا
کبر و غرور دکھائے تو سمجھنا چاہیے کہ یہ اس میں بُری صفت ہے اور
اس کا نام تکبر ہے۔ مگر نفسِ عظمیٰ کے مالک بزرگ سے یا ولی کی کامل سے
اس طریقے کا اظہار ہو تو اُسے وقار یا عزت نفس کہہ سکتے ہیں۔
البتہ موقد محل کے لحاظ سے ہی اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے
واقعی مرشدوں کے ارشاد اور رہبر کی شرائط میں وقار کا ہونا لازمی امر
ہے۔ تاکہ مرشد پاک کی عظمت و بزرگی دل سے نہ مٹ جائے اور مُرید
دلیر نہ ہو جائیں جو عقیدت میں خلل کا باعث ہو سکتا ہے۔ اسی لئے
بزرگوں کا ارشاد ہے کہ باپ سے زیادہ مرشد کی تعظیم لازم ہے

ہم با ہم الغنی دروی تجلے کردی !!
زین چہے مستغنی از ہم یہ وہم دلور شادست

(ترجمہ) اللہ نے ہمارے مرشد کامل پر کلمہ الغنی کی صفت تجلی کی صورت میں عطا کی ہے اسلئے آپ ہر امیر اور بادشاہ سے بے نیاز ہیں۔

پیش آن سلطان دین است از گدایقدرتر
آنکہ در دنیا شہنشاہ چون حم و نو در خداست

(ترجمہ) اس ہمارے سلطان دین کے سامنے دنیا کے بادشاہ مثلاً جمشید اور نوذر ایک گدا سے بھی بے قدر ہیں۔

ان اشعار میں مرشد کامل کی بے نیازی اور بے التفاتی کی طرف اشارہ ہے آپ حاکم یا امیر کے سامنے نرمی دکھاتے اور جو کچھ کھانا حاکم ہوتا تو انکو بھی کھلاتے۔ کوئی مخصوص انتظام نہیں ہوتا انکے کھانے کا اور انکو جلدی رخصت کیا جاتا تھا۔

علامہ خاکی فرماتے ہیں میں نے ایک دفعہ آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ آپ ان امراء و وزراء سے بے توجہی برتتے ہیں جنہیں اسکی عادت نہیں ہے۔ انکو خوشامد کی چاٹ لگی ہے تو پیر کامل آتے فرمایا وہ میرے پاس آتے ہی کیوں ہیں اور یہ معاملہ میرے اختیار کا بھی نہیں ہے اللہ تعالیٰ مجھے انکی آخرت کی رسوائی سے آگاہ کر کے انکو بے قدر بکھاری کی صورت میں دکھاتا ہے۔ تم بھی انکو اس حالت میں دیکھ کر ان سے نفرت کرنے لگو گے۔

اور اُن کے ساتھ بیٹھنے میں شرم محسوس کر دے

کبھی انکو یہ دقت عورتوں کی شکل میں دیکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ
جلدی چلے جائیں۔

ہاں جو امیر بہت عاجزی اور خلوص دل سے آئے اور یہ بے اعتنائی
برداشت کرے تو میں اس کے حال پر شفقت کی نگاہ ڈالتا ہوں اور غم خوار
بنتا ہوں۔

احی طرز کا ایک واقعہ امیر حسین قدس سرہ نے زاد المسافرین میں
نظم کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک دفعہ سلطان سکندر جاہ و حشم کے ساتھ
جارجیا تھا اچانک ایک ویرانے سے اس کا گزر ہوا۔ دیکھا ایک بوڑھا اس
ویران جنگل میں موجود ہے اس کے پاس جا کر کہا میں سلطان سکندر ہوں
میرے تخت کا ستارہ سب سے بلند ہے۔ آسمان میرے پاؤں پر سج رہا ہے
میرے بغیر لیکن اس مرد کامل نے کوئی التفات نہ کی۔ آخر جب بادشاہ
اپنی شہنشاہی بگھارتے تھک گیا تو پوچھا، اے دیوانے کہا کیا کر رہے ہو اسنے
کہا آپ ایک حقیر پانی کے قطرے سے پیدا ہوئے ہیں آپ کو یہ غرور
زیب نہیں دیتا۔ دنیا فانی ہے سب کچھ یہیں چھوڑنا ہے افسوس اس
بات کا ہے کہ بادشاہ ہوتے ہوئے تم میرے غلاموں کے غلام ہو۔
میرے دولہ کر جنکو میں نے رام کر رکھا ہے یعنی لالچ اور خواہش نفسانی

وہ تمہارے سر پر سوار ہیں یہ سنکر بادشاہ کے تیغ کل گئی۔ اپنا سر بڑھے
کے قدموں میں ڈال دیا۔ آخر بڑھا کامیاب ہوا۔ اسنے اسکو اپنا ماستہ
دکھایا۔ سکندر جیبا گیا دینا سے دونوں ہاتھ خالی تھے!

مجمع ہے پاکیزہ لوگ غیر اللہ سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ بحر فنا
میں غوطہ زن ہو کر خدا کے بغیر سب کو رخصت کرتے ہیں۔ یہی دیہے
کہ ابو سعید البوالخیرؒ اور شیخ بایزید بسطامیؒ بادشاہ نہ ہونے کے باوجود
عراق کے سلطان کہلاتے چنانچہ سلوک کے میدان کے شہوار یرسات
سلطان ہیں جنکو ختم ہفت سلطان میں یاد کیا جاتا ہے۔

سلطان ایرہیم ادرم۔ سلطان احمد خزر و یہ سلطان بایزیدؒ
سلطان سجریماضیؒ۔ سلطان محمود غزنویؒ۔ سلطان اسماعیل
سامانیؒ سلطان ابو سعید البوالخیرؒ

موحد کی تعریف یہ ہے کہ الیا صاحب نہ پیسے کا لالچ رکھتا ہے
نہ کسی کی اُمید مموای حضرت اللہ ادنہ کسی کا ڈر سوائے باری
تعالیٰ۔

امید دہر تیش بناشد ز کس
برایں است بُنیادِ توحید بس

ہم تجلی کردہ بروے حق باسم الکریم !!!
 ایں سبب مشفق بجاں فخلص و چاکر شاد است

(ترجمہ) چالے پیر حق پر اللہ نے صفت کریم سے تجلی لی ہے اسلئے
 آپ نوکروں اور اپنے فخلصوں کے ساتھ شفقت سے پیش آتے ہیں۔
 ابوالقاسم گورگانی کا بیان ہے کہ اہل سلوک اللہ کے تئیں "نانونے"
 ناموں کے اوصاف سے متصف ہو کر اپنے اندر ہی اوصاف پیدا کرتے
 ہیں ایسے اصحاب ابھی خدا رسیدہ نہیں ہوتے۔

سخت تلخ از بہر اہل کبر و عجب بدعت است
 اہل درد و شوق را شیرین تر از شکر شاد است

علامہ خاکی نے فرمایا کہ میرے مرشد کامل مشکبر خود بین اور اہل بدعت
 کیلئے سخت اور تلخ ہیں۔ لیکن عاشقوں کیلئے شکر سے زیادہ شیرین ہیں۔
 غور کیجئے کہ بعض اوقات مرشد کامل پر جمالی تجلیات کا درد ہوتا
 جو اس آیت کریمہ کے مصداق ہے یعنی **اَشْرَىٰ اَعْرَیٰ** الکفار (کافروں
 پر سختی کرنے والے) پہلا مصرعہ اسی کا آئینہ دار ہے۔ دوسرا مصرعہ اس
 آیت کریمہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ **رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ** (اپنی جماعت میں

میں ایک دوسرے پر رحم کرنے والے)
 رسالہ قصیدہ میں آیا ہے کہ خدا کے نزدیک وہی زیادہ عزت مآب
 ہے کہ جب وہ کسی کو اللہ کے حکم کے خلاف کوئی کام کرتا دیکھتا ہے تو غصہ
 ہوتا ہے مگر مومنوں کیلئے اللہ کی شفقت ہے۔ (مفہوم)

حاصل ننگہ گشت از خود ذاتی و از اوصاف خود
 باقی باللہ شاد و صافش از مظہر شاد است

علامہ خاکیؒ ان ذاتی و صفاتی تجلیات پر بحث کو سمیٹتے ہوئے فرماتے
 ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ مرشد کاملؒ نے جب اپنی ہستی اور اپنے اوصاف
 کو فنا کر دیا تو باقی باللہ کے مقام پر فائز ہو کر اوصاف الہی کے
 مظہر بنے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اس مشکل موضوع کو تفصیل کے ساتھ
 بیان کیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلے میں مرصاد العباد سے استفادہ کرتا
 ہوں جو دیگر کتب مقابلے میں جامع ہے۔

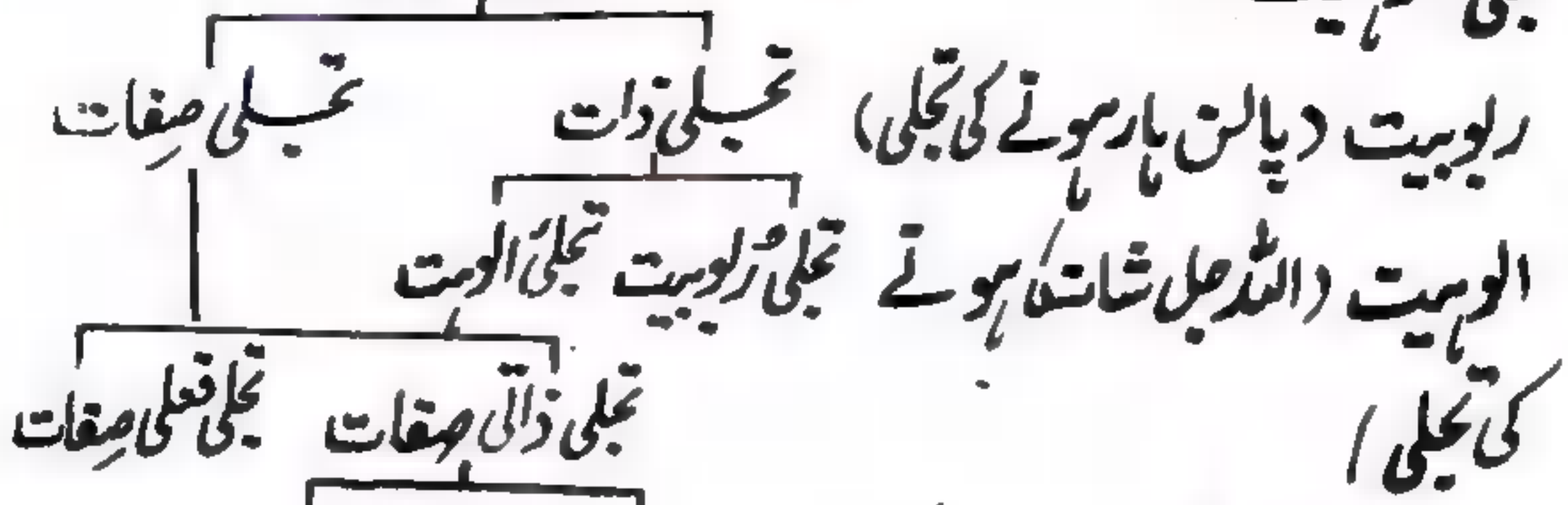
اللہ کی تجلی ذات دو قسم کی ہے | ایک ذاتی دوسری

صفاتی۔ تجلی ذات کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک تجلی ربوبیت دوسری

تجلی الوہیت۔

(۱)

اللہ کی تجلی



ربوبیت کی تجلی حضرت موسیٰؑ پر صفات نفسی صفات معنوی

ہوئی اور پہاڑ اسکا ذریعہ بنا حضرت

تجلی الہی

حضرت موسیٰؑ خود ذریعہ نہ تھا۔ قرآنی (۲)

ارشاد ہے (جب خدا نے اپنی

تجلی پہاڑ پر ڈالی تو پہاڑ ریزہ ریزہ واجدی موجودی قائم بنفسہ

صفات مبدائی

ہوا اور موسیٰؑ بے ہوش ہو گئے) (۳)

یہ ربوبیت کی تجلی تھی جس نے

پہاڑ کو ختم کیا مگر موسیٰؑ کا وجود

قائم رہا۔

صفات عظموت

صفات جبروت

ماں الوہیت کی تجلی حضرت

سرور عالمؐ پر ہوئی یہاں تک حضورؐ

پاکؐ کا وجود مقام فنا میں پہنچ کر

وجود محمدیؐ کے بدلے نے وجود ذات الہی نے قائم کیا اور فرمایا

صفتی خفی و قیوم صفت کبریائی

اِنَّ الَّذِیْنَ یَبِیْعُوْنَکَ اَتْمَایَا یَعُوْذُ اللّٰهُ بِہَا اللّٰہُ فَوْقَ
ایدیہم (بیک جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے وہ خدا سے
بیعت کر رہے ہیں اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر اُس وقت
رسول اللہ پر الوہیت کی تجلی ہوئی تھی اور یہ سعادت انبیاء میں
سے کسی کو حاصل نہیں۔ اسی لئے اللہ نے اسے اپنا ہاتھ بتایا
اب غور کا مقام ہے کہ حضور پام کے پیروں کو بے خوشہ چہرے ہونے
کے ناطے اس شرف سے نوازا گیا۔ اس صلاحیت میں سے انکو بھی بقدر
استعداد حصہ ملا۔ چنانچہ حدیث قدسی (متفق علیہ) اس پر دل ہے
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کوئی نزدیک ہونے والا میرے نزدیک نہیں ہوا
مگر کسی وسیلہ کے مثلاً بندہ تو اہل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا
ہے۔ یہاں تک کہ وہ میرا پیارا بنتا ہے جب وہ میرا پیارا ہو گیا تو میں
اسکے کان بنتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ آنکھیں بنتا ہوں جن سے وہ دیکھتا
ہے۔ میری زبان بنتا ہے جس سے وہ بولتا ہے۔ میرے ہاتھ پاؤں
بنتا ہے جن سے وہ کام کرتا ہے وغیرہ۔
یہ سعادت ذات الوہیت کی تجلی کی خاصیت سے ہے۔
تجلی ذاتی کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ذاتی صفات کی تجلی اور فعلی صفات
کی تجلی۔ تجلی ذاتی کی بھی دو قسمیں ہیں۔ صفات نفسی و صفات معنوی!

صفات نفسی وہ ہیں کہ خبر دینے والے کی خبر تجلی کے ذریعہ ذات الہی کی طرف رہبری کرے نہ کہ حقیقت ذات پر جو اس سے مزید ہے۔

اس کے علاوہ تجلیات کو تین حصوں میں منقسم کیا گیا ہے
 (۱) واریدہ کی اگر صفت واجدی سے کسی پر تجلی ہو جائے تو بقول حضرت ابو سعید الخدریؓ فرمایا گیا کہ لیس فی جنبی سوی اللہ میرے پہلو میں اللہ کے سوا کچھ نہیں۔

(۲) موجودی اگر صفت موجودی سے تجلی پائے اسکا تفاقہ حقت جنیدؒ کی طرح یہ ہوگا۔ مافی وجودی سوی اللہ میرے وجود میں اللہ کے وجود کے بغیر کوئی نہیں۔

(۳) اگر قائم بنفسہ کی صفت سے تجلی ملے تو سلطان یا نیرید لٹامیؒ کی طرح بول اٹھے۔ سبحانی ما اعظم شانی (اے میرے پاکیزہ وجود میں کتنا عظیم ان ہوں)

صفات معنوی کی تجلی اسکی حقیقت کی طرف رہنمائی کرے جیسے ہم کہیں اسکو علم ہے قدرت ہے سمیع بصر، حیات، کلام اور بقا حاصل ہیں۔

جو بغیر واسطہ تجلی ملے حضرت آدم کی طرح۔ و علم آدم الاسماء کلمہ (اللہ نے آدم کو سب چیزوں کا علم دیا) اسی طرح خضر کے حق

میں وارد ہے وعلمتا لا من لدنا علما (اور ہم نے اس کو اپنے
 سے علم سکھایا) جب صفتِ قدرت سے متجلی ہو جیسے حضور پر نور صمد
 دوم عالمِ معلوم کو حاصل ہوا۔ جس کا مظاہرہ آپ نے مٹھی بھر مٹی
 پھینک کر فوج کو شکست دی۔

قرآن شریف میں دیکھئے۔ یہ اشارہ و ماہیت انراہیت
 ولكن الله رمى (جس وقت آپ نے مٹی پھینک دی یہ آپ نے نہیں
 پھینکی بلکہ اللہ نے پھینک دی) یا ایک اشارہ سے چاند کے ٹکڑے
 کر دیئے۔

اگر صفتِ مریدی سے تجلی ہو جیسا کہ عثمان حریریؓ سے ظاہر ہوا
 فرماتے تھے۔ تیس سال سے اللہ وہی چاہتا ہے جو ہم چاہتے ہیں
 خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے؟

اگر سمیع صفت سے تجلی ہوگی تو حضرت سلیمانؑ کی طرح
 تین میل کی دوری سے چیونٹیاں کی ملکہ کا حکم تمام چیونٹیوں رعایا
 کے نام سننے جیسے حضرت سلیمانؑ مسکراتے۔

اگر بصیری کی صفت سے متصف ہوا اور جلوہ پائے تو حضرت خاکیؒ
 کی طرح بول اٹھے۔

ۛ زان رے کنوں آئینہ روی توام

کز دیدہ تو رے توے نگر

(اسی وجہ سے میں تمہارے چہرے کا آئینہ ہوں کہ تمہاری آنکھوں سے تمہارا چہرہ دیکھتا ہوں)۔

آنحضور صلعم کے کیا کہنے آپ نماز میں آگے پیچھے کیان دیکھتے تھے
بائے ذاب استراحت میں یہ بھی نبیؐ کی ظاہری آنکھ اگر بند رہتی مگر قلبی
چشم یا باطنی آنکھ سب کچھ دیکھتی ہے۔

اس حقیقت سے کوئی انکار کر سکتا ہے کہ انسان خدا کا ذات اور
صفات کا آئینہ ہے جب صاف ہو تو جس صفت سے اللہ اس پر تجلی کرے اس صفت
کی تجلی اس پر وارد ہوگی خلافت الہی کا بھی یہی منشا ہے کہ انسان اللہ
کی ذات و صفات کا منظر ہے۔

حضرت پیران پیر کیمیت شریف میں حضور پاکؐ کے اوصاف گنوائے ہوئے
فرماتے ہیں۔ اللهم صل علی سیدنا محمد منظر الجلال والجمال مراة
الذات الصفات تزن المشاہدات الخ (مترجم)
محترم اگر تجلی حیات کی صفت سے ہو تو وکلم موسیٰؑ تکلیما
(موسیٰؑ کے ساتھ اللہ نے خاص طور پر کلام کیا)

اگر صفت بقا سے تجلی ہو جائے تو اس کا تقاضہ بشری

اٹھ جاتا ہے اور صفات ربانی کا اثر ثابت ہوتا ہے۔ بحوالہ اللہ ما
 یشاء ویشیت جس حکم کو چاہتا ہے مستور کرتا ہے جس کو چاہیے
 قائم رکھتا ہے) اسی مقام پر منصوری نے کہا۔ میری اور تیری ذات کے
 درمیان میری ذات ہی ایک مزاحمت ہے۔ پردہ ہے!
 جب رزاقی صفت جلوہ گر ہو گئی۔ تو حضرت مریمؑ سے کہا گیا کہ اس
 کھجور کے درخت کے تنے کو اپنی طرف بلاؤ۔ تازہ کھجور میلینگے۔
 جب خالق کی صورت میں جلوہ گر ہوا تو حضرت عیسیٰؑ نے
 پھونک مار کر مٹی کے پتلے کا لوزروں کو زندگی بخشی۔ اور جب
 زندگی دوبارہ دینے کی صفت سے جلوہ گر ہوا تو حضرت ابراہیمؑ کے
 جواب میں فرمایا۔ تم چار پرندوں کو پکڑ کر مار دو۔ ٹکڑے ٹکڑے
 کر کے پہاڑوں پر پھینک کر بلاؤ وہ اڑ کر تیرے پاس آئینگے۔
 صفت حلالی کا اثر بہت خطرناک ہوتا ہے چنانچہ ایک دفعہ
 حضرت ابوترابؓ خشیؒ کے مرید پر حضرت سلطان بایزید بظامیؒ کی
 نظر پڑی وہیں فوت ہوا۔ اس کی دو صفات ہیں۔ صفات
 جبروت و صفات معنی اعظمت صفات ذات کی بھی دو قسمیں ہیں۔ صفات جبروت اور صفات عظمت
 جب صفات جبروت جلوہ گر ہوں۔ بے اندازہ بے انتہا ظاہر ہوتا ہے۔ اول اس سے ایک چمک
 نکلتی ہے جو بشری صفتوں کو فنا کر دیتی ہے وجود کے مٹ جانے کا
 اندیشہ ہوتا ہے۔ اور اگر دستقامم یا بہم شرایا طہور (

اور پلایا انکو رب نے پاکیزہ شربت) تو اس کے اثر سے ساری ولایت
کو گھیر لیتا ہے۔

حضرت علیؑ نے اس مضمون کی مناسبت سے یہ رباعی تحریر فرمائی ہے

تراں بادہ نخوردہ ام ہوشیار شوم

واں مست نیم کہ باز بیدار شوم الخ

اسلئے میں نے شراب معرفت نہیں پی ہے کہ ہوشیار رہوں میں وہ مست
نہیں کہ بیدار رہوں تمہاری جلالی تحسلی کا ایک جام میرے لئے کافی ہے تاکہ
بودنابود سے بیزار ہو جاؤں۔

تجلی صفات عظمت کی بھی دو اقسام ہیں۔ صفت حی و قیوم اور صفت

کبریائی۔ عظمت اور قہاری۔ جب صفت حی و قیوم سے جلوہ گر ہو تو فنا
ہی فنا ظاہر ہوتا ہے۔ اور بقا البقا اپنا رخ دکھاتا ہے اور اس نور کی
حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ جسکے بارے میں فرمایا۔

یہدی اللہ لتورہ من یشاء

اللہ ہدایت کرتا ہے اپنے نور کی طرف جسکو چاہتا ہے۔

صفات جمالی کی تحسلی میں کبھی پردہ ہوتا ہے۔ کبھی جلوہ دکھاتا ہے

یہ تمکین و قار کا مقام ہے۔ یہاں دورنگی اُٹھ جاتی ہے۔

ایک دفعہ شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ شیخ ابوسعلی دقاق کی مجلس میں

اسی موضوع پر باتیں کر رہے تھے۔

شیخ ابو سعید جو ان تھے پوچھا کیا یہ حالت ہمیشہ رہتی ہے۔ شیخ نے کہا نہیں شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ ابو سعید وجد میں آئے اور فرمایا یہ نادر حالت ہے۔ اس مقام پر پچکر ظاہر پوشیدہ ہوتا ہے اور پوشیدہ ظاہر۔ تو کفر و اسلام کا فرق دور ہو گیا وصل و جدائی کی دورنگی ختم! سلام خاکی فرماتے ہیں۔

باروی تو کفر و ایمان نہ بسماند با تو رجلیات دل و جان نہ بکاند
چوں مائی مازما تجلی بستد امید وصال و بیم ہجران نہ بسماند
دلے محبوب تمہارے چہرے کے سامنے کفر و اسلام کا امتیاز مٹ گیا
تمہاری تجلی کے نور کے مقابلے میں دل و جان نہ رہے۔
جی تبلی نے پاری ہستی کو مٹا ڈال دیا۔ وصل کی امید اور جدائی
کا درد جاتا رہا یہی ہے واعلم انہ لا اله الا اللہ۔ وجود کا بیت ختم
الوہیت کا غلبہ ہر طرف چھا جاتا ہے۔

اے دوست! اٹھ اور گناہ کے لئے استغفار کرو جو د کے آہ
سے کیونکہ تمہارا وجود ہی گناہ ہے جس کے برابر کوئی گناہ نہیں۔

حضور پاک کا ارشاد ہے۔ میرے دل پر پرچھائیاں چھا جاتی ہیں۔
اسلئے میں دن میں ستر بار اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں۔ یہ پرچھائیاں
کیا ہیں دنیاوی تفکرات اور بشری خیالات! جن سے استغفار مانگنا

لازمی ہے تاکہ غفلوں میں شمار نہ ہوں۔ حضرت سعدؓ نے کیا خوب کہا ہے
 سے شب چو عقد نماز بر بندم چہ خورد باسد از فرزندم (مترجم)
 لوگوں کے ساتھ میل جول۔ رسالت کی تبلیغ، بشری معاملات میں مشغول
 رہنے سے ایک وجود پیدا ہوتا ہے اور بادلوں کی طرح حقیقی سورج کو
 ڈھانپ لیتا ہے اس وجود کو فنا کرنے کیلئے حضور پاکؐ بھی ستر بار توبہ
 کرتے تھے۔

جب عظمت و قہاری کی صفت سالک کے دل پر جلوہ فگن ہوتی ہے
 تو اسکی حاصل کردہ ساری پونجی فنا ہو جاتی ہے وہ حیرت میں پڑ کر عاقل
 ہو کر جاہل بن جاتا ہے۔

آنحضورؐ اس مقام پر روزانہ پڑھتے رہے زدنِ علما اے اللہ
 مجھے زیادہ مسلم دے۔ یہاں سالک دریا صفت بن کر تشنگی محسوس
 کرتا ہے۔

حضرت فاکہؒ کا کلام ملاحظہ ہو۔
 اے لعل لب لبخون دل ہا تشنه چشم تو بیدار تو چوں مائشہ !
 ہر دم چشم بروے تو زندہ تر است دین طرہ کہ دریا باشد و دریا تشنه
 اے کہ تمہارے سرخ ہونٹ دلوں کے خون کے پیاسے ہیں اور تمہاری
 آنکھیں میری طرح تمہارے دیدار کو ترستی ہیں۔ ہر لمحہ میری آنکھیں تمہارے
 دیدار کی نسبت زیادہ زندہ ہیں۔ عجب بات ہے کہ وہ روتے روتے

دریا بن گئیں۔ اور یہ دریا پیا سا ہی رہا۔

اگر اللہ عظمت و قہاری کی صفت سے مخلوقات پر عام تجلی کرے
تو قیامت قائم! اس تجلی کے ظہور سے کل شیئ ہالک الا وحیہ
ہر چیز سوا اللہ کے فنا ہونے والی، مخلوقات کے ساتھ پڑجھو جاوے۔
لحم الملک الیوم (آج کس کی حکومت ہے) الوہیت کی صفت
سے خود نرا آئینگی للہ الواحد القہار (یہ سارا ملک خدائی

قہار کا ہے) شعر
نہ مجھ سے نہ تجھ سے بلکہ اپنے آپ سے سُننے گا کہ سارا ملک
واحد القہار کا ہے!

سایہ حق اسکے در عالم پناہ عالمین !!
نور بخش خلیصان چون شمشاد اسکے

اپنے مرشد کامل کے بارے میں جناب خاکی فرماتے ہیں کہ پیر حق
اللہ کا سایہ ہیں اور دونوں عالم انکی پناہ میں ہیں اپنے خلیصین کو چمکتے
سورج کی طرح بے پناہ فیض پہنچاتے ہیں۔

تیرے بین باش و شواند غلط زیر کاو !!
مردہ رو پوش از بشر روحی مثال نور شد اسکے

مزید فرماتے ہیں کہ ای دیکھنے والے غلط فہمی میں مبتلا رہا چشم
بصیرت سے نگاہ ڈال تو معلوم ہو جائیگا کہ انکی روح پاک سورج کی طرح
درخشاں ہونے کے باوجود لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہے۔

کتاب اللباب میں درج ہے کہ سالک اپنے مرشد کو اللہ کا سایہ تصور
کئے۔ کیونکہ وہ دنیا کا سلطان ہے اور ہر مظلوم اسکی پناہ میں آجاتا ہے
سے سایہ نیردان بود بندہ خدا

مردہ ابن عالم و زندہ خدا (رومی)
ولی کامل ظل اللہ ہے اس دنیا سے بے تعلق گویا مردہ ہے مگر
بخدا وہ زندہ ہے۔ اسکا دامن پکڑ لیا کہ تمہیں حضور پاک سے ملا
دے۔ یا خدا سے بہتر یہ کاسایہ ہے۔ سولائشیوں سے بہتر چشم بینا ہے
تیسرا پیر رومیؒ کے اور چند اشار پیش کئے جاتے ہیں۔
کیف مد الظل کہ نور اولیاء است

کو دلیل نور خورشید خدا است
کیا لمبا ولیوں کا سایہ! یہ ہے اولیاء کا نور! یہ اللہ کے سورج کے نور کا
پرتو ہے اور راہبر!

اندریں وادی مرقبے میں دلیل

لا اقب الاقلین گوچوں خلیلؒ

اس وادی میں بغیر راہبر کے گامزن نہ ہو۔ حضرت خلیلؑ کی طرح کہو

میں ڈوبنے والوں کو دوست نہیں بناتا۔

دستِ سیر از غائبان کوتاہ نیست دست او جز قبضۃ اللہ نیست
(پیر کا ہاتھ غائبوں سے دور نہیں۔ اس کا ہاتھ اللہ کے قبضہ قدرت
میں ہے۔ اللہ کا ہاتھ!)

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالبہ کلافرین کارکشاکار ساز اقبال (مترجم)

قائماں راچوں چنین خلعت دہند

پیش مہان تا چہ نعمت ہا ہند
(غائبوں کو جب اسے خلعت سے نوازتے ہوں تو حاضر مہان کیلئے نعمتوں
کا کیا شمار!)

در بشر و پوش آمد آفتاب

فہم کُن واللہ اعلم بالصواب

د دراصل بشری صورت میں آفتاب پوشیدہ ہے۔ خدا را حقیقت
چاند۔ باقی اللہ جانے!

خواجہ عبید اللہ نقشبندی کا بیان ہے کہ روح حادث نہیں

ہے بلکہ قدیم ازلی اور ابدی ہے اسلئے دل کے ماتحت نہیں ہے

اے عزیز! اللہ تبارک و تعالیٰ بندہ کی رہبری کرتا ہے۔

کسی وقت ولی کو فنا فی اللہ کے مقام سے نکال کر بقایا اللہ عطا کرتا ہے تاکہ وہ ازلی مہربانیوں سے طالبوں کو راستہ دکھائے۔ طالب اپنی استعداد کے مطابق اس سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے ان میں سے بعض نور دان بن جاتے ہیں یعنی نور کی شناخت رکھتے والے بعض نور بین یعنی نور دیکھتے والے بعض نور بخش یعنی نور عطا کرنے والے۔

اے عزیز! نور کے تین معنی ہیں پہلا وجود۔ دوسرا علم تیسرا نور (حیا) اس نور کی دو قسمیں ہیں۔ صوری اور معنوی۔ سورج، چاند، ستارے اور چراغ کا نور صوری ہے۔ جو نظر آتا ہے، معنوی نور جو نظر نہیں آتا۔ ظاہر آنکھ سے! مثلاً نفس کا نور، دماغ کا نور، سر کا نور، روح کا نور، ہر عباد کا نور جیسے دُشو کا نور، نماز، روزہ، زکوٰۃ کا نور، ہر عضو جو کسی نیک کام میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کا نور بھی نمایاں ہوتا ہے جیسے سیما م فی وجہ من اثوالسجود (مترجم)

اہل کشف اس نور کو دیکھتے ہیں۔ احساس کا نور حواس سے ہے اور التوار کا مشاہدہ عالم مثال میں ہے جو کہ برزخ ہے جس طرح آدمی اپنی مہر و صورت آئینے میں دیکھتا ہے اسی طرح ناسوت اور ملکوت بلکہ حقیقت کی صورتیں بھی اسی عالم میں اپنا عکس دکھاتی ہیں۔

تکلیف است آنکہ ہر روز از سر قلماسن صدق
ناظر روی نکوی آن نگو منتظر شد است

ترجمہ: وہ صاحب کتنا خوش بخت ہے جو کمال اخلاص و صدق سے روزانہ اس
مرشد پاک کے پرنور چہرہ نازک سے منور ہو جائے دیدار کر کے!
شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن شیخ محمد
الدین خوارزمی کی صحبت میں بیٹھا تو ان کو روتے دیکھا۔ میں نے وجہ پوچھی
فرمایا شاباش ہو ان مشہرہ سواروں پر جن کے بارے میں حضور پر نور صلعم
نے فرمایا۔

علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل میری امت کے علماء

بنی اسرائیل والے نبی جیسے ہیں میں اسلئے ڈرتا ہوں کہ میں نے باری تعالا
سے بعد عجز و نیاز عرض کی۔ اے خدا تمہارے کام کسی سبب کے محتاج
نہیں مجھے بھی اس قوم سے بنادے یا اس قوم کے دیکھنے والوں میں سے
بنادے۔ کیونکہ میں پہلی قسم والوں میں سے ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا
روتا ہوں کہ بارگاہ الہی میں میری دعا قبول ہوئی کہ نہیں؟

شد گفتہ جان ما از دیدن دیدار او!
آچنان کہ ز دیدن نور شیدیلو قم شد است

علامہ خاکی کا بیان ہے کہ اپنے مرشد پاک کے دیدار کی برکت سے ہمارے دل
ایسے کھل گئے جیسے سورج کو دیکھ کر نیلوفر (گل آفتاب) کھل جاتا ہے
جامع صغیر میں بروایت حضرت عبداللہ ابن عمرؓ روایت ہے کہ آدمی
(مومن) کا اپنے مومن بھائی کی طرف محبت بھری نظر سے دیکھنا اس مسجد
(مسجد نبویؐ) میں یکسالہ اعتکاف سے بہتر ہے۔

نقاہت الانس میں ہے کہ شیخ الاسلام کے نزدیک شارع کا
دیدار اپنے مرید دلا کے لئے بیش بہا تحفہ ہے اگر مرشد کا دیدار ہاتھ
سے جلنے پھر نہیں مل سکتا۔ عرفات کا جمعہ سال بہ سال ہوتا ہے اس
کے جانے کا غم نہیں۔

اللہ کا عیوہ دوستان خدا کی نظروں میں ہے (الولیٰ متظہر)
اللہ متبرم) دیدار جسم میں روح کے مانند ہے۔ جس طرح بغیر روح
زندگی نہیں اسی طرح بغیر دیدار زندگی بے معنی! اگر مرشد یا کالمین
کا دیدار میسر نہ ہو تو دیدار خدا بھی ممکن نہیں دیدار اللہ روح کی
روح ہے پس ہے

آنانکہ خاک را بنظر میا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمتما کنند
آنانکہ چشم مست بعد حیلہ وا کنند
سگ را دل کنند و گیس را ہما کنند

چہل اسرار میں جناب حضرت علی ثانیؒ کا ارشاد ہے۔

سے آنکہ از سایہ لطف تو نسلنے یابد

ہر کہ بیند رخ اوتازہ روانی یابد

(جس پر تیری مہربانی سایہ فگن ہو۔ اسکا دیدار جو بھی کرے وہ نئی زندگی پائے)

کرو ساری جانِ فدائی دولتِ دیدارِ او
چون مشرف از قد و مش قریہ کنیہ شاد است

علامہ خاکیؒ ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرتے لکھتے ہیں کہ ایک سانپ
ہماری پیر حق کے دیدار کا بڑا شوق مند تھا چنانچہ دیدار کے حصول کیلئے
اسکو اپنی جان کا سوا وقت گنواں پڑی جب پیر کامل موضع کو تر ایک چشمنے کے
کنائے رونق افروز ہوئے۔

اس کی تفصیل یوں ہے کہ ایک دن مرشد پاک جناب حضرت سلطان
العارفین قدس سرہ اپنی جماعت کے ساتھ موضع میں ایک دلفریب
مقام پر چشمہ کے کنارے فروکش ہوئے ایک بڑا سانپ بل سے نکلا اور
آپ کی طرف آنے لگا۔ مسجد ریگی پورہ کے پیش امام مثلاً نوروزؒ نے
پتھر سے اسکو مار دیا لیکن پیر کامل اسوقت استغراق میں رہ کر اس

معاملے کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ والیسی ہر نادی ہیل کی مسجد میں مخدوم
 علی صوفیؒ نے ایک آدمی کو مسجد کے ایک کونے سے نکلنے ہوئے دیکھا یہ مردان
 غیب میں سے تھا اسے پوچھا کہ تم پیر کی خدمت کرتے ہو یہ اچھا ہے مگر
 موضع کنٹر میں آپ لوگوں نے ایک نیکیو کا حق کو کیوں مار دیا جو سانپ
 کی صورت میں مرشد کامل کے دیدار کیلئے حاضر ہوا تھا۔ یہ انسانیت اور
 مردانگی کے خلاف ہے۔

جب یہ واقعہ پیر کاملؒ ”گوٹہ گزار کیا گیا تو آپ رنجیدہ ہوئے
 اور فرمایا کہ میں نے تمکو آتش کثر بد کہہ ہے کہ اللہ پاک نے انسانوں میں
 ایسے نیک اور بزرگ پیدا کئے جنکے دیدار کے لئے مردان غیب فرشتے
 اور جن ترستے رہتے ہیں۔

یہ شک یہ واقعہ غار نور میں پیش آئے ہوئے واقعہ کی تائید کرتا ہے جن
 میں حضرت صدیق اکبرؓ نے سانپ کو دیدار کرانے میں مزاحمت کی تھی۔
 دراصل یہ اُسی واقعہ کی خوشہ چینی ہے۔

محقق اگر حقین نے سانپ کا روپ دھار کر خطرہ مول لیا تھا (کیونکہ
 سانپ کو ہر کوئی موزی سمجھ کر مار دیتا ہے) لیکن دیکھنا ہے کہ جلد بے
 دیدار کو پایہ تکمیل پہنچانے میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا اور جان
 کی قربانی دیکر عاشق کے لئے ایک اچھی مثال قائم کی۔

حضرت شیخ یعقوب مرقیؒ نے سدرہ جن کی سورۃ جن کی تفسیر حضور پاکؐ کے ارشاد کو نقل کیا ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ پر یوں کی تین قسمیں ہیں بعض پرندوں کی طرح اڑتی ہیں بعض مکھیوں اور سانپ وغیرہ کی صورت میں نمودار ہوتی ہیں۔

جنوں کے سردار عمر و نامی نے حضور اکرمؐ کی زبانی قرآن مجید سنا تھا اور وہ جنوں کے دو قبیلوں میں لڑائی کی پاداش میں شہید ہوا وہ حضور پاکؐ کا دوست تھا۔ کافروں نے عمر و کو مار ڈالا۔ وہ سانپ کی شکل میں مارا گیا تھا چنانچہ بروایت عبداللہ ابن مسعودؓ اس کو مسلمانوں نے دفن کیا جب انکو مرا ہوا پایا اور غیبی آدمیوں نے اس کے کھوج میں نکل کر مسلمانوں کو اسکی اصلیت بتادی۔

بعض جنیات گدھوں، کتوں کی شکل میں بھی ہوتے تھیں اگر کہیں سانپ نمودار ہوا سکو تین بار حضرت سلیمانؑ کے عہد کی قسم دینی چاہیے۔ اگر نہ چلا جائے تو مار دیتا چاہیے۔ حضرت شیخ فخر الدینؒ نے فرمایا ہے کہ جنوں میں سے چند نفر ایک آدمی کو قتل گاہ کی طرف لے جا رہے تھے میں نے کہا اس پر قصاص واجب نہیں ہے کیونکہ جس جن کو اسنے مارا ہے اسنے شکل تبدیل کر لی تھی، حدیث میں بھی یہی ہے کہ ایسی صورت میں قصاص نہیں۔ انہوں نے یہ شکر اس آدمی کو چھوڑ دیا۔ اور دعا خیر کی۔

چند تاثیر نو ششم این تجلیات را
گرچه جزئیات ہر یک فوق مائے شداست

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ اگرچہ ان تجلیات کی کچھ تاثیریں میں نے بیان کی لیکن آپ کی کرامات عالیہ کا کوئی شمار نہیں اور ان سب کو ضبط تحریر میں لانا بہت مشکل ہے مرشد پاک پر بے شمار تجلیات جلوہ گر ہوئی ہیں جو کرامات کی صورت میں ہمارے پاس آئیں۔

اول این افتخار مرید شریعہ مبارک ذات او
دیدہ انواع کرامت و انما اشکر شداست

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ مجھ احقر کو ہی لیجئے (جو آپ کا ادنیٰ مرید ہے) میں نے قسم قسم کی کراماتیں آپؐ کی ذات اقدس سے ظہور پذیر ہوتی دیکھی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کیا ہے اور پیر کامل کا ممنون و مشکور ہوں۔

علامہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے صحبت میں رہنے کی

برکت سے بے شمار کشف و کرامات دیکھیں جس سے میرے دل میں عقیدت اور زیادہ بڑھنے لگی اور تسکین خاطر حاصل ہوا۔ بزرگوں نے کہا کہ شیخ کے حالات کا ظہور مرید کے لئے باعث عزت و افتخار ہے ان واقعات کو دیکھ کر میں زیادہ شکر گزار رہا۔

نعمات الانس میں کرامات کی اقسام کا بیان یوں ہے مثلاً تالود کا بود کرنا اور بود کا تالود کرنا۔ کئی پوشیدہ بات کا اظہار کسی ظاہر بات کا چھپانا۔ طے مکان۔ طے تلاوت۔ غیبی معاملہ کی واقعیت مختلف مقامات پر ایک ہی وقت حاضر ہونا۔ مردوں کو زندہ کرنا اور زندوں کو مردہ بنانا۔ حیوانات و جمادات سے مکالم ہونا۔ مختلف ذرات وغیرہ کی تسبیح وغیرہ سنتنا۔ کھانے کی چیزوں کا غیب سے حاضر کرنا۔

مزید برآں ایسے خوارق عادات ہیں جو غیر العقول واقعات ہیں، مثلاً پانی پر چلنا۔ ہوا میں سفر کرنا، غوطہ زنی کرنا، صرف اپنے وجود سے کھانا، وحشی جانوروں کو قابو میں رکھنا۔ اپنے ٹھوکر سے پہاڑ کا رائی بنانا، دیوار کو ہاتھ کے ٹکے انگلی سے شق کرنا، انگلی کے اشارے سے کوئی چیز گرانا اشارے سے کسی کی گردن مارتا وغیرہ وغیرہ

دراصل یہ خدا کا عمل دخل ہے۔ اور اس کی قدرت کی تاثیر ہے جو

کہ اس دوستِ خدا میں ظاہری ہوتی ہے اور اسکی ہستی درمیان میں نہیں ہوتی۔

اولیاء اللہ اسباب سے ڈرتے ہیں کہ یہ خرق عادت چونکہ انکے عمل کا نتیجہ ہے جسکا اجر انکو دوسری دنیا میں ملنا ہے اسلئے وہ کرامت کرتے سے احتراز کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں۔

درج ہے کہ با عظمت کرامت جلوت و خلوت میں لذت حاصل کرنے کا دوسرا نام ہے خدا کی یاد میں سالسوں کی نگہداشت رکھنا سب سے بڑی کرامت ہے جسے پاس انعام کہا جاتا ہے۔ علاوہ برائیں خدا کی مشیت پر راضی رہنا بھی عین کرامت ہے۔

در اصل محیر العقول واقعہ یا عادات کے خلاف کوئی واقعہ نبی یا مہمل سے سرزد ہو جائے تو معجزہ ہے اور اگر یہی خلاف عادت واقعہ ولی سے ظاہر ہو جائے تو وہ کرامت ہے۔ اگر یہ آخرت کے اجر کے بدلے مل جائے تو کرامت نہ ہوگی

شمائل الاتقیاء اور مصاد العباد اور دیگر سلوک اور تصوف کی کتابوں میں اسباب میں تفصیلی بیانات سے موجود ہیں۔

مصاد العباد میں درج ہے کہ صفت بصیری سے اگر اللہ کسی پر تجلی کرے تو وہ آگے پیچھے اور پیچھے سب کچھ دیکھ سکتا ہے کیونکہ

اس صفت کا عکس آنے پایا ہے۔

ہاں استدراج۔ جادو۔ طلسمات علاحدہ چیزیں ہیں۔ اُن کے بھانے میں نہیں آنا چاہیے جو امر خلاف شریعت دعو میں آئے اور اس سے صادر کرنے والے کی مراد پوری بھی ہو وہ عذاب کے نزدیک لانے والی بات ہوگی فرعون کے ساتروں کی طرح کوئی جادو سے کام لے یا استدراج سے تو ایسے جنتِ منتزہ وغیرہ سے پرہیز لازمی ہے۔ یہ غیر شرعی امور ہیں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ گناہ سے بندہ کافر نہیں بن جاتا مگر جنتِ مبارک کو کھانا سخت منع ہے۔

ورنہ مومن کے ساتھ وعدہ ثواب ہے جب وہ شرع کے مطابق چلے لندینہم (ہم انکو ہدایت کا راستہ دکھاتے ہیں) کافروں کے متعلق ارشاد ہے سنت مجہم (ہم انکو ضلالت کی طرف لے جا رہے ہیں)

مقامات خواجہ ہاڈالدین نقشبندیؒ میں مذکور ہے کہ فرقہ معتزلہ جو کرامت کے منکر ہیں کے برعکس اہل سنت والجماعت کرامات اولیاء کے قائل ہیں۔ لہذا اولیاء اللہ کے بارے میں بدگمانی پیدا کرنا یا انکی توہین کرنا۔ اللہ کی نظر میں بہت برا ہے چنانچہ ارشادِ قدوسی ہے:-

”اے ایمان والو! گمات وطن رکھنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ بعض گمان اور وطن رکھنا
گناہ ہے۔“ اولیاءِ راست قدرت از اللہ

تیرجستہ بازگرداندن راہ (پیر رومی)
ولایت کا انکار آنحضرت کے معجزات کا انکار ہے۔ کیونکہ کرامات
انہی معجزات کی خوش چینی ہے۔

نجات الانس میں مذکور ہے کہ شیخ الاسلام ابوالاسماعیل ہرویؒ
نے فرمایا کہ اگر اللہ تمہیں کوئی دوست دکھائے اور تم اسکو قبول نہ کرو
گے اور وہ تم کو ناچیز دکھائی دے تو ایسا کرنا محرومی اور حجابِ کابلت
ہوگا

شرح عقائد میں درج ہے کہ اولیاء اللہ سے کرامت کا ظہور ہوتا
حق ہے۔ ولی وہ ہے جو اللہ کی صفات کا مقدور بھر واقف ہو۔
عبادات میں ثابت قدم۔ گناہوں سے پرہیز کرتے والا۔ لذاتِ دنیوی
سے گریز کرنے والا تو اگر ایسے آدمی سے خلافِ عادت کوئی واقعہ سرزد
ہو جائے تو وہ کرامت ہوگی۔ جو عینِ عالم اور ایمان و یقین کے
ساتھ ملی نہ ہو وہ استدراج ہے۔

کرامات کا مستقر قرآن مجید کھول کر حضرت مریمؑ، حضرت سلیمانؑ
کا وزیر آصف برخیا کے کرامات دیکھئے۔ حضرت مریمؑ کے پاس میوے
وغیرہ کھانے کی چیزیں دیکھئے حضرت عمرؓ کا منبر شریف مسجد نبویؐ

پر خلیفہ دیتے وقت دوسو میل دور نمادند میں حضرت ساریہؓ کو دشمن سے آگاہ کرتا
حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کا ہوا میں اڑنا۔ حضرت عمرؓ کے خط سے دریائے نیل
کا جاری ہونا وغیرہ کرامات نہیں تو کیا ہے؟

معجزہ نے کرامات سے اسوجہ سے انکار کیا ہے کہ یہ معجزات سے مشابہ
ہوگی اور نبی اور غیر نبی میں فرق نہیں ہو سکیگا۔

مگر ولی دیانت و امانت میں پختہ ہے۔ وہ حضور پاکؐ کا ادنیٰ غلام

ہے۔ ام و لواہی پر کار بند! متابعت اور پیروی میں پکا مومن!

مشارق الانوار میں درج ہے کہ حضور پاکؐ کا فرمان ہے کہ تم میں

سے جو آدمی اپنے بھائی کی تعریف کرتا ہو تو اُسے بزرگوار سمجھے اللہ بھی

اسکا حبیب ہے۔ اگر کوئی بھول چوک ہو تو توبہ استغفار کرنا چاہیے

تو کرامات از قبیل کشف قلب کشف قبر
در بیان مخلصان ہر لحظہ مستظہر شدہ است

سلامہ خاکی کا بیان ہے کہ میرے مرشد پاکؐ کی کرامات میں کشف

قلب اور کشف قبر جیسی باتیں تو روز کا معمول تھیں۔

اکثر الاوقات ناظم راز نفع کشف قلب !!
کاشف و مخبر زمانہ قلب و تیر شد است

حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کامل میرے قلبی جذبات و خیالات سے جو میرے دل میں موجب زن ہوتے تھے پہلے ہی آگاہ فرماتے علامہ صاحب اپنی کمزوریاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اکثر اوقات میرے دل میں قسم قسم کے خیالات و خطرات پیدا ہوتے تھے کہ شاید میرے کامل عجب سے ناراض تو نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ مگر آپ ازراہ شفقت فرماتے کہ اے خاکی تمہارے دل میں ایسے ایسے خطرات پیدا ہوتے ہیں جو ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی تہہ میں نفالی اور شیطانی دوسو سے کار فرما ہیں۔ جس کا علم ابھی تم کو بصیرت کی کمزوری کی وجہ سے معلوم نہیں۔ ایسے دساوس سے خبردار رہ کر استغفار میں مصروف رہو۔ سلوک کا کام جاری رکھو یہی الطمان قلب عطا کریگا۔

اس بارے میں یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ میں نے پیر کامل کے حالات اور افعال کو پورے طور پر دیگر بزرگوں کے کلام کے ساتھ ملتا جلتا پایا۔ حضرت نقشبند فرماتے ہیں کہ پیر کامل اپنے مرید کی ہر حرکت سے باخبر رہتا ہے اور جو طالب کے دل میں گزرے اس سے وقف ہو کر اس کی رہبری فرماتے ہیں۔ اس ضمن میں حضرت سعدیؒ کیا خوب فرما گئے ہیں

اگر بینی کہ تابینا و جاہ مست
اگر خاموش بنشینی گناہ است

اگر تم دیکھو کہ ایک اندھا کوئی کی طرف جا رہا ہے تو خاموش تماشائی بننا
گناہ ہے۔

پیر کامل وسعت قلبی دکھا کر طالب کی کوتاہیوں سے درگزر بھی فرماتے
ہیں۔ (شعر) پیش لطف و مغوبے مدد تو شاہ
توبہ کردن از گناہ و آمد گناہ
بادشاہ کی مہربانی اور مغفوکے سامنے گناہ سے توبہ کرنا بھی گناہ ہے!
بزرگوں کا قول ہے۔ مشترک الذنب دئیے (گناہ سے ترک کرنا
بھی گناہ ہے)۔

مولانا عبدالرحمان جامیؒ سلسلہ الذہب میں لکھتے ہیں کہ خود بینی، غرور،
نام و نمود وغیرہ سے چھوٹ جانا آسان نہیں۔ یہ سب اخلاق ذمیرہ رشد کی رہبری
کے بغیر پختہ ممکن نہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ نفس کے اندر بہت سے ایسے خطرات
ہیں جنکو رشد کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ نفس یا شیطان دونوں پھر سیر کی
مدد سے غلبہ پایا جاسکتا ہے۔ حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میں ان کرامات
کا ایک جتنا جاگنا ثبوت ہوں۔

بہر بیسان تحت اللہ صاب کشف کمال
بارہ اسوئی زما فی قلب پھر رشاد سے

علامہ خاکی فرماتے ہیں میاں نعمت اللہؒ خود صاحب کشف و کمال تھے لیکن
پیر کاملؒ ان کے دل کے خیالات اُن پر ظاہر کرتے تھے۔

مخدوم میاں نعمت اللہؒ مستدی مخدوم حسن خانؒ کا پیر بھائی اور شیخ
اسماعیل چشتیؒ کا معتمد و مدد تھے۔ آپ نے کئی بزرگوں سے راہ سلوک میں تربیت
حاصل کی تھی اکثر ہمارے پیر کاملؒ کے حضور نہایت خلوص و محبت کے ساتھ حاضر
ہو کر فیض پاتے اور محظوظ ہوتے۔ ایک دفعہ سچو کا حاضر ہوا پیر کاملؒ نے فرمایا
اسکو کھانا کھلاؤ۔ انکو کھانا کھاتے کھاتے خیال پیدا ہوا کہ میں کیوں نہ
کوہ ماراں کی سیر کروں یہ خیال دل میں آنا تھا کہ مرشد پاکؒ نے فرمایا جاؤ
کھانا کھا کر سیر کرو کوہ ماراں دیکھو!

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ جب یہ قصیدہ لکھتے لکھتے مفرد قافیہ ختم ہو گئے
اور میں اُن کو بار بار دہرانا نہیں چاہتا تھا خیال کیا کہ لکھنے جدید لفظ
(ہر نئی بات میں لذت ہے) کے مصداق چند عربی مرکب قافیہ استعمال کروں
رات کو خواب دیکھا چند اصحاب گھوڑوں پر سوار ہو رہے ہیں میں نے بھی
ایک گھوڑا لیا مگر اسکی کاٹھی تنگ تھی۔ میرا گھوڑا بھی ان شہ سواروں
کے ساتھ چل پڑا۔ بیدار ہوا صبح جب پیر رہبرؒ سے یہ خواب بیان کیا تو
فرمایا یہ اُن عربی قافیوں کی صورت تھیں دکھائی گئی ہے۔ میری تسلی
ہوئی اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

گشت ملا احمد چاگل رون چون سوی و
واقف احوال اواز قریہ ایک شہر سے

(ترجمہ) ملا احمدؒ جب چھاگل سے روانہ ہوئے۔ تو موضع ایجر
میں اسیر کیا گزری اس سارے حال سے پیر برحق باخبر ہے۔

در وایل از پی اصلاح با خواجہ شریف
سایع از اندر پانی شرب سا اسکو شہر سے

(ترجمہ) خواجہ محمد شریف چوری چھپے ابتدائی دور میں بھنگ پیتے تھے تو پیر برحقؒ
نے سختی کے ساتھ اس نشے سے باز رکھا!
متذکرہ صدر واقعات اس بات کے غماز ہیں کہ پیر برحق جناب سلطان
العارقینؒ صفت بصیری کی تجلی سے فیض پاتے تھے، مجموعہ کشف و
کرامات اسی امر کا بین ثبوت ہیں۔ چنانچہ صاحب مال بزرگ ملا احمد
جب چھاگل سے پیر ہمسیرؒ کی زیارت کو نکلے۔ راستے میں انہیں کئی
جماعتیں سواروں کی ملیں جہنوں نے کہا کہ ہم بھی پیر برحق کی زیارت
کو جا رہے ہیں۔ اور روحانی طور وہ اس پہاڑ پر قیم زن ہیں مگر ظاہری
طور موضع ایجر میں تشریف فرما ہیں جو بارہ مولہ کا ایک قصبہ ہے

ملا احمد ان غیبی اصحاب کے اشارے پر وہاں دیدار سے فیضیاب ہو کر اپنا حال سناتے کو تھے کہ پیر برحقؒ نے فرمایا کہ ہم ملا احمد کے سارے حالات سے باخبر ہیں۔ گو پیر کامل نے اجازت بخشی مگر آپ کو باطنی طور کہنے سے منع فرمایا۔ مگر بعد میں علوت میں یہ واقعہ بتایا ملا ابوالہیم اور ملا عزیز آپ کے بھائی بھی پیر برحق کے مرید تھے اور آپ کے خوارق عادات اور کرامات سے واقف تھے۔ جس طرح ملا احمدؒ نے پیر برحقؒ کو پہاڑی پر خیمہ فرگاہ کے ساتھ بعد شان و شوکت دیکھا اسی طرح دیگر حضرات نے بھی آپ کی یہی کیفیت دیکھی ہے۔

اغلب ہے کہ ابوسعید ابوالخیرؒ کی طرح ہمارے پیر رہبر بھی سلطان وقت ہوں!

عبدالخواجہ علی ملاس ہر لیبالی ازو !
خواستے زودش مسلمان چین اواسفند

بصیری تجلیات کی ایک اور مثال بیان ہوئی ہے کہ آپکا پرانا مرید خواجہ علی مسکین بیمار تھا۔ اور پیر کامل نے عیادت کے لئے جس آدمی کو بھیجا اسکے ہاتھ سے ایک طبق (تراہی) ہر لیبہ کے ساتھ

روایت کی۔ فرمایا یہ بیمار کو دینا۔ خواجہ علی نے یہ دیکھ کر حاققین
مجلس کو چونکا دیا کہ کل اسنے میر برحق سے اپنے دل میں ہر لیسہ
کھلانے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ الحمد للہ آپ نے کشف قلب سے
معلوم کر لیا۔

یا خیر باد ز حال مخلصان محروم
ترا نکو ظاہر باطنش را چہ شک و تردید است

علامہ غالیؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کامل پنے مخلصین کے حال سے
باجرہتے ہیں چاہے وہ کہیں بھی ہوں۔ سمندر یا خشکی پر۔ کیونکہ ظاہر باطن سے
آپ واقف ہیں۔ بلکہ باطنی حالات تمام عالم کے آپ پر منکشف ہوتے ہیں۔

در سفر رفتن ز احوالش خواجہ زین الدین انجی
واقف احوالش اکثر عین ماسا فرشتہ است

حضرت غالیؒ فرماتے ہیں کہ میرے بھائی خواجہ زین کو میر کاملؒ نے سفر
پر جانے کی اجازت بخشی اور اسکے دوران سفر کے حالات سے باخبر رہ کر ہمیں
سناتے تھے۔

میر کاملؒ غائبوں کے حالات سے اکثر باخبر رہتے تھے تجلی بصیری کی

ایک اور مثال پیش کرتا ہوں جو میری ذات سے متعلق ہے میں ایک دن موضع زلین کے پہاڑ کے اور پوشین جگہ پر پہنچا جو نہایت پر فضا تھی وہاں چشمہ بھی تھا یہ غلوت جگہ مجھے پسند آئی اور میں نے ارادہ کیا کہ رات یہیں گزار دوں۔ آسمان پر کچھ بادل تیر رہے تھے مجھے اندیشہ ہوا۔ رات کو بارش نہ آئے۔ بستی دور تھی وہاں ایک غبار دیکھا۔ اسکو صاف کیا۔ کوڑا کرکٹ بہت تھا۔ چشمے کے کنارے لوانل میں مشغول رہا۔ آسمان صاف ہو گیا اور رات کو وہیں سو گیا۔ صبح پیر کامل کے حاضری دی فرمانے لگے یہ جو غار صاف کیا تھا وہاں کیوں نہ سوئے؟ مجھے تمہارا وہاں رہنا بڑا پسند آیا۔ میں سب کچھ دیکھ رہا تھا اسی طرح قبرستانوں اور ویران کھنڈرات میں غم بسر کرنی چاہیے اور گھر بار چھوڑ کر تنہائی اختیار کرنی چاہیے۔

اسی سال جب میں حضرت مخدوم جہانیاں امیر کبیر میر سید جلال الدین بخاریؒ کے تربت پاک کی زیارت کیلئے شہر اُچہ گیا۔ سفر کے دوران بڑی مشکلات پیش آئیں۔ چنانچہ میں پیر برحق سے مدد کی التجا کرتا۔ آپ مجلس میں حاضرین سے رو کر فرماتے میرا خاک کی اسوقت مصیبت میں ہے۔ اس نے اپنی خواہش سے اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ چنانچہ میرے دشمنوں نے میرے مرنے کی خبر بھی پھیلا دی اور عزیزو اقارب نے ماتم داری کے تمام رسم بجالائے۔ لیکن پیر برحق فرماتے کہ خاکِ میری آنکھوں کے سامنے ہے انشاء اللہ وہ جلدی پہنچ جائیگا

روحہ شریف میں نے اپنی نیلامندی کے تمام احکام بحال لئے اور خیالات جو اس وقت میرے دل میں تھے ان سے متعلق پیر کاملؒ نے واپسی پر آکر فرمایا اور ساتھ ہی یہ بشارت بھی سنائی کہ اس سلسلہ کے مرشدوں کی تمام رو میں اس وقت حاضر ہوئی تھیں۔ چنانچہ اگر میں اپنی چشم دید کرامات لکھنے بیٹھوں تو دفتروں کے دفتر سیاہ ہو گئے۔ اس طرح دیگر مریدوں نے بھی اپنے اپنے بارے میں سینکڑوں کرامات دیکھی ہیں۔

بعض اوقات نصیحت کے طور فرماتے کہ سلوک میں خدا تک رسائی پانا بڑا مشکل کام ہے۔ تمام لوگ رسمی نمازیں پڑھتے اور روزے رکھتے ہیں وغیرہ مگر مجھے دکھایا گیا کہ لاکھ نفوس میں سے ایک آدمی ہی مترن مقصود تک پہنچتا ہے باقی تھک کر رہ جاتے ہیں۔ عرش سے فرش تک ہاتھ کی مٹھلی کی طرح سب کچھ کٹی بار دکھایا گیا۔

حضرت بہاؤ الدین نقشبندؒ کا فرمان ہے جس نے خدا کو دیکھا اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ من عوف اللہ (مخفی علیہ شیئ) حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ ولیوں کو پوشیدہ رازوں سے واقف کیا جاتا ہے مگر وہ بغیر اجازت ظاہر نہیں کرتے۔ کیونکہ داناؤں کا قول ہے کہ جس کے پاس کچھ قیمتی شے ہو وہ اسکو چھپاتا ہے۔ جس کے پاس کچھ نہیں وہ شور کرتا ہے کہا گیا ہے کہ

سیر فاش سکنت کہ خون لری نری بزین
راز کو ظاہر مت کر۔ خون خرابہ ہوگا

بارہا مکشوفہ احوال قبور ریشیان !!!

درہا چرام دم درخش دم پشکر شاد

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک جب کبھی چرام شریف شیخ نور الدین نورانیؒ کے قدم مبارک پر یا عیش مقام میں شیخ زین الدین ریشیؒ یا بابا لطیف الدین پوشکر کی زیارت پر حاضری دیتے تو سارے حالات بکثف معلوم کر لیتے تھے۔

ولایت اور تجلی بلعیری کی کئی اور مثالیں ملاحظہ کیجئے ان سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کو کشف قبول حاصل تھا چرام شریف میں شیخ نور الدین نورانی مدقون ہیں۔ آپ ترک لذات بلہر اویسی تھے۔ آپ لم غیر متحرک کہ صرف وہل ہاک (جنگلی خودروساگ) تناول فرماتے۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے پیروا ظاہری طور کسی پیر کی صحبت نہیں لیکن انکا منظوم کلام حکمت و نفع سے پر ہے۔ انکی کرامات بے شمار ہیں۔

علاوہ ازیں بابا زین الدین ریشی عیش مقام میں مدقون ہیں بابا لدو رینہ بابا لطیف الدین موضع پشکر میں مقیم ہیں۔ حضرت پیر کاملؒ اپنے قلب کو روشن کرنے کے ارادے سے وہاں تشریف لے جاتے کبھی کبھی ساتھ ساتھ فرماتے السلام اللہ اور دعاؤں کو

تخم کرنے کے بعد انکی روحیں سورہ فاتحہ بار بار پڑھنے کی التجا کرتیں۔
 مزار مقدس سے نکلنے کے چند قدم چل کر مڑ جاتے اور پھر فاتحہ پڑھتے
 تاکہ اُن روحوں کو رخصت کریں جو بیچا نہیں چھوڑتی تھیں۔

ان میں سے بعض حضور پر نورؐ کی پوری متابعت نہ کرنے پر
 افسوس کرتے اور کمی پا کر دوسرے اولیاء کا ملین پر رشک کرتے تھے
 ہمارے زیارت کو آنے پر بہت شکر گزار رہتے تھے دل و جان سے
 دعائیں دیتے۔

بابانیکو ریشی کی قبر کثرت قبور سے چھپ گئی تھی۔ انکے خلیفہ لوزوز
 ریشی پیر کاملؒ کے ساتھ تھے مگر دیکھتے رہ گئے اور متحیر ہوئے جب
 پیر کاملؒ نے وہ قبر پہچان لی اور کسی سے پوچھے بغیر اصلی مقام پر
 پہنچ گئے۔

شکر ریشی پیر کاملؒ کا سخت معتقد تھا۔ کوہ ماران پر اسکا دفن
 تھا۔ مگر قبر پہچاننا بہت مشکل تھا پیر کاملؒ ایک بار فاتحہ پڑھنے کی نیت
 سے تشریف لیگے اور فرمایا کہ صاحب قبر نے آواز دی۔ اے میرے مہشد
 پاک! اس طرف تشریف لائیے میں یہاں ہوں۔ چنانچہ پیر برحقؒ نے اسپر
 فاتحہ پڑھی! سہ

قدارِ رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را

کشف قبر پدر شد کوثر شریف قدم فاتحہ اہل مزارِ قرینہ تجر شد است

علامہ خاکی کشف قبور سے متعلق پیر کاملؒ کی ایک اور کرامت نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جب آپ موضع لوجہر میں اپنے قبلہ گاہ کی قبر شریف کے پاس تشریف لے گئے تو آپ کو بکشف معلوم ہوا کہ آپ کے آبا جان اس مزار کے سامنے اپنے فرزند پر فخر کرتا ہے۔

ہم سے پیرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کی قبر کے سامنے رحوں کا شور و ازدحام دیکھا اور انکے درسیان اپنے والد کو لوری شان کے ساتھ جلوہ افروز دیکھ کر یہ کہنے لگے رحو! دیکھو میرا محنت جگر خدمتِ شیخ حمزہؒ میری زیارت کیلئے آیا ہے۔ ہم نے فاتحہ پڑھی تو سب نے آمین کہی۔

اس کے بعد ایک اور موقع ملا حیدر مخدومؒ آپ کے ہمراہ تھے جبکہ بکشف معلوم ہوا کہ پیر کاملؒ کے والد صاحب کی روح تمام ارواح میں زیادہ متور اور باحمت و شان دکھائی دی۔

ایک اور دفعہ ملا حیدر جو پیر کاملؒ کے ہمراہ تھے بکشف دیکھا کہ پیر کاملؒ کے دادا صاحب (جن پر آپ نے کنکے پڑی کھڑے ہو کر فاتحہ

پڑھی) نے تنہا کی کہ کاش یہ فرزند نہ زیادہ نزدیک سے آکر فاتحہ پڑھتے تاکہ میری عزت افزائی ہوتی۔ چنانچہ اس واقعہ کی پیر کاملؒ نے سنکر تصدیق فرمائی ایک اور واقعہ یوں درج ہے کہ ایک دفعہ پیر کاملؒ نے لوگوں کے اردہا میں سواری پر ہی کھڑے دور سے اپنے والد ماجد کی روح پر فاتحہ کا تحفہ پیش کیا اور آگے بڑھے تو راستے میں آپ کی قیمتی تسبیح گم ہو گئی۔ فرمایا یہ والد بزرگوار کی تاراہی کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے شکایت کی بہت مدت کے بعد جو شرف دیدار حاصل ہوا تھا میرے نور چشم کا کیا بگڑتا کہ قبر کے سامنے بیٹھ کر ہمیں زیادہ خوشحال اور مشرف فرماتے اور زیادہ تلاوت پاک سے ہلکویے اندازہ ثواب مل جاتا۔ مجھے معلوم ہے کہ میرا فرزند پرانے سے بھی بہت اچھا سلوک کرتا ہے چنانچہ یہ حال دیکھ کر پیر کاملؒ نے استغفار کیا۔

مفتاح الجنات میں والدین کی قبور کی زیارت کے بارے میں لکھا ہے کہ جو ہر جمعہ ایسا کریگا اسکی مغفرت ہوگی اور نیکو کاروں میں شمار ہوگا۔

حضور پاکؐ نے فرمایا جو اپنے والدین پر ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور سات بار سورہ اقلص کا ثواب بھیجے اسکے والدین کو ہر قسم کا توریح شامیہ لگے گا۔

حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ ایک قبر پر سے گذر رہے تھے اس قبر سے آسمان تک نور کا ایک ستون نظر آیا اللہ سے پوچھا دو گنا نہ پڑھکر اللہ نے فرمایا جاؤ صاحب قبر سے پوچھو قبر پھٹ گئی اور دیکھا کہ مرنے کے سامنے نورانی خوانچہ ہے۔ پوچھا یہ نعمت کہاں سے آئی اس نے کہا میرا ایک نیکو کار بیٹا میرے حق میں دعا کرتا رہتا ہے یہ اسی کا ثمرہ ہے۔

کشف صورتہای مسیح مستوی رافضان
رومغابین ہمریان لایجدیے مرشد اسے

حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ پیر کامل اکثر اپنے ساتھیوں کو رافضیوں کی مسخ شدہ شکل دکھاتے تھے۔
مقامات خواجہ نقشبند میں درج ہے کہ آنحضرت کی دعا کی برکت سے اس امت کیلئے ظاہری شکل کا تبدیل ہونا بند ہو گیا لیکن باطنی طور پر موجود ہے۔

اندریں امت بنا شد مسخ تن
لیک مسخ دل بود اے ذوالقطن

شواہد النبوة میں درج ہے کہ اولیاء اللہ میں سے ایک
 جماعت جسے رجبیوں کہتے ہیں ایسی ہے کہ اول رجب کو وہ اتنے بھاری
 ہو جاتے ہیں کہ گویا تمام آسمان کا بوجھ اٹھاتے ہوئے ہیں۔ ماہ شعبان
 شروع ہونے پر وہ ہلکے ہو جاتے ہیں۔ اس بوجھل ہونے کے وقت میں
 ان کو بے شمار تجلیات سے توازا جاتا ہے۔ اور یہی اسرار سے واقف
 ہو جاتے ہیں۔ یہ تعداد میں کل چالیس ہیں۔ ماہ شعبان میں یہ حالت انکی
 ختم ہو جاتی ہے ہاں کئی سال بھر اسی طریق پر ہوتے ہیں۔
 فتوحات مکیہ میں حضرت محمد بن عبد اللہؐ نے ان ہی میں سے ایک
 کو دیکھا ہے اس پر رافضیوں کی حالت کشف ہوئی تھی۔ اور انکو سور کی
 شکل میں دیکھا تھا اگر وہ انکی طرف آتا تو کہتے جاؤ تو بہ کرو۔ اگر وہ صدق دل سے تو بہ کر کے پھر آتا تو اسے کہتے
 کہ اتنا کی شکل میں آگیا ہے۔ ایک دفعہ شافعی مسک کے دو آدمی حافر
 ہوئے۔ وہ شخصین سے کچھ بدظن تھے اور علی کے بارے میں مبالغہ
 کا اعتقاد رکھتے تھے آپ نے دونوں کو نکال دیا کہ تم رافضی ہو۔ اللہ نے
 مجھے دکھا دیا۔ جاؤ تو بہ کرو۔ جب انہوں نے دل ہی دل میں سچی توبہ
 کی تو آپ نے تصدیق کی کہ اب تم مسلمان ہو اس حقیقت کشف سے
 وہ متعجب ہوئے۔ فرمایا یہ علم اللہ پاک نے مجھے دیا ہے جیسے میرا
 خدا گواہ ہے۔ فتوحات مکیہ کا بیان یہاں ختم ہوا۔

مرزا حیدر مرہوم کے دور حکومت میں ایک دفعہ پیر برحقؒ نے سیر کرنے اور
کوہ ساران کے گرد زیارت قبور کرنے کی خواہش ظاہر کرتے ہوئے فرمایا
کہ گھوڑا تیار کرو۔ چنانچہ دروازے پر گھوڑا لایا گیا۔ وہاں واقف
لوگوں کے علاوہ تین ایسے آدمی کھڑے تھے جو رافضیوں کے بیٹے تھے۔ اور
جبکو پیر کاملؒ نہیں جانتے تھے مرزا حیدر کے عہد میں سب لوگ اپنے آپ کو
سنی حنفی المذہب جانتے تھے۔ پیر کاملؒ نے علامہ خاکیؒ سے پوچھا یہ جو
ہمارے سامنے سے گزرے انکو تم جانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ظاہر
میں انہیں ایسی کوئی نشانی نہیں دیکھی کہ جس سے معلوم ہوئے کہ انکا مذہب
کیا ہے۔ فرمایا۔ اے خاکیؒ کہ تم انکو سور کی شکل میں نہیں دیکھتے ہو جیسا
مجھے دکھایا گیا۔ تو خاکیؒ نے عرض کیا مجھ میں ایسی بصیرت کہاں؟ تو میری
تا واقفیت پر بہت غصہ ہو کر فرمانے لگے تو کیا میں جھوٹا بولتا ہوں
خاکی صاحب نے گجھ اکر مغافی مانگی۔ اور کہا کہ حضرت وہ تو جانتے پہچانتے
رافضیوں کے بیٹے ہیں۔ سنی کیسے ہو سکتے ہیں۔ لیکن انجانے میں مجھ
سے غلطی ہو گئی تو معذرت خواہ ہوں پیر برحقؒ نے آہ کھینچی اور اللہ سے
دعا کی کہ بار الہا تو حکیم و علیم ہے جسے نہیں معلوم کہ انکو ایسی صورتوں
میں دکھانے میں تمہاری کیا مصلحت ہے۔ پیر کاملؒ انکو دیکھنے اور گھر
سے نکلنے پر افسوس کرتے رہے۔

وقت گذر گیا مرزا حیدر کا زمانہ ختم ہوا۔ چک دور آیا تو ان لوگوں

نے برملا اپنے رخص کا اظہار کیا۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں اوقات ایسے لوگ ہماری مجلسوں میں ہوتے تو پیر برحق انکی حقیقت شکل و صورت سے آگاہ کرتے رہتے انکی اور بھی خادم شامل ہیں جنہوں نے ایسے حالات دیکھے ہیں جنکا تذکرہ کرتا قرین مصلحت نہیں ہے۔

بہر حال رخص اور اسکے عذاب سے آگاہی دلانے کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔ (اللھم احفظنا من شورہ و ما فیہ)

سے اگر در سرے سعادت کس است
ز گفتار سعدی حرفے بس است
(اگر سعادت مند ہو تو سعدی کی ایک ہی بات کافی ہے)

اداست چون سنی پاک اندر مشام پاک او !
از نجاست بوی اہل رخص مستقدر شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پاک سنی ہونے کے ناطے آپ کو رافضیوں کی بو سے بد پریشان کرتی تھی آپ کو انکی بو سے بد سے تکلیف پہنچتی تھی اکثر مجلس میں ایسے لوگ ہوتے جن کے بارے میں پیر کامل ہمیں آگاہ فرماتے اور کہتے کہ انکے رخص کی بوی بد مجھے پریشان کرتی ہے

حدیث شریف میں ہے کہ رافضی مشرک ہیں اور شرک کے پائے میں
 قرآنی ارشاد ہے کہ وہ نجس ہیں نجس باطن اور تجاست قلبی سے ایسی بدلو آتی
 ہے۔ انکے پلید ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ حضرت خاکلؒ فرماتے ہیں کہ
 قرآنی شواہد احادیث دیگر اقوال اور پیر کاملؐ کے کشف و کرامات
 سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ یہ لوگ نجس ہیں جسکا مجھے بارہا مشاہدہ
 ہوا۔

کر دیندے را لبوی و صورتی دل حکم رفس
 معترف ہر یک از ایشان بعد ما انکر شد اسے

(ترجمہ) اکثر لوگوں کو انکی بدلو۔ مسخ صورت اور بد باطنی کی وجہ سے رافضی
 بخلا یا۔ گو وہ پہلے انکاری ہوتے لیکن بعد میں مان گئے۔
 بعض اوقات رافضی اپنے اعتقاد کو چھپا کر مجلس میں شامل ہو کر جاسوسی
 کرتے تھے۔ مریدوں کو انکی صحبت سے ڈراتے اور لغزت دلاتے تھے۔ مسخ شدہ
 صورت مگر اللہ کے جاسوس انکو پہنچا نئے ہتھیار۔
 اور دل کی سیاہی دیکھ کر انکی حقیقت بیان فرماتے۔
 جب ان منافقوں کو اپنا مذہب ظاہر کرنے کی رکاوٹ
 دور ہو گئی تو اہلی رنگ میں پیش ہو کر ننگے ہو گئے۔ کئی لوگ توبہ کر کے
 راہ راست پر آ گئے و ما لوفیقی الا باللہ

ہزار طریقے سے یہ کافر اپنے آپ کو ستواریں لیکن اصلیت معلوم ہو ہی جاتی ہے۔

بہر رنگی کہ تو ابھی جامے پوش

من انداز قدرت را می شناسم

(تم جو بھی پال چلو میں سب پہنچاؤں)

نیست مخفی غور مرتد منافق را چو دید
حاکم کفر دل او قتل ما اظہر شد اسے

(ترجمہ) جب مرشد پاکؒ نے غوری شکر سادھو منافق مرتد کو دیکھا تو اس کے کفر ظاہر ہونے سے پہلے ہی آپ نے اس کے مرتد ہونیکا حکم صادر فرمایا۔

حضرت غاکؒ ایک واقعہ کی طرف اشارے کر کے فرماتے ہیں کہ گوری شکر نامی ایک سادھو مزار حیدر حرم کے زمانے میں مسلمان ہو گیا تھا اور اسکا نام صوفی صادق رکھا گیا تھا۔ بعض لوگ اسکی جو گیانہ ریاضتوں کی وجہ سے اس کے معتقد ہو گئے تھے۔ کئی بار ہمارے مرشد کاملؒ نے اسکو دیکھ کر فرمایا کہ کفر کی سیاہی اس کے دل میں ابھی موجود ہے یہ سچا مسلمان نہیں رہے گا نام صادق یونہی ضائع کر دیا گیا ہے۔ جب کبھی اسکا ذکر مجلس میں ہوتا تو پیر کاملؒ اسکو گوری سادھو نام لے کر ہی ذکر کرتے تھے جو بعض غیر

مریدوں کو برا لگتا تھا اور وہ اپنی جگہ غیبت کے مرتکب بھی ہوتے تھے۔ مگر آخر الامر بدعتی منافقوں کے ہاتھ حکومت آگئی تو منافق کا بھانڈا پھوٹ گیا اور گوری مرتد ہو گیا۔ پیر کا مل صدقت شعار کے کلام کی تصدیق ہو گئی۔ تو غیبت کرنے والے آکر تائب ہوئے۔

پنجابین ہر رافضی سنی تہائے راجپوت
مجر از حال دل اذ قبل ما اجہر شد است

حضرت خاکیؒ اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ مرزا حیدر کی حکومت میں رافضیوں اور بدعتیوں کیلئے قتل، سزا اور جلد و طنی کا حکم صادر ہوا تھا اسلئے یہ لوگ تقیہ (منافقانہ رد) ادا کرنے لگے اور سنی نمایاں کر بے غیر مرشدوں کے پاس خود کو اہل سنت والجماعت ظاہر کر کے مرید بن گئے تھے تاکہ سزا سے بچ جائیں مگر اندرونی سیاہی موجود تھی۔ پیر برحقؒ نے اپنے نوری قراست سے معلوم کر لیا کہ یہ منافق ہیں۔ میں ان کی وجہ سے دھوکے میں نہیں آسکتا نہ انہیں یہاں آنے کی اجازت دوں گا۔

یہ لوگ حنفی مرشدوں کے مرید بن کر انکو ضیافتیں کھلاتے اور نذرانے پیش کرتے ہے حتیٰ کہ اہل بدعتی حکمران بن گئے انکا آنا تھا

تھا ایسے لوگ پھر رافضی بن کر اپنے مرشدوں کو خوب تکلیفیں پہنچاتے رہے
 اور نذر و نیاز سے چوگنا دھول کر کے اسکے عوض انکے حق میں ناشائستہ
 گالیاں بکتے رہے۔ الغرض یہ سب پر واضح ہو گیا کہ یہ اس نص قرآن پر
 عمل پیرا تھے۔ **وَإِذْ الْقَوَّالُ الَّذِينَ آمَنُوا الْمُنَافِقُ جِبِ اِيْمَانٍ وَالْوَلَدِ**
سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔ اور جب اپنے شیطانوں کے پاس
جاتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم صرف انکا خول اڑاتے تھے۔
اس کشف قلب اور پیشگوئی کو سنکر سلیم الفطرت لوگوں کا عقیدہ
مزید راسخ اور پختہ ہو گیا۔

اب ایک اور کرامت کا ذکر سنئے۔ کس طرح ہمارے مرشد کامل
 صفت سمعی کی تجلی سے انسان تو کیا تمام جمادات اور حیوانات کی باتیں
 اور تسبیحات سنتے اور دادرسی فرماتے تھے۔

روزی اللہ اور اس پازردن پیدا کرد
 اول فریادش رسید آخر چو در آخر شد

(ترجمہ) ایک دن صوفی اللہ داد نے جو در (گھوڑے) کو مارنے پٹنے
 سے تکلیف پہنچائی تھی اور ظلم کیا تھا تو اس نے پیر کامل سے دادرسی مائل
 کی۔

صفت سمعی کی تاثیر کے ثبوت اور ولایت کے منصب پر نہ ہونے کے
نملے ایک حیوان کی فریاد سنی جب اسے اللہ داد خادم کی شکایت کی۔ یہ دیکھ کر
وہ آزاد کردہ غلام نادیم ہوا اور معافی مانگی۔

اسی طرح پیر کاملؒ نے ارشاد فرمایا کہ مکھی یا شہد کی مکھی کی باتیں
سننا ہوں۔ جو واقعات صحیح پر مبنی ہوتی ہیں۔

(پیر رومی کا ارشاد ہے کہ شہد کی مکھی ایسا میٹھا شہد ہے اسوجہ
سے مہیا کرتی ہے کیونکہ یہ اپنی بھنبھٹا ہٹ میں حضور نبی کریم صلعم پر
درود پڑھتی رہتی ہے (مترجم)

اسماع چنگ نے کارہ زروی منع شیخ
گرچہ ذکر اللہ شتوا زتا روا زمر مرشد است

شریعت کی رو سے پیر کاملؒ گانا سننا مکروہ جانتے تھے لیکن جب
کبھی سماع سننے کا موقع ملتا تو آلات سے انکا ذکر سنتے تھے آپ کے
اعتقاد کے مطابق چنگ دتے کے سنتے میں کراہت ضرور ہے لیکن کراہت
کے ذریعہ جب ان سے خدا کا ذکر نکلتا تو سنتے تھے۔

ایک دفعہ کہیں مجبوراً گانا سنا۔ فارغ ہو کر فرمایا میں دھو سے ہوں
لیکن نماز کا وقت ہوا تو بجا دھو کے غسل کر لیتا۔

خواب میں گانے کی مجلس میں بیٹھنے کے بارے میں حضرت خاکیؒ سے فرمایا کہ آپ سے ناپستیدہ کلام صادر ہوگا۔ استغفار کرو۔

کنز الدقائق میں ہے کہ اگر آپ کو ولیمہ کی دعوت پر بلایا جائے اور وہاں کھیل اور سرود ہو۔ تو بیٹھے اور کھائے ماحقر! پیر کاملؒ نے اجازت دی ساتھ ہی فرمایا کہ مجھے اللہ ان تاروں سے ذکر اللہ سناتا ہے۔ یہ صفت السمع کا اثر سے تھا اور منشائے تقاضا (آی لسمع یعنی مجھ سے سنلے) شامل الاتقاء میں نقل ہے کہ ہمارے مرشد کے مرشد نے ایک درگاہ میں سے چنگ کی آواز سن کر فرمایا۔ اے چنگ اگر تو جانے تو کیا کہتا ہے تو تیری سبت تاریں ٹوٹ جائیں گی۔ چنانچہ اب یہی ہوا۔ کسی کے پوچھنے پر فرمایا ایک تار الرحمن دوسری الرحیم کا درد کرتی تھی۔

ارشاد خداوندی ہے کہ بے شک تمام چیزیں اللہ کے حمد کی تسبیح پڑھتی ہیں لیکن تم انکی تسبیح نہیں سمجھ پاتے (القرآن) اسی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر ستار یا دو تار ہمیں عقی کی طرف لے جائے تو سننا مستحب ہے اگر اپنی بیوی یا کنیز کی طرف مائل کرے تو مباح ہے۔ اگر نفس کی خواہش کے تابع ہو تو حرام ہے۔

چونکہ تمام عبادات کا منشا محبت کا اظہار ہے اسلئے گانا روح کی غذا سمجھی جاتی ہے جسے کئی آداب ملحوظ رکھ کر سننا مباح ہے۔

بعض مرشد بتدائی سالکوں میں گانے بجانے کے ذریعہ ہی تربیت دیتے
تھے لیکن لغاتی خواہشات کا مطیع نہ ہو تو جوان لڑکا موجود نہ ہو وغیرہ
حضرت امام محمد غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اگر میاں بیوی کے درمیان
رنجش دور کرنے کے سلسلے میں خوش آواز گانا سنایا جائے تاکہ محبت بڑھے
تو جائز ہے

امام شافعیؒ کا مذہب ہے کہ وہ آلات موسیقی جو بدکاروں اور فاسقوں
کی مجالس میں استعمال ہوتا جائز نہیں۔ ہاں دف (ڈھولک) اور ریاب (شاہین)
استعمال کر سکتے ہیں۔

شیخ جنیدؒ نے سنا کہ شام کے گرد و نواح میں ایک بزرگ کے قوت
ہونے کے بعد اسکے گھر میں گانے والی کنیز رہتی ہے۔ بغداد سے شام آکر
اسکو نکاح میں لایا اور بطور قابل اعتبار مشغلہ گانا سنتے ہے۔
مرآۃ التائبین میں ہے کہ جس طرح گناہ صغیرہ بار بار جاری رکھتے
سے کبیرہ بن جاتا ہے اسی طرح میاج چیز بھی ہمیشہ جاری رکھنے سے گناہ
صغیرہ بن جاتا ہے مثلاً تے سے گانا۔ سرود۔ محول ٹھٹھاہ کھیل وغیرہ۔

از کمال تربیت با خواجہ اسحاق حلیم
گشتہ کلیم خیر و مانع زما انتم شد است

(ترجمہ) پیر کاملؒ خواجہ اسحاق حکیمؒ کی تربیت میں خاص دلچسپی لیتے رہے اور بطور الہام یہ تحریر پائی کہ اسحاق صاحب بھنگ پیتے ہیں۔ چنانچہ اسکو سختی سے منع فرمایا۔ ایسا عیسیٰ الہام صفت استماع کی تاثیر کا نتیجہ ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایک خاتون پیر کاملؒ کی سخت معتقد تھی۔ اسکے دو فرزند تھے۔ خواجہ حسن قاریؒ اور خواجہ اسحاق قاریؒ۔

چلیچلیۃ العارفین (تصنف حضرت خواجہ اسحاق قاریؒ) میں خود آپ فرماتے ہیں کہ میری دلچسپی ایک مجذوب فقیر سے پیدا ہو گئی تھی جو چہرے پلاتے تھے پیر کاملؒ نے جب مجھ پر حد سے زیادہ مہربانی فرمائی اور میری والدہ سے کہا کہ یہ میرا فرزند ہے۔ تو اس قلندر کو ڈانٹا کہ اسکو چھوڑ دے اور غیر شرعی کاموں میں لگا دے خود اپنا جھوٹا پلا کر قاری بنادیا اور امام بھی اور تعجب کی بات ہے ایک شب قدر کو اپنے ہمراہ لیکر رات کو عرضِ معلّٰی پر لیگے۔ صبح ایک مجذوب نے اسکے بڑے بھائی حسن قاریؒ کو اس خوشخبری سے آگاہ کیا کہ مبارک ہو پیر کاملؒ کی عنایت سے تمہارا بھائی معراج کر کے آیا ہے اس طرح کی کئی کرامات اس کتاب میں درج ہیں ایک دفعہ پیر کامل مدعو کئے گئے۔ شام کو دسترخوان پر مرغاً پیش کیا گیا۔ حضرت اسحاقؒ کا بیان ہے کہ پیر کاملؒ نے کھاتے سے فارغ ہو کر ہڈیاں جمع کر کے بارشاد قسم یا ذن اللہ مرغے کو زندہ کر دیا۔ (مترجم)

حضرت اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ بطور امام میں نماز پڑھاتا تھا بعض وقت ہم بہت کم نمازی ہوتے تھے مگر سلام پھیرتے وقت بڑی گونجدار آواز نکلتی تھی گویا سارا خانقاہ بھر ہوا ہے تو پیر کاملؒ نے میرے پوچھنے پر آپؐ نے فرمایا اے اسحاقؒ! میرے علاوہ تیرے پیچھے غیبی اصحاب، فرشتے اور جن وغیرہ بھی اقتدا کرتے ہیں۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے۔

یہ بھی تحریر ہے کہ اُس بھنگی پینے والے درد لیش پر قہر ہوا اور وہ مر گیا۔ کیونکہ اس کا کام خلاف شرع تھا۔ اس طرح اسحاقؒ کو اس کے اثر سے چھڑا لیا۔

فرماتے تھے کہ کل مسکر حرام و کل مسکر خمڑ، ہر شے اور چیز حرام ہے

مَلِہِم اَز اَحْوَالِ عَالَمِ گُشْتِ گَاہِ اَخْبَارِ کَرْد
شَدِ مَحْتَرِبِ اَنکَلِہِ وَاَقَعِ عَیْنِ مَا یَخْبِرُ شَدِاسْت

(ترجمہ) آپؐ کو آنے والے حالات دنیاوی کے بارے میں الہام ہوتا تھا۔ تو پیش گوئی کے طور پر ان کو ایسے حالات سے یا خبر رکھتے تھے۔ اللہ کا فرمان ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَسْمَعُ مِنْ یَشَآءُ (بیشک اللہ جس کو چاہتا ہے۔ سناتا اور ستواتا ہے۔ اور اس حدیث کے موافق

الھمنی رہی (میرے رب نے مجھے الھام دیا) پروردگار عالم اپنے خاص بندے کو اپنی مرضی سے راز ہائے سر بستہ سناتا ہے اس کے کان میں الھام کے ذریعہ راز سناتا ہے پھر وہ بی لیسع (مجھ سے سنا ہے) کے مصداق ہو جاتا ہے اور صفت السمع کی تجلی اس کی مدد کرتی ہے۔

اسی مقام پر پوچھ کر شاید حضرت سلطان یازید بطلامیؒ نے فرمایا کہ ہم نے مسلم زندہ سے حاصل کیا جو مرنا نہیں ہے۔

خود حضرت بطلامی یازیدؒ نے دنیا سے رخصت ہونے کے ساٹھ سال بعد کی قبر شریف سے ہی تربیت کی۔ جسکا تذکرہ مشہور شریف حضرت ابوالحسن غرغانیؒ کے ساتھ درج ہے مترجم۔

حضرت بہاؤ الدین نقشبندؒ نے فرمایا ہے کہ چاس سال ہم بارگاہ الہی خدمت کرتے رہے اور کبھی ہمارے وجود نے غلطی نہیں کرے کیونکہ ولی یمطر لور اللہ (ایک ولی اللہ کے نور کے ذریعہ سے دیکھتا ہے۔

احیاء العلوم میں درج ہے کہ اہل دل کو ملکوت کے اسرار کا مکاشفہ کبھی کبیر واردات کی شکل میں پیش کئے جاتے ہیں۔ کبھی سچے توالیوں کے ذریعہ کبھی بیدار میں مشاہدات کے ذریعہ کیونکہ سچا خواب نبوت کے چھالیں اجڑا میں سے ایک چیز ہے۔ اولیاء اللہ سے انکے اس ملکہ کا انکار یا عتہ خطرہ ہے۔ کیونکہ عقل اس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔

مقامات بہاؤ الدین نقشبندؒ میں تو اولاد اہول میں لکھا ہے

کہ اہل یقین کو نبوت کا ایک حصہ ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ میانہ روی۔
 نیک ہدیہ اور نیک روش نبوت کے جو بیسیویں حصوں میں سے ایک ہے۔ یعنی دین
 میانہ روی اور نیک خواب پیغمبری کا پہلا حصہ ہیں۔
 شرح عتاید میں ہے۔ کہ الہام معرفت کے اسباب میں سے نہیں
 ہے بلکہ یہ دل میں فیض کی صورت میں آتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ مجھے
 رب نے الہام کیا! جو نور قدست سے ولی حاصل کرے اس میں اور
 کاہن کے کلام میں بہت فرق ہے۔ کاہن عقل کے ذریعہ شکل
 سے کام لیتا ہے۔ جو کبھی غلط بھی ہو سکتا ہے۔ مگر ولی کی بات کبھی
 غلط نہ ہوگی۔



مبہنی از تشلیف تاثیر تجلی حیات ! روزی ہم وحالتے لفظے از و مصدر شہت

حضرت علامہ غالیؒ فرماتے ہیں کہ تاثیر تجلی حیات کی برکت سے ایک دفعہ پیر برحقؒ کی زبان مبارک پر یہ اختیار اور بلا ارادہ یہ کلام جاری ہوا کہ میں حیات ہوں ایک دفعہ جلال میں آگئے جسکا اندازہ حق کی صاحب اور ایک اور مرید کو جلدی ہوا۔ یہ استغراق کا عالم تھا۔ ہم اٹھ کر چلے۔ چند دنوں بعد حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے۔ اس مرید نے عرض کیا آپ کی برکت سے خوش ہیں۔ لیکن شب و روز آپ کی زندگی اور سلامتی کے لئے دست بدعا رہتے ہیں۔ آپ نے غیرت کی وجہ سے فرمایا۔ اللہ پاک نے اپنی مہربانی سے زندہ جاوید رکھا ہے اور ابدی سلامتی عطا کی ہے۔ اب ہم تمہارے غم خواہیں۔ تم بھی اپنے آپ کے غم خواہ بنو۔ اور موقع عنیت جان کر عبادت میں پوری تندہی سے کوشاں رہو تاکہ تم کو پھر حیات ابدی حاصل ہو۔

جب میں نے یہ باتیں سُنیں تو معلوم ہوا کہ یہ خبر تجلی حیات کی تاثیر کی برکت ہے یہ اعتماد اور اعتبار اس آئیہ کریمہ کے وعدہ پر ہے کہ لا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون (خبردار ہو کہ اولیاء اللہ کو کوئی ڈر نہیں ہے اور نہ وہ غمگین ہو جاتے ہیں۔)

یہ مسلمہ امر ہے کہ ایمان کامل اور قاص ولایت کیلئے دل کی حیات ابدی ضروری

ہے بلکہ ایمان اور ولایت دل کی اصل زندگی ہے۔ چنانچہ امام قشیریؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

اومن كان ميتا فاحييا له وحيطنا له لوزا بمشي به الى
ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر مرنے اسکو زندہ بنادیا۔ مرنے اسکو ایسا لوز دیا کہ اسکو
لئے ہوئے لوگوں میں پھرتا ہے۔ کیا ایسا شخص اس شخص کے مانند ہو سکتا ہے۔ جو تاریکیوں
میں ہے اور ان سے نکلنے ہی نہیں پاتا۔ اس طرح کافروں کو اپنے اعمال مستحق
دکھائی دیتے ہیں۔

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ بنیادی طور انسان کی مرثیت میں ظلماتی اوقات
موجود ہیں۔ گویا مرا ہوا۔ پھر اسکو اللہ اس اندھیرے نکال کر خدائی اوقات
سے نترن کرتا ہے۔ اور وہ اس عطائی لوز سے ایسی فراست کا مالک بن جاتا ہے
کہ اسکے سامنے بڑے بھلے کافروں بنائیاں ہو جاتا ہے۔
اب جو شخص اپنی جلی خواہشات نفس میں پھنسا ہو کیا اس جیسا ہو سکتا
ہے۔ جسکو اللہ نے لوز فراست بخشا ہو۔ جس سے الولی مینظر بتور اللہ ولی
قد اللہ کے لوز سے دیکھتا ہے اور لوز کی یہ خاصیت ہے کہ اسکے سامنے کوئی چیز
پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اگر رہیگی تو وہ لوز خدا نہیں ہے۔
حضرت امام محمد الغزالیؒ نے انسانی جلی خصوصیات کا تجزیہ کرتے
ہوئے فرمایا ہے کہ ان بنیادی طور سگ صفت ہے سور صفت ہے وغیرہ
اور صرف م یعنی تفسیر حصہ اسکی بنیادی خصلت فرشتہ صفت ہے جسکو ابجا کر
کرانے کیلئے ایک لاکھ سے اوپر پیغمبر اور مرسل مبعوث ہوئے (مترجم)
رسالہ وہ قلندر میں بھی اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔

اور یہ آیہ کریمہ کہ وما یستوی الایہاء والاموت (زندہ اور مردہ مساوی نہیں ہیں) اس بات کا غماز ہے کہ یاد خدا سے غافل اور خدا کے حضور میں حاضر برابر نہیں ہو سکتے۔

نعمات اللہ میں ایک واقعہ درج ہے کہ شیخ نجم الدین بن محمدؒ والا صفہانی ایک ولی اللہ کے خانے میں شریک ہوا قبر پر ایک فقیہ نے صاحب قبر کو تلقین کرنا شروع کی یعنی یا اہلانا کلمہ شہادت وغیرہ۔ تو حضرت شیخ مسکرائے جب اس سے اسکا سبب پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ صاحب قبر تلقین والے سے کہتا تھا اے غافل! زندہ کو ایک مردہ تلقین کرنے لگا ہے! تعجب ہے! شامل الاتقیاء میں اس تجلے حیات کے بارے میں ایک واقعہ درج ہے کہ ایک شخص نے حاجت برآری کی نیت سے چالیس دن حضرت شیخ الاسلام توابہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے روضہ پر حاضری دینا شروع کی۔ ۳۹ دن گزر گئے۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ اب صرف ایک دن رہ گیا ہے۔ حاجت پوری نہ ہوئی تربت پاک سے آواز آئی۔

سے مرزا زندہ پندار چوں خوشن من آیم بجان گرتو آئی بتن
د بھگو اپنی طرح زندہ جالو۔ تو جسمانی طور آتا ہے ہم روحانی طور تیری طرف
توجہ دیتے ہیں۔)

مصنف شامل الاتقیاء اپنا ایک واقعہ سناتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ مرشد کے روضے پر گئے اور یہ کہا کہ جب تک حاجت برآری نہ ہو۔ شیخ کے دستک سے کچھ نہیں کھاؤں گا۔ مراقبہ کے دوران مرشد پاک قبر سے باہر آکر مجھے ہاتھ دھلانے لگے میں نے اپنا چہرہ زمیں پر رکھا۔ اندر دستک فرما میں گیا۔ دستر خوان بچھا دیکھا۔

ماہر تناول کیا۔ حاجت بھی پوری ہو گئی۔

مرگ مرداں صورتا زندہ بجان قدسی اند
دیگران زندہ بصورت لیک معنی مرگاند

(مرداں خدا کی موت ظاہری ہوتی ہے۔ وہ درحقیقت اللہ کی جان سے زندہ ہیں۔ دوسرے لوگ بظاہر زندہ ہیں لیکن حقیقت میں مردہ ہیں) (حدیث پاک میں ہے جو ذکر اللہ سے غافل ہے وہ مردہ ہیں۔) مترجم المتن۔ اب ایک عجیب صفت کریمی کی طرف آتے ہیں۔ یہ ہے اہل سلوک کیلئے قدرت کی صفت سے کسی پر عبور نہ ہونا۔ یہ صفت حضور پاکؐ نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائی ہے۔ یا مٹھی بھر مٹی دشمن کی فوج کی طرف پھینکنے سے اور میت اسکا زندہ شاہکار ہے!!

اسکے علاوہ بشری طاقت سے یا ہر تیز تر طریقے سے تلاوت کلام پاک کرنا جسے طے حرف کہتے ہیں۔ کسی مدت کا زیادہ دراز ہو جانا جسے نشر وقت کہتے ہیں یا ایک ہی وقت میں مثالی جملوں کے ذریعہ مختلف مقامات پر حاضر ہونا (جو حضرت امیرؓ نے چہل اسرار سن کر دکھایا) یا لمبے سفر کو بہت جلد طے کرنا جسے طے مکان!

یہ سب خلاف معمول واقعات ایک کامل ولی سے سرزد ہوتے ہیں۔ چنانچہ علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں۔

ہم کراماتش زلوعِ نشر وقت و طے حرف
چہانِ مخلصش را تجربہ اکثر شد راست

طے حرف اور نشر وقت جیسی کرامات آپ کے منحصر مریدوں اور ساتھیوں

کے مشاہدہ میں آئی ہیں۔

رسالہ اقبالہ میں درج ہے کہ حضرت انجی علی مہریؒ نے حضرت شیخ علاؤ الدولہ ہمتانی سے نشر زمان اور طے حرف کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ سب جو کچھ موجودات میں ہے سب اللہ کا بنایا ہوا اسکے تابع فرمان ہے۔

چنانچہ اللہ نے حکم دیا آگ کو ایراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو جائے اپنی خاصیت بدل کر حکم مانا۔

حضرت موسیٰؑ کو پانی نے راہ دی۔ ڈیویا نہیں اللہ کے حکم سے حضرت صالحؑ کی اونٹنی کو پہاڑ سے بغیر تشگاف کے نکالا۔ حضور پاکؐ سات آسمانوں سے گزر کر قاف خمین پہنچے کہیں کوئی دروازہ نہیں پڑی آسمانوں میں! کبھی دیدار میں میں شوق ہوا اور کوئی صاحب جلوہ گر ہوئے۔ اچھے بکر العرفان میں حضرت مرزا اکمل الدینؒ فرماتے ہیں کہ جب یہ کتاب تصنیف کر رہا تھا۔ میری خواہش ہوئی کاشف یہ سننے کیلئے پیر رومی۔ حضرت عطارؒ۔ حضرت خاکیؒ تشریف فرما ہوتے۔ یکایک دیوار شوق ہوگی اور تیسوں حضرات تے تشریف فرما ہو کر سننے کی فرمائش کی۔ دیوار میں کوئی شوق نہیں تھا۔ (مترجم)

وقت لمبا ہوتا گیا جبھی حضرت علیؑ کو موقع ملا کہ وہ عصر کی نماز ادا کرے اور زمین و آسمان کی گردش میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ چھتے غیب میں مشاہدہ کیا ہے کہ چھتے ایک ہزار سال تک سمندر میں سیر کی۔ روزے رکھے، نماز پڑھیں، عیدیں منائیں۔ والپس آئے ایسا معلوم ہوا کہ نماز فجر سے سورج نکلنے تک کا وقت نکل چکا ہے۔ حضرت خواجہ حبیب اللہؒ کی کے ساتھ والیہ ایسی مثالیں ہیں (مترجم)

شواہد النبوۃ میں درج ہے کہ حضرت علیؑ ایک رکاب میں پاؤں رکھ کر دوسرے رکاب میں پاؤں ڈالنے تک پورا قرآن شریف تلاوت فرماتے تھے۔ ان سے معلوم ہوا کہ ہمارے پیغمبر حقؐ کو بھی طے حروف اور نشر زماں کا مکمل حاصل تھا ایک واقعہ اور سنئے اور سر دھنئے! ایک دن ظہر کی نماز کے بعد جتنی دیر میں نے دو رکعت نماز جن میں سورتیں قانتہ اور الم نشرح شامل تھیں۔ پڑھ کر فارغ ہوا پیغمبرؐ نے فرمایا کہ میں نے پشین نماز کے بعد کے تمام وظیفے ختم کئے۔ یہ وظیفہ دوسو آیات دعلئے مولس اولیاء، دعائیں اور اذکار پر مشتمل تھا۔

ایک اور موقع پر نماز تہجد کیلئے ہم دونوں نے وضو کیا۔ ایک تیر کے فاصلے سے مجھ سے پہلے گھر میں داخل ہوئے اور میں بھی بغیر تاخیر انکے پیچھے داخل ہوا۔ تو فرمایا کہ تو تہجد کی نماز ادا کر۔ میرے ساتھ کچھ ایسا معاملہ ہو گیا کہ میں نے نماز تہجد ادا کی۔ اور ان عجائبات الہی سے اور بھی چیزیں مشاہدہ کیں۔

ایک دفعہ عمر کی نماز کے بعد کھانا سامنے لایا گیا۔ میں نے وظیفہ موقوف نہ ہو جانے کے ڈر سے درنگی کی۔ انہوں نے فرمایا۔ یہ کیا صوفی گری ہے کیا کھانا کھاتے کھاتے وظیفہ نہیں پڑھا جاسکتا۔ اللہ کے بعض لیے بندے ہیں کہ کھانا بھی کھاتے ہی اور قرآن شریف بھی ختم کرتے ہیں۔ وقت کی مناسبت سے مجھے معلوم ہوا کہ آپؐ اپنی یا کمال حالت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس طرح کبھی کبھی کنایات و اشارات سے اپنے مریدوں کو خبردار کرتے تھے۔

ہم یہ نشر وقت از فضل خدا جے اداس ہیں
درد و سالش یا ریاضت باز راہ بر شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاکؒ نے دو سال کی مدت میں خشکی کے راستے ریاضت و عبادت کرتے ہوئے خدا کے فضل سے تشریف کی برکت سے جمع ادا کیا۔

تشریف مان کا کرشمہ تھا کہ مرشد پاکؒ نے فرمایا کہ مجھ پر ایسی غیبی حالت طاری ہوئی کہ میں ایک ایسی دنیا میں آیا۔ جہاں میں نے خشکی کے راستے سفر کا ارادہ کیا اور تمام سافٹ طے کرتے ہوئے ریاضات و عبادت نماز روزہ وغیرہ میں مشغول رہتے ہوئے کارواں کے ساتھ ایک سال میں کعبہ شریف پہنچا وہاں ارکان حج ادا کر کے دوسرے سال یہاں پہنچ کر جب اپنے حال پر آگیا تو معلوم ہوا کہ اس دنیا کے وقت کی ایک گھڑی سے زیادہ کا وقت نہیں گزرا تھا۔ یہ تقریر سن کر ہمیں یقین ہوا کہ پیر کامل کو تشریف حاصل ہے۔

ایک اور بار سرسنگر سے سوار ہو کر بجبھاڑہ کی طرف روانہ ہوئے سورج ایک تیز پڑھ چکا تھا۔ بیٹس کو س کا فاصلہ طے کر کے پیر کامل نے نماز چاشت مہیروں کے ساتھ بجبھاڑہ میں ادا کی۔ یہ طے مکاں کی مثال ہے واللہ اعلم۔

زائرینِ شب و بطحا بظاہر یک دو بار
او بابدانِ بروزانہ زائرانِ ازیر شد است

علامہ خاکی فرماتے ہیں کہ مسکہ مدینہ کی زیارت کرنے والوں نے ایک دوبار
حضرت پیر کاملؒ کو ابدان بردری سے زائرین کی بہ نسبت زیادہ بڑھ کر زلمہ پایا۔

یارحاشہ بود رگیدار پر خستہ
از پے حفظِ عود دلش کمرشوی پر شد است

حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ اپنے مرید صادق پُر عرصہ شخص رگیدار جرنیل
کو فوج میں دشمن سے بچانے کیلئے اپنے فوجی کیمپ سوپور میں پیر کاملؒ کو دیکھا
حالانکہ وہ شہر سرینگر میں ہی تھے۔

فلاصة المناقب میں درج ہے کہ بردرات کی حقیقت اولیائے
کاملین میں مشہور ہے۔ زندگی میں بھی اور سر کر بھی۔
بعض مرشداں کامل نے فرمایا ہے کہ یار یار ہم آخرت سے دنیا میں
آئے ہیں۔ اور دنیا سے آخرت کی طرف گئے ہیں۔

برود کی تحقیقات یوں ہے کہ ایک ولی اپنے مقام پر اپنے مثالی
جسم میں روحانیت کے غلبہ سے روح ڈال کر جہاں چاہیں جاسکتے ہیں۔
حضرت مولانا عبداللہ الدین رومیؒ کا قصہ مشہور ہے کہ آپ کو ایک دن
سترہ آدمیوں نے دعوت کی۔ اپنے خادم سے فرمایا شام کو مجھے کمرے میں دیکھ کر
باہر سے دروازہ مقفل رکھو۔ مگر صبح کو معلوم ہوا کہ ہر گھر میں تشریف لے کر
سترہ غزلیات کا مجموعہ پڑھا اور داعیوں کو خوش کیا حالانکہ گھر سے

یاہر نہیں نکلے تھے۔

حضرت امیر کبیرؒ کے بابے میں چہل اسرار چالیس گھروں میں ایک ہی وقت افطار کرنیکا بین ثبوت ہے۔

۵ بابے سید الاولیاء جناب دستگیر عالمؒ نے ایک ہی وقت ۷۲ گھروں کو منور فرمایا۔ مترجم)

شریعت میں اسکی سند موجود ہے اور وہ یہ کہ حضرت سرکارِ دو عالمؐ ایک ہی شبِ ثواب میں ہزاروں کو اپنے دیدار سے مشرف فرماتے ہیں۔ (اور الحمد للہ قبر میں بھی سب کے سامنے جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ مترجم)

آخرت میں بھی سارے اہل جنت کو ایک ہی وقت حضورِ پاکؐ کے دیدار نصیب ہوئے۔ (اللہ کرے ہم بھی ان میں شامل ہوں۔ آمین مترجم)

یہ دراصل روحانیت کا غلبہ ہے اور یہ درجہ حاصل کرنا خدا کی عنایت ہے

واللہ علی کل شیء قدير (بیشک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے)

اولیائے کرام میں سے ابدال اس شرف سے مشرف ہوتے ہیں۔

دوسرے ولیوں کو انکی ظاہری جسم کا ایک اور مثالی جسم سیر ہو کر اس میں

اپنی روح کو ڈھلنے کی واقعیت نہیں ہوتی۔ کبھی بے لوجہی کی وجہ سے

یہ صفت ان سے پوشیدہ رہتی ہے۔

بدنِ بروز کو مکتبہ بھی کہتے ہیں۔ لغات الانس میں شیخ محمد الدین عربیؒ

کے بابے میں درج ہے۔ کہ ان کی روحانی شکل کا ایک جسم یا مثالی جسم بن جاتا ہے

جو کہ ان کے ظاہری جسم کے مانند ہوتا ہے۔ اور اس جسم مثالی کے ذریعہ اپنے افعال و حالات

سے گذرتے ہیں حاضر لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ سارا انکی جسمانی صورت پر واقع ہو جاتا ہے۔

اور کہتے ہیں کہ فلاں شخص کو دیکھا کہ وہ ایسا کرتا تھا۔ حالانکہ وہ شخص ان افعال و احوال سے غیر متاثر ہے۔

شیخ عبد اللہ موصلیٰ فرماتے ہیں کہ اس میں عقل کو دخل نہیں رہے۔ مخور و سکر سے یہ معرہ حل کیا جاسکتا ہے یہ اللہ کے راز ہیں تفتیش کو قاضی البان کہتے ہیں شیخ عبد اللہ یافعیؒ نے ایک واقعہ بتایا ہے کہ ایسے ایک فقیر کو لوگوں نے مسجد میں بیٹھا ہوا دیکھا جبکہ وہ جماعت کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے ایک فقیہ (عالم) نے اسکی عظمت کا انکار کرتے ہوئے اُسے کہا اٹھو جماعت کے ساتھ نماز ادا کرو وہ اٹھا اور نماز میں شامل ہو گیا۔

فقیر نے اسکی طرف دیکھا وہ کوئی اور تھا۔ پھر دوسری رکعت کے بعد دیکھا وہ کوئی اور تھا۔ تیسری رکعت کے بعد بھی کسی اور کو دیکھا۔ سلام پھر کر دیکھا کہ وہ شخص اسی جگہ پر مسلسل بیٹھا ہے۔ اور جن میں آدمیوں کو اس نے دیکھا۔ وہ وہاں موجود نہ تھے۔

فقیر نے اس فقیہ کی طرف دیکھ کر پوچھا ان میں سے کس نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔ شیخ عبد اللہ یافعیؒ کہتا ہے کہ یہی حال قاضی البان کا بھی بعض فقیہوں کے ساتھ ہوا۔

قاضی البان (شیخ عبد اللہ موصلیٰ) کے شہر موصل میں شہر کا قاضی انکی عظمت کا مستکر تھا۔ ایک روز دیکھا کہ قاضی البان گلی کوچوں میں بھر رہا ہے۔ دل میں قاضی کے خیال آیا کہ اسکو ادارہ گردی کے جرم میں کیوں نہ حاکم کے پیش کیا جائے اور سزا دلوائی جائے۔ اچانک دیکھا کہ اب حضرت عبد اللہ موصلیٰؒ نہیں کوئی آتش پرست کچھ آگے بڑھا دیکھا۔ اعرابی کی شکل اختیار کر گیا جب زیادہ زیادہ نزدیک ہوا تو اسکو فقیہوں کی صورت میں دیکھا۔ جب قاضی کے پاس —

پہنچے تو اسے پوچھا۔ اے قاضی! تم کس قصبہ البان کو حاکم کے پاس جاؤ گے اسنے
توبہ کی اور مرید بن گیا۔

حضرت شیخ سید عبداللہ صلائیؒ کے پاس لوگوں نے شکایت کی کہ قصبہ البان
خازنہ میں پڑھتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ایسا نہ کہو۔ اسکا سر ہمیشہ کعبہ کے دروازے
پر سجده میں رہتا ہے۔

نفحات الانس میں شیخ ابوالمعالیؒ کا واقعہ درج ہے کہ وہ جب حضرت
دستگیر عالمؒ کی مجلس اقدس میں حاضر رہ کر رفع حاجت کے لئے بے چین
تھا۔ تو پیر کاملؒ نے دوران وعظ منبر سے اٹھ کر اسکے سر پر رومال ڈالا تو وہ
مثالی جسم کے ساتھ ایک میدان میں پہنچا جہاں اسنے رفع حاجت کے بعد وضو کیا
لیکن چابیوں کا گھٹا درخت پر لٹکا کر وہیں بھول گیا۔ پیر کاملؒ نے رومال
سر پر سے اٹھایا اسنے اپنے آپ کو مجلس میں پایا اور مستعجب ہوا کہ پیر کاملؒ
بدستور منبر شریف پر رفق افسردہ ہو کر وعظ فرما رہے ہیں۔ کچھ مدت
کے بعد اسنے عجم کے شہروں کا سفر کیا۔ وہ بغداد سے چودہ دن کی مسافت چلے
قافلہ کے لوگ ایک صحرا میں خیم زن ہوئے۔ حضرت ابوالمعالیؒ پہچان گئے کہ یہ
وہی تھر ہے جہاں اسنے پیر کاملؒ کی امداد سے وضو کیا تھا۔ اور یہ دیکھ کر
حیران کی کوئی انتہا نہ رہی جب دیکھا کہ چابیوں کا گھٹا درخت سے لٹک رہا ہے
والپی پر جب پیران پیرؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کرتے
لگا۔ آپ نے فرمایا۔ اے ابوالمعالیؒ میرے جیتے جی کسی سے نہ کہتا۔ !
دستور الجمهور میں درج ہے کہ شیخ ابوالحسنؒ نے کہا کہ بلاں بلخیؒ شیخ
بایزید سلطانؒ کی خدمت میں پہنچا۔ اور کہا۔ اے بایزیدؒ آپ کو

میں نے ایک سال مکہ میں دیکھا۔ حضرت نے فرمایا میں وہ نہیں تھا۔ بلالؓ نے کہا آپ تھے اسی طرح تین بار تکرار کرتا رہا۔ لوگوں نے سنا تو بلالؓ سے کہا۔ کیا تو سچ کہتا ہے ہم جانتے ہیں کہ یہ ہمارے ساتھ پانچوں نمازوں میں حاضر رہتے تھے یا نرید نے فرمایا۔ اس امر میں مستعجب ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیا اللہ نے اپنے بندہ مومن کو ایسا اختیار نہیں دیا تھا کہ جمعرات کو یہاں اور جمعہ کو مسکن میں قریب چونکہ مومن خدا کو سورج کی نسبت زیادہ عزیز ہے اسلئے۔ جس طرح خدا سورج کو خود ہی لے جاتا ہے۔ لے آتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے بزرگ و بڑے مومن کو لے جاتا ہے اور واپس لاتا ہے۔ بندہ کا اس آئے جانے میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔

سلطان یا نرید کا فرمان ہے جو کوئی اللہ کا قرب پاتا ہے تو سب چیزیں اور سب مقامات اسکے بن جاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہر جگہ اور ہر چیز میں موجود ہے۔

حضرت اقبالؒ خوب فرما گئے ہیں کہ جہاں ہے ترے لئے تو نہیں جہاں کیلئے مترجم)

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر کاملؒ کے بعض اہل کشف اور صاب جذبہ مرید ارواح پاک یا غیبی اتالوں سے سکر اطلاع دیتے تھے کہ پیر کاملؒ ج پر روحانی طور تشریف لیگتے ہیں۔ اگرچہ ظاہری صورت میں ہمارے درمیان ہی ہوتے تھے۔ حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس ضمن میں جب پیر کاملؒ سے پوچھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں تو فرماتے ہاں ان لوگوں نے میرے دل کو جرمیں شریفین کی طرف متوجہ کیا کہ

یہ واقفیت حاصل کر لی ہے۔ ورنہ میرا روحانی طور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ جانا عیدین پر ہی منحصر نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ مجھے اکثر اوقات اور عجیب حالات میں ان مقامات کی طرف لے جا کر حرمین شریفین کی زیارت کا شرف عطا کرتا ہے۔ اسکے بعد حاکم کے سوال کے جواب میں فرمایا میں سب کو دیکھتا ہوں اور وہاں کے پھل پھول۔ مقامات وغیرہ سے بھی خبردار رہتا ہوں۔ لیکن صاحب دل اور ہمارے فحیوں کے بغیر ہم کو کوئی نہیں دیکھ پاتا ہے۔ غالباً قوسیمہ عثمان کو لڑنے جو ابھی اسی ملک میں ہے مہرے حال کو دیکھا ہے کیونکہ میں بھی اس کے حال سے واقف ہوں۔

میگزشت اکثر علی صوفی بہ ایلاغات کوہ
ہکجا میرفت او با آن بدن اسخشد

ایمان برداری یعنی مثالی جسم کا ایک اور واقعہ ملاحظہ کیجئے حضرت علی صوفیؒ جو عذیبہ الہی سے مستغفرتھے۔ بیعت ہونے کے بعد اکثر عیسوی گوشت نشینوں سے ملاقات ہوتے تھے۔ اور مختلف عبادات میں مصروف رہتے۔ ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ ایک بہک سے دوسری بہک میں دوڑتا پہنچ جاتے تھے اور ان بیابان و جنگلات میں چل پھر کر جہاں بھی منزل کرتے اپنے پیر کامل کو حاضر پاتے۔ کبھی نماز میں یا کبھی

تلاوت کلام اللہ کرتے ہوئے۔ کبھی احباب و مریدین کی جماعت میں۔!!
 کہتے ہیں میں ایک جگہ سے غائب ہو کر عیش مقام میں ریشیوں کے مزار سے
 نکل آیا تو مسجد عیش مقام میں داخل ہوا۔ وہاں پیر کامل موجود ہیں۔ آپ مسکرائے
 یہ کیا حکمت ہے کہ آپ شہر میں دوستوں میں بھی تشریف فرما ہیں اور یہاں استراحت
 فرما رہے ہیں۔ اگرچہ میں کبھی خدائی مہربانی سے یہاں پہنچا مگر یہیں ہوں
 کسی دوسری جگہ نظر نہیں آؤنگا دوسری جگہ کے حالات سے میں واقف
 نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا اللہ اپنے بندوں پر کوئی نہ کوئی مہربانی فرماتا ہے
 یہ کہہ کر وہاں سے غائب ہو گئے۔

جب انکی خدمت میں شہر میں حاضر آیا تو ادھر ہی سے فرمایا کہ مسجد زیارت
 زین الدین ولیؒ میں لے کر دیکھا تھا۔ میں نے عرض کیا حکو آپ جانتے ہیں
 اور اب بھی حکو دیکھتا ہوں۔ اس کے بعد پیر کاملؒ سے پوچھا گیا کیا کسی اور
 نے بھی آپ کو دیکھا۔ فرمایا ہاں علی صوفیؒ جیسار و معانی بزرگ ہوتا تو دیکھتا
 ورنہ اس جسم کو کوئی نہیں دیکھتا ہے

بہر امداد مریداں زود حاضرے شود

صورت پاکیزہ اش ہر جا کہ مہر شداست

تاج و تہ کا رقبہ خواجہ عثمان گولہ
 بارہا اندر زیار گاہ و در شداست

(ترجمہ) علامہ خاکی بیان فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ عثمان کول کو جناب سلطان نے حضرت بہاؤ الدین گنج بخش کے آستان پر بہت دقت نصیحت فرمائی اور کام بخیر کئے۔ حالانکہ پیر کامل ان دنوں گاؤں کے دورے پر تشریف لیگے تھے۔

دورہ موجودہ محمد بہاؤ الدین صاحب کا سابقہ نام ہے۔ جہاں مزار سلاطین میں جناب حضرت شیخ بہاؤ الدین گنج بخش کی زیارت ہے۔ پیر کامل کے بدن یرد تری کا ایک واقعہ ملاحظہ کیجئے۔ جب میں آپ نے ایک خاص مرید خواجہ عثمان کول سے زیارت گنج بخش موصوف میں اس معاملے میں دعوت پر جانے کی اجازت بخشی جس میں پیر کامل کے خاص مریدوں کو پُر خلوص امیر مرید نے مدعو کیا تھا آپ تذبذب میں تھے کہ کہیں امیروں کی مجلس میں بغیر اجازت پیر کامل جانا منزوا ہو گا کہ نہیں۔ لیکن آپ نے ان کے پُر خلوص ہونے کی بنا پر اجازت دیدی حالانکہ آپ کہو بہانہ میں تشریف فرما تھے۔ یہ بیداری کے عالم میں پیش آیا۔ خواجہ کول نے بارہا اسی مزار پر الوار میں آپ کو دیکھا ہے اور ان سے گفتگو کر کے مناسب جوابات سنے ہیں۔ چنانچہ حرمین شریفین میں بھی کول صاحب سے ملاقات کی۔

بہتر نادیب لکھی نوکر کہ اندر شہر لود !!
مشت زرد از نادیل واقع بران نوکر شد است

(ترجمہ) اپنے نوکر کو تنبیہ کے طور پر مکہ مارا جو شہر میں تھا۔ اور خود پیر کاملؒ نے
نادی ہیل کے گاؤں سے یہ کام کیا۔

یہ تجلی قدرت کی تاثیر تھی۔ کہ جب آپ نادی ہیل کی مسجد شریف
تعمیر کرانے میں معروف تھے۔ آپ نے اپنے سامنے اللہ داد صوفیؒ کو اس بات
کے لئے مکہ مارا کہ اس نے ہدایات کے باوجود سوکھی گھاس کے بنار میں جا کر گھٹوے
کیلئے گھاس لائی مگر چراغ ساتھ رکھا۔ حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں مجھے پیر کاملؒ
نے شہر ہی میں رکھ چھوڑا تھا۔ جب صوفی اللہ داد کو تھپڑ لگا تو اس نے
ہم سے یہ واقعہ سنایا۔ اور لطف یہ ہے کہ نادی ہیل میں اسکا عینی شاہد
ملا یوسفؒ تھا۔ جب ملا یوسف شہر میں آیا تو دوستوں کے سامنے
بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں یہ واقعہ صوفیؒ نے اسی وقت بتا دیا۔
واضح رہے کہ یہ کرامت عسی کرامت کا چربہ ہے جو حضرت فاروقؒ
کے وقت میں سرزد ہوئی جب آپ نے حضرت ساریہؓ کو دورانِ خطبہ جمعہ کے
روز مسجد سے سگنل دیتے ہوئے دشمنی کی آمد سے آگاہ فرما دیا۔ الفاظ
آپ کے تھے۔ یا ساریہ! الجبل الجبل!

بہر امدادِ مریدانِ زود حاضرے شود !!!
صورتِ پاکیزہ اش ہر جا کہ مصور شد است

(ترجمہ) مریدوں کی امداد کیلئے آپ آٹا خانگا حاضر ہو جاتے ہیں۔ جب بھی آپ کا لقوہ کیا جائے۔

در رہ تبت بوقت برف اندر دیوہ سوی
دستگیر خواجه زینتی حاجی اکبر شہد است

ملک تبت کے دیوہ سوی میدان میں برف باری میں پھنسے ہوئے تھے خواجہ حاجی زین الدینؒ کی پیر کاملؒ نے امداد فرمائی جب اس نے دھماکا دی۔

یک طبق از خوردنی گرفتہ اندر سندھون
وقت خفتن حاضر یک نخلص لولہ شد است

موضع لولہ میں آپؐ کا مرید بھوک سے کمزور ہوا تو پیر کاملؒ نے سندھون سے کھانے کا ایک طبق لیکر عشاء کے وقت اس کے پاس مثالی جسم میں (ابدان بروزی) حاضر ہو گئے۔

متذکرہ صدر اشعار میں پیر کاملؒ کی کراستوں کا تذکرہ ہے جو تجلی صفت قدرت کی شاہکار ہیں۔ جب انکے مرید حضور دل سے پیر کاملؒ کا لقوہ کرتے ہیں۔ تو وہ روحانیت کی طاقت سے امداد کیلئے حاضر ہو سکتے ہیں۔ یہ مرید اور پیر کے تعلق کی پختگی پر مستحضر ہے۔

ایک کڑی کمزور ہو تو کام تا تمام! بعض مریدوں نے آپ کا جسم بروزی کا مشاہدہ کیا ہے۔ چنانچہ حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی ایک خلوت میں ظاہری آنکھوں سے آپ کو دیکھا ہے۔ اسلئے آپ کے مریدوں کو چاہیئے کہ مشکلات کے وقت امداد اور یاری مانگتے رہیں خصوصاً ذکر اور توبہ کے وقتوں میں!۔

شامل الالقیاء میں آیا ہے۔ ایسے کام کیلئے اپنے دل ہی کی طرف توجہ کرے تاکہ تفکر و تدبیر سے وہ حقیقت سمجھ سکے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہدایت ہے کہ افلا یتدبرون القوافل ام علیٰ قلوب جم افقالھا دم قرآن پر غور کیوں نہیں کرتے۔ کیا تمہارے دلوں پر تالے پڑ گئے ہیں۔ ایک اور وضاحت سنئے۔ علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم یہ اللہ ہے جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی اور عموماً انسان کو دوسرے ذرائع سے جسکو وہ جانتا نہیں تھا۔ تعلیم دی۔ مثلاً کمپیوٹر وغیرہ

دراصل اللہ کے سامنے دل تختی بننا ہے اور اللہ لکھے ولا اللہ اور دل کے درمیان ایک پردہ حائل ہے غور و تفکر سے وہ پردہ اُٹھ جاتا ہے اور اللہ کا قلم کام کرتا ہے اس کے علاوہ ایک اور صورت قرآن شریف نے یہ بتادی ہے کہ فا سئلواصل الذکر ان کنتم لا تعلمون (اگر نہیں جانتے مرشدوں اہل ذکر سے پوچھ لیجئے۔ اگر تم اپنے دل کو مرشد کے مراقبہ اور تصویر میں برابر رکھو گے تو اسکی کہیں تمہارے دل پر پڑیگی۔ قلم کی علامتیں تم پر آشکارا ہو جائیں گی۔ کوئی عمل تصویر شیخ اور مراقبہ کے برابر نہیں!)

مراقبہ کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مریدِ دل کی آنکھوں سے شیخ کو دیکھنے اور اسے
مدد مانگے۔ کیونکہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے پہلے مرید یہ سمجھ نہ پائے گا کیونکہ
عالم غیب سے وہ ناواقف ہے۔ مرشد کا دل اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے
اسی توسط اور توسط سے اسکا اثر اور فیض مرید کے دل میں بھی پہنچتا
ہے۔ یہی راز ہے اس آیت میں کہ وَمَقَامُ رَجَعٍ مُّثَوِّبًا ظَہُورًا
(اور ان کے رب نے انکو پاکیزہ شربت پلائی۔)

قرآنی ارشاد ہے کہ اسکے بعد آنحضرتؐ کے جامِ نبوت سے انکو تریب
پلائی جائیگی۔ اسکے بعد اللہ خود ساقی بن کر بلا واسطہ تمکو یہ شربت پلائیگا
جیسا یہ حقیقت مستقل ہو جائے تو وہ جیب چاہے شیخ اور مرشد کو دیکھے
اور ظاہری آنکھوں سے دیکھسکا۔ یہ ایک عجیب و غریب راز ہے اسکے بعد
اللہ کا مراقبہ ہے۔ یعنی اسم ذات کا نقش دل پر زرد رنگ میں تصور کرے
اور نظر اسی پر رکھے اور ہمیشہ کثرت اور پابندی کے ساتھ کرتے رہے
سے اس اسم کا نور اسکے دل میں ظاہر ہوگا۔ پھر وہ اسکا مصداق بن جاتا
ہے۔ اَلَمْ نَعْلَمْ يَا اَللّٰهُ یٰحٰی کیا وہ شخص نہیں جانتا کہ اللہ کو دیکھتا
ہے۔ اس کے دل کا وظیفہ بن جاتا ہے۔ ہر سال کا حساب روز قیامت
ہوگا حکایتِ نبوت یہ ہے۔ کہ فرمایا۔ اَمَّا لَعْنَةُ اِمَامِ عَلٰی عَلٰیہِ السَّلَامِ اَمَّا اَمَّا اَمَّا اَمَّا
خود شمار کرتے ہیں۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ اس آیت کے معنی میں فرماتے ہیں۔
وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ "جیب زندہ دفن
کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائیگا کہ وہ کس گناہ کی یادداشت میں قتل کی گئی

ہر سال کو جو یاد خدا کے بغیر لی گئی ہو اس سے پوچھا جائیگا کہ کس گناہ کی وجہ سے اس سال کو قتل کیا تھا۔ یعنی ضائع کیا تھا۔
یاد رہے کہ مرید مرشد کو دل میں تصور کرے۔ اور وہاں قطعی طور
طاہری اور باطنی صورت میں دیکھے مرشد وہیں حاضر ہو جائیگا جیسا کہ حضرت
عاکلؒ نے فرمایا۔ اگر دل کی تختی پر اسکی تصویر نقش کر دو گے تو اس نقش
سے نقاش کی طرف راستہ ملیگا (مفہوم) ہاں اس راستے میں تمام
شبہات، تفکرات، ترددات کو نیست و نابود کرے۔ اور بے خودی
کام الم ہو اور بس!

یکشب تاملے پر کشتی صوفی اللہ لودلہ !
نات وہ دیکھی زہول موج پتلا سرشار است

(ترجمہ) اندھیری رات میں صوفی اللہ داد کو بھنور سے نکال کر روٹی عطا

کی۔

جھیل پتاسر میں طوفان کے وقت خوفناک لہریں اٹھتی ہیں۔ صوفی صلب
کو پیر کاملؒ نے شالی جمع کرنے کے کام پر بھیجا تھا۔ واپسی پر کشتی کو طوفان
کے آن گھیرا۔ صوفی صاحبؒ روزہ دار تھے اپنے آقا سے مدد طلب کی۔ طوفان
دب گیا اپنے آپ کو ایک خریہ میں پایا۔ اچانک پیر کاملؒ کی آواز آئی
چو نکا دیا اور دامن میں روٹیاں آ گئیں۔ اللہ کا شکر ادا کیا اور حاضرین کے

کے ساتھ تناول کیں۔ یہ تھلی رزاقی کی مثال ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ حضرت مریم کے ساتھ پیش آیا۔ اللہ نے فرمایا هَذَا عَالِمٌ لِّكَ بِحَدِّ عِ الْغَنَکَ اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ اس سے تم پر تازہ کھجوریں گر سکتی ہیں ایک اور واقعہ سنئے۔ مغلوں نے تواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کو معہ ایک عورت کے قید کیا۔ رات کو عورت کا بچہ رویا۔ آپ نے رونے کی وجہ پوچھی عورت نے کہا اس کو روٹی کھانے کی عادت ہے آپ نے آستین سے جھاڑ کر روٹیاں تازہ عنایت کیں۔ بچہ خوش ہوا۔

مصنف شاکل الاتقیاء کا بیان ہے کہ وہ حضرت بختیار کاکیؒ کے مزار پر اقوام صافرتھا۔ کچھ مدت کے بعد چلایا کہ واپس چلیں۔ حضرت شیخ سے جہا نماز طلب کی۔ آپ نے قبر شریف سے جانتاز عنایت فرمائی۔

باتن مکتبہ جون یک شبی سیاح بود
رہنمائی روپ ریشی بر کو اولر شد است

(ترجمہ) حضرت عاکیؒ فرماتے ہیں کہ جسم یردزی کے ساتھ پیر کامل سیر کو لکے۔ تو پر روپی کے پہاڑ اولر ریشی کی تربیت فرمائی۔
روپی ریشی ایک پرہیزگار بستی سے دور پہاڑ کی چوٹی پر ریاضت و عبادت میں معروف رہتے تھے آپ کا کھانا ڈپل ہاک تھا رات کو ایک دفعہ تجدید و تہو کیلئے یاہر آئے۔ تو ایک لوزانی شہر سوار کو اپنی طرف آتے

ہوئے دیکھ کر خیال کیا کہ یہ کوئی غیبی مرد کامل ہو گا۔ میں ان سے تربیت کے لئے استاد کروں گا۔

جب نزدیک ہوا تو اپنا مُدعا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں تیری ہمیری کروں گا بشرطیکہ تم شہر سرینگر آؤ۔ وہاں مجھے ملا تہزہ کہتے ہیں۔ چنانچہ جلد ختم کرنے کے بعد ریشی بادشاہ سرینگر آئے اور مُلّاتی ہوئے۔ مرشد پاک سکرائے اور ذکر کی تلقین کی۔

ایک اور واقعہ بھی بڑا دلچسپ ہے پیر کاملؒ یروزی جسم کے ساتھ سیر و سیاحت کرتے ہوئے۔ ملک سندھ میں رونق افروز ہوئے۔ وہاں چند درویشوں سے ملنے کا اتفاق ہوا جسکے نام تھے۔ طاہر ابراہیم، ابراہیم خوب محفل سمی۔ آپ کے نام اور کام سے کماحقہ واقف ہوئے۔ آخر حیدالی برداشت نہ کرتے ہوئے کچھ مدت کے بعد سرینگر آ گئے۔ کچھ مدت پیر کاملؒ کی خدمت میں رہ کر تعلیم حاصل کی۔ پھر دُعا میں دیتے ہوئے اپنے مُلک کو چلے گئے اب شعر ملاحظہ ہو۔

چند درویشی ز سندریش دیدہ جویان آمدند
ماقت مقصودشان حاصل ازین رہبر شد است

(ترجمہ) بعض درویشوں نے آپ کو سندھ میں جسم یروزی میں دیکھا
پھر دیدار کی تشنگی مزید دُور کرنے کیلئے کشمیر تشریف لائے۔ اور دوبار

سلطانیہ میں چاہیے کہ قیصر ہوں گے۔

زینتین برہان کز و شہرہ و ما شد بارہا
رتبہ ابدالی و سیاحش اظہر شد است!

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے مشاہدہ میں اس قسم کی کرامتیں بہت آئیں
جن سے ابدال اور سیاح ہونے کے مراتب عالیہ پر پیر کاملؒ کا قائم ہونا
واقعہ بلکہ ثابت ہو گیا۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ پیر کامل مثالی جسم میں آکر سالکوں اور عقیدت
بندوں اور یوں پر جلوہ افروز ہوئے ہیں۔

سلامۃ المناقب میں مولانا نور الدین جعفر بدخشیؒ نے اپنے پیر کامل
قباہ حضرت سلسلہ ثانیؒ کے مقامات گنوائے ہیں۔

اس میں درج ہے کہ بعض اولیاء کو اختیار کہتے ہیں۔ وہ تعداد میں سات
ہیں۔ انکا دوسرا نام سیاح بھی ہے۔ یہی تعالیٰ نے انکو دنیا کے اطراف و اکناف
میں لوگوں کی رہبری کیلئے سیر کرنے پر مامور کیا ہے۔

شیخ ابوبکر کتانیؒ فرماتے ہیں کہ نقیب تین سو ہیں نجیب ستر ہیں ابدال
چالیس اور اختیار سات عہد چار طوٹ ایک، نقباء کی سکونت مغرب
ہے۔ نجیا کا ہیڈ کوارٹر مصر میں ہے اختیار روئے زمین میں رہتے

ہیں عہد زمین کے گوشوں میں سکونت پذیر ہیں۔ غوث کا صدر مقام ملہ معطر ہے۔

جب لوگوں کی طرف سے کوئی حاجت پیش کی جاتی ہے۔
نقیض عاجزی کرتے ہیں۔ اسکے بعد سچے۔ بعد از ان بدلائق ایدال۔ اسکے
بعد خیار۔ اسکے بعد عہد + اگر ان سب کی بحر۔ وزاری قبول ہو گئی تو اچھا ورتہ
غوث گرا گرا کر دُک مانگتا ہے۔ پھر بھی اگر قبول نہ ہو جائے تو اس حاجت کا
روانہ ہونا تقدیر مطلق ہے حکو ٹالا نہیں جاسکتا۔

یہ حال ہمارے امیر کبیر سیاحوں میں اپنے درجہ پر ہیں۔ وہ مقیم
بھی ہیں اور سیاح بھی۔ خود چہل اسرار میں فرماتے ہیں۔
تو کا گوہری رکائی دگوہر ترنی۔ چہ کاف ولون زکاف ولون
تو افر ذنی (اے حضرت انسان تو کائنات کا جوہر ہے اور کن کا قیمتی لعل)
تو کاف ولون سے بھی زیادہ مرتبہ والا ہے۔

ایک بار غیرت کے عالم میں فرمایا۔ اس زمانے میں مجھے کسی نے نہیں
پہچانا میرے انتقال کے سو سال بعد ایسے طالب پیدا ہو گئے جو میری لقائیت
سے استفادہ کر سینگے۔

کنز العباد کے مصنف نے صحاح ستہ کے مطالعہ کے بعد لکھا
ہے کہ ایدال نیکو کاروں کا ایک گروہ ہے۔ اور دنیا ان سے خالی نہیں
جب ان میں سے کوئی فوت ہو جائے تو دوسرا تعین کیا جاتا ہے۔ حضرت
الس بن مالک سے مروی ہے کہ ایدال چالیس بزرگ ہیں۔ یا ایں
شام میں اور اٹھارہ عراق میں۔ قیامت برپا ہونے پر سب فوت

ہو جائیگا۔

تفہات الآلات میں لکھا ہے ایک راوی بیان ہے کہ میں نے مکہ معظمہ میں شیخ نجم الدین اصفہانی سے سنا کہ فرمایا گیا ہے کہ میری امت میں ابدال چالیس ہیں۔ بائیس عراق میں اور اٹھارہ شام میں۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا باقی دنیا فانی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت کا مطلب عراق سے مشرقی نصف اور شام سے مغربی نصف ہے اس طرح خراسان، ہندوستان، ترکستان اور سب سے مشمولہ مملکت عراق میں شامل ہیں۔ باقی شام کے ساتھ منسلک ہیں۔

حضرت خاکی کا بیان ہے کہ ملا احمد چھانگلی فرماتے تھے کہ بسا اوقات پیر برحق کی روحانی صورت آپ کے جسم بیرونی میں دیکھتا ہوں جہاں دیکھتا ہوں تو آپ کے ساتھ گیارہ لوزانی بزرگ ہمراہ ہوتے ہیں۔ حضرت خاکی اشکال میں پڑ گئے۔ یہ اصحاب کون ہو سکتے ہیں۔ پھر سوچا چونکہ ہمارے پیر کامل ابدال میں سے ہیں اسلئے یہ مشرقی کرۂ ارض کے بارہ ابدال ہونگے (بشمول پیر کامل) انکو ایک دوسرے کے ساتھ شرکت ہوتی ہے۔ بعض انکو چالیس ملتے ہیں اور اولاد کو ان کے علاوہ جانتے ہیں۔ ابدال میں دو اور قطب عالم کے امام اور وزیر ہوتے ہیں۔ انکی جگہ خالی ہونے پر دوسرے درجہ والے کو ترقی دی جاتی ہے۔ تاکہ تعداد سات رہے چالیس کی تکمیل تین سو میں سے ہوتی ہے۔

اللہ پاک نے اسکو یہ طاقت عطا کی ہے کہ وہ کہیں بھی جاسکتے ہیں اور کوئی بھی روپ دھار کر مثالی جسم اپنی جگہ چھوڑ دیتے ہیں۔ اس

شکل کا علم انکو اچھی طرح ہوتا ہے۔

بتدرجہ تحقیق با علم لدنی بپوشش
اکثر اندر باب رویا عین ماعین شادست

(ترجمہ) حضرت حاکمؒ فرماتے ہیں۔ کہ مجھ پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ مرشد برحق علم لدنی سے سرفراز ہیں۔ جبکہ وہ خوابوں کی صحیح تعبیر سے مجھے آگاہ فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی عنایت سے پیر کاملؒ ایسی تعبیریں ارشاد فرماتے کہ سب کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ سابقہ بزرگوں اور کتب معتبرہ سے آپ کے تعبیروں کی تصدیق ہوتی تھی۔ حالانکہ وہ کتابیں پیر کاملؒ نے کبھی پڑھی نہیں تھیں۔ یقیناً راسخ ہو گیا کہ آپ کو علم لدنی حاصل ہے۔ چنانچہ حاکمؒ صاحب صدق دل سے پورے اہتہاک کے ساتھ خدمت میں ہم تن کو نشان دہا۔

حضرت یوسفؑ کے بارے میں درج ہے۔ فرمایا و علمنی من تاویل الاحادیث (اے اللہ تم نے مجھے خوابوں کی تعبیر سکھائی) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ علم تعبیر علوم میں ایک عجیب علم ہے۔ اسکی قدر و منزلت اس سے عیاں ہوتی ہے۔ کہ حضرت یعقوبؑ نے اپنے فرزند حضرت یوسفؑ سے فرمایا کہ اس خواب کو بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرتا۔ کیونکہ تعبیر

کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بغیر کرنے والا پرہیزگار اور علم لدنی جاننے والا چاہیے۔ یہ علم سب سے اول حضرت آدمؑ کو دیا گیا۔ پھر حضرت یوسفؑ کو جب حضور پاکؐ کی یاری آئی تو یہ علم آپ کا سرمایہ بن گیا جس کا استفادہ حضرات صحابہؓ نے کیا۔ اور سرایت ہوئے۔

حضور پاکؐ اپنے صحابہ کرام سے جواب بیان کرنے کی اجازت دیتے تھے تاکہ آپؐ اسکی بغیر کریں۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ کہ جواب کی تین قسمیں ہیں۔ ۱) خدا کی طرف سے (۲) شیطان کی طرف سے (۳) اپنی ذات کی طرف سے ان میں تشریح کرنا بہت مشکل ہے۔ اسکی ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔

ایک نیکو کار نے جواب میں دیکھا کہ وہ حضرت آنحضرتؐ پر تھپڑ مارا ہے وہ دہشت زدہ ہو کر مرشد کے پاس گیا۔ انہوں نے کہا حضورؐ کی ذات مقدس ہر ایک کی دسترس سے بالا ہے دراصل یہ انکی شریعت تھی جسکی تم نے خلاف ورزی کی ہے۔ تم نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہے وہ گھر مالوس پریشان آیا۔ بیوی کے استغفار پر سارا واقعہ بیان کیا۔ اسے کہا میں تمہاری تصدیق کرتی ہوں۔ تم نے قسم کھائی تھی کہ میں عیسائیوں کے گھر نہ جاؤں۔ اگر جاؤں وہی طلاق ہے ایک دن میں انکے سامنے سے گذری۔ انہوں نے قسم دیکر اندر پلایا۔ میں حرم کے مارے گئی اور تم کو یہ بات کہنے سے ڈر گئی اس واقعہ کو سننے کے بعد اُس آدمی نے توبہ استغفار کیا۔ عورت نے ایام عدت گزارے نکاح کی تجدید ہوئی۔

تو اب کو صاحب علم و دیندار کے سامنے بیان کرنا عیاں ہے۔ کبھی اسکا بیان کرنا ممنوع ہے۔ فرمایا گیا تو اب اڑنے والا پرندہ ہے۔ جیب اسکی بغیر بیان ہوگی پھر ٹھہرتا ہے۔ اور نتیجہ واقعہ ہو جاتا ہے۔ تو اب کی اچھی بغیر کرنا چاہیے۔

کرد پیش از گفتش اخبار رویای شش
پیش ابواب چو سلا احمد امیر شاد است

(ترجمہ) سلا احمد فرزند سلا داد ساکن کہو پیام کے چہرے کا رنگ تندرستھا اسلئے اصغر کہلایا۔ ہر چند توبہ اور بیعت کیلئے خواستگاری کی مگر پیر کامل "تاخیر میں ڈال دیتے تھے۔

ایک رات اسنے ہنر دیکھی جبکہ اوپر اونچا پل تھا۔ اسکا نام شیخ خمرہ کا پل تھا۔ آپ اسپر سے گذرے چار اونچے ستونوں پر چبوترہ دیکھا جس پر آقائے نامدار سعید اور یاکیزہ لباس پہنے تشریف فرما تھے۔ اسنے پر خلوص سلام کیا حکم ہوا۔ نزدیک آؤ اور آگے آؤ یہاں تک اسکے زانو پیر کامل کے زانو کے ساتھ مل گئے۔ صبح اٹھ کر حاضری دی۔ آپ نے اُسکے کہنے سے پہلے ہی فرمایا کہ جو توتے تو اب دیکھا میں اس سے واقف ہوں۔ یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ کہ تم بیعت کے لئے آؤ۔ تازہ غسل کر کے تاکہ میں توبہ کی تلقین کروں۔

فرمایا۔ اللہ پاک نے اپنے خاص بندوں کو ایسی قوت عطا فرمائی ہے

کہ وہ دوسرے لوگوں کے خواب سے یاخیر ہوتے ہیں۔

پچنین اکثر مریدان را بخواب واقعات !
مجاز رویای ہر یک قبل ماقدر شداست

اسی طرح اکثر مریدوں کو ان کے خواب یا حالات ان کے اظہار یا بیان کرنے سے پہلے ہی بتا دیتے تھے۔

افتر کردہ کے رویا بش گفت و زوجواب
عند تایا ابلہا من بعد الفتر شداست

ایک شخص نے جھوٹ موٹ خواب گڑھ لیا۔ آپ نے منع کیا سختی سے!

آن مصدر زاده خطاط مولانا حسین !
یکنظر دیدہ ز لطفش مست او چون زرشداست

کیونکہ ایک مُتلا نے پیر کاملؑ کے امتحان کیلئے ایک جھوٹا خواب بیان کیا
اور تعبیر مانگی۔ آپ نے فرمایا۔ اے بیوقوف ایسے من گھڑت خواب لیکر مت آ۔ ہم
فقیروں سے کیا چاہتے ہو۔ وہ شرمندہ ہو کر تائب ہوا اور مُرید بن گیا۔
اس طرح ایک امیر زادہ جناب حسین خطاط پر نگاہ کر کے اور اسکا
شیشہ دل ایک نظر سے متور ہوا۔

ہم تجلئے حیات و قدرت و علم و کلام
شد یرد تاثیر لں بسیار مستغفر شد است

گشت از اقوال و خاطر نشانِ مخلصان
کہ تجلی تکلمِ راسخ اور منظر شد گشت

پہلا شعر اپنی جگہ پر آچکا ہے مگر دوسرے شعر کے ساتھ اسکو بھی پیوست
کرنا موزون ہوگا۔

دولوں کا ماحصل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندہ ہر بصفت
مستکملی جلوہ گر ہوتا ہے۔ تو وہ بندہ جو کچھ کہتا ہے۔ خدائی زبان سے کہتا ہے
چنانچہ حضرت عمرؓ کے بارے میں حضور پاکؐ کا ارشاد ہے کہ اللہ ینطق
بلسان عمرؓ۔ اللہ عمرؓ کی زبان سے بولتا ہے۔ یہی واقعہ ہو ہوشمال
الانقیاء اور مرصاد العباد میں بھی درج ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی طرح کسی بندہ
پر یہ صفت مستکملی کا جلوہ ہوتا ہے۔ وکلم اللہ موسیٰؑ تکلیما اللہ نے موسیٰؑ
سے خاص طور کلام فرمایا۔ اسی کا تذکرہ پہلے شعر میں ہو چکا ہے۔

دوسرے شعر کی نسبت عرض ہے کہ اکثر اوقات پیر کامل رات پائے
مربستہ بے اختیار سناتے تھے۔ جو واقعات کے عین مطابق ہوتے تھے۔ اور
فرماتے کہ جو میری زبان پر آتا ہے مجھے بھی اسکی خبر نہیں ہوتی۔ یہ کیا تھا؟
یہ صفت متکلمی کی تجلی کا اثر!

ایک دفعہ ایک عورت حاضر ہوئی اور اپنی پاکدامنی کی بے جا تعریفیں کرنے
لگی مگر پیر کامل کی زبان مبارک سے یہ فقرے نکلے کہ قللان فلان غیر شخص کے
ساتھ قللان جگہ تنہائی میں کیا کرتی تھی۔ یہ اسی عورت نے سنا۔ شرمندہ
ہو کر تائب ہوئی۔ اس کے بعد حضرت حاکم فرماتے ہیں کہ پیر کامل نے میری طرف
متوجہ ہو کر فرمایا مجھے بھی معلوم نہیں کہ مجھ سے خدا نے کیا کیا کھلویا
جبکہ اس عورت نے اعتراف کیا۔ دراصل فقیروں کے سامنے جھوٹا بولنے
کی وجہ سے دہرہ سوا ہو گئی۔

چنانچہ مرید کے آداب کے بارے میں عوارف المعارف میں بہت
کچھ لکھا گیا ہے۔ جبکہ ما حاصل یہ ہے۔ کہ پیر مرید سے پوچھنے کا محتاج
نہیں بلکہ اسکا مرشد ہی اسکو مطلع کرتا ہے۔
پیر کی بات بیچ کے ماتند ہے۔ اگر اس کے ساتھ خواہش نفسانی
داخل ہو جائے تو مرید امداد کیلئے خواستگاری کرنا لازمی ہے مرشد کا
کلام حق کے ساتھ حق کی جانب سے اور حق کیلئے ہو گا۔ مرشد الہام
کا امین ہے جس طرح جبریل وحی کے بارے میں ہے۔

نفسانی خواہش میں کستی شہرت کی تلاش اور لوگوں کو اپنی طرف
متوجہ کرنے کا عمل اور غرور کے ساتھ اظہارِ دلت وغیرہ شامل ہیں۔

مرشد پاک اس امر میں جو اللہ تعالیٰ اسکی زبان پر جاری کرتا ہے۔
 سننے والوں میں سے ایک کے مانند ہوتا ہے۔ اسکی مثال اس غوطہ خور کی سی
 ہے جو کنائے پر آکر ہی موتیوں کی جانچ کرتا ہے۔ یہ ایو مسعود رحمہ کا کلام ہے
 یاد رہے کہ جو صفت مستحکم سے متمیز ہوا اسکو محدث کہتے ہیں۔
 (یعنی جائے ظہور) حضور پاکؐ نے فرمایا پچھلی امتوں میں محدث تھے میری امت
 میں عمر فقہ محدث ہیں یہ محدث۔

لذا در الاصول میں مجذوب اولیاء کے بارے میں درج ہے کہ وہ
 حدث آفات قلبی تعلقات دنیوی اور شہوات سے میتر ہو کر دل کی باتیں
 کہتا شروع کرتے ہیں اگر خوابوں میں روجوں کے متعلق کہیں تو نبوت کا
 چھتیا لیسواں حصہ ہوگا۔ اگر بیداری میں دل کے متعلق بات ہو تو وہ
 نبوت کا چالیسواں حصہ ہے۔

جب قلب نوافل کے ذریعہ حاصل جائے تو صفات بیان ہوا ہے
 حدیث قدسی میں کہ اللہ فرماتا ہے۔ کہ میں اسکی زبان بنتا ہوں جس
 سے وہ بولتا ہے۔ یہی مستحکم پر جلوہ کا اثر ہے۔ وہ اوصاف اسولی
 کو بطور آلات غطا ہوتی ہیں۔

خود ہی گوید وہ شنود غیر کیا است

خود ہی کہتا ہے خود ہی سنتا ہے۔ قرب نوافل میں حقیقت کا پلٹا بیماری ہوتا ہے وہ قدر کے ہاتھ لڑکے
 آ رہے۔ جیسے معمار کے ہاتھ میں اوزار قرب نوافل کے ہاتھ قرب نوافل بھی ہے۔ جس مقام
 پر دونوں قرب جمع ہوں۔ اسکو جمع الجمع کہتے ہیں یا قرب قوسین
 تمام مقام کمال۔ اسکا ثبوت ید اللہ فوق ایدیم (اللہ کا ہاتھ ان

کے ہاتھوں کے اوپر ہے) یا دعا مرہیت اذ مرہیت!
 یہ مقام مخصوص سید المرسلین کا ہے۔ درانت کے طور پر اولیاء
 کاملین اس کے حقدار بنے۔

از دم اوچن رخص زندہ شد ز امراض موت!
 زان کی نواج حسین تم والد شکر شداست

(ترجمہ) آپ کے پھونک سے کئی فخلص مرید مرض الموت سے خلاصی پا کر
 زندہ ہو گئے ان میں نواج حسن اور ان کے والد شامل ہیں۔
 جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر بصفت اخیانی جلوہ ریز ہوتا
 ہے تو حضرت عیسیٰ کے معداق کرامت عمل میں لاتا ہے۔ واذا تخرج الموتی
 باذنی اسکا جیتا جاگنا ثبوت ہے۔ جب میں نے اپنی اجازت اور اختیار سے
 مردوں کو قبروں سے زندہ نکالا۔

اس مقام پہنچنے والے کی علامات ہمارے پیر بزرگوار میں بھی موجود ہیں
 آپ کی عادت شریف یہ تھی کہ بیمار کیلئے لوگوں سے ہٹ کر چند مقررہ آیتیں شفا
 کیلئے پڑھتے تو اللہ کے ساتھ ایک نشانی یہ ہوتی تھی کہ اگر وہ بہت جلدی
 یاد آتی تو سائل کو اُسید بندھا تے تھے۔ اور وہ صحت یاب ہوتا۔ کبھی اس کے
 برعکس ہوتا یعنی معمول کے وظائف بھی یاد نہیں پڑتے تھے تو آپ بیمار
 کیلئے مشغوش ہو جاتے۔ کبھی فاقہ کر کے اس کیلئے شفا مانگتے۔ دوسرے

دن خوشخبری سنائیے اور صدقہ کراتے۔ خواجہ حسین اور اسکے والد خواجہ فیروز
کے ساتھ بھی وہی واقعات پیش آئے۔ ایسی کرامات متعدد اور پیشمار ہیں۔ تنگ دامانی
کی وجہ سے سب کا لکھنا مناسب نہ ہوگا

ایک دن زلیوہ صوفی کا بچہ قریب المرگ تھا۔ اسکیلے دعا فرمائی کہ پہلے
کو دیا وہ حرکت کر کے زندہ ہو گیا

شمالک الانتقاء میں خواجہ صادق کا واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ اپنے مرشد
شیخ ہرمان الدین عرب کے پاس گئے تو مومنرا الذکر کہا کہ مجھے مراقبے میں پتہ چلا
کہ تمہاری ماما اور بھائیوں کی زندگی بس چند دن رہ گئی ہے۔ میں نے دعا کی
وہ قبول ہوئی۔

ایک بچے کو نزع کی حالت میں لایا گیا۔ شیخ نے اپنی پگڑی اسکے سر پر
رکھ دی وہ زندہ ہو گیا۔

گفت مردی را بہنگام تجلے قمیت !!!
من بلاکت میکنم شب مردہ پر بہت شدت

حضرت پیر برحق کا فرمان ہے۔ کہ آج سے پیشتر میرا ڈیرا ایک فقیر
کے پاس تھا۔ ایک دن اسکو اپنے سسر کے ساتھ جھگڑا ہوا۔ سسر نے
سزا دلوائی اور اسکے درپے آزار رہا۔ فقیر نے مجھ سے مدد مانگی۔ میں نے

اسے سمجھایا کہ قل ہری طور میری کسی سے واقفیت نہیں۔ خدا پر بھروسہ
 کرو اور آسمے رخصت کیا۔ مٹا اسکے سسر اور سالار دولوں اسکو
 ڈھونڈتے میرے پاس آئے میں نے انکو ڈالیا کہ کیوں اس بے کسی کے
 درپے گئے ہو۔

اگر اسکو ستانے سے باز نہ آو گے خدا کے حکم سے تمکو ہلاک کر دوں گا
 پھر وہ شخص رات کو سو کر مر گیا۔ جب مجھے اطلاع ملی تو مجھے یقین ہوا کہ میرے
 اس وقت کے خاص الفاظ نے اسکو ہلاک کر ڈالا۔

اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی پر بصفت امانت
 جلوہ گر ہو تو وہ مر سکتا ہے۔ یہاں حضرت یائزید بستانی کا واقف پیش کرنا
 یہ بیان ہو گا۔ شیخ ابوتراب بخشی اپنے ایک مُرید سے اکثر فرماتے کہ تمکو یائزید
 کے دیدار کرنے چاہیں۔ اس مُرید نے اپنے مرشد حضرت ابوتراب سے کہا کہ جو
 کوئی ہر روز یائزیدؒ کے خدا کو سو دفعہ دیکھتا ہو وہ یائزید کو دیکھ کر کیا کرے گا
 مرشد بک نے فرمایا۔ جب تم خدا کو دیکھ کر پوچھو تو اپنی باط اور استعداد کے
 مطابق ہی کرتے ہو۔ جب یائزیدؒ کے پاس سے دیکھو گے تو انکی طاقت کے مطابق
 دیکھو گے۔ تمہارے دیکھنے اور یائزیدؒ کے دیکھنے میں بڑا فرق ہے۔ کہا یہ حدیث
 نہیں کہ ان اللہ خلی الناس عاہدہ والی ابی بکر خاصہ یعنی خدا کا امر لوگوں
 کیلئے عمومی طور پر ہوا اور حضرت ابوبکرؓ کیلئے خاص طور پر! مُرید پر خاصہ
 اثر ہوا اور وہ دولوں شہر سلطام شریف لیگے۔ جب وہاں پہنچے چلا وہ
 دریا پر گئے تھے۔ یہ دولوں اس طرف چلائے دیکھا وہ بوستین پہنے
 پانی کا گھڑا کندھے پر لئے آ رہے ہیں۔ جب مُرید کی نظر یائزیدؒ پر

کی پوستین کے کنا سے پر پڑی۔ آہ کھینچی۔ تھر تھرایا۔ گر کر فوت ہوا۔
 ابوتراب نے عرض کیا۔ اے شیخ ایک ہی نظر میں اس کی موت واقع ہو گئی
 ابوتراب اس جوان کی فطرت میں ایک راز تھا جس کے ظاہر کرنے کا وقت ابھی نہیں آیا
 تھا۔ پوستین کو دیکھنے سے وہ راز آشکارا ہوا جو اس کو دیکھنے کی اس میں ابھی
 استعداد نہ تھی لہذا مر گیا۔

مصری عورتوں کا بھی یہی حال ہوا۔ حضرت یوسفؑ کے دیدار کی انہیں
 اتنی استعداد نہ تھی اسلئے ہاتھ کاٹ دے اور انکو خبر تک نہ ہوئی۔
 متماثل الاقتیاء میں تجلی ممیت کی ایک اور مثال سنئے۔
 سلطان قطب الدین فرزند سلطان علاؤ الدین خلجیؒ نے حضرت شیخ
 الاسلام شیخ نظام الدین اولیاءؒ کو پیغام بھیجا کہ اگر آپ آئندہ پہلی تاریخ کو
 مجھے مبارکباد دینے کیلئے تشریف نہیں لائینگے تو میں ایسا کر دوں گا
 جب پہلی تاریخ آئی۔ تو کرنے شیخ کی خدمت میں یاد دہانی کی۔ آپؒ نے
 فرمایا یہ سرکٹا ہوا رنڈوا مجھ سے کیا چاہتا ہے اور کیا مانگتا ہے نماز
 عشاء کے بعد اطلاع ملی کہ قطب الدین کا سر کاٹ دیا گیا ہے۔ اس کے
 محل کو لوٹا گیا ہے (چھ قبر اولیاء قبر الہی)

از دعای مستجابہ شدہ بیا کور !
 خاصہ از کوری بہ آن فتح اللہ کا پیر شد است

(ترجمہ) انگوٹوں والا فتح اللہ اندھا ہو گیا۔ یہ معاملہ اچانک ہوا تو آپس نے
 پیر حقایق سے رجوع کیا۔ آپ کی دعا سے وہ صحت یاب ہوا اسکے رشتہ داروں
 میں سے ایک لڑکا اسی طرح بیٹا ہو گیا جب پیر کاملؒ نے اپنی کلاہ مبارک
 اسکے سر پر رکھ دی مثالیں بہت ہیں مگر تنگ دامانی مانع ہے۔
 ذرا غور کیجئے یہ کس طرح وقوع پذیر ہوا یہودی پاتا ہے جو آپ پڑھ
 چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی خاص بندہ پر بصفت مریدی جلوہ گر ہوتا ہے
 تو مرید ٹھیک ہو جاتا ہے۔

شیخ عثمان حریریؒ فرماتے تھے کہ تیس سال سے اللہ وہی چاہتا ہے۔ جو مچا ہے
 میں شیخ فرید الدینؒ فرماتے ستر سال سے جو کچھ خدا نے فرمایا۔ مرید نے وہی کیا۔
 اسکے بعد بندہ فرید جو کہیگا اللہ وہی کریگا۔ لہذا یہ کرامات پیر کاملؒ کی جو
 بیان ہوئی ہیں اسی تجلی کی برکت اور تاثیر کا پھل ہیں۔
 مرصاد العباد اور شمائل الاقواء میں جناب سرکارِ دوعالم کا ارشاد ہے
 کہ بیشک خدا کے کچھ بندے ہیں۔ کہ خدا انکی رضا سے راضی ہو جاتا ہے۔ اور
 انکے غصہ سے غصہ ور ہو جاتا ہے جس طرح وہ اکیلے راضی اور غصے ہو
 جاتے ہیں۔ اور اللہ کا ارشاد ہے۔ وما تشاؤن الا ان یشاء
 اللہ اور وہ نہیں چاہتے ہیں مگر جو اللہ چاہتا ہے۔
 دستِ راہِ ہوسا میں درج ہے۔ کہ اگر سالک لوگوں سے کٹ جائے
 اور مجھ سے مل جائے تو میں اسکو وہ زندگی دونگا جیسے موت نہیں۔
 اور وہ سلطنتِ دونگا جیسا کہ تروال نہیں اور میں بھی یہی چاہوں گا جو وہ
 چاہے۔ خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے۔ اقبال

از دماغی او بے قلاش می شد ہالو!!!
یک دُعا اظہر بہ دولت ریتہ نوثر شد است

پیرِ برحقؐ کی دعا کی برکت سے بہت سے غریب نادار امیر بن گئے۔ ایسی
ایک دُعا سے دولت ریتہ ساکن نوثر مستفیض ہوا۔

اہل دولت گشتِ محنت یافتہ از سرخ باد!
پیش او تائب چو اپن ریتہ موثر شد است

پیرِ کاملؐ کے سامنے جب ابنِ ریتہ موسر نے توبہ کی تو صحت یاب ہونے
کے علاوہ امیر بن گیا۔

صوت قرآن خواندش ہر جا رسیدی ہچو باد
دیو بگر یزندہ دلمر زندہ چون عرش شد است

پیر برحق جب بھی تلاوت کلام اللہ فرماتے تو تمام جن دیو سحر سحر بھاگتے
تھے جہاں کہیں وظیفہ پڑھتے ہیں تمام دیو جن و پری بھاگ جاتے ہیں۔ یہ وظائف
ہماری ملکیت بن چکے تھے۔ آسیب زدہ دیکھ کر ہی ٹھیک ہو جاتے۔
چونکہ حضرت مخدوم جہانپاں پیر بزرگوار کو حضرت سلیمانؑ سے روحانی
خلافت عطا ہوئی ہے۔ اسلئے اسکا فیض ہاں سحر پیر برحق کو بھی ملتا ہے۔

پیش ازین در چند جا دیو و جت و تنجانب بود !
این دم از کین قد و مش مسجد و منبر شاست

جہاں کہیں ان کے ورود مسجد سے پہلے بت مارتے اور دیو پری موجود
تھے۔ وہاں آپ کی تشریف آوری سے مسجد و منبر قائم ہوئے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ موضع نادہیل میں جہاں دو چشمے اور
انگے درمیان بید کا درخت تھا اور کافر انکی پوجا کرتے تھے۔

اور جہاں صبح و شام چلنے والا آسیب زدہ ہوتا تھا وہاں آپ کے
ڈر سے وہ جن دیو بھاگ کھڑے ہوئے۔ پیر کاملؒ نے ان مقامات کو
صاف کر دیا کہ مسجد بنوانے کا خود اہتمام کیا۔ چنانچہ خاکی صاحب بھی خدمت

میں معروف رہے اور حکم پیر کامل مسجد کی تاریخ کھدوائی۔

مسجد کے گرد بنا از سر شوق حضرت شیخ حمزہ در کثیر
گفت در تہنیت و تاریخش مسجدے بابرکت یادای پیر
موضع کرر میں بچہ ناگ یا لچہ ناگ تھا۔ دیو کو نکال کر مسجد تعمیر کرائی
آرہ گام میں بت ہٹا کر پر خلوص مولانا عبداللہ تہر دار سے مسجد بنوائی
اہم شریف میں بھی خود مسجد تعمیر کروائی حضرت خاکی سے تاریخ لکھوادی
گفت تاریخ این عبادت گاہ
کعبہ ثنائے مریدانست

فتاویٰ فیروز شاہی میں درج ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے
کہ جو کوئی چڑیا کے گھونسلے کے برابر بھی مسجد بنائے تو خدا اسکے
جنت میں قمر بنوادے گا۔

سراج الہدایہ میں ملفوظات حضرت مخدوم جہانیاںؒ میں
لکھا ہے کہ حضور پاکؐ نے فرمایا دنیا کی مسجدیں قیامت کے دن عرفات
میں کشتیوں کی طرح لائے جائیں گی۔

حضرت رحمان کے فرشتے کہتے ہوں گے۔ امام اویز موزن کناروں پر ہونگے
نمازی مسجد کے گرد جمع ہونگے اور اپنی کشتیوں میں پیل صراط پر بحلی کی
طرح گزر جائیں گے۔

قطب العالم کا فرمان ہے جو شخص اپنے محلے کی مسجد چھوڑ کر دوسری
مسجد میں نماز پڑھنے جائیگا تو کشتیوں کے گرد اگر دیکھ کر مار سینگے
وہی فرماتے ہیں کہ اپنی مسجد میں تنہا نماز بہتر ہے دوسری مسجد میں یا جماعت
نماز سے!

بہ شدہ مصروع ہم زانقات پیر برکات او
چند خزیات بشمارم کہ پردہ شد است

علامہ خاکی فرماتے ہیں کہ پیر کامل کی برکت سے بہت لاتعداد مرگی
والے۔ یریں زدہ پھلیری کے مریض شقایاب ہوتے۔ جادو سے آزاد ہوتے
اور عورتیں صاحب اولاد بنیں جنکو پیرا لگنے کی وجہ سے میں نام لیتا نہیں جاتا

یافتہ ہر کس بقدر جنت از دی ہر چہ جنت
قبل حاجات اگر یمنخوا منش اجدر شد است

حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ ہر کوئی اپنی توفیق و استعداد کے مطابق
نیضاب ہوتا رہا۔ اور اسکی حاجت پوری ہوئی۔ جو مانگا مل گیا اسے
اگر انکو میں قبل حاجات کہوں موزوں و مناسب ہوگا۔ !

دنیا دی اور آخر دی حاجات طلب کرنے والا یہاں فاکٹر المرام ہوا۔
خورشند ہوا۔ نا اُمید آیا اُمیدوار ہو کر نکلا۔ محروم تھا آباد ہو گیا جیسا پ

شفقت و مرحمت شامل حال ہے۔

از طوافش یا فتم چون بند و لبشہ حاجیان !!
کعبہ صدق و صفاش ارگویم اولت شدت

حضرت عاکیٰ فرماتے ہیں کہ پیر کامل کے گرد طواف کا نتیجہ یہ نکلا کہ صدق و صفا کی برکت سے حاجی ہو گیا اور اصلی کعبہ کے دیدار سے مشرف ہوا اسلئے اگر آپ کو کعبۂ اخلاص کہوں تو ہر لحاظ سے مناسب و ادنیٰ تر ہوگا

اس کی تفصیل سننے سے پہلے حج کے بارے میں چند باتیں سماعت کیجئے
لب اللہ یا میں ہے کہ حج کی دو قسمیں ہیں۔ را، ظاہری کعبہ کو قبلہ مانکر اسکا طواف کرنا (۲) یا طنی کعبہ یعنی دل کا طواف کرنا۔ پہلا کعبہ مٹی اور چوتے سے بنا ہے دوسرا کعبہ اللہ کی مہربانیوں اور نوروں کا گہوارہ ہے۔ پچ ہے قلب المؤمن عرش اللہ (مومن کا دل اللہ کا تخت ہے)

اے دوست! حضرت ابراہیم کے بنا کر وہ کعبہ کا طواف آسان ہے مگر اللہ کے حرم کا حج کرنا مردوں کا کام ہے۔ اسکیلئے محض لوگ ہیں حضرت رومی فرماتے ہیں۔

● جاہلان لعظیم مسجدے کنند در صفائے اہل دل صدے کنند
جاہل لوگ مسجد کا تو احترام کرتے ہیں۔ لیکن صاحب دل لوگوں کا خفگی میں پیش ہیں

■ مسجد کا اندر دروی اولیاء است سجدہ گاہ جہاں است آغا قدرت
وہ مسجد جو اولیاء کے دل کے اندر ہے سب کی سجدہ گاہ ہے۔ وہی اللہ ہے
حضرت خواجہ اوزار فرماتے ہیں بندہ مومن کا دل حرم ہے بیت اللہ!
اسی لئے عذرت قدسی ہے کہ اس دل کی زیارت کرو فقیر کا دل کی زیارت
کرو۔ ایک لاکھ حج کا ثواب ملے گا۔

ایک زمانہ محبت یا اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت ہے ریا
حضرت سلطان العارفین یا یزید بسطامیؒ نے ایک فقیر کی کوٹھڑی
کے گرد طواف کیا کیونکہ اس کا دل حقیقی کعبہ تھا۔ مومن کا دل خدا کا گھر
ہے۔

اس واقعہ کو منظوم صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ مفہوم یہ ہے
کہ ایک دفعہ سلطان یا یزیدؒ نے حج کا ارادہ کیا۔ زاد سفر لیکر چل پڑا
راستے میں اہل دل حضرات کا ملاش و جستجو میں رہا۔ اچانک ایک شہر
میں ایک عیالدار کمزور شخص سے ملاقاتی ہوا۔ وہ صاحب کمال سالک
تھا۔ اس کو اپنا حال بیان کیا۔ اس نے کہا کہ خدا کا دیدار کرتا ہو تو مجھے
دیکھ اور سفر کا خرچہ دیدے۔ اگر طواف کا ارادہ ہے۔ تو نیت کر کے میرے
گرد چکر لگاؤ۔ جانے تمہارا راج ہو گیا۔ کعبہ اگر چہ نیکی کا گھر ہے مگر
یہ دل اسکے رازوں کا گھر۔ حج کو بیت اللہ پر فضیلت دی ہے لیکن
کائناتوں سے دیکھو تاکہ بشر کے اندر اللہ کا نور پادے۔

چشم نیکو باز کن درمن فکر

بابہ بیستی نور حق اندیش

جب خاکی نے یہ کلام پڑھا اس وقت آپ پیر برحقؒ کے ساتھ اہم شریف میں تھے۔ سو چاہیہ بات کیوں نہ میں اپنے پیر برحقؒ پر آزماؤں۔ موقع کی تاک میں رہا۔ آخر ایک دن جب رات کو پیر برحقؒ اپنی کوٹھری میں مختلف عبادات میں مصروف تھے۔ تے کوٹھری کا طواف شروع کیا مگر پہلے غسل کیا اور احرام باندھا اور پورے خلوص کے ساتھ حاجی کا لباس پہنے کام میں لگ کر تین بار گھومنا۔ اچانک چند دیہاتی نمودار ہوئے وہ اپنا فصل چاندنی میں جمع کر رہے تھے میں اُن سے آٹکھچا کر ایک کونے میں عبادت میں لگ گیا۔ صبح پیر کاملؒ نماز فجر ادا کرنے کی گزشت سے باہر تشریف لائے۔ میں بھی ساتھ لیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے ابھی ایک گھنٹی داڑھی والا پروقتار بزرگ دیکھا جو تمہاری طرف اشارہ کر رہا تھا۔ اور کہتا تھا کہ اگر یہ مرید اس طرح آپ کی خدمت میں لگا رہے گا تو اسکو تواب شمس الدین اور اٹکے بھائی کی طرح (جو حج پر گئے ہیں) حج کا تواب ملیگا۔ تواجہ شمس الدین پال خاکیؒ کے استاد تھے۔ اور یہ دونوں پیر کاملؒ کے ہم نشین تھے۔ میں نے اسکو اپنے لئے خوشخبری جان لیا۔

کچھ وقت کے بعد میں نے موقع پا کر پیر کاملؒ کو اس رات کا سارا واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے محبت و شفقت سے فرمایا کہ جس وقت تم طواف کرتے میں مشغول تھے۔ اللہ نے مجھے وہ حال دکھایا اور دیواریں حائل نہ ہوئیں۔ مجھے کسی نے اس حال کی سے بھی مطلع کیا کہ ایسے اعتقاد کے لئے اس مرید کو دعا دیجئے۔ چنانچہ میں نے ایسا کیا۔ اور اللہ سے مانگا کہ تمہیں کثیر ثواب و عنایات عطا کرے اور اس اعتقاد کامل اور ثابت

قدم رہنے کے سبب فضل و کرم سے نوازے۔ میں شکریہ کیلئے الفاظ پیش نہ کر سکا۔ اس نعمت پر پھولے نہ سماتے ہوئے یہ اہم واقعہ قلمبند کیا۔
 دستورالجمہور میں درج ہے کہ شیخ ابواسحاق دوران مع حضرت یازید بسطامیؒ کی زیارت کو گئے۔ کچھ رات و نیاز کی باتیں ہوئیں۔ اپنے خادم سے کہا کہ یہ زیارت جو میں نے کی ہے۔ وہ ساٹھ قبول جھوں کے عوض بھی نہ پہنچو لگا۔ کیونکہ حج کے ثواب کی حد ہے۔ مگر اس زیارت کی کوئی حد نہیں ہے۔ شیخ ابواسحاق کی نظر سلطان یازید کے دل پر تھی مٹی سے بنے جسم پر نہیں۔

یہ امر اہل عقیدہ کیلئے باعث اطمینان ہوگی کہ کتاب جنت الفردوس میں تحریر ہے کہ اگر کوئی نیکو کار زندہ کسی صاحب قبر کے گرد طواف کرے اور صاحب قبر کو سلام کرے تو حج کا ثواب پائیگا۔

شمائل الاقواء میں بھی مضمون اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا قلب مومن کعبہ ہے بلکہ کعبہ سے بہتر کیونکہ دل کو رب الجلیل نے بتایا اور کعبہ شریف کو حضرت خلیل ابراہیمؑ نے۔ !!

ایک شہداء انقاس او بے آنکہ تعویزی نوشت
 دایا کتاب تعویذات بالمرشد است

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ میرے پیر برحق تعویذ دے بغیر لوگوں کی حاجت روا کی کرتے تھے۔ صرف دعاؤں کے اثر سے بیمار۔ عاجز مند۔ فقیر سائل سب اپنی مرادیں پاتے تھے۔ یہ کسی تعویذ نقش وغیرہ کا نتیجہ نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ محض کرامت کی برکت! پیر کامل تعویذ لکھنے والوں کو نصیحت کرتے اور ڈراتے تھے تاکہ تعویذ

نویسی نہ ہو۔

گو پہلے آپ نے بہت سے تعویذ جمع کئے تھے اور انکے اثرات بھی دیکھے تھے مگر آپ کو مکاشفہ میں تعویذ نویسی سے منع کیا گیا۔ چنانچہ آپ نے اپنی ساری تعویذ کتاب دریا میں پھینک دی۔

اسکی کمی وجوہات ہیں۔ (۱) اکثر بیمار بے غسل ناپاک اور گندہ ہوتے

ہیں۔ ایسے کو تعویذ دینا صریح گناہ ہے۔ (۲) کوئی لاپرواہی سے کام لیکر بے ادبی کرتا ہے۔ لکھنے والا گھٹنگا رہتا ہے۔ (۳) کسی کی تقدیر میں ٹھیک ہوتا نہیں لکھا ہوتا تو تعویذ نویس خدا کی ناراضگی کا مرتکب ہوتا ہے۔ (۴) کبھی کامیاب ہو کر تعویذ نویس غرور پسند ہوتا ہے۔ (۵) کبھی تعویذ کا اثر نہیں ہوتا۔ تو یہ پیشہ بدنام ہوتا ہے۔ اور لوگ یہ اعتقاد ہو جاتے ہیں۔ اور اسکے فیض و برکت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

گو بعض عیسوی عالموں نے فتویٰ دیا ہے۔ کہ تعویذ دینا مبارک ہے مگر پرہیزگاری کا تقاضا ہے۔ کہ یہ کام ترک کیا جائے۔

اسکے برعکس سائل کو صدقات دینے پر مائل کیا جائے۔ بمطابق حدیث

پاک کہ الصدقہ ترد البلاء (خیرات سے بلا دور ہو جاتی ہے) ساتھ ہی

لا یورد القضا السہما کے متبع میں تو یہ کی ترغیب دی جائے۔ اگر زیادہ دلچسپی ہو تو غائبانہ دعا کرے الغائب للغائب صریح الاحیاء غائب کے واسطے غائب کی دعا جلدی قبول ہوتی ہے۔

این ہمہ پیش روئی صد تنگ دے دار و آری
گویدا و قائم خدا یاد در چہا منشہ شاد است

میرے پیر کامل سالکوں کی حاجت روائی تو میرے دعا کے ذریعہ یا کر ایت سے مگر انکو اکثر افسوس ہوتا کہ انکا وقت ضائع ہوا۔ !

اینقدر صاحب غرضہای دنیا است و چرا
طالبان اللہ را سالی ہم اندر شد است

فرماتے ہیں کہ اکثر خود غرض اور کہتے لوگ دنیاوی حاجات لیکر آتے ہیں۔ وہ عالی ہمت لوگ کہاں سے لائیں جو طالب راہ حق ہوں۔
صمیم حدیث ہے کہ بلند حوصلہ ہوتا ایمان کی علامت ہے بیشک اللہ عالی حوصلہ والوں کا دوست ہے اور نپست حوصلہ والوں کا دشمن !

تا قوتش آید بختش زانرو کہ اخوان الزمان
معمودش یا عیب عیب یا سکر انکر شد است

میرے پیر کاملؒ عام لوگوں کی صحبت سے ناخوش ہوتے بدینو جبکہ ان میں عیب بین نکتہ چین اور معترض زیادہ ہوتے۔

عولف المعارف میں درج ہے کہ تاہل کی صحبت سے بھاگنا ہی اچھا ہے کیونکہ وہ بشریت کے تقاضا کے مطابق ایسے کام کر بیٹھتے ہیں۔ جو نامناسب ہوتے ہیں یہ انکار بوجہ غرور نہیں ہوتا۔ کچھ لوگ فقیروں کے راز سے ناواقف ہونے کی بنا پر مستکر ہو جاتے ہیں۔ حضرت جامیؒ کیا خوب فرم گئے ہیں۔

جامیؒ زسفلہ طبعاً کم شد صفائے حالت

کردی سفل سفل تیرہ جام جاں نسا را

۱) جامیؒ اسفل طبع (ادنیٰ درجہ کے لوگ جو دنیا داری میں الجھے ہوئے ہیں) لوگوں کی صحبت سے آپکا لوزالی قلب جو جام جاں نسا تھا مٹی کا پیالہ بن گیا۔ ایسے خود بین عیب چینوں سے ہمہ تن لازمی ہے۔ (مترجم) مقامات خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ میں مذکور ہے کہ اولیاء اللہ پر اعتراض کرتا۔ معترض کھیلے اچھا نہیں۔ ان کا رکتان قضا و قدر کا ہر کام قدائی مصلحت کے عین مطابق ہوتا ہے۔ ان پر حرج یا اعتراض کرنا مصیبت کو دعوت دینا ہے۔ ایسا آدمی خیر و برکت سے نا اُمید ہو جاتا ہے۔

اولیاء مستوران حق ہیں انکو پہچاننا مشکل ہے۔ لایعز فہم غیوی کے مصداق ہر کوئی انکو نہیں پہچان سکتا۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

مردان را ہش زندہ بکاند گذرند

مرغاں ہوس از آشیان دگرند

یہ شعر قید میرک، شاہ صاحب کا شانی اکر فرمایا کرتے تھے۔ مترجم۔
 شامل الاتقیاء میں درج ہے کہ صحت تین قسم کے لوگوں سے
 ہوتی ہے۔ (۱) اپنے سے بزرگ و برتر۔ (۲) اپنے برابر سے۔ (۳) اپنے سے کم تر سے
 پہلے سے اعتراف کرنا غلط۔ دوسرے کیلئے ایشارہ و قربانی کا جذبہ رکھنا بہت
 مستحسن اور تیسرے کو نصیحت کرنا۔ رحم اور شفقت سے پیش آنا۔
 آج کل کے معترف حضور پاکؐ کے زمانے کے منافقوں کی پیروی کرتے
 ہیں۔ جو حضور پاکؐ کا خطبہ اسلئے سنتے کہ نکتہ چینی کریں اور باہر جا کر صحابہ کرام
 سے بطور سزل و استہزاء پوچھتے۔ محمدؐ نے کیا کہا، چنانچہ قرآن شریف میں
 اس بات کا تذکرہ ہے۔ کہ ان منافقوں پر ازل میں ہی مہر لگائی گئی ہے۔
 یہ لوگ اپنی نفسانی خواہشات کے تابع ہیں اور حضور پاکؐ کی تقریر کو حقیر
 سمجھتے ہیں۔ مگر مومن حضرات آنحضورؐ کا کلام سکر اور گردیدہ ہو جاتے
 ہیں اور ان کا عقیدہ اور پختہ ہو جاتا ہے۔ یہی لوگ متقی ہیں۔

گزشتہ خالص غرض آلودہ طالبِ بوالہوس
 گوید کہ کجا بین زمان گمنامی اولیٰ تر شد راست

پیر کاملؐ کے یا اے میں جنابِ علامہؒ فرماتے ہیں۔ کہ طالبِ خلوص و محبت
 کے ساتھ بھی اگر پیر کاملؐ کی زیارت کئے آئے تو بھی اسکا آنا کسی
 دنیاوی غرض سے خالی نہیں ہوگا۔ کوئی دنیاوی منفعت کھیلے۔ کوئی

بیوی بچوں کی محبت کئے۔ یادیریتہ بیلہی سے شفا پانے کیلئے یا حاکم کے پاس سفارش کرانے کیلئے حاضر ہوتا ہے۔ یہ سب چیزیں وقت ضائع کرنے کی باتیں ہیں۔ ایسے لوگ محبت کے قابل نہیں۔ ان سے گمناں رہتا ہی بہتر ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔ کہ اس شخص سے توبہ مٹلیئے۔ جو ہماری ذکر یا نصیحت کا خیال نہ کرے بلکہ دنیوی فائدے کی بات کرتا ہو۔ حضرت یحیٰی نے فرمایا۔ جس محبت میں عرض مندی کی آلاش ہو وہ زائل ہو جاتی ہے۔

حدیث میں آیا ہے السلامۃ فی الوحده۔ سلامتی تنہائی میں ہے۔ فتنہ انگیز زمانے میں کبھی خلوت سلامتی کی جگہ ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ راوی ہیں، فرمایا رسول اللہؐ نے فتنے کا زمانہ وہ ہوگا۔ جب وعدہ خلافی ہوگی اور امانت میں خیانت۔ عرض کیا میں کیا کروں فرمایا۔ اپنے گھر میں رہو اور زبان کی حفاظت کرو۔ جو مانتے ہو اس پر عمل کرو۔ جو نہیں جانتے اسکو چھوڑ دو۔ دوسرے کے کام میں دخل مت دو۔ اپنے کام سے کام رکھو۔

صہور نے فرمایا ایسے دن حرج کے ہیں۔ عرض کیا کیا۔ حرج کیا ہے وہ دن جب کہ لوگ اپنے ہمنشینوں سے بے خوف ہوں گے۔

آنحضرت نے عمارت بن عمرؓ سے فرمایا۔ اگر تم کو لمبی عمر دی جائے تو تم ایسا زمانہ دیکھو گے جس میں خطیب اور واعظ بہت ہوں گے اور عمل کرنے والے کم۔ اس زمانے میں علم کو نفسانی خواہشات کیلئے استعمال کرتے ہوں گے۔ لوگ تمنازیں فوت کرینگے۔ رشوتیں کھائینگے

دین کو دنیا کے بدلے بیچینگے سب کا اتفاق ہے کہ اس میں نیکو کاروں
نے تہائی اختیار کی ہے۔ اس زمانے میں مرد کا بے نکاح رہنا حلال
ہوگا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں بُری صحبت سے اکیلا رہنا بہتر ہے۔
سفیان ثوریؒ کا قول ہے کہ لوگوں کے ساتھ اختلاط، جان پہچان
کم رکھو۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ نے کہا ہے کہ چھپ کر رہو زمانے سے اور
زبان کی نگہداشت رکھو۔ حضرت داؤد طالیؒ نے فرمایا۔ دنیا میں روزہ
رکھو آخرت میں کھول۔ حضرت اویسؓ نے فرمایا۔ یاہمی میل جول سے بہتر کیلئے
میں دعا کرنا۔ کیونکہ ملاقات میں ریا شامل ہے۔

حضرت سلیمانؑ خواصؒ سے پوچھا گیا آپ اہم سے کیوں نہیں ملے۔
فرمایا اُن کے ساتھ ملاقات کرنے سے میں شیطان کے ساتھ ملاقی ہوتا زیادہ پسند
رکھتا ہوں۔ کیونکہ جب ابراہیم ادمؑ کو دیکھوں گا۔ ریا کر دوں گا اور جب شیطان
کو دیکھوں گا تو اسے پرہیز کر دوں گا۔ الغرض نیکو کار لوگ ہر بات میں ریاکاری
سے سخت پرہیز کرتے تھے۔

گوشہ نشینی اسلئے لازمی ہے کہ وہ لوگ اب نہیں رہے جنکو علم
اور دانائی کی باتیں سننے کی عادت ہے۔ لہذا میل جول رکھنا بند۔ سوای
جمعہ، جماعت، عیدیں۔ حج کے اگر اس میل جول سے بھی چھٹکارا چاہتا ہے۔ تو
کسی دیرانے میں یا جزیرے میں بیٹھے۔ جب وہ جانتا ہو کہ لوگوں سے ملنے میں
ثواب کی نسبت گناہ زیادہ کھائے جاتے ہیں۔ اس کیلئے جماعت اور
جمعہ کا ترک کرنا مباح ہے۔ اللہ تبتوں سے واقف ہے ہر کسی کے عذر کو جانتا
ہے۔

عوارف المعارف میں ایک حدیث درج ہے کہ حضور پاکؐ نے فرمایا جو شخص ایک دن کے لئے گاؤں میں رہا وہ ایک مہینے کیلئے احمق بنا اور جو مہینہ پھر رہا وہ عمر بھر کیلئے احمق بنا۔ اس حدیث کی تاویل آئندہ ہوگی۔ **المشاء اللہ!**

علامہ صاحب ایک کہانی لیمبرہ شہر کی بیان کرتے ہیں کہ بادشاہ کے دو بیٹے تھے۔ حجاج اور منہاج۔ باپ کے مرنے کے بعد قرعہ ڈالا گیا کہ ان دو میں سے کس کو بادشاہ بنائیں۔ وہاں حجاج کا نام نکلا۔ جس کے ظلم و ستم سے پرتدے بھی کانپتے تھے حالانکہ پڑا عالم تھا۔ مگر تھا دل سے جاہل۔ اسی جہالت کی وجہ سے نا انصافی کو انصاف سمجھتا تھا۔ جو اسکا ہمتشین بنا۔ اسنے اثر قبول کیا۔ آنحضورؐ نے فرمایا۔ جاہل علیم سے بچو۔ یہ وہ ہے جو زبان سے عالم ہے مگر دل سے جاہل۔

فرمایا گیا ایسے عالموں کے پاس بیٹھو جو شک سے یقین۔ غرور سے تواضع۔ دشمنی سے دوستی۔ ریا سے خلوص اور دنیا کے ترک کرنے کی تلقین کریں۔

جماعت کو لازمی جانتا ضروری ہے۔ اسمیں ستائیس گنا ثواب ہے مگر وہ فتنہ و فساد کا زمانہ نہیں تھا۔ جب دیکھے فساد کا زمانہ دیکھے تو تنہائی اختیار کرے۔

ایڈال جمعہ اور جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ انکے لئے زمین لپٹی جاتی

ہے۔

مخدوم علی مہونیؒ کا بیان ہے کہ پیر کاملؒ اہمہ گام میں ایک مرید کے گھر میں قیام پذیر تھے۔ گاؤں کی جامع مسجد کا بانی۔ امام اور خطیب رافضی اور بدعتی تھا۔ لہذا حضور پیر کاملؒ اس مسجد کو مسجد قرار سمجھتے اور وہاں باجماعت

نماز نہیں پڑھتے تھے۔ آپ نے ایک صفہ پر یا جماعت نماز پڑھی۔ بہت لوگوں نے اعتراض کیا کہ پیر کامل جامع مسجد میں کیوں نہ آئے۔ فرمایا اس مسجد میں جمعہ کی چند شرطیں پوری نہیں ہو رہی ہیں۔ اسلئے یہ نماز جمعہ جیسی نہیں۔

حضرت خاکن فرماتے ہیں۔ مجھ سے بھی وہ بحث کرنے لگے۔ میں چپ رہا ایک دن شہر کی جامع مسجد میں مجھ سے کچھ غیبی حضرات ملے۔ انہوں نے کہا کہ تم نے کیوں انکو جواب نہ دیا کہنے لگے کہ میرے مرشد پاک کو خدا نے وہ روحانی طاقت عطا کی ہے کہ وہ جمعہ شہر کی جامع مسجد میں ادا کرتے ہیں۔ چلو دکھائیے وہ کس طرح صفہ اول میں موجود ہیں۔ حالانکہ پیر کامل ظاہری طور ابھی اسی گاؤں میں مقیم تھے۔ اور وہ گاؤں شہر سے پچیس کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔

اس واقعہ سے میرا یقین راسخ ہوا کہ میرے آقا ابدال کے درجے پر ہیں اہل سلوک کے نزدیک گوشت نشینی یعنی تنہا پسندی کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ یہ لوگوں سے قطع تعلق کی بنا پر اللہ سے زیادہ قریب لانے میں معدوم معاون ثابت ہوئی ہے۔ اسکی ریا۔ خود نما۔ غرور وغیرہ کو دخل نہیں۔ تذکرہ الاولیاء میں ایک عابد کا ذکر آیا ہے۔ کہ وہ رات کو ہتھکڑیاں کر رہا تھا۔ ایک نے اُسے دیکھا تو عابد کے دل میں خیال آیا۔ کہ چلو کسی نے مجھے عبادت کرتے دیکھا ہے۔ نتیجتاً خواب میں اُسے کہا گیا کہ یہ نماز ہماری درگاہ کے لائق نہیں۔ کیونکہ اسکی ریا شامل ہے۔ اسی موقع پر حضرت اقبالؒ فرما گئے ہیں۔ تمہارے حضور میں۔ بیکر ازمن کو برین بار دوشن استے

ثوابے ایں نماز بے حضور! (مترجم)

حضرت فضیل بن عیاضؓ فرماتے تھے میں چاہتا ہوں کہ بیمار ہو جاؤں تاکہ جماعت کے لئے نہ جاسکوں اور مجھے لوگ نہ دیکھ سکیں۔ کوئی مجھے سلام نہ کرے۔ رات آتی ہے تو خوش ہوتا ہوں۔ کہ مجھے بغیر تکلیف کے تنہائی مل گئی ہے مگر یاد رہے کہ اچلے علوم میں یہ حدیث پاک درج ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں ستائیس گنا ثواب ہے۔ مگر سالک کے نزدیک تنہائی میں دل کا حضور حاصل ہوتا ہے۔ (کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے لا صلوة الا بحضور القلب۔ کوئی نماز حضور قلب کے بغیر درست نہیں) مترجم گو یہ بھی حدیث مبارک ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ ایک پرہیزگار کی دو گانہ نماز لوگوں سے ملنے ملتے والے آدمی کی ہزار رکعتوں سے بہتر ہیں۔

تذکرۃ اولیاء میں ایک واقعہ یوں بیان ہوا ہے کہ یحییٰ بن یسریؒ نے کسی کے بارے میں سنا کہ وہ بیس سال سے جماعت میں شامل نہیں ہوا ہے۔ آپ کے پوچھنے پر اسنے جواب دیا کہ میں کوئی ایسا سالس نہیں لیتا جس میں مجھے ایک نعمت نہیں ملتی ہے۔ اور ایک گناہ مجھ سے دور نہیں ہوتا۔ اس کی شکر گزاری میں مشغول ہوں۔

اسی کتاب میں ایک حدیث پاک کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جس میں فرمایا گیا ہے کہ تنہائی میں دو رکعت نماز جو بغیر اللہ کسی نے نہ دیکھی ہو۔ ایسے شخص کیلئے جہنم سے آزادی کی ضمانت ہوتی ہے۔

وسیلۃ الطالبین میں ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ لڑائی تنہائی میں ادا کرے۔ اسکی حاجتیں پوری ہونگی۔

خزانة الجلالی میں ہے کہ سید السادات حضرت مخدوم

جہانیاں نے فرمایا ہے کہ حلال کی کھائی کا رزق کھانے کے بعد جو دو رکعت نماز ادا کریگا۔ اسکو حرام کھائی کے کھانے والے کی ایک ہزار رکعتوں کے برابر گروانا جائیگا (الحديث)

رسالہ اقبالیہ میں ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے چھ برس سے ہی دنیا سے منہ موڑا۔ بارہ چودہ سال تک سلوک کی ساری منزلیں طے کیں۔ اکثر چار میں تنہائی میں عبادت کرتے۔ یہاں تک کہ آپ کو نبوت عطا ہوئی۔

حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰؑ نے ایک جمعہ کو ایسی مسجد میں جماعت کیلئے شمولیت کی جہاں جمعہ کے لوازمات پورے نہیں ہوتے تھے۔ پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا۔ فرمایا کہ انکار انکے نفسوں کیلئے بہانہ بنتا۔ بعد میں شرائط جمعہ بیان فرمائے۔

ابوللیث فقیہ کا فرمان ہے کہ یارش میں گھر میں ہی نماز پڑھنا جائز ہے۔ جب کپڑے تر ہو جائیں۔ یاد رہے۔ وہاں خام چمڑے کی جوتیاں استعمال ہوتی تھیں۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عمرؓ فرمادی ہیں کہ جب سفر میں آنحضرتؐ شدت کی سردی پاتے تھے تو قیام گاہ پر ہی نماز پڑھتے اور مؤذن کو حکم دیتے کہ وہ نماز کیلئے اذان دیں آخر میں یہ الفاظ بھی کہہ دیں کہ یارش کی رات نماز گھر میں ہی پڑھی جائے۔ واللہ اعلم۔

این مختصر پیش بیان مفید سرور
و بیان رو بہ بیان مانند شیر تر شد است

علامہ خاکی فرماتے ہیں کہ ہمارے پیروں پر حق "مقلد پیروی میں بطور محقق ایسی شان رکھتے ہیں جیسی کہ شیر نر لوٹریوں میں رکھتا ہے۔

محقق اور مقلد میں صاف فرق ہے۔ محقق وہ جو تحقیق کے بعد کسی چیز یا بات کو قبول کرے اور مقلد وہ جو سنی سنائی یا لوگوں کی پیروی کرے۔

عارفوں کا قول ہے کہ حسب طرح بننا اور تابیتا میں فرق ہے اسی طرح مقلد اور محقق یکساں نہیں ہو سکتے۔ ایسے لوگوں نے جو سنی سنائی یا تین بھلاتے ہیں اس جماعت کو بدنام کیا ہے۔ ایسا آدمی یا تیرید بطنامیٰ پر اعتراض کرتا ہے مگر اسکے اعمال سے تیرید بھی شرماتا ہے۔

علامہ خاکی نے مقلد پیروں کی پیروی سے خبردار کیا ہے۔ کیونکہ شکل و صورت سے صوفی دکھائی دے۔ بے لیکن باطن میں اس جوہر سے خالی ہیں۔ لہذا ہر ایک کی بیعت ضروری نہیں۔

چوں بے ابلیس صورت آدم است

پس بہر وکتے بناید داد دست

(انسان نما ابلیس بہت ہیں۔ خبردار ہر ایک سے بیعت نہ لی جائے۔ مترجم)

دوست عارف دیگران زاهد تقلیدی شدہ
در میان فریق از سما تا مکرز اغیر شد است

حضرت خاکیؒ نے اس شعر میں نقلی مقلد پیروں کو آڑے ہاتھوں لیا ہے فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر کامل محقق عارف ہیں اسکے برعکس مقلد پیر زاہد ہونیکا دعویٰ تو کرتے ہیں۔ مگر ان دلوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔

لب الالباب میں درج ہے کہ عارف میں قوت پرواز ایسی ہے کہ وہ تو آسمان سے بھی گذر جاتا ہے۔ باقی دہم و گمان میں پھنسے ہوئے اپنے اُنکل سے کام لیتے ہیں۔ اگرچہ زاہد کا دن بہت اچھا گذرتا ہے لیکن عارف کا ایک دن اسکے پچاس ہزار دلوں کے برابر ہے۔

کلام جامیؒ کا لب لباب بھی یہی ہے کہ کچے زاہد اور پختہ کار عارف کے درمیان کوئی یکسانیت نہیں۔ لہذا خاص نکتے کو انکے سامنے بیان نہ کر۔

نکتہ خاص مگو مجلس عام است اینجا مترجم

تفسیر قشیری میں درج ہے کہ تراصد لوگ آنحضرتؐ کی پیروی میں اپنی خواہشات کو تخریج کرتے ہیں۔ اللہ کی رضا مندی چاہتے ہیں۔ مگر عارف لوگ اللہ کی راہ میں وہ سب کچھ صرف کرتے ہیں۔ جو ماسواء اللہ سے متعلق ہے۔ یعنی جو مولا کے بغیر ہے اسکا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے محبوبین اور انہی کو اپنے دیدار کے لائق منجہ کیا۔

اوست چون عارف بقدر عقول مردمان
بہم بوقی گنہوار الناس سخن گستر شد است

اہل دانش کی نظر میں میرے مرشد کامل عارف یا کمال بزرگ مشہور ہیں
 اسی لئے آپ بے غر مودہ حضرت سرور عالم تکلموا الناس علی قدر عقولہم لوگوں
 سے انکی سمجھ بوجھ اور استعداد کے موافق بات چیت کرتے ہیں۔
 اھیائے العلوم میں ایسا کی اس طرح وضاحت کی گئی ہے کہ
 لوگوں سے اسی چیز کی بات کہو جسے وہ جانتے ہیں اور جس چیز سے
 انکو انکار ہو یا ناپسند کریں ایسی باتوں کو چھوڑ دو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ
 وہ خدا کی تکذیب کریں۔ اُس سے انکار کر بیٹھیں۔ جس امر میں سستے والی
 کی عقل پہنچتی ہی نہیں۔ ایسا مسئلہ چھیڑنے سے کوئی فائدہ نہیں
 یا وہ انکاری ہو! تو اسکا ذکر کرنا بے فائدہ ہے۔

پیر محبوب مقلد بہت چون بے معرفت !
 عاقل و دیوانہ را کورانہ افسونگر شد است

(ترجمہ) وہ بے معرفت پیر جو مقلد ہو مگر عرفان سے عاری ہو وہ عاقل
 اور بیوقوف یا گلوں کو اپنی افسونگری سے پھنساتا ہے۔
 خدا شناس اور مردم شناس سالک ہر کسی کو پہلے پرکھتا ہے۔ اسکی
 وسعت قلبی اور استعداد اور معاملہ فہمی کو دیکھ کر ہی اسکی تربیت کرتا ہے
 وہ ایسے غیرے تمکو خیرے کو مرید نہیں بناتا۔ اسلئے اگر وہ ولایت اور

اور سلوک کا دعویٰ کرتا ہے تو عذاب کے وعدہ کا مستوجب ٹھہرتا ہے۔
 اسبابے میں احیائے العلوم کی اس نصیحت کو ملحوظ نظر رکھنا بہت ضروری
 ہے۔ وہ یہ کہ بڑی سزا اور بڑا عذاب انسان کا میرا انجام ہے۔ (ہم اس گناہ سے
 پتہ مانتے ہیں) اور انجام اسی کا میرا ہوتا ہے جو جھوٹ موٹ پیریں کے
 ولایت اور کرامت کا دعویٰ کرتا ہے۔

علم پانا بہن گفتن تخم ضایع کردن است !
 در زمین شوره کنزوی نے امید برداشت

علم کی باتیں تالائق لوگوں سے کہنا گویا بنجر زمین میں بیج بوی کر مٹانے
 کرتا ہے۔

احیائے العلوم میں حضرت عیسیٰ کی بات کہی گئی ہے۔ آپ نے
 فرمایا ہے کہ دانائی کی بات تالائق سے نہ کہو۔ کیونکہ حکمت و معرفت پر ظلم
 ہوگا۔ حقدار لوگوں کو انکار کر کے ان کا حق ضائع مت کرو۔ حکیم کی طرح
 زخم پر سر ہم پٹی کرو اس کو مت کریدو۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ دانائی اور حکمت کی باتیں تالپوں سے
 کہنا علم و حکمت پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔

سراج الہدائے میں آنحضرت کا قول شریف اس طرح ہے سورتوں
 کی گردلوں میں جواہر ت مت لٹکاؤ۔

اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ تاملوں کو اتنا ہی علم سکھاؤ جس سے وہ شریعت کے ابتدائی باتیں جیسے نماز، روزہ عمل میں لائیں۔ حضورؐ نے فرمایا کتوں کے منہ میں موتی ہیرے مت ڈالو۔ کہیں بے قدری کر کے اپنی حد سے تجاوز کر کے بزرگوں کی تحقیر و توہین نہ کریں۔

لب الالباب میں درج ہے کہ باطنی آداب میں مرشد کے راز چھپانا بھی ادب میں داخل ہے۔ واقف لوگوں کے سرمایہ کو غیر واقف کے ہاتھ دینا کہاں کی عقلندی ہے۔

قدر زریں زگر بدان قدر جو ہر جوہری (مترجم)
 حضور پاکؐ نے فرمایا کہ زمین جس طرح دانہ کو چھپا کر گل و گلزار کی صورت میں اگاتا ہے۔ اسی طرح راز کو راز ہی رہنے دو۔ کان میں نعل پوشیدہ رہ کر پلتا ہے جبے حانی امر کے راز کو دیکھو تو بیل کی طرح چھاؤ
 مالک صاحب کمان یہ ہے کہ راز کو غور سے مت چھاؤ بلکہ اپنے آپ سے بھی چھاؤ۔ اپنا کام اپنی آنکھ سے پوشیدہ رکھ تا کہ تیری نظر نہ لگے شہد کو مکھی کے آگے نہ لے جا۔

بست تامل طریقت غیر سالک ہر کہ بست
 ہمت دو نش پچیزی دون حق متغیر شدت

سالک ہی اہل طریقت میں شمار ہو سکتا ہے غیر نہیں۔ دنیا کے دلوں کے پیچھے بھاگنے والا غیر سالک کمیتہ ہی ہو سکتا ہے۔

بمقتضی کوئی بیان دون گشت و بس گشت دل در سخنی بای سلوک را در حقش گزشت

اسکی ہمت پست ہے وہ اس کمیتہ دنیا کے کمانے میں لگا ہے۔ راہ
خدا اور سلوک کی باتیں سننے کی اسکو فرصت نہیں اس وقت وہ بہرہو جاتا
ہے جو اپنی عقل ہمت اور توانائی دنیا کے معاملات پر صرف کرتے اسکا طرقت
اور حقیقت کا علم سیکھتا ہے فائدہ ہے۔
حضرت امیر کبیرؒ اپنی کتاب مِرَاۃ التَّابِعِیْنَ میں رقمطراز ہیں حضور پاکؐ
کا فرمان ہے کہ تین آدمیوں پر رحم کرو۔ (۱) اس عالم پر جو جاہلوں میں
پھنسا ہو۔ (۲) قوم کا وہ صاحب عزت جو ذلیل ہو اسکو۔ (۳) وہ دولت مند
جو نادار بن گیا ہو۔

لب اللباب میں بیان کیا گیا ہے کہ بات سننے کے لئے غلوں کے
کان چاہیں۔ یونے والے کی گرمی سننے والے کی عقیدت میں ہے۔
ایسے شخص سے دُور رہ جو تمہاری نصیحت سننے سے جھٹٹی چاہتا ہے۔
کافر عادات کی مثل ہیں ان پر جمود طاری ہے۔ اگر تم عورت یا دولت
کی بات کرو۔ تمہارے سامنے سیم و زر کے ڈھیر لگیں گے
پیغامِ خدا سننے کیلئے کوئی تیار نہیں۔ فانی دنیا سے یقانی طرف لے جاؤ
کوئی تیار نہیں ہوتا۔ تمہارے ملانے کے درپے ہونگے۔ الغرض قدر جہو
جو ہری ہی جانتا ہے۔

حکایت ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا۔ اے علیؑ میں چاہتا
 تھا کہ خدا تمہیں ایسے کان دے کہ جو سنو اسکو یاد رکھو۔ چنانچہ اسکے بعد حضرت
 علیؑ کچھ بھی نہ بھولے۔

نیست در مجلس حقایق گفتن اکثر خصلتش
 از حقایق پر اگر چون لخت از خورشید است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے پیر کاملؒ کی اکثر یہ عادت نہیں کہ مجلس
 میں رازدوں سے پردہ اٹھائیں۔ اگرچہ آپؐ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر میں
 جسمیں اسرار ربانی موتیوں کی طرح موجود ہیں۔ (پتھر ہے سے
 تکتہ خاص مگو مجلس عام است اینجا مترجم)
 نفحات الانس میں لکھا ہے کہ جو دنیا کے متوالوں کے سامنے معرفت
 بیان کرے عارف نہیں ہو سکتا۔ ایسی مجلس میں بحث و مباحثہ منع ہے
 حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ ہفتہ تصوف کی علمیت بحث
 و مباحثہ سے حاصل نہیں کی ہے بلکہ بھوکے رہتے سے۔ ترک دنیا سے
 اہل محبوب چیزوں کے چھوڑتے سے۔ کلام میں نفائی خواہش اور غرور کو
 بالکل دخل نہ ہو۔

کیا خوب کہا گیا ہے۔ حنات الایرار سیات المقربین نیک لوگوں
 کی نیکیاں اہل مقرب کے نزدیک گناہ کے برابر ہیں۔

بیک آنکھوں نغمانی خواہشات سے کلام نہیں فرماتے۔ اسلئے کلام میں چالپوسی۔ غرور یا لوگوں کو مست کرنے کا شائبہ تک نہ ہو۔ بزرگوں کی وصیت بحال تالازم ہے۔

شیخ ابو نجیب سہروردیؒ نے اپنے مرید کو یہ وصیت کی کہ صاف وقتوں کے بغیر مجھ سے ہمکلام نہ ہوتا۔

جس طرح تریان دل کی ترجمان ہے اسی طرح دل اللہ کے پاس اسکا ترجمان ہے۔ اسلئے واردات قلبی پر غور کرو اپنے حالات و مقامات کو پوشیدہ رکھو اور مکاری سے بچو۔

اندر اخذ ہر مرید و نیز در تلفیق ذکر
یا فحاز از روح پیران یا تو غیر شہد است

کسی شخص کو اپنی ارادت میں لینے (مرید بنانے) اور تلقین ذکر کرنے میں مرشد پاکؒ یا تو اپنے مشائخ کی ارواح پاک سے یا بلا واسطہ حقرت رسولؐ کو منہ سے اجازت حاصل کرتے تھے۔

استخارہ کرد از بہر عبادت گان !!!
زود تسلیم بہر من یقین و یقین پر شہد است

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ یاربہ آتے والوں کیلئے آپ استخارہ فرماتے تھے اور جلدی ہی آپ کو الہام ہوتا تھا کہ کس کو قبول کیا جائے جس کو رد کیا جائے۔ آپ کا طریقہ خواب نقشہ مشکک کے طرز کے موافق تھا۔

ایک صاحب نے واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ مرید بننے کی عرض سے اکثر حاضری دیتا رہا۔ فرمایا گیا کہ میں اپنے مرشد کرام سے اجازت طلب کروں گا کیونکہ ہم بھی کسی کے زیر فرمان ہیں۔ ایک صبح کو تنہائی میں بیٹھ دی کہ تمہیں منظور کیا گیا ہے۔

نفحات الالہ میں بھی ایک بھی ایک واقعہ درج ہے۔ کہ مولانا شیخ یعقوب چرخچی سے بھی اپنے مرشد نے فرمایا کہ میں تم کو مرید بنانے کیلئے پہلے آج رات اجازت حاصل کروں گا۔ شکر اللہ کہ صبح خوش خیری سے نوازا گیا کہ تم کو قبول کیا گیا ہے۔

اسی طرح حضرت خاکی اپنی روئداد بیان کرتے ہیں کہ مجھے بھی توبہ کی خواہش پیدا ہوئی اور مرید بننے کی۔ تو میں آستان عالیہ پر حاضر آیا۔ پیر ہیر نے ایک بابرکت عرق چینی ٹوپی مجھ کو عنایت کی۔ فرمایا آج رات یہ ٹوپی پہنکر استخارہ کرو اور یہ وظیفہ پڑھ کر سو جا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ میں صبح نماز کیلئے نکلا ہوں۔ مگر سورج مشرق سے چڑھا ہے اور اسکی کرنیں مجھ پر پڑ رہی ہیں۔ میں دیر سے اٹھنے پر پشیمان رہا۔ آخر جب یہ خواب پیر مرشد کو سنایا تو آپ نے خوش ہو کر فرمایا کہ صبح کا ہوتا اقبال کی نشانی ہے۔

سورج کا چڑھنا اور تپ ظاہر ہونا گویا حصول مطلب کی بشارت ہے

سورج توڑ ہے اسکی کئی تاویلیں کی جاسکتی ہیں۔ مثلاً نور ایمان، نور عقیدت۔
مرشد کا نور ولایت اور اللہ کا نور۔

پھر میں نے توبہ کی اور بیعت ہوا۔ ایک دن ذکر کی تلقین فرمائی
اور چند اور ادو و تلیفوں کی اجازت بخشی۔

مزید پیر حق نے فرمایا کہ میں نے بھی اپنے مرشدان اکمل سے
اجازت طلب کی تھی۔ چنانچہ خواب میں دیکھا کہ آنحضرتؐ ایک اور بزرگ
کے ساتھ ایک نخلستان سے نکل کر یہ شعر گنگنا رہے تھے۔

قلم گفتا کہ من شاہ جہاںم
یہ کاتب عاقبت دولت رسانم

آخری مصرعہ کو یار یار پڑھتے تھے۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ
کاتب تو تم ہو۔ تم کو اس فن میں کافی شہرت حاصل ہے۔ اور ہمارے لئے بھی
چند مرتبہ تم نے کتابت کی ہے۔ دولت کی بشارت بھی تمہارے لئے خوشخبری سے
کم نہیں کہ تمہارا نام بھی تو دولت ہے۔ یہاں مجھے اپنی ایک نعتیہ رباعی یاد آئی۔
جو تقریباً ۱۰ سال پہلے لکھی گئی ہے۔

قلم گفتا کہ من شاہ جہاںم
محمد مصطفیٰؐ را مدح خواہم

بحیر از مدحت سر دار عالم نیاید هیچ حرفے بر زبانم (مترجم)
حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ کتب کے مطالعہ سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ کاتب
شیخ اسکو کہتے ہیں جو مرشد کے مقامات اور کرامات لکھتا جائے۔ نفحات الانس
میں درج ہے کہ امیر حسن دہلوی حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے کاتب اور مرید تھے
امام یاقعی کے بقول امیر حسن نے اپنے پیر کامل کی ملفوظات کو کئی حیلوں

میں لکھا اور قواعد الفوائد نام رکھا۔

علامہ خاکیؒ کو جب یہ قصیدہ لکھنے کی توفیق مل گئی تو لفظ کاتب کی

برکت سے یہ پتے لئے بشارت جان لی۔

راحت القلوب میں ہے کہ ایسے کاتب کیلئے جو مرشد کی ہر بات

یگوش و ہوش یاد کر کے ضبط تحریر میں لائے بے اندازہ ثواب ہے۔

آثار الاولیاء میں مذکور ہے کہ جو مرید اپنے مرشد کی ہر بات

لکھ ڈالتا ہے تو ہر حرف کے بدلے میں ایک ہزار سال کی عبادت اسکے نامہ اعمال

لکھ دیتے ہیں۔ اور اسکی جگہ علیین میں ہوتی ہے۔

طالبانِ راحم ذکرِ انکسار و بدلِ یار
چون ز شوق و ترس اللہ نرم آن سب در شاد است

حضرت پیر برحقؒ اپنے طالبوں کو راہِ خدا کی طرف اسی وقت لے جاتے

جب آپ دیکھتے کہ طالب کا دل اللہ کے ڈر اور عشق سے نرم ہو گیا ہے اسی

نرم زمین میں بیج بوتے تھے جسمیں اسکے پھینے کی اُمید ہوتی۔

آپؐ فرماتے کہ بیج دراصل ذکرِ الہی ہے اور سالک کا دل اسکی

زمین! اگر موسمِ مد نظر رکھ کر بیج بویا جائے تو ضرور نشو و نما پائے گا۔ دل

کی نرمی بھی دوسری شرط ہے۔

آدمی میں اسوقت رقتِ قلب پیدا ہوتی ہے جب اسے آخرت پر ایمان ہو اور اللہ سے ڈرتا ہے۔ نیز اشتیاق و انس کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ دل پتھر ہو تو اس میں بیج بونے کا کوئی فائدہ نہیں۔

مرشد پاک دل کے حالات سے واقف ہوتا ہے وہ طالب کے استعداد و قابلیت کو دیکھتا ہے۔ یو الہوسی کو یہاں کوئی حیکہ نہیں۔

مرصاد العباد میں مذکور ہے۔ اللہ کافر مان ہے اے ایمان دار لوگو! برحق یو لو اور ذکر لا الہ الا اللہ کرو تاکہ رستگار ہو جاؤ۔

ذکر و قسم کی ہے۔ ایک تقلیدی دوسری تحقیقی جو کان سننے وہ ذکر تقلیدی ہے۔ وہ اتنی مؤثر نہیں ہوتی یہ کچے بیج کی طرح ہوتی ہے۔

ذکر تحقیقی وہ ہے۔ کہ صاحب ولایت خود تلقین کرے۔ دل کی زمین کو آبیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو مرشد کی ہمت سے حاصل ہوتی ہے اذکر کسم (میں تمہاری یاد کرونگا) سے بار آور درخت بن جاتا ہے

لا الہ الا اللہ ایمان کو اسی طرح دل میں اُگاتا ہے۔ جس طرح پانی سبزے کو اُگاتا ہے۔

ہر یکے راورد فرماید بقدر حوصلہ
بتون براستعداد و تقدیر قیاس و تیر شد است

علامہ خاکی فرماتے ہیں کہ پیر برحق ہر کسی کو اسکے حوصلہ ہمت اور ظرف کے مطابق وظیفوں کی اجازت دیتے تھے۔ چونکہ آپ ہر کسی کی فطری صلاحیت سے بھی آگاہ تھے۔

حضرت پیر رومی کیا خوب فرما گئے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء از چہ محفوظ است محفوظ از خطا
(اولیائے کرام لوح محفوظ پر نظر رکھتے ہیں۔ جسکے دیکھنے میں وہ کبھی غلطی نہیں کرتے۔ مترجم) اب فراست اولیائے کا اندازہ کیجئے۔ مرشد کامل حبکو جتنی قابلیت استعداد اور حوصلہ دیکھتے اتنی ہی تعلیم دیتے اور جسکے لئے جو مناسب ہوتا وہ اسکو عطا فرماتے۔ چنانچہ کسی سائل کو قرآن و سنت موکدہ پر استقامت کی تعلیم دیتے۔

کسی کو ممنوعہ چیزوں سے پرہیز کی پابندی کراتے تھے۔ بعض کو شرع کی پابندی کے ساتھ ساتھ نماز، ہجرت، نماز چاشت اور تلاوت کلام اللہ کا حکم دیتے تھے صاب کو نفل روزوں کے علاوہ اسماء الہی اور دعاؤں کی اجازت دیتے تھے۔ خاص لوگوں کو ذکر کی تلقین اور حلوت کے قواعد سکھا کر دن رات مختلف اشغال کے پابند بناتے۔ اسی طرح کھانے سے اور لباس میں کپڑوں کو کافی کرنے یا ترک کرنے کے بارے میں مزاج اور جبلت کے موافق الگ الگ حکم دیتے۔

یہ سارا کام نور فراست۔ علم لدنی اور استخارہ جیسے بشارتوں سے انجام دیتے تھے۔ لطف یہ ہے کہ یہ شرائط اور قیود شیخ شہاب الدین سروردیؒ کی کتاب عوارف المعارف کے مطابق ہوتیں۔ یہ ہے بقول حضرت حافظؒ

۱۔ کہ سالک بے غیر بتو و تر راہ و رسم منزلہا -
 آپ کا فرمان ہے۔ کہ مرشد کو چاہیے کہ وہ مرید کی حالت کو مد نظر رکھے۔
 اس کے استعداد پر غور کرے۔ ہر کسی کے دل کو جہانگنا ضروری ہے جس طرح
 ایک کاشتکار اپنی زمین سے، ایک کاریگر اپنی صنعت سے واقف ہوتا ہے
 اسی طرح مرشد بھی اپنے طالب کے ہر امر پر مد نظر رکھتا ہے۔
 حضور پاک بعض اصحاب کو خرچ کرتے، بعض کو کفایت شعاری
 کرتے، بعض کو اصحابِ حقہ کی طرح ترکِ کسب کرنے کا حکم دیتے۔ اسلام کا
 بانی ہونے کے ناطے دعوتِ عام تھی مگر دعوت کی تخصیص خاص لوگوں کیلئے
 تھی۔

لو الہوس صرچہ کر والحا ج و نمودش ادب
 بہون بے توفیقی تقدیریش انظر شد است

(ترجمہ) اگر لو الہوس اور لالچی آدمی تربیت کیلئے اصرار بھی کرتا تو اسکی
 بد نصیبی اور توفیق نہ ہونے کا بنا پر اسکی تربیت نہیں کرتے تھے۔
 اگر کسی کی قسمت میں یہ توفیق نہ ہوتی یا غیر مستقل مزاج کا مالک
 ہوتا۔ تو اس بد نصیب نامحرم سے دامن پکاتے تھے۔ تاکہ یہ پاک بیج
 ضائع نہ ہو۔ کیونکہ بحرِ زمین سے ستیل نہیں اُگتے۔
 ایک واقعہ یوں درج ہے کہ ایک بار حسن گنائی نام کا ایک

ایک لفظ کا غلطہ جو مرزا حیدر کا ملازم تھا اور امیر مذکور اسکی کی طرف توجہ نہیں کرتا تھا۔ کالے کپڑے پہن کر پیر کامل کے حاضر ہوا عرض کیا مجھے ذکر کی تلقین فرمائیے۔ بہت مدت سہا جت کی مگر آپ نے اسکی کمزوریاں اور بے لوث فیقی دیکھ کر ٹال دیا۔ کچھ عرصہ بعد اسکایہ خیال ٹھنڈا پڑ گیا۔ اور دنیاوی لذتوں میں پڑ کر ایک امیر کا نوکر بن کر مسلمانوں کو سخت تکلیفیں دینے لگا۔ واقف کار لوگ پیر کاملؒ کی بصیرت و بصالت کی تعریف کرتے لگے۔

ہر کہ بود از حدیہ حقہ صاحب وقتہ
دیدہ احوالش مرید از جان و فرمانبر شاد است

(ترجمہ) جو اہل کشف تھا۔ اُس نے اپنے عشق حقیقی کی برکت سے پیر برحقؒ کے کمالات و مراتب کو دیکھا اور جان و دل سے مطیع ہوا۔ ان میں مخدوم علی صوفیؒ ملا ابراہیمؒ امام خانقاہ اور ملا احمد چھاگلی وغیرہ شامل ہیں۔ آپ حضرات نے مکاشفہ اور استخارہ کی برکت سے پیر کاملؒ کی حقانیت کا مشاہدہ کیا۔ حیشہ فیض سے فیضاب ہوتے ہیں۔

بود بابا ہردی رشی صاحب پیران نجیب
بابہ صاحب آخرا از تبعیتش انحر شد است

(ترجمہ) اگرچہ بابا ہردی رشی اولیٰ ہونے کے ناطے غیبی مرشدوں سے فیضاب
ہوتے ہیں لیکن بالآخر اپنے مریدوں کے ساتھ چارے پیر کامل مرید بن گئے۔

سالکان را می کنند اجلاس خلوت ہا ہا
پس محل واقعات ہر کے انحر شد است

ہمارے پیر برحق "خلف مقامات پر سالکوں کو چلہ کشی کا حکم دیتے تھے
بعد ازاں ہر کسی کے واقعات و حالات سے واقف رہتے۔
کیونکہ سعادۂ میں لکھا ہے کہ ریاضت کرنا ضروری ہے۔ لیکن
شہرت سے بچنے کیلئے مریدوں کو جمع رکھنا اچھا نہیں۔ جو کہ خلوت نشینی کیلئے
مضر ہے بعض مراقبہ کے ذریعہ ہدایات حاصل کرتے رہے۔
آنحضرتؐ نے ابوہریرہؓ سے فرمایا ایک چھوڑ کر یکا دن ہمارے
یہاں آیا کرو اس سے محبت بڑھیں گی۔ گو اسنے عرض کی کہ مجھ سے صبر نہیں ہو سکتا۔
اگر ابوہریرہؓ حضورؐ کی فرمانبرداری کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ یہ ہے
کہ وہ جدائی جو محبوب کو زیادہ پسند ہے وہ دھال سے ہڑ گتا اچھی

ہے۔ الغرض مریدوں کو کبھی کبھار ہی پیر کامل کے پاس آنا چاہیے اگر کوئی
مشکل درپیش ہو۔

اس سلسلہ میں حضرت پیران پیر کا یہ واقعہ قابلِ تقلید ہے
ایک دفعہ پیر کامل کے پاس کوئی خلیفہ حاضر ہوا تو آپ حجرہ سے نکل کر
کھڑے کھڑے ان سے ملے اور جب غیر خلیفہ ملنے آیا تو اسکو علیک سلیک
کے بعد بٹھایا۔ جب آپ سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ ہمارا فقیر ہماری
نظروں کے سامنے ہے۔ ہم اسکے دل پر نظر رکھتے ہیں اسکے ساتھ دل
لگاؤ ہے۔ لیکن جو شخص فقیروں کی جتنس سے نہیں وہ ظاہری عادات
کا واقف ہے اس سے اگر التفات نہ کریں تو اسکے دل میں نفرت یا وحشت
پیدا ہوگی۔ سبحان اللہ!

مرصاد العباد میں مذکور ہے کہ سالک اپنی کمزوریوں سے واقف
ہو جاتا ہے۔ اگر وہ لالچ، حسد، طمع، بخل، کینہ، غم و رشہوت وغیرہ برائیوں
کا مرتکب ہوا تو اس کے اثرات کو وہ نقوش کی شکل میں دیکھتا ہے۔
لالچ کی صفت کو چوہے اور چیونٹی کی شکل میں۔ غرور کی صفت
اسکو چیتے کی شکل میں۔ طمع، رشہوت سور کی شکل میں، بخیلی سات
کی شکل میں۔ نفسانی خواہشات گدھے وغیرہ حیوانات کی صورت
میں دیکھیگا۔ اگر وہ انکو مارتا ہے تو اب میں تو سمجھو وہ ان پر غالب
آئیگا۔ علی صلی القیاس۔

اگر سالک چشم، سبزہ زار، یاغ و ریاغ، آسمان صاف
شکل میں دیکھے تو یہ دل کی صورت پر داں ہے۔ آسمان طے کرنا۔

ہو میں اڑنا وغیرہ روحانی مقامات کی طرف اشارہ کرتا ہے اگر فرشتے
رجال القیام، ستارے، عرش و کرسی کا مشاہدہ کرے تو سلوک میں یہ
ملکی صفات ہیں وغیرہ یہ واقعات دیکھ کر سالک بہت خوشی طمانیت
محسوس کرتا ہے۔

ہاں سالک کو جب تک حقیقی نیستی حاصل نہ ہو وہ اصل
مطلب تک نہیں پہنچ سکتا۔

اندرن خلوت زمیں ہمت و ارشاد اور
ہر لکان لوار دات و واقعات الیہ شریعت

(ترجمہ) خلوت میں سالکوں کو پیر کامل کی امداد اور ارشاد کی برکت
سے واردات و واقعات حل ہو جایا کرتے تھے۔

رسالہ بشیر یہ میں درج ہے کہ وارد قلبی پستدیدہ خطرات میں سے
دل پر وارد ہوتا ہے۔ کچھ واردات کا تعلق عمل سے نہیں ہوتا۔ دراصل
وارد قلبی دو قسم کا ہے ایک جو اللہ کی طرف سے آئے اور دوسرا علم
کی جانب سے ہو۔ کبھی خوشی کی واردات، کبھی غم کی واردات، کبھی خوف یا رزق
کی بستگی کی واردات وغیرہ وغیرہ۔

اب واقعات غیبی بصورت خواب کے یا اے میں مرصاد العباد کی
عبارت کا مفہوم ملاحظہ فرمائیں۔

آنحضرت کا فرمان ہے کہ نیک خواب نبوت کے چھالیس جنزروں میں سے ایک ہے۔ جیسے حضرت یوسفؑ نے اپنا خواب حضرت یعقوبؑ سے بیان کیا کہ میں نے سورج، چاند اور گیارہ ستاروں کو سجدہ کرتے دیکھا۔

یہ جانتا ضروری ہے کہ جب سالک محاببات و ریاضات سے اپنے نفس اور دل کو صاف کرنے لگ جاتا ہے۔ تو اسکو عالم شہود اور عالم ملکوت (عالم غیب) پر عبور حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ صورت حالات کے موافق کبھی نیک خواب کی صورت میں یا کبھی مکاشفہ کی شکل میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ کبھی سالک پر بے خودی کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ اور روح بشری تقاضوں کو پا کر کرتی ہے یہ واقعہ پورا تر یا ناقص ہوتا ہے۔ کبھی روح نور الہی سے مدد حاصل کرتی ہے یعنی المؤمن ینظر بتورا اللہ۔

خواب میں تو اس ظاہری بالکل بیکار ہوتے ہیں۔ اکثر پریشان خواب دیکھے جاتے ہیں جو کسی سے نہیں کہتے چاہیں نہ انکی کوئی تعبیر ہے۔ ہاں نیک خواب دیکھنا اور بات ہے۔ انکو رویائے صالحہ کہتے ہیں۔ جسکے بارے میں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایسا خواب نبوت کا چھالیسواں حصہ ہے سائے انبیاء کی وحی خواب میں آتی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں وحی آئی کہ بیٹے کو قربان کرو۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں۔

نیک خواب کی تین قسمیں ہیں ۱۔ جو صاف ہو عیان صورت میں جسکی تعبیر کی ضرورت نہ پڑے، ۲۔ وہ خواب جس میں تاویل کی ضرورت پڑتی ہے جیسے حضرت یوسفؑ کے خواب کی، ۳۔ وہ خواب جو تعبیر کا محتاج ہے

یعنی عزیزوں کا ثواب یا وہ ثواب جو قید خانے میں حضرت یوسفؑ کے ساتھیوں نے دیکھے۔ کافر کے ثواب میں نبوت کا حشر نہیں۔ اسکا ثواب بغیر تائید الہی ہوتا ہے۔

ضعیف ثوابوں کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ روئے صادق جو مومن اولیٰ یا نبی دیکھے اور صمیم طور بیان کرے اس میں نور الہی کی تائید ہے۔

۲۔ روئے صادق وہ ثواب جسکی صمیم تعبیر کی جائے اس میں روح کی تائید ہوتی ہے۔ ایسے ثواب کافر مومن یکساں دیکھتے ہیں۔

مکاشفہ واردہ یا واقعہ بھی ایک ثواب ہے جو عیسائی، راہب فلسفی

یا برہمن ریاضت کی کثرت نفس کی پاکیزگی۔ دل کی صفائی اور روح

کی تربیت کی بنا پر دیکھتے ہیں۔ یہاں تک انکو غیب کے کچھ اور بھی معلوم

ہوتا ہے۔ یہ واقعہ تیند اور پوری جاگ کے درمیان ظاہر ہو جاتا ہے

روحانیت کے علیہ اور نفس گشی کی وجہ سے دنیا کے کچھ کاموں سے واقف

ہو جاتے ہیں۔ روح پر کچھ الوار کھل جاتے ہیں۔ لیکن ایسے واقعات

سے انکو اللہ کی بارگاہ میں قرب اور قبولیت حاصل نہیں ہوتی۔ نہ انکی

تجات کا سبب بن سکتے ہیں۔ یہ شہرت کھاتے ہیں۔ یہ استدرج ہے

یعنی نافر کا خرق عادت وہ عتر در کیوجہ سے نچلے درجہ میں گر جاتے ہیں۔

موجد اور مشرک کے واقعہ میں یہ فرق ہے کہ مشرک شرک کے

پیردوں میں پھنسا رہتا ہے۔ خدا کے احدیت کی صفات سے ناواقف

رہتا ہے۔

روقتہ الاحباب میں ایک واقعہ درج ہوا ہے جو دلچسپی سے مطالعہ کریں۔
آپ بھی ملاحظہ کیجئے۔

جناب رسالتؐ کی ازواج مطہرات میں سے ایک ام المومنینؓ پہلے
ایک کافر کے عقد میں تھی۔ ایک رات بے غسل تھی۔ خواب میں دیکھا سورج نے آسمان
سے اتر کر اس صاحبہ کو گلے لگایا۔ وہ بہت خوش ہوئیں۔ شوہر کو بگایا اور خواب
سے آگاہ کیا۔ اس نے تعبیر خواب کی کتاب نکال کر دیکھا تو غصے ہو کر اپنی بیوی
کے تھپڑ مار کر کہنے لگا کہ تم حضرت پیغمبرؐ آخر الزماں کے لنگار آؤ گی
خیر وہ کافر مر گیا۔ حضورؐ پاگ نے اس کے ساتھ نکاح کیا۔ آپ نے اس کے چہرے
کو غور سے دیکھ کر فرمایا کہ چہرہ کیوں تیرا اور سبز ہے۔ انہوں نے
سارا واقعہ سنایا۔

حضرت قدیحۃ الکبریٰؓ کے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا کہ انکی گود میں
سورج آیا۔

اس سے معلوم ہوا ہے کہ کافر اور مومن کے خواب میں کوئی فرق نہیں۔
مصر کا بادشاہ اور اسکے امراء سب کافر تھے خواب دیکھ کر مسلمان ہو گئے مسیح
ہے۔ رہ من و تورفتہ فدا ماندہ (جیہ انسان کی انانیت ۱۴۵۵) ختم
ہوئی۔ یو یاقی ہے اللہ منصور نے اسی لئے اظہارِ حلق کیا۔

زود از تلقین او مخطوط شیرینی ذکر
قدمت خواجہ حسن قاری بلدیہ سرخداست

علامہ خاکی فرماتے ہیں کہ خواجہ حسن قاری ساکن اتریکر خانیاں سرسینگر کو جب پیر برحقؒ نے ذکر کی تلقین کی۔ تو اسکی شرتی سے آپکا منہ میٹھا ہو گیا۔ خواجہ مہوق قاری قرآن تھے آپ نے اس میں سند حاصل کی تھی۔ ایک بڑی جماعت آپ کے شاگردوں میں شامل تھی۔

آپ نے حضرت شیخ حنیڈیؒ کے فرمان پر عمل کیا۔ جو یوں ہے۔

”اقطع القارئین وصل الصوفیہین“

قاریوں سے قطع تعلق کر کے صوفیوں کے ساتھ ملو۔ وہ اللہ کے ساتھ مشغول ہیں۔ جلدی غلو ص کے ساتھ پیر کاملؒ کے مرید ہو گئے آپ نے ذکر چار ضرب سے صبر و سکون قلب حاصل کیا۔ فرماتے کہ مجھے منہ میں میٹھا س کی لذت آجاتی تھی۔

پیر کاملؒ سنکر بہت خوش ہوئے۔ ذکر کی عبادت و طائف تلاوت سے زیادہ لذت پزیر کر اس پر کار بند رہے۔

ذوقے است دریں یادہ کہ مستان دانند
حضرت خاکیؒ کا کلام ملاحظہ کیجئے۔

اے بلبل جان مست زیاد تو مل وے پائیہ غم پست زیاد تو مل
لذات جہاں را ہمہ دریائے فکد ذوقے کہ دہد دست زیاد تو مل
دے میرے محبوب! میری جان کا بلبل تمہاری یاد میں مست ہے
تمہاری یاد سے غم میرے کافور ہو جاتے ہیں۔ جو لذت تمہاری یاد سے مجھے
حاصل ہے۔ وہ تمام دنیاوی لذتوں کو پامال کرتی ہے۔

(نوٹ) میں فقر العزیز مدتب ذلیل محمد غلیل عفا اللہ عنہ اپنی زندگی کے

آخری لمحات گین رہا ہوں تقریباً ۵۵ سال سے نعت گوئی میرا محبوب مشغلہ رہا ہے
متذکرہ بالاربابی کے مصداق سے جاننے میں اُسی محبوب کے سہارے زندہ ہوں
اور حضور سید الکونین کی یاد ہی میرا عزت و سرمایہ ہے۔ غم و آلام میں جیب اپنے آپ
کو گھرا ہوا پاتا ہوں۔ یہی محبوب مشغلہ جو تمام ایسی معائب و مشکلات میں میرا
حامی و ناصر بنتا ہے۔ اور اسی کے سہارے جیتا ہوں دوران ترجمہ یہاں یہ چند کلمات
اس لئے لکھے کہ زندہ ناچیز حضرت جانی کے اس کلام بلاغت نظام کے عین مصداق
اپنے آپ کو پاتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس عاشق رسول صلعم نے میرے
قلبی جذبات کی صحیح ترجمانی فرمائی ہے سے

خدا رحمت کند این عاشقانِ پاک طینت
یہ چند سطور بطور سند تحریر کئے! والسلام

سے بدعا یاد کن جو بر نوانی۔

یقین کیجئے کہ سے من یزور نعت گوئی زندہ ام الحمد للہ اما بعد
یہ ایسا مقام ہے جسکی تمنا ذکر اور مرید دونوں کو ہے۔ خیاب پیر کامل
فرماتے تھے کہ اللہ کی مہربانی سے اس مقام پر میں نے کلام اللہ اور وظیفہ
چھوڑ دئے۔ مرشد کی امداد اور ثابت قدمی سے میں آگے چلتا رہا۔
شمال الاتقیاس درج ہے کہ ذکر کو اس منزل میں منہ میں لذت
پیدا ہوتی ہے جو مرتے دم تک رہتی ہے۔ یہ اسکی غذا بن جاتی ہے۔ آگے چلکر
ایک دلی اللہ کے دیدار میں فنا ہو جاتا ہے۔

غنیہ دل سرکہ پیلوی دلش این خواجہ و ش
ماند وز ودان از دیش بشکفت و از بر شدت

(ترجمہ) جو کوئی اس خواجہ صفت بزرگ کی صحبت میں بیٹھ گیا۔ اس کے دل کی کلی کھلی گئی اور تروتازہ شگوفوں سے لد گئی۔

یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جیہ حضرت حسن قاریؒ کو ذکر سے لذت ملی اور پیر کاملؒ نے دیکھ لیا اسکے دل پر نظر ڈالکر اسکے عمل کا درخت شگوفوں میں ہے۔ لوفرمایا کہ یہ بچے شگوفے ہیں۔ انکا کھلنا اور روشن ہونا یا تپ ہے تو غامی نے یہ حال سکر اسکو مندرجہ بالا شعر کے سانچے میں ڈھالا۔ دل کی کیفیت اور اسکا حال مستظوم کیا گیا ہے جسکا خلاصہ درج ذیل ہے۔ دل پردہ ہے اس غفلت کے پردے سے نکل جاؤ۔ دل طوطے کا پتھر ہے طوطے اور پتھرے میں فرق نہ کرنے والا انسان نہیں۔ دل خمیہ ہے اور بادشاہ اندر ہے دل کی گل کھلتے پیر کائنات کو اسکے اندر دیکھو گے۔ جو اسمیں ایسے گم ہے جیسے پانی کا قطرہ سمندر میں لا آسمان دل کے باغ کی کلی ہے۔ کمرۂ نار اسکا ایک گلاب ہے زمین اسکے راستے کی گرد ہے سات سمندر ایک سیپی ہیں تو آسمان اسکے دروازے کی دہلیز ہیں۔ ہر جاندار کی زندگی اور قدر و قیمت اسی سے ہے۔ زندہ دل کو غفل کے ماتحت مت رکھو۔ زندہ دل کی تلاش کرو۔ دل اپنی ہستی بٹا کر زندہ ہوتا ہے۔ مسلم و فتن کے پیداوار کو جلا ڈالو۔ نیستی کا مقام حاصل کر کے اطمینان ملیگا۔ مسلم سے یہ نہیں مل سکتا۔

عین العتقات محمدانی معلوم ظاہری میں ماسر اور کامل تھے۔ بال کی
کھال اتارنا انکا مشغلہ تھا۔ معلوم کا سمندر معلوم ہوتا تھا۔ مگر اسکے باوجود
لشہ کام تھا۔ آخر حضرت امام احمد غزالیؒ کی بیعت حاصل کر کے راز دار
بن گیا۔ انکی صحبت میں صرف بیس دن رہنے کے بعد اہل بصیرت میں شامل
ہو گئے۔ پھر سے اسکی روح کا پرندہ آزاد ہوا اور اسکے دل کی آنکھیں کھل
گئیں۔ ہر چیز میں خدا کا مشاہدہ کیا۔ خدا سے کائنات پوری دیکھی ایک
واجب الوجود کو ممکن الوجود یعنی مخلوق کا نقاب ڈالے دیکھا ہر طرف
اللہ کا نور۔ خود کو اسی نور میں فنا کر دیا۔ گویا قطرہ سمندر میں
شامل ہو گیا۔

بچپن میں بعض مریدان را کہ گشت این ذکر محل
کام ذکر از کام پیدا استنج شکر خداست

بعض مریدوں کو اس ذکر چار ضرب کی برکت مشکل آسان ہو گئی
کبھی ذکر میں مشغول رہ کر انکا دہن میٹھا اور پُر ز شکر معلوم پڑتا تھا۔

شکر کا این بیچارہ ناظم ہم بخلوت از زبانش
از حصول بوی ذکر و انس مستہبش خداست

حضرت خاکیؒ اپنی قسمت پر نازان ہیں اور بار دیگر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جیسا اپنے مُرشد کاملؒ کی زبان مبارک سے یہ بشارت سنی کہ اے خاکیؒ تم کو ذکر کی حقیقت اور اصلی لذت حاصل ہوگئی ہے۔

میرے مُرشد پاکؒ نے اپنے خُلقِ اعلیٰ سے اسیات کی اجازت دی تھی کہ وہ اپنے حالات و واردات خاکیؒ کو سناتے رہیں۔ حالانکہ سالک کا خاصہ ہے کہ وہ اپنے راز مخفی رکھے۔

اس طرح میں نے خاص مریدوں سے بشمول خواجہ حسن قادریؒ یہ سنا تھا کہ ذکر کرنے سے حلق شیریں ہو جاتا ہے۔ اور دیگر فیوض کے بارے میں بھی مطلع ہو چکا تھا۔ اوپر والے شعر میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ اس سلسلہ میں کیروی سلسلہ کے مولانا لوز الدین جعفرؒ ہر خلیفہ حضرت امیر کبیرؒ علی محمدؒ الی قدر میں سرہ کے ایک واقعہ کا ذکر کرتا مناسب ہوگا قلامۃ المتابعین میں مولانا جعفرؒ رقمطراز ہیں کہ میں جناب امیرؒ کا فیض یافتہ ہوں۔ آپ نے بعض مریدوں کی تین ماہ تربیت فرمائی ہے میں نے انکی سکونت گاہ اور جسم کے تمام جوڑوں سے ذکر کی آوارسی ہے۔ اور عطر کی خوشبو سونگھی ہے اور اپنے منہ، دانتوں اور مسوڑوں سے سلوک کا شہد چکھا ہے یہ سب حضرت امیرؒ کے انوار کا اثر ہے اسلئے جناب جعفرؒ فر فرموس کرتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ کہ تین ماہ کی قہوت نشینی سے یہ فیض حاصل ہوا۔

خود خاکی صاحبؒ یہ واقعہ سنانے کے بعد فرماتے ہیں کہ وہ شخص جسکو

یہ فیضان تھوڑا تھوڑا شغل رکھتے سے تھوڑی مدت میں پیر کامل کی عنایت سے تھوڑا عرصہ میں غلوت میں بیٹھنے سے حاصل ہو گئی اسکو کتنا شکر گزار ہوتا چاہیے۔

مولوی فیروز فیروزی تلقینِ ادا نورِ انوارِ ساجی نورِ ذکرِ فریقِ فرشتہ

مولوی فیروز کو پیر کامل کی خاص تربیت و توجہ سے ذکر کا اثر معلوم ہوا اور سعادت مند بن گیا۔

مولوی فیروز ایک نوجوان طالب علم شرع شیعہ پڑھنے میں مصروف تھا اس کو پیر کامل کی مجلس میں آنا جانا ہوا۔ کرامات دیکھ کر اسکا عقیدہ پختہ ہوتا گیا اور مرید خاص بننے کی درخواست کی۔ فریقین نے استخارہ کیا اور وہ بعد تو یہ بیعت سے مشرف ہوا۔ پیر کامل نے اسکو طریقت کے آداب سکھائے اسنے دیگر ہم جماعتوں سے الگ گوشہ نشینی اختیار کی۔ کچھ مدت کے بعد حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ افکار و اذکار کا ثمر ملنے لگا۔ میں تنہائی میں وہ نور دیکھتا ہوں جس سے کمرہ روشن ہو جاتا ہے پیر کامل کے ارشاد کے مطابق مولوی موصوف نے حج کیا۔

خلاصۃ المناقب میں درج ہے جو ذکر کے شرائط مد نظر رکھ کر ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ تو ایسا میں بکلی کی چمک ظاہر ہو جاتی ہے جو جلدی

غائب ہوتی ہے اسکو لو آگ کہتے ہیں۔ پھر ٹھہرنے والا نور پیدا ہوتا ہے۔ اسکو
وائع کہتے ہیں اس کے بعد بالکل ٹھہرنے والا نور پیدا ہوتا ہے۔ جو کہ روشنی
اور قیام کے لحاظ سے زیادہ ہوتا ہے اسکو طوائع کہتے ہیں۔

اثر ذکر ہے نور فزاید ہے۔ در راہ حقیقت اور دگر راہ
ہر صبح و نماز شام در وجود ساز۔ خوش گفتن لا الہ الا اللہ (ذکر سے پائند
کا نور بڑھ جاتا ہے۔ ذکر گمراہ کو حقیقت کی طرف لاتی ہے۔ ہر صبح و شام
نماز کے بعد ذکر لا الہ الا اللہ کو اپنا وظیفہ بنادے۔

کرد در بہرام رینہ محبتش نیشیر زود !!!
نفس خرس شوم را قتال چون خنجر شد است

علامہ غفاریؒ بہرام رینہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس تاجر کو پیر کاملؒ
کی محبت سے جلدی وہ درجہ منزل حاصل ہوا کہ انہوں نے اپنے نفس شوم
کو ریز کر لیا ایک قاتل کی طرح

خواجہ بہرام رینہ تاجروں کے ساتھ ساتھ ظاہر علوم کی کما حقہ واقفیت
رکھتا تھا۔ لیکن رشتہ داروں میں خورد و نوش کے بارے میں مشہور تھا۔
کچھ مدت ہی میں پیر کاملؒ کی کمین محبت سے اتنا اثر ہوا کہ صائم الدھر بن گئے
تجارت اور جائداد سے دست بردار ہو کر تربیت پاکر گوشہ نشین ہوئے۔ ہمیشہ
روزہ دار ہوتے ہوئے ذکر کی ورزش کرتے رہے۔ بعض کرامات کے بھی

مالک ہے۔

یک نظر برخواجہ عثمان کول از لطفش قمار
حاصل اوز و کشف حال ہر متغیر شد است

خواجہ عثمان کول پر نظر کرم ہوا۔ ایسا آپ صاحبِ قبر کا حال معلوم کر لیتے تھے
یہ پیر کامل کی فیض کا اثر تھا۔

اک مصدّر زاده خطاط مولانا حسین
یک نظر دید ز لطفش مسل و چون شد است

وہ امیر زادہ حضرت مولانا حسین خطاط خوشنویس۔ جب اُس پر پیر کامل
کی نظر کیمیا اثر پڑی تو اس کا مس تمام سونامیٰ گیا۔ بالکل حالت بدل گئی
(کاش اس حقیر پر تقصیر سرا پا خطا کاہ پر بھی ایسی ہی نظر کرم ہو بشمول قارئین
کرام! آمین۔ مترجم)

نیز از وی منفخر السات سید شمس میر
پر تو نور ولایت شمس و اراظمہ شد است

اسی طرح سادات میں نمایاں ہستی سید میر شمس الدینؒ ہمارے پیر کاملؒ کے نور ولایت سے فیضاب ہوئے اور سورج کی طرح درخشندہ ہو گئے۔

شیخ سلطان پوران سید محمد اہل کشف
رفعت و قدرش چو پیر یوسف شاد است

سلطان پور کے شیخ سید محمد اہل کشف میں سے تھے۔ آپ نے جب پیر برحقؒ کی روحانی عظمت اور بلند مرتبہ کو دیکھا تو آپ کی تعریف میں سرگرم رہا

کردہ چون زات پانچ اذناثیر ارشادش ظہور
پس ولایت بودن مستعد کیش اشہر شد است

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر کاملؒ کی تربیت کی تاثیر مریدوں میں اس قدر نمایاں ہو گئی کہ وہ بھی ملجان ارشاد بن گئے۔ یہ صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ آپ کی ولایت سے فیضان جاری رہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی نصیب کرے آمین

کار شد عکس و ادب بر قیاست زان با و خطا بیند
بیرہ بین از سرید کور و دل سر جبر شد است

(ترجمہ) وقت الیا آن پڑا ہے کہ لوگ بے ادب ہو گئے ہیں کہ انکے دلوں میں
مشائخ کرام کیلئے عزت و احترام نہیں رہا۔ ان دل کے اندھوں اور
بے بصیرت مریدوں کے لئے پیران طریقت کو زیر و توہیم کا سامنا کرنا پڑتا ہے

بہر دل پیر محقق چون طبیب حاذق است
کش بہر غلت مجرب داروی دیگر شد است

ہر دل کی بیماری کا علاج پیر برحق کے پاس ہے ایسے کامل معالج
کے پاس ہر درد کی دوا موجود ہے۔
یہاں خواجہ عثمان کول کی مثال کا اعادہ کرنا مناسب ہوگا اسکو
خواب میں پیر کامل نے تنبیہ کی کہ وہ کیوں توبہ نہیں کرتا۔ چنانچہ حاضر ہو کر
بیعت ہوا۔ پیر برحق کی عنایت سے کشف قبور کی صفت سے متصف تھا جم
بھی ادا کیا۔

یہاں مشنوی شریف سے اقتباس پیش کرنا موزوں ہوگا پیر رومی فرماتے
ہیں۔

آن حکیمان الہی درجہاں چوں نہ اتند از تو احوال نہاں
جب ظاہری ڈاکٹر کچھ کتابیں پڑھنے اور عملی تجربہ حاصل کرنے کے بعد تمہارا
جسمانی علاج کر سکتا ہے تو خدائی حکیم یعنی ولی کامل کیوں نہ تمہاری جسمانی
اور روحانی کلیاں دور کر سکتا ہے وہ تمہارے سارے ظاہری اور پوشیدہ

یا غیرہ اسکی طرف رجوع کر۔ کیونکہ یہ لوح محفوظ بہت پیش
اولیاء۔ ازجہ محفوظ است محفوظ از خطا لوح اسکی نظروں میں ہے
تہا ہے یاے میں اول سے آخر تک اول سے واقع ہے اور اگر چاہے تو تمہاری
تقدیر بدلوا سکتا ہے وغیرہ (مترجم)

کسی دلی کی ولایت متعدی ہوتی ہے یعنی جاری و ساری کوئی یا تجھ
ہو کر فیض نہیں پہنچا سکتا۔ یعنی وہ ہیکہ دلی نہیں بنا سکتا۔ انکا درجہ ولایت غیر
متعدی ہوتا ہے۔

شکر کا مقام ہے کہ چاہے ہم سر حق کا درجہ ولایت متعدی ہے
چنانچہ آپ کے نظر کرم سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں کامل دلی بن گئے۔ کسی خلیفہ یا
مرید کی کرامت دراصل اسکے مرشد کے کامل ہونے پر دلالت کرتی ہے
مقامات خواجہ بہاؤ الدین میں درج ہے کہ آنحضور کے زملے میں اگر
کوئی دلی کرامت کرتے تو یہ حضور کی ہی عنایت کا نتیجہ ہوتا۔ اسی طرح ولے کامل
جو بھی کرامت کرتا ہے وہ تو حضور پاک کا صدقہ ہے۔ اسلئے جو کرامات مرشد
سے انکار کرتا ہے۔ وہ حضور سے انکاری ہے (معاذ اللہ) ایسا انکار کرنا
باعث گمراہی ہے۔

اگر کوئی کہے خدا کی راہ پر چلنے کے لئے مرشد محقق کی ضرورت نہیں وہ
غلطی پر ہے۔ جسمانی نشوونما اور حفاظت کی خاطر جی طرح ایک ڈاکٹر کی ضرورت
ہے اسی طرح روح کی بالیدگی کے لئے روحانی حکیم سے مشورہ کرنا اور اسکی
ہدایات پر چلنا لازم اور لایہدی ہے۔

اسکو خطرہ ہے کہ علم اور عقل پر بھروسہ کر کے وہ نفس کی فریب بازی اور غرور میں تہ پھنس جائے اور شیطان اسکو دھوکہ دے۔

بعض کہتے ہیں کہ قرآن اور علم شریعت کافی ہے مگر ایسا نہیں ہے اگر آپ نے حقیقت اور معرفت کی پہچان کرنی ہے تو رہبر ضرور چاہیئے۔ اس میں شک نہیں حضور پاکؐ رہبرین کر تشریف لائے اللہ کے وحی والہام نے انہیں مدد دی۔ جی طرح ایک حکیم کو تھیوری (Theory) ایڑھنے کے بعد عملی میدان میں ادویات بتانے انکی تاثیر وغیرہ جانچنے کا عملی طور پر سبق حاصل نہ ہوا وہ حکیم یا ڈاکٹر نہ بنا۔ کیا کوئی شخص صرف ڈاکٹری کتابیں پڑھ کر ہی ڈاکٹری کر سکتا ہے۔ نہیں اسکو چند months + years بھی کرنا لازمی ہے ہم اکثر تسخیرات دیکھ کر خود (Experiments) نہیں اور علاج کرنا شروع کریں تو نیم حکم خطرہ جان پر عمل پیرا ہونگے۔

وَنَنْزِلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ! ہم قرآن سے شفاء اور مومنوں کے لئے رحمت نازل کرتے ہیں۔ سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم ایک دوا خانہ ہے ولا مطلب ولا یابوا لانی کتبہ المبیین کہ کوئی خشک تر نہیں جو اس کتاب میں نہیں ہے۔ بتانا ہے کہ اس میں جو چیز چاہو مل سکتی ہے حضور پاکؐ ایک مکمل ماہر دینی و روحانی طبیب ہیں۔ حضرت علیؑ سے فرمایا۔ مرشد کی تلاش کرو جو اپنے سے بلند پایہ ہو۔ مترجم۔ ہمیں فرمایا میرے اصحاب ستاروں کے مانند ہیں۔ جس کسی کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

فرمان ہے کہ بیماری کا علاج کرو۔ جس نے بیماری نازل کی اُسے

اسکی دوا بھی بھیج دیا ہے۔ اور اسکے معالج بھی۔

طعن راہ آمد مقتلہ رحم رسید پاری از وایا
در ستریمیت افتد آن لشکر که طغش سر شد است

(ترجمہ) جو پیر محقق نہ ہو بلکہ پیر مقلد وہ راہ سلوک میں ایک بچے کی مانند ہے۔ کیونکہ جس قوج کا سر لشکر پہنچا ہوا اسکی شکست یقینی ہے جو دیا نکس کہ گم است کرار ہیری کتد اور بقول علامہ اقبال سے اس معرکے کا انجام معلوم جس معرکے کا مثلاً ہو غازی۔۔۔ (مترجم)

جو بچے کی طرح خود ناواقف ہو وہ بھلا اپنے سے بڑے یا بالغ کی کیا ہمیری کر سکتا ہے۔ علامہ خاکی پیر محقق کو ہی صحیح رہبر و مرشد گردانتے ہیں بقول پیر ردیؒ ایک مقلد طفل (بچہ) تو ان غول بیابان بنکر اوروں کو بھی بھٹکاتا رہیگا۔ بھلا وہ اوروں کو کیا چاند دکھائیگا۔ جیسے خواب میں بھی اسکا پیر تو نہ پایا ہوگا۔

راہ نمائند اہل حق برہ جونی بصیرتی
کردن اسلام سریدان پیش شان منکر شد

طالبان صادق الاعتقاد کو مرشد کامل تربیت کر کے سیدھا راستہ دکھاتے ہیں۔ لیکن مریدوں کو جمع کر کے انکو بہہ سیری جتانانا اور اسیات کا اعلان کرنا اور نمود و نمائش انکے سامنے بڑی بات ہے۔

طالب کو پرکھنا اور قلوب و عقیدت کا جانچ کرنا اور اسکے استعداد کے مطابق اسکو تعلیم و تلقین کرنا جائز ہے۔ یا فی ایسے شخص کو نہ اپنائے جس میں خلوص و عقیدت کی کمی ہو یا بذریعہ استعارہ قابل نہ سمجھا جائے اس سلسلے میں یہ واقعہ پیش کرنا سوزوں ہو گا۔ چنانچہ مشہور ہے جب حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی خدمت میں دو اصحاب ارادت کی غرض سے حاضر ہوئے۔ ایک حضرت بہاؤ الدین ذکریاؒ ملتان سے دوسرے شیخ فرید الدین گنج شکرؒ مگر آپ نے اول الذکر کو مریدی میں قبول فرمایا اور خلافت عطا کی اور حضرت گنج شکرؒ سے فرمایا کہ دہلی میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خدمت میں جاؤ اور بشارت دی کہ آپ کے نصیب میں انکی خلافت ہے حضرت مخدوم بہاؤ الدین ذکریاؒ ملتان سے حوالے سے (راقم الحروف

مترجم) عرض پروا ہے کہ ہمارے قبیلہ و کعبہ حضرت سلطان العارفين روضہ کا قلع قمع کرنے کے بعد فحوس فرمایا کہ کشمیری مسلمان جو کھو گئے (convert) ہونگی وجہ سے قرآن شریف کی صحیح قرأت سے نااہل ہیں۔ انکی اصلاح کیلئے کسی صاحب کمال قادری کو ملتان شریف یا مدینہ پاک سے یہاں لایا جائے۔ آپ نے علامہ غلگیؒ کو اس کام پر مامور فرمایا۔ جنہوں نے حضرت مخدوم مہوق کے خاندان کے ایک فرد و یکتا جناب حاجی الحرمین مخدوم احمد قادری قریشیؒ کو یہاں لایا۔ یہی یہاں کے ہمارے جد اعلیٰ ہیں۔ آپ کا مرقہ مبارک زینہ کدل کے قریب متصل پتھر مسجد بربلہ دیا ہے جہلم موجود ہے۔

اہنہ کی ایک شاخ نعل بازار آئی ہے جن کے جدا مجید محمد دوم فرید الدین قریشی
 ہیں جو انکی اولاد سے () اور ہماری چودہ پیڑیاں نعل بازار میں سکونت
 پذیر ہیں۔ جکا ثبوت ہماری پیر مرید کا۔ صاحب زمین و جائیداد و مقبرہ و
 مسجد فریدیہ وغیرہ ہیں۔ اسکی تفصیل تواریخی کتب میں درج ہے۔
 مرشد کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے۔ اہل اللہ کے نزدیک امر یا لمعروف
 کی ترغیب دینا اور نہی من المستکر سے باز رکھنا کتنا ضروری ہے اور شرعی
 جوازیت کیا ہے۔ تو اس ضمن میں عرض ہے کہ قرآن کریم میں حضرت موسیٰ اور حضرت
 خضر کا واقعہ اسکا بین ثبوت ہے حضرت موسیٰ نے کیا کہا کیا تہیاس شرط پر آپ
 کے ساتھ وہ سکتا ہوں کہ آپ مجھے اس مفید علم سے کچھ سکھائیں (مفہوم)
 حضرت خضر نے اس شرط کے ماننے میں تاخیر کی اور جواب دیا۔ انکے لئے
 تستطيع معي صواب (یہ شک آپ میرے ساتھ رہ کر ان باتوں پر صبر نہیں
 کر سکیں گے جو مجھ سے سرزد ہوں) سبحان اللہ! یہ بھی حضرت موسیٰ کے بارے میں
 یہی خبر ہے جو حضرت خضر مستار ہے ہیں۔ مترجم ()

دوسری بات ارشاد المریدین میں یوں درج ہے کہ حدیث صحیحہ کے
 مطابق حضرت امیر المؤمنین کا دل جب علم کی روشنی سے متور ہوا، تو ان
 میں عداطلی کی ہوس پیدا ہوئی۔ ایک دن حضور پاک کی خدمت اقدس میں عرض
 کیا۔ یا رسول اللہ! علمنی علماً یوصلنی الی الرب۔ یا رسول اللہ! مجھے ایسا علم
 سکھا دیجئے جو مجھے اللہ تک پہنچا دے۔ خدا پر ایمان لایا مگر اب
 دیدار کرا کے حقیقت دکھائی دے۔

حضور پاک بہت خوش ہوئے فرمایا مدت سے میری خواہش تھی کہ آپ کو یہ علم سکھا دوں مگر اس کے لئے ذاتی خواہش کا ہونا ضروری تھا۔ اس کے بعد شاہ ولایتؒ کو قبلہ رُخ بٹھا کر لا الہ الا اللہ کی تلقین و تعلیم کی۔ یہی تعلیم سلسلہ اور سیئہ یسینہ آج تک جاری ہے۔ اس سلسلہ میں میرا مقبول بعنوان "معراج اور شاہ ولایت" شائع شدہ در "البیلع" ماہ اپریل ۱۹۹۷ء ملاحظہ کریں۔ مترجم۔

مقامات حضرت بہاؤ الدین نقشبندؒ میں مذکور ہے کہ انہوں نے فرمایا تمام مخلوقات سے گذر کر اپنی رسائی نہ رسائی سے باز آئے اور تمام آفتوں سے نجات پا گئے اور تم نے سمجھ لیا کہ سلوک اور راہ خدا میں سوائے تمہارے وجود کے کوئی بلا نہیں ہے پیر مریدی کا لالچ کرتا خطرناک ہے اور یہ خواہش سم قاتل سے کم نہیں۔ درج رہے کہ وہ پیر جس کے دل میں لوگوں کو مرید بنانے کی خواہش ہو طریقت والوں کے مذہب کے مطابق مردود ہے۔

اگر کوئی مریدوں کے خلوص و عقیدت کو پرکھانے کے بغیر لالچی بنا تو طریقت کی رُو سے بزرگان دین کی مخالفت کرنے کے مترادف ہو گا۔ اسے لازم ہے کہ توبہ اور استغفار کرے اور حضورؐ کی پیروی کا راستہ اختیار کرے۔ ورنہ یہ دے نفس قرآن وہ سچا نہیں ہے۔ اور وہ جو اپنی عبادتوں کی آرائش کرتے ہیں۔ اور وہ باتیں بیان کرتے ہیں جکا رنگے دل پر کوئی اثر نہیں۔ یہ لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ ایسے لوگ گھٹنگار ہیں۔ جو اللہ پر جھوٹا بات دے وہ ظالم ہے۔ وغیرہ۔

ابن حق الدرقیٰ پیہر مقلد گفتہ اند :
گمراہ گم گم کن چو در جبال بد را غور شد است

اللہ کے محبوب بندوں نے مقلد پیہر کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ خود گمراہ ہے۔ وہ کانے دھیال اور مکار کی طرح لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔
ارشاد المریدین میں ہے کہ طالب مرشد کے بارے میں اعتیاد اور ہوشیاری سے کام لے اور ظاہری مرشد نما لوگوں سے دھوکا نہ کھائے۔ کیونکہ صورت انسان ایسے بہتھوڑے میں تو ہر ایک سے بیعت لینا ٹھیک نہیں ہے پس بہر دستے نباید داد دست۔

جو شریعت کے احکام میں خلل ڈالتے ہیں اور طریقت میں اسکو بڑا گناہ نہیں سمجھتے اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کو پھنساتے ہیں۔ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ لوگوں کو اپنے گرد جمع کر کے خوش ہوتے اور فخر کرتے ہیں۔ غیبی سزاوار لوگوں کی بلندی جتاتے ہیں اور خدا کے دین میں مستی سے کام لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے پرہیز کرنا لازمی ہے

شیخ کو اذن شفاقت از خدا حاصل ہو کر
گمراہ میدان را بد دست از ہوا منقرض است

جس مرشد نے خدا سے شفاعت کی اجازت حاصل نہ کی۔ اور لوگوں سے
یونہی بیعت لیتا رہا وہ نفس کا غلام ہے۔ وہ دھوکہ میں پڑا ہے۔
مرشد بیعت کے وقت اللہ سے مرید کے گناہوں کی معافی کا طلبگار ہوتا
ہے تو ایک قسم کا شفاعت کتبہ ہے۔ قرآن مجید کی اس آیت کے بموجب
کہ قاسمستغفر واللہ استغفرلہم الرسول (اے محمدؐ اگر ان سے کوئی غلطی
ہو تو ہم سب کو معاف فرما دے۔ اپنے نفس پر ظلم کیا ہے تو آپ کے پاس آتے اور استغفار کرتے
آپ پھر انکی شفاعت کرتے تو خدا انکو معاف کرتا اور فبايعصن واستغفر
لکھن اللہ (سو وہ اللہ سے معافی مانگتا ہے۔ اور رسول اللہؐ بھی اس کے لئے
معافی چاہتے ہیں) پس ان غورلوں سے بیعت لیجئے اور انکے لئے مغفرت
طلب کیجئے۔ اسے بھی یہی اہم ہوتا ہے کہ اگر کسی شیخ کو اس فرمان پر کہ ما
من شیخ الا من بعد اذنتہ (کوئی شفاعت کرنے والا نہیں خدا کے
اذن پالنے کے بغیر) نظر نہ ہو اور یونہی مرید بناتا رہے اور شفاعت کا دعویٰ
کرے تو وہ خود دھوکہ میں پڑ کر مریدوں کو بھی گمراہ کرتا ہے اور یہ اذن ایک
مرشد کامل ہی جو فتاویٰ اللہ ہو غیبی الہام یا مکاشفہ کے ذریعہ یا ثواب
میں یا کامل استمارہ کی بنا پر حاصل کر کے اپنا حلقہ مریداں قائم کر سکتا ہے
دیگرہ۔

مکتبہ درخانہ لودہ قریب بیست سال
مؤسسہ العشرین بعیش قریب حق العشر شہادت

عالمہ خاکی فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر برحق قریباً بیس سال اناتقاہ شمس چکے ہیں معکف رہے۔ اور ان بیس سال میں ریاضت شاقہ میں معروف رہے کہ اللہ پاک کے قرب سے لطف اتدوت ہوتے رہے۔

تفسیر کاشفی میں مذکور ہے کہ اعتکاف میں سانس کی حفاظت اندام والہی پر کار بند رہنا لازم ہے۔ شیخ ابوبکر واسطی نے فرمایا ہے کہ ہنس نفس اور اعتناء کی حفاظت وغیرہ لازمی امر ہے۔

مستند کے اندر جا کر ایک بزرگ نے کہا کہ مجھے یہ الہی جگہ دکھانے چاہیے جو پاک ہوتا کہ وہاں نماز پڑھوں۔ جواب ملا اپنے دل کو غیر اللہ سے پاک کر کے جہاں چاہو نماز پڑھو۔

درج ہے کہ خانقاہ شمس چک حضرت مولانا اسماعیل بل کے شاگردوں کیلئے بنایا گیا تھا۔

عالمی مہم شد کامل کو جب اشارہ غیبی ملا اور اطمینان قلب حاصل ہوا کہ اب لوگوں کے اختلاط سے آپکو کچھ خلل نہ ہوگا۔ بلکہ اب عقیدہ شدوں کو پاکیت کی ضرورت ہے آپ خانقاہ ہند سے باہر آئے۔

عالمی مہم شد میں شیخ الشیوخ فرماتے ہیں کہ ایسی عبادت گاہوں اور رباط کہتے ہیں۔ ان میں رباط کو اصحاب صفہ سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ رباط کی فضیلت بہت بڑی ہے کیونکہ یہاں اللہ کی یاد ہوتی ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی زمین ایسی نہیں جو ایک دوسرے کو نہ پکارتی ہو کہ کیا تمہارے پاس نماز پڑھی گئی۔ ایسا مقام کو بہت فضیلت حاصل ہے۔ وہ لکڑی زمین کا جیسے نماز پڑھی گئی ہو قد کے سامنے

شہادت دینگا۔ اور تہازی پر روئینگا جب وہ مر جائیگا۔ چونکہ اللہ کے حکم سے
 ساری زمین مسجد ہے۔ حق پر پاگ کے لئے۔ اسلئے ساری زمین مقدس ہے
 جس زمین یا مکان میں پیر برحقؑ نے عبادت کی ہو۔ وہ جگہ مسجد کا حکم
 رکھتی ہے۔ مسجدوں میں اعتکاف کرنے سے شہرت اور خود بینی کی آفت
 کا خوف نہیں رہتا۔

این زمان بر وحدت و توفیق راضی بر قضا
 ہمنشین بانیک و بدلیک زہرہ فخر شداست

علامہ حاکمؒ فرماتے ہیں کہ پائے پیر محقق کو تنہائی پسند ہے لیکن اللہ
 کی مشیت پر راضی رہ کر اور مستوکل بن کر ہر پیرؒ کے ساتھ محبت رکھتے اور
 لطف اندوز ہوتے ہیں۔

پیر کاملؒ عارف یا اللہ ہونے کے ناطے لوگوں کے اعمال کو نظر انداز کرتے
 ہوئے بعض اوقات انکی محبت کو جاری کر دیتے ہیں۔ تاکہ ہمیشگی سے فائدہ
 اٹھا سکیں۔ غیر موزوں و نامناسب حقرات سے عبرت بھی حاصل کی جاسکتی
 ہے۔

پیر کاملؒ کا دریا صفت ہونا ضروری ہے کیونکہ بحوالہ اولیائی تحت
 قبائی لا یعرفہم غیوکی (میرے دوست میری قبا کے نیچے پوشیدہ ہیں انکو

میرے بغیر کوئی نہیں پہچانتا)

اللہ کا فیض ہر غافل و دیندار کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ پاکیزہ لوگ اسی لئے بازاروں میں آتے ہیں تاکہ وہ اس فیض کو بھی حاصل کریں جو کہ لوگوں کو اللہ کی طرف سے پہنچتا ہے۔

حضرت نقشبند مشکاکؒ فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام لوگوں کا بوجھ اس لئے اٹھاتے ہیں تاکہ انکی عبادتیں اور کردار بہتر صورت اختیار کریں۔ اللہ کا دستِ توانِ دشمنوں کیلئے بھٹتا ہے۔ ملفوظاتِ خواجہ بزرگ میل ہے کہ دوست کو اسکے عیوب کے ساتھ قبول کر دے۔ درتہ بغیر دوست کے وہ جاؤ گے۔

خواجہ اہرارؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بات کچھ لوگوں سے سرزد ہوتی ہے جسکیلئے شریعت میں کوئی ستر نہیں تو اس سے ناخوش اور رنجیدہ نہ ہوتا چاہیے۔ درگزر کرتا زیادہ اچھا ہے۔ آپ کے پاس ازبکوں کی ایک جماعت آئی آپ نے انکو خوب کھلایا پلایا۔ کیونکہ شریعت کی نظر چھوڑ کر وہ دیوبیت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

۷ گناہوں پہ بھی سب کو روزی دینا اللہ کی صفت ہے۔

مشہور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ جو بغیر مہمان کے دستِ خوان پر نہیں بیٹھتے تھے۔ اپنے ایک مہمان سے پوچھنے لگے کہ تم کون ہو۔ اسنے کہا میں آتش پرست ہوں۔ کیونکہ کھانے کے وقت اسنے اللہ کا نام نہیں لیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اسکو ڈھتکارا۔ وہ باہر چلا گیا۔ آواز آئی اے ابراہیمؑ جسکو میں نے مافقن ہونے کے یاد دہشت سال روزی دیدی تم اسکو ایک وقت کی روٹی نہ دے

کے۔

وردِ تریف میں اجمالاً یہیں تک درج ہے مگر دیگر کتب میں مزید یہ تحریر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ مہمان کو ملنے نکلے۔ مہمان نے کہا کہ میں تمہاری روتی نہیں کھاتا میں اُسی سے مانگوں گا جس نے نافرمانی کے یا جو دمیر خیال رکھا اور تمہیں دھتکارا واقعی وہ ہیہ الوافیت وعدہء لاسٹوئیے ہے۔ (مترجم)

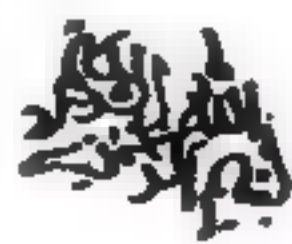
حضرت معروف کرخیؒ اپنی نرم مزاجی کی وجہ سے اتنے مقبول تھے کہ سب مذاہب کے لوگ اسکو اپنا مانتے تھے۔ آپ نے مرنے سے پہلے وصیت کی کہ جو میرے تابوت کو اٹھا سکے وہ لیجائے۔ چنانچہ صرف مسلمان ہی اسکو اٹھا سکے اور دفن کیا۔

دستورِ الجہور میں درج ہے کہ حضرت سری سقطیؒ نے کہا ہے کہ میرے بوجھائی یا یزید بطنائیؒ فرماتے تھے کہ شریعت کو چھوڑو حقیقت کی نظر سے دیکھو وہ سب کچھ درگزر دیتا ہے۔

لغائن و عیوب کو چھوڑ دیتا ہے اور قیامت کے دن انکی شفاعت کرتا ہے۔ (بقول ایک انگریزی منقولہ)

گناہ سے نفرت کرو گناہگار سے نہیں۔ (مترجم)

کیمیائے سعادت میں ہے۔ جان لے کہ اللہ کے حکم پر راضی رہنا سب رتبوں سے بڑھ کر مقام ہے۔ یہ عشق کا مقام ہے اور محبت کا کوئی ثمرہ نہیں۔ قضا علم ازل ہے۔



جو ناکندم فروش و ملامت مشتری در لباس اغنیاء بر فقر خو و استر شد است

(ترجمہ) مرشد ظاہری طور اپنے آپ کو حقیر ظاہر کرتا ہے لیکن باطنی طور اپنے مرید صادق کو فیض و رحمت سے مالا سال کرتا ہے۔ اور لوگوں کی ملامت مول لیتا ہے یعنی اپنی ظاہری صورت فقر کو چھپانے کا ایک ذریعہ ہے۔ گو یہ محاورہ مکار اور جھوٹے لوگوں کیلئے استعمال ہوتا ہے مگر علامہ غاکل نے یہاں اسکو دوسرے پیرائے میں پیش کیا ہے۔ جسکا مطلب یہ ہے یہ محاورہ ”فرقہ ملا میتوں“ پر چھپانے کا کیا گیا ہے۔ جو ظاہری طور ظاہرین لوگوں کے سامنے اپنے لئے نفرت پیدا کرتے ہیں۔ مگر باطنی طور مرید صادق کیلئے فیض دہ ہوتے ہیں۔

کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ شیخ الوصال جو اہل ملامت کے سرداروں میں سے تھے ایک دن یثقالور کی نہر کے کنارے جا رہے تھے۔ اچانک ایک اچکے لوح نامی سے ملاقات ہو گئی۔ جب آپ نے اسے پوچھا جو انہر دی کیا ہوتی ہے اسنے کہا کہ تم گڈری اٹا رہے ہو تاکہ لوگ تم پر فریقہ نہ ہو جائیں اور اپنی باطنی حالت کو پوشیدہ رکھتے ہو۔ میں قبا اٹا رہا ہوں اور گڈری پہنتا ہوں اور ایسے معاملات پر عمل کرتا ہوں۔ تاکہ صوفی دکھائی دوں میری جو انہر دی شریعت کی نگہبانی اور تمہاری جو انہر دی رازوں کی حفاظت! منہاج العابدین میں لیک واقعہ لکھا ہے۔

وہ یہ کہ فرقہ سنی کمیل پہننے حسن لیری کے پاس آئے جو اسے تر دار قبا پہننے سے
 فرقہ حسن لیری کے مجہ کی تعریف کرنے لگا۔ خواجہ حسن نے فرمایا میرا لباس تو
 جنتیوں کا ہے اور تمہارا لباس جہنمیوں کا ہے جو کمیل پہننے ہو گئے۔
 لوگوں نے پر ہز گاری کیڑوں میں اختیار کیا ہے۔ اور غرور سیتوں میں ہو
 تو ظاہری لباس کیا کریگا۔ دل میں خلوص درکار ہے۔ جو ظاہری آرائش
 کا خیال ہو وہ درویش نہیں ہو سکتا۔

گو بیاض عشق و ملامت تو امدان زلفیدہ انداز
 زانکہ حق را سر کہ عاشق شد ملامت تجر شد است

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ عشق اور ملامت کا آپس میں چولی دامن کا
 ساتھ ہے۔ کیونکہ جو اللہ سے عشق بازی کرتا ہے وہ ملامت خرید لیتا ہے

شیخ از اہل ملامت پہلوان محمود نام !
 بودہ و از بہر این معنی بہر تفریح شد است

(ترجمہ) اہل ملامت میں ایک بزرگ مرشد پہلوان تھا جس کا نام محمود تھا
 طعن و ملامت خریدنے اور لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کرنے کیلئے
 ہریدہ کاری کے اڈے پر موجود رہتے تھے۔

کشف المحجوب میں انکی توصیف میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کی دوستی
میں ملائت سے زیادہ خوشگوار کوئی چیز نہیں۔ اہل ملائت کے دل میں کبھی برائی
کا خیال آتا ہی نہیں۔ چائے شیخ کامل مدار کشمیری کیا خوب فرما گئے ہیں
یہ اسیم ہیڈ ایم پیہ گیلیم
سوئی دوستوں کھریم نہ زراہ

جو مجھ پر بھتی کئے مذاق اڑاتے۔ ٹھٹھا مچول کر کے نقل اتار سے
میرے دل میں اسکے لئے کوئی کدورت نفرت انا چاتی پیدا نہ ہوگی۔ (مترجم
اہل ملائت ناشائستہ، انازیبا الفاظ سنکر لذت محسوس
کرتے ہیں۔ ملائت انکے لئے سکون کا باعث ہے۔ یہ فرقہ امت محمدیہ میں
موجود ہے۔

علامۃ المتأقیب میں درج ہے کہ اولیاء میں سے سب سے
زیادہ فضیلت والے اہل ملائت ہیں۔ شیخ محی الدین عربیؒ انکے کمال کی
تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کو بارہ ہزار
روحانی طاقتیں حاصل ہیں۔ اگر ایک طاقت استعمال کریں تو دنیا
مٹا کوں۔

یہ اپنے احوال چھپاتے رہتے ہیں (انہیں مستوران حو بھی کہا جاتا ہے مہتمم)
حضرت شیخ محی الدین عربیؒ فرماتے ہیں کہ جناب سرور دوعالم اور
شہین علیؒ انہی میں سے ہیں۔ جب کو پہلے امین و صادق کے لقب سے یاد
کرتے تھے۔ اسکو دعویٰ نبوت کے بعد شام، جادوگر، بخومی، ساحر و غیرہ
کے الفاظ سے مخاطب کرتے لگے۔ یہی حال حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عیسیٰؑ

کا تھلا۔

روایت ہے کہ حضرت پہلوان محمودؒ بھی کبھی شراب خانے میں آتے یا قحبہ خانے میں۔ خدا کی حمد کرتے۔ بھی ٹور لٹوں سے بانیں کرتے۔ گندی باتیں! کبھی تو درویشوں کو نکور لالتے۔ اہل ملاست محبوبان خدا ہیں۔ ان میں سے زیادہ فضیلت والا قطب ہوتا ہے۔ اور سوائے محبوب کے کوئی قطب کے درجہ پر نہیں پہنچتا۔

دہارے لئے یہ بات باعث فخر ہے، کہ حضرت شیخ بہاؤ الدین گنج بخشؒ قطب عالم کے جلیل القدر عہد سے پر قانز ہو کر اہل ملاست تھے۔ در رات گلی کوچوں میں پا پر نہ گھومتے۔ گالیال کھاتے اور بچے پتھر مارتے اور جب سید محمد مدنیؒ کے جنازہ کو کندھا دیتے سے پہلے اکیلے غسل دیتے لگے تو اس "مرے ہوئے" شخص سے، فرمایا۔ بھیتا خود ہی کروٹ لیتو تاکہ میں پانی بہا دوں۔ مجھے بچوں نے دن بھر زخمی کر دیا ہے۔ مجھ میں طاقت نہیں کہ آپ کو اکیلے اٹھا سکوں... (مترجم)

قرآن شریف کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت سرکارِ دو عالمؐ کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ آپ انکی یا لٹوں سے تنگ دل نہ ہوں۔ آپ کیسوی کے ساتھ میری عبادت کرتے رہیئے۔ میں آپ کی سمجھت عذاب دو لگا....

اشد البلاء علی الانبیاء قالون قدرت ہے۔ ان آزمائشوں سے گذر کر ہی آپ فائز المہرام ہو گئے اور آپ کے اولیاء کرام بھی! تنذکھ الاولیاء میں درج ہے۔ حضرت جنیدؒ کا مذہب سب سے مشہور ہے۔ بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اور بہت سی باریک

یا توں کو مفصل طور بیان کیا ہے۔ حاسدوں کی دشمنی کا شکار ہوئے آپ
نے سری سقطیؒ اپنے ماموں سے تربیت پائی تھی۔ جب سری سقطیؒ سے پوچھا
گیا کہ کسی مرید کا درجہ مرشد سے اونچا رہا ہے تو آپ نے فرمایا ہاں
یعنیذؒ مجھ سے بالاتر درجے کا مالک ہے !

خامش و گویا و ساہر نام و سلیم بخورد !!
مست بشیار است زن احوال و انتم شد است

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر برحق کی عادت شریف یہ تھی کہ کبھی
بوتے کبھی خاموش بھی رہتے شب بیدار رہتے اور سوتے بھی تھے۔ روزہ
دار رہتے اور روزہ کھولتے بھی تھے۔ مست بھی رہتے اور باموش
و حواس بھی ! گویا آپ کے باطنی حالات پوشیدہ رہتے !
حقیقت یہ ہے کہ ہمارے مرشد کاملؒ کو نفس مطمئنہ حاصل تھا
اور آپ کے سب کام دل کے بادشاہ کے فرمان کے تحت ہوتے تھے یہ
درویش نما بادشاہ میں اور کبیل پوش سلطان۔ دراصل یہ اپنے وجود کے سمندر
میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور لوگوں سے فارغ نہ جہنم کا ڈر اور نہ جنت کی
ہوس۔

دستور الجمہور میں ایک واقعہ درج ہے کہ اپنے ایک مرید نے
اپنے مرشد شیخ ذوالنور مہریؒ سے خواہش ظاہر کی کہ حضرت سلطان یزیدؒ

کی زیارت کرے آپ نے اجازت دیکر فرمایا۔ میری طرف سے انکو کہہ دینا کہ کب تک آرام میں سوؤ گے۔ کاروان گذر گیا۔ جب وہ مرید یہ پیغام لیکر حضرت سلطان بائزیدؒ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے فرمایا ان سے کہ مرد وہ ہے۔ جو کہ ساری رات سوئے اور کاروان کے پہنچنے سے پہلے ہی منزل پر پہنچ جائے۔ ذوالنون مصریؒ یہ سن کر بہت روئے اور کہا کہ اسکو مبارک ہو۔ ہم اس مقام پر نہیں پہنچے ہیں۔

لطف کی بات یہ ہے کہ علامہ خاکیؒ کا اس فقرہ کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اس آئینے میں اپنے پیر برحقؒ کا جمال دیکھنے کے متمنی ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ ان اوصاف کا مالک میں نے اپنے مرشد کامل کو پا کر اللہ کا شکر ادا کیا۔ کچھ تو اعمال کے لحاظ سے معلوم ہوا اور کچھ لکے کلام بلاغت نظام سے منکشف ہوا۔ الحمد للہ۔

ظاہر بخندان ولی لہزان دیش از خوف حق
بمچو برگ بید کو لرزنده از صرصر شراست

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ گو ہمارے پیر برحق ظاہری طور پر بھی لیتے مگر آپ کا دل ہر وقت خوفِ خدا سے برگ بید کی طرح لرزتا رہتا تھا۔

احیاء العلوم میں درج ہے بحوالہ حدیث مبارک فرمایا جناب رسالت ﷺ نے کہ میری امت کے نیکو کار ظاہری طور پر جتنے مگر پوشیدہ طور پر آبدیدہ ہوتے کر خدا سے ڈرتے رہتے ہیں۔ انکی اذہیں دنیا میں لیکن دل آسماں میں اور عقل عقی پر نظر رکھے ہوئے ہے۔

زاد المسافرین میں ایسے اہل دل کی یوں وضاحت کی گئی ہے جس سالک کے دل کا دروازہ کھولا گیا اسکو ولایت کی سند ملی اسکا دل درد سے بھرا ہوتا ہے اگرچہ ظاہر میں ہنستا نظر آتا ہے کام میں تیز مگر یاد تار۔ لوگوں کے ساتھ کام میں اشتراک کرتا ہے۔ مگر دل سے کہیں اور مصروف عمل ہے۔

مرصاد العباد میں یہ نکتہ بتایا گیا ہے۔ کہ زائد ظاہری عادات کو ستورتا اور اعمال کو درست کرتا رہتا ہے۔ لیکن عاشق ظاہر کی خرابی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے یاطن کی آبادی کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ دل بایار دست با کار پر ہمیشہ کار بند رہتا انکا محبوب مشغلہ ہے۔

حشوا الحدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تورات میں ہمارے پیغمبر آخر الزماں کی صفات یوں درج ہیں۔ آپ ہنس مکھ جہاد کرنے والے نام احمد اونٹ سواری!

آپ حادثات و مشکلات میں کبھی نہ گھبرائے۔ اتنا کبھی ہنستے کہ آخری و انت دکھائی دیتے۔ فرماتے ہیں میں ہنسی مذاق کرتا ہوں مگر وہ بات صحیح ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک بوڑھیا سے جیب فرمایا کہ بوڑھی عورتیں ہمیشہ میں نہیں جانتی تھیں کہ وہ روتی۔ آپ نے فرمایا روتی کیوں ہو۔ بوڑھی

عورتیں کتواریاں بن جائیں گی۔ آپ کی شان میں فرمایا گیا کہ خدا کی رحمت کے سبب آپ ترم نو ہیں، خلق عظیم کے مالک اگر تندرطعیت والے ہوتے تو لوگ آپ سے دور رہتے!

یہ تو کل خوردن و پوشیدہ نش بودہ ولے!!
چون رسیدے نذر باشہرہ دران مندر شدت

حضرت پیر حقؔ کھانے پینے اور لباس کے بارے میں اللہ پر توکل سے کام لیتے تھے اگر کسی وقت کوئی تندرہ مشکوٰۃ قسم کا آتا تو اللہ آپ کو اُس سے آگاہ کرتا تھا۔ یہ آگاہی آپ کو دلی پر الہام کے ذریعہ یا عالم غیب سے ملتی تھی۔ آپؐ فرماتے تھے کہ پاکیزہ چیزیں کھانے کے لئے اور مشتہ چیزیں لباس پر خرچ کرنی چاہئیں۔ زیادہ گندو ہو تو محتاجوں کو دیدتیا چاہیے۔ توکل معربان الہی کے بارے میں حکم ہے۔ اللہ مستوکلوں کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ ایسی جگہ سے روزی پہنچاتا ہے جسکا وہم و گمان نہ ہو رازق گھر بیٹھے روزی پہنچاتا ہے۔

احیاء العلوم میں ہے کہ سارے بندوں کو روزی ملتی ہے کسی کو بے عزتی کے ساتھ۔ کسی کو مشقت اور انتظار کے ساتھ جیسے تاجر۔ کسی کو امتحان کے ساتھ جیسے کاریگر، صوفیاء کرام عزت کی روٹی بغیر واسطہ لیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ سے حضور پاکؐ نے فرمایا جو بن مانگے ملے اسے لے لو۔ محتاجوں کو دید و سیری سقائی نے فرمایا کوئی چیز

لوٹا دینے سے ڈرو۔ وہ لینے کی آفت سے زیادہ سخت ہے۔
 نفحات الانس میں درج ہے کہ ہمارا مرشد ابو مدینؒ عرب میں
 تھا۔ کسب و کار یگری کو ترک کیا تھا۔ جو ملتا لینے سے انکار نہ کرتے
 حضرت پیران پیرؒ بھی اس روش پر تھے۔ مگر آپؒ عزت و بزرگی
 کے اسباب کو قائم رکھتے تھے۔ ہاتھ پاؤں ہلاؤ یعنی اندھیری رات
 میں نرم بسترے سے اٹھ کر دھوکرو۔ نماز گزار اور اللہ سے حاجتیں
 مانگو۔

اگر ترک کسب سے فکر و ذکر اور اخلاص میں مدد ملتی ہے تو
 بہتر ہے۔ تاکہ پریشانی لاحق نہ ہو۔ لوگوں کی طرف دل سے توجہ کرنا سوال
 کرتا اور مانگتا ہے۔ اور یہ ترک کرنا کسب سے زیادہ اچھا ہے سوال صرف
 اللہ سے کیا جلتے۔ وہ راہیں نکالتا ہے۔



توکل کا ترک کرنا اور روزی کا اہتمام کرنا انتہائی کمزوری اور کوتاہی ہے اہل دین کیلئے مزاق کا انتظام کرنا بُرا ہے۔ عالموں کیلئے اس سے بھی زیادہ بُرا ہے۔ انکے لئے قناعت شرط ہے۔ قناعت پیشہ عالم کے پاس اسکا رزق آتا ہے اور ایک بڑی جماعت کا بھی اگر وہ اسکے ساتھ ہوں۔ اگر وہ اپنی کمائی سے کمائے تو زیادہ بہتر ہے۔

جو ظاہری علم اور عمل پر چلتا ہے اسکو ماطنی سیر (سلوک) حاصل نہیں جو چیز اسکو خدا عطا کرتا ہے بہتر ہے کیونکہ وہ اللہ کی یاد کرنے کیلئے فارغ رہتا ہے اور دینے والا ثواب کا حقدار بنتا ہے۔

مورداستفت قلبک علی عہد از حاشیہ
کنزول اکثر و مسائل معلّم و مشعر شاد است

(ترجمہ) حضور سرورِ دو عالم کا ارشاد ہے کہ معاملات دینی و دنیوی میں اپنے دل سے رائے طلب کرو حضرت خاکیؑ فرماتے ہیں کہ پیر برحق کے حال و احوال سے فہم پر اس حدیث شریف کا راز منکشف ہو گیا۔ کیونکہ آپؐ دینی و دنیوی مسائل میں اکثر الہام سے یاخبر ہوتے تھے اچانکے العلوم میں ہے کہ عبادت کرنے والے زاہد لوگ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ انکے دل مفقود تھے اللہ کے پاس پوشیدہ

خواتین کی چابیاں ہیں۔ دل میں نور خدا پوشیدہ ہے یہی صحیح منفہ ہے۔

آنحضورؐ نے اپنے رب سے سنا کر فرمایا کہ اے لوگوں جو میرا قریب قریب کے ذریعہ حاصل کرتا ہے تو میں اس کے کان زبان، ہاتھ پتا ہوں جو سے وہ کام لیتا ہے دل کو ذکر و فکر کیلئے مخصوص کر دیا ہے اس میں الہام آنا خدا کی طرف سے ہے مگر اس میں احتیاط کی ضرورت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا جو کچھ مومنوں نے اچھا سمجھ لیا وہ خدا کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

حضور پاکؐ نے فرمایا جو کچھ تمہیں کتاب اللہ اور سنت سے ملے تیکو کاروں سے پوچھ لو۔ ان کے ساتھ مشورہ کرو۔

پیر برحق جو بھی فیصلہ دیتے وہ حق پر ہوتا۔ کیونکہ وہ دل کے مفتی سے فتویٰ لیتے تھے۔ البتہ جو نفس کی غلامی سے آزاد نہ ہوا ہو دل کا بصیرت حاصل نہ کی ہو۔ تو وہ گمراہی میں مبتلا ہوگا یہ کہہ کر کہ یہ دل کا فتویٰ ہے۔

حرام و حلال کے بارے میں علمائے اسلام کی رائیں مختلف ہیں وہ گروہ جہنم میں لے کر شہر کامل کا دامن تھا ماہو کس طرح زندگی گزاریں۔ تو اسکے بارے میں فرمایا گیا کہ حرام سے پرہیز کریں اور خمار کشی میں مبتلا نہ ہوں۔

سلوک پر چلنے والوں کیلئے لازم ہے کہ حضور پاکؐ کے ظاہری شریعت سے
بر عمل کریں اور حضرت علیؑ کے باطنی طریقت کا علم جو کشف والہام سے حاصل
ہوتا ہے۔ اس پر کار بند رہیں، فقہ کی کتابوں میں خاص و عام کے لئے ہدایات
درج ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا حلال بھی آشکار ہے اور حرام بھی۔ بین
بین مشبہات ہیں ان مشکوک چیزوں کا جاننا علماء اور اولیاء کا طریقہ
ہے۔ مشکوک چیزوں کو اندھا دھند حلال جاننا جانلوں کا طریقہ ہے
اہل طریقت بغیر مجبوری کے مشکوک کھانا نہیں کھاتے۔
حقیقت یہ ہے کہ حلال و حرام کا فرق ظاہری طور قرآن و حدیث
اور فقہ سے معلوم ہوتا ہے مگر اہل دل کیلئے حلال و حرام کی حقیقت
الہام اور اللہ کے کشف سے نمایاں ہوتی ہے اس سلسلے میں ایک
دو واقعات کہئے۔

شیخ بایزید خلیفائی ایک بڑے کو حلوائے کا طباق لیتے ہوئے دیکھا
ایک ستانہ آیا اور بڑے کو لکڑی مارتے ہوئے ایک دو ٹکڑے
حلوائے کے لیکر دوسرے ستانہ کو دئے۔ اسنے چاہا کہ واپس
کرے۔ لیکن آسمان سے آواز آئی کہ کھاؤ۔ یہ مسجد میں تم جیسے فقیروں
کیلئے تھا۔ تم نے اپنا حصہ لے لیا۔ یہ شیخ بایزیدؒ تھے
دوسری مرتبہ آپ کو ایک ترابد نما شخص نے جہان بنایا جب
روٹی لائی گئی۔ تو آپ نے کھانا چاہا آواز آئی اسکی یہ حرام کی روٹی

۵۲۷
مت کھاؤ۔ اس نے یہ گندم ایک قیم سے چرائے ہیں۔ چنانچہ
یہی حقیقت تھی۔

قرآنی ارشاد ہے۔ اے ایمان والوں جو پاکیزہ چیزیں خدائے
تمہارے لئے حلال بنائیں انکو حرام مت کہو اور حد سے آگے مت
بڑھو کیونکہ اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔
یہ حقیقت ہے کہ یہودی ریاکاروں نے حلال کو حرام قرار دیا
نفس کے اس فریب کو پرہیز گاہی سے تعبیر کیا۔ سالکوں کو چاہیے کہ
عام لوگوں کی باتوں پر دھیان نہ دیں۔ ریاکاری سے بچیں تاکہ اخلاص
کے اعلیٰ ترین درجہ پر پہنچ سکیں۔

صنوبر پاک کا ارشاد ہے کہ ریاکار لوگ اس طرح جمع کئے جائیں گے
قیامت کے دن کہ انکے چہرے نہ نورانی ہوں گے نہ انکی روزی میں برکت ہوگی
قوم ریاکاری کی وجہ سے زیادہ عذاب میں مبتلا ہوگی۔

ریا ایک پوشیدہ مشرک ہے اور نہ ہر بلا مانپ ہے ریاکاری
شیطان کا کندہ ہے۔ اس علت سے بچنے کیلئے اہل اللہ نے اہل ملامت
کا طریقہ اختیار کیا ہے درج ہے کہ میں ریاکار مشرک کافر
ظالم اور بدکار زیادہ عذاب میں گرفتار ہوں گے (خدا
یتاہ میں رکھے آمین)

شہرت کی وبا سے بچنے کیلئے اور ریاکاری کی لعنت سے محفوظ

رہتے کیلئے ایک واقعہ بیان کرنا مناسب ہوگا۔
 نیشاپور میں ایک سوداگر نے اپنی حسین کنیر شیخ ابو عثمانؒ کے گھر
 بھیج دی تاکہ نیک بنے شیخ اس پر فریقہ ہو گیا اور اپنے دل کا حال اپنے مرشد
 ابی حفصؒ سے بیان کیا آپ نے یوسف بن حسینؒ کے پاس جانی کا حکم
 دیا۔ وہ جس سے شیخ یوسف کے بارے میں پوچھتا وہ کہتے کس زندیق کے پاس
 جانے کا ارادہ ہے۔ وہ تو بہت بُرا آدمی ہے۔ وہ شرمندہ ہو کر جواب دے
 مرشد کے پاس پہنچا اور حال بیان کیا۔ تو آپ نے اُسے پھر اُس سے
 ملنے کی تاکید کی۔ بہر حال حکم کی تعمیل میں پوچھتے پوچھتے اُن سے ملاقات
 کر لی۔ آپ نے احترام بجالایا اور معرفت کے اسرار و رموز بیان کرنا شروع
 کئے۔ اس دوران ایک خوبصورت لڑکا ایک صراحی لیکر آیا ان کے
 سامنے رکھی۔ ابو عثمانؒ نے پوچھا باوجود ان کمالات کے یہ معاملہ کیا ہے
 اسنے کہا میں وہ ظالم ہوں، جسنے محلے کو دیران کیا یہ لڑکا میرا بیٹا ہے صراحی
 میں پانی ہے۔ اچھا تو بتائیے اپنے اوپر یہ تہمت کیوں لگوا رہے ہو۔
 اسنے کہا تاکہ لوگ مجھے نیک اور پرہیزگار نہ سمجھیں۔ ابو عثمانؒ یہ سنکر زمین
 پر گر پڑا اور جان گیا کہ ریاکاری اور نمائش بُرے اوصاف ہیں۔
 گمنام رہتا اور ملاستیوں میں رہتا اور اپنے کمالات کو پوشیدہ رکھتا
 کتنا اچھا ہے۔

حضرت شاہ ولدیتؒ کا فرمان ہے کہ اللہ کے پاس بہترین انسان

۵۲۹
تکڑپیش ہو اور نفس کے پاس بدترین انسان نیز لوگوں میں رہ کر انہی
میں سے بن جاؤ۔

یاد رہے کہ جسکا کوئی مرشد نہیں اسکا رہبر و رہن شیطاں ہے
سلام میاں روی اور اعتدال کا سبق دیتا ہے۔ نفس کی مخالفت فرض
بالو۔ اس میں لوگوں کی مخالفت شامل ہے۔

مقصود کا ارشاد ہے کہ ریا شرک ہے اور اللہ کا فرمان ہے کہ اس
ساتھ شریک ٹھہرانا کبھی نہ بخشیدگا یا تو جسکو چاہے بخشدے۔ گویا
شرک کی مغفرت نہیں ہوگی۔ طریقت میں اس گناہ سے پرہیز لازمی
ہے۔

اوتقوا میں حق و سبب حق کہ بہتہ عافظی است
عافظ اور آخر نامرخصیہ و مقہر شد است

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے پیر برحقؒ نے اپنے آپکو اللہ کے پیر دکر دیا تھا
نکہ اللہ بہترین نگہبان ہے وہی پیر کاملؒ کو ناپسندیدہ چیزوں سے
موقوف رکھتا ہے اور قہر خدا کے باعث تمام چیزوں سے مامون! آپؒ
میں مشکوک یا مشتبہ چیز کو قبول نہیں فرماتے تھے۔ ہاں ریا اور غرور سے
لازمی جانتے تھے۔ کیونکہ یہ ہلاک کرنے والی چیزیں ہیں توکل اور تسلیم

ورضا کی برکت سے آپ کے پاس تحفے، ہدیے تدریجاً بہت کم آتے تھے اللہ خود محافظ ہے غیبی اشارت کے ذریعہ کسی چیز کے حلال و حرام ہونے پر واقف ہو کر مناسب اخراجات میں لگا دیتے تھے یہی نہ ہوتا ہے۔
عوارف المعارف میں زید بن خالدؓ کی روایت ہے حضور پاکؐ نے فرمایا جس شخص کو بغیر مانگے ہدیہ مل جائے تو وہ اسے قبول کرے کیونکہ یہ اللہ کی بھی ہوئی ہے زائد کھانے میں بڑی احتیاط برتتے ہیں جیسا کہ حضرت اقبالؒ نے فرمایا ہے۔

سوزِ رقت سے آید از زبانِ حلال (مترجم)

سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ زائد کھانے میں احتیاط کی کوشش کرتا ہے کہ کیا کھائے۔ عارف وہ ہے جو اس بات کی فکر کرے کہ وہ کیا فکر کرے اور کیا سوچے۔

شیخ شفیق بلخیؒ فرماتے ہیں کہ کھاؤ جو تمکو ملے اور جو ملے پہن لے اور اللہ کے فیصلہ پر راضی ہو دراصل یہ صبر و رقا کا مقام ہے اللہ ایسے شخص کو خود محفوظ رکھتا ہے۔ واللہ خیر حافظ و صوارحم الراحمین

خواجہ اسحاق خستلانیؒ دہلی میں تشریف فرما تھے شائقین نے مختلف پھل لائے آپ نے انگور سے ایک دانہ اٹھایا۔ منہ کی طرف لیکے کہ بھڑنے ڈنگے مارا۔ آپ نے وہ دانہ واپس برتن میں ڈال دیا معلوم ہوا یہ انگور جنگلی محکمہ خور و کبر کے لئے لائے تھے۔ فرمایا ایسی

چیزیں ولی اللہ کے پاس منت لایا کرو۔

۲۔ آنحضرتؐ نے حبشہ کے بادشاہ کا تحفہ قبول فرمایا۔ امام شافعیؒ نے حلیفہ بغداد کا ہدیہ قبول کیا اور تالائق جان کر صدقہ کے طور پر تقسیم فرمایا امیروں پر صدقہ زکوٰۃ حرام ہے۔ اگر مشتبہ مال ہو تو فقیروں کو دیا جائے اگر فقیروں پر حرام ہوتا تو انکو دینا جائز نہ ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حلال ہونا یا حرام ہونا نسبتی امور ہیں جو سختی دولت مندوں کے ساتھ ہے وہ فقیروں کے ساتھ نہیں ہے۔

دنیا کی محبت تمام برائیوں کا سر ہے۔ ترک دنیا تمام عبادتوں کا سر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دنیا کی محبت لالچ اور بخل سے پیدا ہوتی ہے الخبیثات للخبیثین الخ سے حضرت خاکیؒ نے یہ اخذ کیا ہے کہ پاکیزہ چیزیں پاکیزہ آدمیوں کیلئے ہیں۔ حرام گندہ آدمیوں کیلئے حاکم حرام پر عمل نہیں کرے گا۔

سلطان الوسیع کی خدمت میں کوئی از خود دم نہ بھیڑ سکتا ہوا لایا مگر آپؐ نے قبول نہ فرمایا۔ اللہ اپنے دوستوں کو محفوظ رکھتا ہے رسالہ قشیریہ میں ہے توکل مومن کی صفت ہے تسلیم اولیاء کی صفت ہے توکل عام لوگوں کی صفت ہے تفویض خاص اخص کی صفت ہے۔

فطر ارشد شہید و پاسا حبش سنت نداشت
گاہ اکل از حفظ حبش نقد بر خیر شاد است

علامہ خاکی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مشتبہ چیز بطور نذر پیش کی جاتی یا پیش کرنے والا احسان جانے والا ہوتا تو آپ کے حلقہ مبارک میں گانٹھ جیسا لگ جاتا تھا۔ یعنی انگ جاتا تھا۔

اللہ کے فضل و کرم سے پیر برحقؐ کو اس بات کی آگاہی حاصل ہوتی تھی کہ کھانا مسموم ہے یا مشکوک۔ بھوکے ہو کر بھی آپ خیر دار ہو جاتے اور ہاتھ کھینچ لیتے تھے۔ دنیاوی اغراض کی وجہ سے کوئی دعوت کرتا آپ آگاہ ہوتے۔ ایک بزرگ کو اسکی اطلاع ایک رگ کے پھڑکنے سے حاصل ہوتی تھی۔

فقر کو چاہیے کہ وہ دیئے والے کی نیت سے خیر دار ہو۔ اگر ہدیہ بے غرض اور خلوص پر مبنی ہے تو لیتا جائے بلکہ سنت ہے اگر احسان بتایا جائے تو نہ لے۔ حضور پاکؐ کی خدمت میں گھی۔ پنیر اور منیڈھا لائے گئے۔ آپ نے پہلی دو پیڑیں قبول کیں مگر منیڈھا واپس کر دیا جس میں نام و نمود اور ریاسہ الیسا ہدیہ واپس کیا جائے۔

ایت حالش صاحب دعوت پوشدلی اعتقاد
بچنین ہرکاسا اش ناگاد اگر افخ شداست

ترجمہ۔ اگر دعوت کرنے والا بدیقین ہوتا تو پیر کامل اسے کھاتے سے محفوظ رہ جاتے اور اگر انکے ساتھ کوئی کھاتے والا بدکار فاسق ہوتا تو اس لہتے میں بھی وہ ہاتھ کھینچ کر شمولیت نہ فرماتے۔

ناگہی گر خوردہ شد بے اختیار اوبھتے ! !
در زمان از معدہ پاکش بہ بین بر شد است

ترجمہ۔ اگر چنانکہ انکی لاعلمی میں مشتبہ کھانا پیر کامل کھاتا بھی تو وہ معقم ہونے کی بجای معدہ پاک سے بصورت سے قے واپس آتا۔ یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو یوں ہے۔

شو کو بیٹ ہندو اپنی مرضی کے خلاف مسلمان بن گیا تھا۔ لہذا وہ منافقوں کی طرح مسجد میں نمازیں ادا کرتا مگر خلوت میں کفر کرتا اور بتوں کو بھی پوجتا چنانکہ ایک دن جب حلال کھانی کی روٹی مرشد برحق کے پیش کی گئی۔ وہ عجوراً شامل ہوا اور پیر کامل کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانے لگا۔ خدا کا کرنا پیر برحق نے سارا کھانا قے

کر لیا۔ آپ خدا سے مناجات کرتے ہوئے دست یدعا ہے الہام غیبی سے پتہ چلا کہ یہ پنڈت جھوٹ موٹ مسلمان بنا ہے۔ اسکے شامل ہونے سے یہ کھانا آلودہ ہوا۔ لہذا یہ ناپاک کھانا آپ کے پاکیزہ معدے سے

واپس اُگل آیا۔ چنانچہ جب تحقیق کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اسکی بیوی بھی
 صحت کا فرہ ہے وہ دونوں گھر میں بیت پرستی کرتے ہیں۔
 ایک اور واقعہ پر گتہ کھاؤر پارہ کا ہے۔ ملا حسن قاضی کے بھائی
 نے اپنے بھائی کی نقل کرتے ہوئے کھانا پیر حق کے سامنے لایا۔ اسکی نیت
 میں کچھ فتور تھا اسلئے پیر برحق بیمار ہو گئے آخر یہ سارا کھانا فے کر لیا۔
 ایسے کئی واقعات ہیں جن سے ثابت ہو جاتا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ مشتبہ
 کھانے سے محفوظ رکھتا تھا۔

ورنہ عارض زحمتہ شد یا صواب صبر آن !
 یا یا استغفار آن نقصان بدہ انجہ شد است

(ترجمہ) اگر کسی وقت مشتبہ کھانا فے ہو کر باہر نہ آتا تو کوئی جسمانی
 تکلیف ہوتی جس پر آپ صبر فرماتے۔ ورنہ اس شک اور کھانے سے جو نقصان
 ہوتا اسکی تلافی استغفار سے فرماتے۔
 کتاب زاد الارواح میں لکھا ہے۔ حضور پاکؐ نے فرمایا جب تم بیمار
 ہو جاؤ تو تندرستی و صحت کی تلاش نہ کرو۔ بیماری خدا کی طرف سے ایک
 تحفہ ہے ایک رات کے بخار سے ایک سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں

نیز فرمایا کہ ہر درد کیلئے دوائی ہے اور گناہوں کے درد کی دوائی
خدا سے مغفرت مانگنا ہے خدا کا فرمان ہے کہ گناہ کر کے خدا سے مغفرت
مانگے۔ توبہ کرے تو خدا مغفرت اور رحیم کرنے والا ہے۔
لفظ غفور کے ساتھ رحیم دکھاتا ہے کہ اللہ کا یہ فرمان کہ یحییٰ اللہ
غفوراً رحیم سے مطلب یہ ہے کہ گناہ معاف فرمانے کے ساتھ ساتھ بتدہ
کو انعام بھی دیگا۔ اللہ امید سے بڑھ کر دیتا ہے۔

روز و شب اللہ غفور رحیم
باز بان و بادل استغفار را بکثرت شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر برحق رات دن اپنے لئے اور
اپنے مریدوں مخلصوں کے لئے بکثرت مغفرت کی دعا مانگتے۔
جس طرح حضور پاکؐ امت کیلئے ہر وقت مغفرت کی دعا مانگتے
تھے اسی طرح صالحین کے لئے حکم ہے کہ اپنے مخلصوں کے استغفار مانگتے
رہیں۔

اللہ کا حکم حضور پاکؐ کیلئے کہ آپ ان کے لئے معافی طلب کیجئے
آپ کی دعا ان کیلئے باعث اطمینان ہے عورتوں کیلئے بھی ہماری

یارِ گاہ میں شافع بنے۔

واضح رہے کہ نیرگوں کے پاس عاجزی کرنے اور مرید بننے میں یہ
فائدہ ضرور ہے کہ وہ اُن کی دُعاؤں میں شامل ہو کر فیض پاتے ہیں
یہ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ مرید ایسی نعمت سے مستفیض ہوتا ہے
الحمد للہ والمنة

خوردنش زین واقعات اکثر اوقات مختصرت
شاید قلم منش جگر کہ چون لاغر شد است

(ترجمہ) حضرت پیر برحقؒ اکثر غذا بہت کم کھاتے وہ بھی بھوک کی
شدت کی وجہ سے۔ یقین نہ ہو آپ کا لاغر اور کمزور بدن مبارک اسکا
بین ثبوت ہے۔

کھانے میں کئی شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری تھا۔ نمبر ۱ کھانا حلال ہو
نمبر ۲ اسکا لانے والا پُر خلوص ہو احسان نہ رکھے۔ نمبر ۳ کھانا شہرت اور
عزت کے ارادہ سے پیش نہ کیا گیا ہو نمبر ۴ کھانے والا نیکو کار مریدوں میں
سے ہو۔ کبھی ایسا ہوتا کہ ایسا کھانا نصف ماہ تک نہ ملتا تو پانی پر گزارا
رہ فرماتے تھے۔ آپ کی فاقہ مستی چہرہ پر نور سے نمایاں ہوتی تھی۔
ایک دن خود فرمایا کہ دو ہفتے کے دن شمار کئے ان دنوں میں کھاتے

کا ایک پیالہ میرے پیٹ میں گیا ہو گا۔

فنا دی فیروز شاہی میں لکھا ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ بے شک اللہ
موتے اور فریہ کا دشمن ہے۔ یہ بھی ہے کہ عام مسلمان بحالت مجبوری
محض زندہ رہنے کے لئے سردار۔ سور کا گوشت اور کافروں کا قبیحہ
کھا سکتا ہے۔ اللہ بخشنے والا ہے۔

اہل طریقت کے لئے فروری ہے کہ میانہ روی اختیار کریں کہا گیا ہے
کہ دنیا آخرت کے طلبکاروں پر حرام ہے اور عقیقی دنیا کے متلاشیوں پر
حرام ہے۔ جو شخص شری عادتوں اور صفات سے کٹ جائے میرا ہو
تو اس کے ولایتی نور اور کرامت کی قوت سے شراب، مشرب، بن جائے
(جیسا کہ پیران پیر کی نظر مبارک اور توجہ سے واقع ہوا)

بیچک فوق الشیخ فان وطعام اصلاً بخورد
گر ادا مش میخ بریات کہ وہ یا ستر شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر برحق رضی کے سامنے چاہے بھٹنا ہو اور غار
ہو یا صرف چٹنی ہو تو آپ کبھی سیر ہو کر تناؤں نہیں فرماتے تھے
(پیر رومیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے) جو حدیث پاک کا ہی مفہوم ہے
کم خورد کم خواب کم گفتد باش گرو دل گردندہ چون پرکار باش
(مترجم)

پیر برحق کی کم خوری مشہور تھی، چنانچہ فرماتے تھے۔

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است

تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

(کھانا زندہ رہنے اور یاد خدا کرنے کے لئے ہے۔ تمہارا عقیدہ ہے کہ زندہ رہنا صرف کھانے کیلئے ہے)

خواجہ سلمان فارسی کے شعر میں یوں آیا ہے۔

آسمان کی سرسبزی سے پالے حصہ میں آنسو بہانا آیا ہے یعنی

فیروں کے دسترخوان پر کڑوی پودینہ ہے)

تغاثے الناس میں پیر روئے فرماتے ہیں کہ درویش کیلئے بڑا

گناہ بغیر بھوک کے کھانا کھانا ہے۔

احیاء العلوم میں ہے بشر حافیؒ کے بالے میں! آپ فرماتے

ہیں کہ میں اسکی طرح نہیں کھانا جو پیٹے کھاتا ہے پھر روتا ہے بلکہ

اسکی طرح جو ہستے کھاتا ہے۔ اور کہا کہ شروع کے لقمے کے بعد چھوٹے

لقمے کھاؤ۔

حالِ اورِ ملیس از حفظِ خدایتِ انجمنین
ناگہی ملیس زناوش اگر در بر شد است

ترجمہ :- حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ اگر اچانک پیر برحق "مشتبہ" قسم کا لباس پہننے لگا تو اللہ کی حفاظت سے آپ اس سے بچ جاتے تھے۔

پیر برحقؒ کے توکل اور تسلیم و رضا کے مقام پر فائز ہونے کی کرامت تھی کہ آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے کھانے اور مشتبہ لباس سے محفوظ رکھتا اگر ایسا کوئی واقعہ ہوتا تو الہام کے ذریعہ آپ کو معلوم ہوتا تھا۔ کبھی ایسا کپڑا پہنکر کھجلی محسوس کرتے یا اور کوئی تکلیف یا جسم میں بھاری پن محسوس کرتے اور کپڑا نکال کر دوسرے کو دیتے۔

ایک دفعہ ایک تاجر سدا ہوا کپڑا لایا۔ آپ نے پہنا تو غسل خانہ میں پھسل کر چوٹ لگی۔ فوراً نکال دیا اور فرمایا کہ یہ اس ناموزوں لباس کی خواست کی وجہ سے ہے۔ استغفار کر کے جلدی کپڑا بدل دیتے۔
(واللہ اعلم)

شہیدینِ خفویٰ اوبیش سا احوال او !
ہون خیر اب ایسپین بے سر و بیش از کروشید

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ یہ بات ہمارے مشاہد اور تجربہ میں آئی ہے کہ پیر برحقؒ کو اللہ تعالیٰ نے ایسے موقعوں پر اپنی حفاظت میں رکھ دے۔

انبیاء معصوم اور خداوند اولیاء محفوظ ہم !
مستی این مسکین را این نوعی مستقر شست

(ترجمہ) یہ مسئلہ اس ہے کہ انبیاء گناہوں سے پاک ہیں یہی حال اولیاء کا ہے کہ اللہ انکی حفاظت گناہوں سے کرتا ہے۔ دونوں حضرات کی معصومیت اور محفوظیت ثابت ہے۔

اس مسئلہ کے بارے میں علماء سے استفسار کے بعد معلوم ہوا کہ اللہ انکو گناہوں سے بچاتا ہے اگر تقدیر میں لکھا بھی ہو پھر بھی یہ گناہ ارادتنا نہیں ہوتا انکو ان میں ایک قسم کا عذر ہوتا ہے۔ اور واقع ہونے کے بعد تو یہ استغفار سے دو گناہ دھل جاتا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث پاک سے ثابت ہے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب له تو یہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے استغفار کے بعد کہ گویا اسنے کوئی گناہ ہی نہیں کیا ہو (مترجم)

نفحات الانس میں درج ہے کہ جس طرح بنی کی شرط اسکا معصوم ہونا ہے اسی طرح ولی ہونے کی شرط ہے کہ وہ محفوظ رہے اللہ کے حکم سے اولی کو گناہ سے ڈٹے رہنے سے باز رکھنے کا مطلب اسکو محفوظ رکھنا ہے۔ کیونکہ وہ بنی کی طرح معصوم محض نہیں ہو سکتا۔

فی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب میں ایک واقعہ درج کیا ہے

جو مناسب حال ہے واقعہ یوں ہے کہ مرشدوں میں سے ایک مرشد کو اپنے
مرید نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتے دیکھا۔ جب شیخ کو علم ہوا کہ میرے اس
گناہ پر میرا مرید واقف ہو گیا ہے۔ تو اس نے سوچا کہ اب میرا مرید بدعتقاد
ہو جائیگا۔ مگر اس نے چند روز تک دیکھا کہ اسکے عقیدہ میں کوئی کمی
نہیں آئی ہے تو علوتے میں پوچھا کہ تیرے عقیدہ میں کوئی فرق نہیں آیا۔
اس نے جواب دیا کہ میں نے آپ کو نہ خدا مانا ہے نہ پیغمبر۔ بلکہ آپ کو مرشد
مان لیا ہے کہ آپ جس راہ پر چل رہے ہیں وہ مجھ کو دکھائی آپ سے
عصمت کی امید رکھتا میرے لئے محال ہے مرشد نے یہ سنا اسکو شاباش
دی۔ کہتے ہیں وہ مرید شارح بن گیا۔

مقام غور ہے کہ نبی اور ولی معصوم ہیں اور محفوظ یہ ان سے
یہ مراد نہیں کہ ان سے کوئی خطا سرزد نہ ہوگی۔ قرآن شریف میں آیا ہے
وَعَمَلِ آدَمَ رَبِّهِ فَغَوَىٰ حضرت آدمؑ نے رب کی نافرمانی کی اور
بھٹک گیا۔

اللہ کا ارشاد ہے فَاسْتَغْفِرْ لَهُ وَخِلْ لَهُ وَاتَّابِ
(سو انہوں نے رب کے سامنے توبہ کی اور سجدے میں گر کر رجوع ہو گئے)
اسی طرح حضرت داؤد کے بارے میں ارشاد ہے۔
عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذْنَتْ لَكَ لَعَمْرُ اللَّهِ تَجَسَّوْا
آپ نے انکو کیوں اجازت دی؟

معصوم کے معنی یہ ہیں کہ وہ ارادہ کر کے گناہ نہیں کرتے۔ کہو اس پر ہوتا ہے انکے نامہ اعمال میں نہیں لکھا جاتا ہے۔

اس طرح محفوظ کے معنی ہیں کہ ولی ایک گناہ پر قائم رہتے اور ایک گناہ کے بعد دوسرا گناہ سرزد ہونے سے محفوظ رکھا جاتا ہے حالانکہ گناہ اس سے سرزد ہوتا ہے اسکو خدا توبہ اور مغفرت ملانے کی توفیق دیتا ہے۔ اور اس کے نامہ اعمال سے گناہ محو کیا جاتا ہے۔ اولیاء کو محفوظ رکھنے سے یہ بھی مطلب ہے کہ شیطان کو پیر غلوں بندوں پر غلبہ حاصل نہیں ہوتا۔ یعنی وہ چھیڑتا ہے مگر اپنا غلام نہیں بنا سکتا۔

حضرت آدمؑ کے واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآنی الفاظ میں ثم اجتنبہ یہ فتاب علیہ وصحیفا پھر اسکو اسکے رب نے مقبول بنایا اور اللہ نے اس پر توبہ کی اور راہ راست پر قائم رکھا۔

حضرت یوشعؑ کے قصے میں بھی عیان ہے کہ فرمایا اور اگر آپ کو شیطان بھلا ڈالنے میں مدد دے تو یاد آنے کے بعد ایسے ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو۔ شیطان پہلے بھی شبہ میں ڈالتا آیا ہے مگر اللہ ایسے شبہات مٹا ڈالتا ہے۔ یاد رکھئے کہ حد سے زیادہ مبالغہ کرنا بھی گناہ ہے ولی یا نبی

کے خدا ہونے پر اعتقاد نہیں رکھتا چاہیے۔

یا اے جو دنیا کی خوشیوں میں مبتلا ہے!
تو دنیا اور آخرت کا کریم اور مصلحت مند ہے

(ترجمہ) یا جو دیکھ جائے پیر برحق محبوبیت کے درجے پر فائز ہیں پھر بھی اگر ان سے کوئی لغزش سرزد ہو جائے تو اسکے لئے انکی کوئی باز نپس نہ ہوگی۔ کیونکہ کثرت استغفار سے وہ لغزش آپا کے نامہ اعمال سے مٹائی جائیگی۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ شان محبوبی کیا ہے خلیل اور محبوب میں یہ فرق ہے کہ خلیل کمال خلوص کے ساتھ اپنے محبوب سے پیار کرتا اور اسکا ہر دم گردیدہ رہتا ہے اور اسبات کے لئے کوشاں رہتا ہے کہ محبوب اسکی طرف متوجہ ہو۔ برخلاف اسکے محبوب وہ ہے یا حبیب وہ ہے جسکی طرف خود معشوق مائل ہوتا ہے حضرت سعدیؒ

فرق است میاں آں کہ یارش در بر

یا آنکہ دو چشم انتظارش بر در (مترجم)

فتاویٰ فیروز شاہی میں درج ہے کہ محبوبیت کے درجہ پر فائز شخص پر اللہ اسکے کوتاہیوں سے درگزر کر کے اسکو عبادت

وطاعات کی توفیق بخشا ہے۔ بندے کی محبت اپنے اللہ سے یہ ہے کہ ہر امر میں اسکی فرمائیداری کرے۔ اسکے قضا پر راضی رہے اور بلا و تئیں پر صبر کرے۔

اقبالہ میں اس حدیث کی یوں تفسیر کی گئی ہے پہلے سنتے وہ حدیث پاک کیا ہے۔ حضور پاکؐ نے فرمایا اذا احب الله عبده لم يصوّه ذنّب (اللہ جس بندہ سے محبت رکھتا ہے۔ اسکو گناہ کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا)۔

اللہ اپنی محبت کے صدقے میں اسکا توبہ قبول کرتا ہے اور معاف فرما دیتا ہے۔ یہ بھی معنی لئے جا سکتے ہیں کہ خدا ایسے بندے کو گناہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ مگر خدا ایسا چاہیے جو گناہوں سے بچتا ہے۔ اسکی پیروی جائز ہے اگرچہ وہ بے گناہ بھی نہ ہو خلاصۃ المناقب میں ہے کہ شیخ علاء الدولہ کمٹاںؒ نے فرمایا کہ شیخ دوسیؒ ایسے محبوبوں میں سے ہے کہ اگر اس سے ہزار قتل بھی سرزد ہوں۔ قیامت کے دن اسے باز پرس نہ ہوگی بیچ ہے بقول اقبالؒ

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفرین کار کشا کار ساز (مترجم)

ایسے بندہ مومن کے حق میں کہا خوب کہا گیا ہے۔ (مفہوم)
 - وہ بندہ بدل گیا ہے اسکا ہر نار نور بن گیا ہے
 - اگر تو شہد کھائے تو زہر بن جائے اور اگر وہ زہر کھائے
 تو قدین جائے۔

- اگر وہ کامل مٹی اٹھائے سونا بن جائے۔ اگر ایک ناقص
 سونا بھی اٹھائے تو مٹی ہو جائے۔

شیخ نذر سلطان کیہ وئی ز اخوان وقت
 اش اخوان است وقت ز ان انکر شد

حضرت خاکیؒ اس شعر میں شیخ فخلدین حسنؒ کے طریقہ عمل کی طرف
 اشارہ ہے کہ آپ یاد شاہوں سے تندر قبول فرماتے تھے لیکن عام نزوات
 نہیں لیتے تھے چنانچہ فرماتے اکثر عوام تندر دیکر احسان بتاتے ہیں اسلئے انکے
 لینے سے احتراز بہتر ہے۔

حضرت شیخ پہلے گروہ کے اولیاء میں سے تھے یہ مریدیں کے آداب
 کے لئے فرمایا گیا ہے مرید کو چاہیے کہ تندر و نیاز کے قبول یا واپس کرنے
 میں مرشد کی مصلحت شامل ہوتی ہے ایسے طریقہ عمل کو اتما الاعمال یا التیاس
 پر معمول کرنا چاہئے۔

رسالہ قشیریہ میں درج ہے کہ فاطمہؓ مشیرہ شیخ علی رودیاریؒ اپنے برادر
کی ایک بات نقل کرتی ہیں۔ کہتے تھے اس میرے زمانے میں چار قسم کے شیخ
ہیں۔ ایک وہ صاحب جو یاد شاہ بہ عوام سے ہدیہ لیتے ہیں انکا نام یوسف
بن اسباط ہے۔ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتے تھے۔ دوسرا یعنی الواسحاق مزاری
جو دولوں سے ہدیہ لیتے۔ جو متوسط سے لیتا وہ غریبوں میں تقسیم کرتا یا دُشیاں
سے وصول کردہ رقم طرطوس کے لوگوں کے جہاد میں خرچ کرتا تھا۔ تیسرا
یعنی عبداللہ بن مبارک جو بھائیوں سے لیتا یا دشمنوں سے نہیں
اور چوتھا محمد بن حسن صرف یا دشمنوں سے لیتا تھا۔ اور کہتا
کہ یاد شاہ احسان نہیں جانتا ہے لیکن بھائی احسان جانتے ہیں
فتاویٰ فیروز شاہی میں قرآن خوانی کے بابے میں لکھا ہے
کہ اگر کسی شخص کو کوئی مال بطور تحفہ دیا گیا یا اس کیلئے ضیافت
تیار کی اور ایسے مال کا اکثر و بیشتر حصہ حرام ہے تو ایسا مال یا کھانا
قبول نہ کرنا چاہیے ہاں مال تھوڑے سے حرام سے خالی نہیں ہوتا اس
لئے اکثریت کا اعتبار کیا جائے۔

شمائل الاتقیاء میں ہے کہ حضور پاکؐ، صحابہ اور ائمہ نے

عوام کیلئے سہولت رکھ دی ہے۔ تاکہ اسکی سختی متنگی دور ہو
جائے اور خاص لوگوں کے لئے کہ انکو اپنی پرہیزگاری پر غرور
نہ ہو۔

واضح ہے کہ حضور عالم نے ایک مشرک کے لوٹے یا آفتاب
 سے پانی لے کر طہارت کی اور حضرت عمرؓ نے ایک عیالی کے کوزہ
 سے پانی پیا اور وضو کیا اگرچہ ان کے ہاتھ شراب سے آلودہ
 ہوتے۔ آپ لا علمی میں پاک تصور فرماتے ہمارے مشائخ بھی
 اس پر عمل پیرا ہیں۔ اگرچہ کھانے پینے لباس میں احتیاط
 ضروری ہے لیکن میانہ روی لازم ہے تاکہ وسوسہ میں نہ پڑ جائیں

سالِ خمس مالِ شیخ است زنگنه شیخ رودبار
 تفضل شکستہ بہ بیتِ خلصی اندر شد است

اترجمہ (مہرشد کا حق ہے مرید کے سارے مال پر۔ حضرت شیخ علیؒ نے اپنے مرید
 کے گھر میں تالا توڑا اور اندر چلے گئے۔
 مرید کے مال میں مہرشد کا تصرف کرنا جائز ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ علیؒ نے
 اندر جا کر سب مال پر نکالا اور بیچ ڈالا اور اسکی قیمت سے اپنا وقت
 خوش کیا اور گھر میں آکر بیٹھ گئے۔ جب صاحب خانہ گھر آئے تو کچھ کہنے
 کی جرأت نہ کی۔ اس کے بعد بسکے بیوی آئی اس کے اوپر ایک چادر تھی
 وہ ایک کمرے میں گئی اور چادر پھینک کر بیدیا لے ساتھ یہ بھی ساما

خانہ میں شامل ہے خاوند نے اعتراض کیا۔ اس نے کہا خاموش ہو جاؤ۔ سنو
مرشد ہم سے خوشنود ہے اور ہمارے مال کی حلالیت کا حکم دیتا ہے دیکھنا
یہ ہے کہ اس عمل دخل کو جائز سمجھے مگر احسان نہ بتائیں اور عمل دخل کو
مصیبت یا لوٹ یا ظلم تصور نہ کریں۔ بلکہ یہ عمل مبارک سمجھیں تاکہ سارے
مال کو خدا کی راہ میں دینے کا ثواب پائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ

سکتا ایتھار برہم خالص خود سالیقی !!
چون یا ایتھار فتوحات از خدا تو شرق است

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر برحقؒ اپنے ہر مخلص مرید پر ایتھار فرماتے
تھے جو اسکے مناسب ہوتا۔ کیونکہ فتوحات یعنی تندر و نیاز صرف کرنے کے
بابے میں وہ اللہ کی طرف سے ماثور تھے۔ (ایتھار کے معنی ہیں ایسی قربانی دینا
جس میں اپنی ضرورت بالائے طاق رکھ کر دوسرے کی حاجت پوری کی
جائے مترجم)

سراج الہدایہ میں حضرت سید مخدوم جلال الدین بخاریؒ کا یہ فرمان
درج ہے کہ جس شخص کو بغیر مانگے کوئی چیز بطور ہدیہ پیش کی گئی تو
وہ اُسے لے لے۔ اگر غریب ہے تو اپنے اوپر خرچ کرے ورنہ زیادہ محتاج

لوگوں پر حشر کرے۔

کشف المحجوب میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ انصار چلتے
دلوں میں رشک نہیں پاتے ہیں اور مہاجرین کو ہر چیز میں مقدم رکھتے ہیں
مگر چہ خود ان پر فاقہ مستی طاری ہو وہ ایشار کرتے ہیں اور اپنی حاجتیں
اٹھائے رکھتے ہیں۔

احیائے العلوم میں ہے۔ حضور سرکارِ دو عالمؐ نے فرمایا کہ اللہ کی بزرگی
و برتری کی بے شک تین سو عادتیں اور اوصاف ہیں پس جو شخص ان میں
سے ایک ہی صفت سے اسکا قرب حاصل کر لے گا جنت میں داخل ہوگا
ان میں اللہ کے پاس ایک پسندیدہ صفت سخاوت ہے۔

رسالہ قشیر میں درج ہے بروایت حضرت عائشہؓ آنحضورؐ نے فرمایا کہ سخی عدا
سے نزدیک لوگوں سے نزدیک اور جنت سے قریب ہے اور جہنم سے دور ہے اور
اسکے برعکس بخیل خدا سے دور۔ لوگوں سے دور۔ جنت سے دور ہے۔ اور جہنم کے
نزدیک گنوار سخی خدا کو بخیل سے زیادہ پیارا ہے۔

کبھی ایسا ہوتا کہ پیر برحقؐ ہر کسی کو اسکی قدر و منزلت کے موافق کچھ
بطور ہدیہ دیتے۔ مثلاً گھوڑا نذر میں آتا تو اسی کو بلور ہدیہ دیتے جو
اسکو پال سکتا اور متمتع ہوتا۔ پوشاک بھی بموافاق حالات عطا فرماتے۔

مولانا سعد الدینؒ نے لکھا ہے کہ سخاوت منبع فیضان ہے اسکا
بدلہ نہیں مانگا جاتا۔ جسکو ظاہری لالچ مثلاً بابت مشہوری یا تعریف
کے لئے سخاوت کرے اسکا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ سخی نہیں کہلاتا۔

ہم بمبادی محتاج این دانی کفایت او کند
زانکہ اسم کافی اللہ را بہر شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر برحق میری تمام ضرورتوں اور حاجتوں کو پورا کرتے ہیں کیونکہ وہ اللہ کے اسم کافی کے مظہر ہیں۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میں عمر بھر آپکی صحبت میں رہا اور ہر امر میں محتاج کی طرح دستگیری طلب کرتا رہا چنانچہ آپ نے صحبت کے برسوں میں میری حاجتیں پوری کیں۔

رسالہ والدیہ میں تاکید کی گئی ہے کہ کسی محتاج کی مدد کرنا تو علیٰ طور ہے خاص کر اس جماعت کی مدد کرنا جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں میں پسند فرمایا ہے۔ تاکہ انکی تمام تر توجہ خدا کی طرف رہے۔ ایسی حالت میں انکا دل شیشہ کی مانند جمال الہی کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہی انکی ضرورتوں کو پورا کرتے والا اشکے دلوں کو اللہ کی طرف متوجہ کرتے والا۔ وہ اللہ کے نام الکافی کا مظہر ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس صفت سے متصف ہونے کے بعد وہ اللہ کا شکر گزار ہو تاکہ وہ سمجھے اور یقین رکھے کہ یہ کام اس نے نہیں بلکہ خود اللہ نے کیا ہے اور وہ درمیان میں بطور آلہ تھا۔

حدیث پاک میں ہے جو اللہ کی صفتوں میں سے کسی صفت سے

موصوف ہو جائے جہنم سے اسکا کوئی واسطہ نہیں رہیگا۔ یہاں مترجم الحق
مذہب دلیل عقل اپنے ایک مرشد کے کلام کا حوالہ دیتا۔ مناسب سمجھتا ہے اس میں شک نہیں
کہ شک ذات و صفات میں۔

اسکا کوئی شریک و ہم نہیں۔ حصہ دار نہیں۔ وہ واحد و یکتا ہے ہاں ان صفات
کا عکس چسپاں جائے وہ قدائی کام کرنے لگتا ہے بقول حکیم الامت مرد قلندر
حضرت اقبال علیہ الرحمۃ یہ اولیاء اللہ قدائی امور میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا
ہاتھ بٹاتے ہیں۔ اسکی مثال یوں دی جاسکتی ہے کہ آئینہ گرم ہے
لال سرخ۔ اسکی خاصیت ہے جلانا۔ دوسری طرف لوہے کا ایک کڑا ہے کالا
سرد اور ٹھنڈا۔ اسکو آگ میں ڈالکر ہم دیکھتے ہیں کہ آگ کی محبت سے اسکی

ہیئت ہی بدل گئی۔ باہر نکالا تو دیکھا سرخ ہے گرم ہے اور جس چیز سے مس
ہو جائے اسکو جلادے۔ گویا اس لوہے کے کڑے میں

آگ کی خاصیت پیدا ہو گئی۔ یہی حال دوستانہ خدا کا ہے۔ اللہ کے حضور
رہ کر یہ اسکی صفات کا پرتو اور عکس اپنے میں قبول کر کے انہی اوصاف
سے مستفہ ہوتے ہیں حضرت علامہ خاکیؒ نے مندرجہ بالا شعر اسی کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اللہ الکافی کے اولیاء اللہ خصوصاً

پیر برحق صاحب حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ العزیز منظرین
کمر حاجت روا بن گئے۔ اسی لئے علامہ موصوف کے خلیفہ خاص حضرت ابوالفقر
نصیب الدین عتازیؒ نے پیر کامل کی مدح کرتے ہوئے فرمایا ہے
مگر داں رواں ہر حاجتمو یا شیخ حمزہ پیر ما۔۔۔

یاسے احتیاج بے عدد داریم ما شیخ محمد پیر ما یاد رہے
یہ کلمات سب عطائی ہیں ذاتی نہیں۔ بقول حضرت سعدی علیہ الرحمہ

جمال ہم نشین در من اثر کرد
وگر نہ من ہماں خاتم کہ ہستم
اے دوست جاندار کہ بقول حق پیر روئی

فاسل ہر شے خدا است

مکر پیر روئی اس موضوع کو ایک اور طرح پیش کرتے ہیں۔ تمثیل یوں ہے
کہ آپ کسی بادشاہ عادل حاجت روا کے سامنے اپنی حاجت لیکر جاتے
ہیں باریابی حاصل کرتے کیلئے کئی ڈیوٹیوں سے گزرنا پڑتا ہے ہر ڈیوٹی
پر دربان بیٹھے ہیں۔ ہر فن مولا صاحب اختیار! وہ پہلے ہی دروازے
پر آپ کی عرضی لیکر آپ کی حاجت پوری کرتے ہیں بحکم بادشاہ موصوف!!
اگر آپ کی حاجت روائی وہیں ہو گئی تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اب آپ کے
اختیار میں ہے کہ واپس ٹرٹیں یا بادشاہ کے دربار کی زیارت کریں اور
وہیں سے آپ کی حاجت براری ہو جائے۔ واللہ اعلم

گفت اریاران طلب گامی بنا برکتی است
ورد گامے میل رائے خاطر من خطرش راست

حضرت پیر برحقؒ فرماتے ہیں کہ اگر میں کبھی دوستوں سے کوئی چیز طلب کرتا ہوں اس میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے ورنہ میرے دل میں روپے پیسے کا خیال بالکل آتا نہیں۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ پیر برحقؒ فرماتے تھے کہ مدت سے مجھے نفسِ مطمئنہ کی دولت حاصل ہوئی ہے دنیا سے مجھے کوئی رغبت نہیں نہ لذات کی تمنا۔ کبھی مصلحتاً کسی ایسے دوست سے چیز طلب کرتا ہوں جن پر میری دسترس ہے تاکہ نفس میں غرور۔ ریا۔ نمائش جیسی بُری عادتیں پیدا نہ ہوں اور انکو بھی ثواب حاصل ہو اور اللہ کی رضامندی کا باعث بن جائے۔

عراقِ المعارف میں ہے کہ بعض لوگوں نے التودی کو ہاتھ پھیل کر مانگتے دیکھا۔ کسی نے اسکو تیرا متایا اور حضرت جنیدؒ سے یہ بات بتائی گئی آپ نے فرمایا اس میں یہ مصلحت ہوگی کہ وہ اوروں کو ثواب میں شامل کرنا چاہتا ہے۔ کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ لینے والے کا ہاتھ اوپر والا ہاتھ ہوتا ہے کیونکہ وہ ثواب عطا کرتا ہے۔

یہ سچ ہے کہ قرآن میں لکھا ہے کہ لا یطالون الناس الحاماً وہ لوگوں سے لپٹ لپٹ کر نہیں مانگتے ورنہ حضورؐ پاک نے بھی صحابہؓ کیلئے سے آخرت میں اجر حاصل کرنے کے لئے طلب کیا۔ حضورؐ پاکؐ نے فرمایا اپنی حاجتیں شگفتہ او اور خوبصورت لوگوں

سے مانگو مرشدوں نے تین وجوہ کہنا پر سوال کرنا جائز قرار دیا ہے۔

(۱) دل کی فراغت کے لئے جیبا لکل ضروری ہو انہوں نے کہا ہمارے پاس اتنا وقت نہیں کہ دن رات اسکے انتظار میں صرف کریں۔

(۲) دست سوال پھیلائیں تاکہ ذلت برداشت کریں۔ غرور سے آزاد ہوں حضرت جنیدؒ نے ابو بکر شبلیؒ سے فرمایا جاؤ تکبر ہٹانے کے لئے بازار میں بھیک مانگ۔ یہاں تک اسکو کبھی کچھ بھی نہ ملا! دیکھو یہ تمہاری قسمت ہے پیر نے فرمایا یہ نفس کو قابو کرنا تھا۔ کمانے کیلئے نہیں

(۳) خدا کے احترام کے لئے لوگوں سے بھیک مانگتے تھے۔ کیونکہ سب مال و دولت خدا کی ہے اور یہ خدا کی طرف سے اسکے کارکن ہیں۔ خدا کے لئے مانگنا ثابت کرتا ہے کہ سائل خدا کے حضور میں عاجز ہے اور یہ خدا سے روگردانی نہیں۔ (شیخاً لیسہ کی صحیح تاویل۔ مترجم)

عوارف المعارف میں عوف بن عبد اللہ السعودی کا ذکر ہے
ایکے تین سو ساٹھ دوست تھے۔ روز آتہ ایک کے پاس رہتے۔ دوسرے
صاحب کے ساتھ بھاڑا بھتے۔ وہ ہفتہ میں ان کے پاس جاتے باری باری!
احیاء العلوم میں ہے کہ حلال و حرام کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں
اہل شریعت کے لئے ہے۔ اب جسکا لقمہ مقر ہے وہ غیر حلال سے نہیں کھاتا
جو کھانے میں وسعت دکھائے اسکے لئے فقہ کی کتابوں کا مطالعہ
ضروری بن جاتا ہے۔

چار اشخاص کیلئے کسب چھوڑ دینے کا مشورہ ہے۔ (۱) اس عبادت گذار کیلئے جو جسمانی عبادت میں معروف ہو یا باطنی طور پر سیر کرتا ہے۔ (۲) وہ جو ظاہری علم سیکھتا ہے دینی معاملات میں نفع پہنچاتا ہے مثلاً مفتی، مفسر (۳) وہ جو دنیوی بہبودی کا کام سرانجام دیتا ہو مثلاً بادشاہ، قاضی وغیرہ۔ حضور پاکؐ کو ارشاد ہوا کہ رب کی پاکیزگی بیان کر اور سجدہ کرتے والوں میں سے ہو جاؤ آپؐ سے یہ نہیں کہا گیا کہ تاجروں میں سے ہو جاؤ۔ حضرت ابوبکرؓ جب امیر المؤمنین بن گئے تو آپؐ کو مشورہ دیا گیا۔ کہ آپ تجارت کرتا چھوڑ دیں چنانچہ آپؐ بیت المال سے روزیہ لیتے جو بیع کیا وہ بیت المال میں جمع کرایا۔ لینے والے کو وہی ثواب حاصل ہے جو دینے والے کو ہے بشرطیکہ لینے والا دین کا مدد کرے اور دینے والا خوشدلی سے دیدے۔ اسمیں بہترین منصف اسکا دل ہے وہ قلب کی کیفیت کی طرف نگاہ رکھے۔

کہتے مستون بی شکلف بودن اندر ما اصحاب
ہست و رخصت من فی اہم و اہم خدایک

حضرت پیر برحقؒ نے فرمایا کہ نذر و ہدیہ میں بے تکلف ہونا سنت نبویؐ میں داخل ہے ورنہ مجھے سیم و زر کی کوئی حاجت نہیں ہے نہ کھانے کی خواہش۔

پیر کامل کسی مقررہ لباس کے پہننے کو بابرکت نہیں سمجھتے بلکہ سنت کے خلاف جانتے تھے خالص ریشم یا زعفرانی رنگ کے بغیر ہر رنگ قبول فرماتے لباس زینت غرور یا فخر کھیلے نہیں پہنتے تھے۔

روقتہ الاحباب میں درج ہے کہ حضور پاکؐ ہر قسم کا لباس زیب تن کرتے مثلاً کمرۂ قمیص، شلوار، چادر، تہبند، لباس قلمکار یعنی چھٹ یا سادہ، قبا، پلستین، موزہ، نعلین، استعمال میں لاتے تھے عیدیں میں قیمتی لباس پہنتے تھے ایک ریشادجہ اور قباستیں اوتٹ بچکر لائے آپؐ ایک دفعہ پہنا۔ ایک اور موقع ہرججہ اور قبا بیش اوقیہ میں فریدا گیا تھا یعنی دو سو تین سو لے سونے کے عوض وہ بھی زیب تن فرمایا کبھی فرماتے ہمارے لئے کپڑا بنا جائے۔

زبدۃ الفقہ میں درج ہے کہ قیمتی کپڑے پہنتے میں حرج نہیں مگر دیکھنا یہ ہے کہ غرور پیدا نہ ہو اور حقوق کی ادائیگی میں رکاوٹ نہ آئے۔

احیاء العلوم میں درج ہے بروایت حضرت عائشہؓ کہ ایک وفد حضورؐ کے سالکتاب سے ملنے دروازے پر آیا۔ آپؐ کو خدمت

حضرت عائشہؓ نے دیکھا کہ ریش مبارک غلامی کا ستوار کر اور کپڑے سنوار کر رکھے
تو حضرت عائشہؓ نے سوال کیا۔ کیا آپ بھی بن ٹھن کر ملتا پسند فرماتے ہیں
تو آپ نے فرمایا کہ اللہ پاک نے اپنے بھائیوں سے بن ٹھن کر ملنے کا
حکم دیا ہے اس سے وہ قوش ہوتا ہے۔ ایسے تہ ملو جس سے انکے دل
میں لغت پیدا ہو جائے اور وہ آپ کو قعر بھگیں یہ سب نیت پر موقوفہ
ہے یا مئی احوال کا تعلق خدا اور بندہ سے ہے۔

تغرات الانس میں شیخ ابو مسعودؒ کے بارے میں درج ہے کہ آپ
صدقہ نذر و نیاز لیتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کے سر پر تین سو دینار
قیمتی ایک دستار دیکھ کر خیال کیا کہ درویش کیوں اتنی قیمتی پگڑی
پہنتا ہے۔ ابو مسعود کو بلکشف معلوم ہوا۔ فرمایا لیلو اسنے پھر درویشوں
پر خرچ کرو۔ اسنے پڑکلف کھانا بنا کر سب کو کھلایا۔ اندر گیا تو
وہی دستار شیخ کے سر پر دیکھ کر حیران رہ گیا۔ فرمایا تمہیں تعجب کیوں ہو رہا
ہے قلاں امیر آدمی سے پوچھو تمکو یہ صاف کہاں سے ملا ہے اسنے دریافت
کیا تو امیر نے اپنا واقعہ سنایا کہ ہمارا جہاز پچھلے سال بھٹور میں پھنس گیا
ہمنے منت مانا تندر رکھا کہ پیر کاملؒ کے لئے قیمتی دستار بطور ہدیہ
یہ لے جائینگے۔ چنانچہ چھ ماہ سے ہم ایسے صاف کی تلاش میں تھے۔ اچانک
قلاں دکان سے یہ پگڑی مل گئی اور اپنے مرشد کے تذکرے۔ آپ نے
فرمایا کہ ہمارے سر پر دستار کوئی اور باندھتا ہے!

سفیان ثوریؒ کہتے تھے کہ یہ ہیر گاہی کھیل پہننے اور جو کی روٹی کھانے
سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ دنیا کے ساتھ بے رغبتی اور اپنی خواہشیں کم کرنے
میں ملتی ہے حضرت شیخ سعدیؒ خوف فرماتے ہیں سے

طریقت بحر خدمت خلق نیست

بہ تسبیح سجاد و دلق نیست (مترجم)

گفتے معذورم من و ناچار باید مر کے
فخر و خطے نے سرا پیدا ازین جو در شد است

حضرت پیر برحقؒ فرماتے تھے کہ معذور ہوں پائے مبارک تھوڑا خم
ہونے کی وجہ سے اسلئے سواری کی ضرورت پڑتی ہے ورنہ اپنے لطف
اندوزی اور دکھاوٹ کیلئے جو در پر سوار نہیں ہوتا ہوں۔

آپ کے پاس ایک خوش رفتار گھوڑا تھا جسکا نام جو در تھا
آپ قل سیو فی الارض کے حکم کے تحت سیر و سیاحت تبلیغ دین کے لئے
نکلنے اور باطنی حکم بھی تھا کہ آپ سیر و سیاحت کریں۔ چنانچہ عابدوں کے
مزارات اور رجال الغیب سے ملاقات کے لئے سفر کا حکم ہوا۔ میں نے
خدا سے التجا کی کہ مجھے گھوڑا رکھنے کی استعداد نہیں ہے۔ الہام ہوا کہ
انتظام ہوگا چنانچہ جو مرغا لانے کی توفیق و استطاعت نہیں رکھتا وہ گھوڑا
لیکھ آتا۔

ہر سال گھوڑے بکثرت آتے اور آپ بانٹ دیتے۔
 حضور پاکؐ نے فرمایا سو من کو سواری کے حیوان کا غم ہوتا ہے اور
 منافق کو صرف پینے پیٹ کی فکر ہوتی ہے۔ اسی سواری کا کٹنا حق ہے
 جہاں ہم چاہیں اور یہ ہمیں لے جاتا ہے۔

تو اجدہاؤ لیتا نقشبندیؒ کے ملفوظات میں درج ہے کہ آپ اپنے
 گھوڑے یا سواری کی خوب دیکھ بھال کرتے تھے۔ آپ پہلے دوست کی
 سواری کی دیکھ بھال فرماتے کہ اسی نے اس دوست کو چارے پاس لایا

ہے۔

گفتے تے میل مریدان دارم اما چون گنم
 کنزیری رد سائل منع لا تہر شاد است

حضرت پیر برحق فرماتے کہ مجھے مرید بنانے کی خواہش نہیں کسی
 کو مگر حکم خدا ہے کہ سائل کو نہ دھتکارو.....!
 قرآنی ارشاد ہے واما السائل فلا تنهر۔ طالب کو دھتکارنا
 منع ہے تفسیر کا شفی میں لکھا ہے کہ سائل کو محروم نہ کرو کسی کی مدد
 کے لئے تیار رہو۔

اللطیفۃ الغیبہ میں درج ہے کہ عارف کامل اگر اپنا راز
 کسی کو سنائے وہ یقین نہیں کریگا کیونکہ وہ راز اسکی سمجھ سے بالاتر

۵۶۰
 ہوگا اور اگر اس راز کو آگے نہ لے جائے تو خدائی حکم کی خلاف ورزی ہوگی
 اللہ کا ارشاد ہے کہ اے پیغمبر خدا! جو کچھ آپ پر وحی ہوا ہے وہ لوگوں
 تک پہنچائیے۔ ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی ٹولی عوام میں دین کا
 پرچار کرے اور انکو ڈرائے تاکہ وہ نوح کے (مفہوم)۔ کتنا بُرا ہے وہ جو تنہا
 کھائے اور غلام کو ٹکڑے چھتنے سے بھی روکے اور پیٹے۔ عالم کو جاہل
 کی سطح پر اترا اسکو عالم بنانا چاہیے۔ مُرشد کو اسی پر عمل پیرا ہو کر مرید
 کی مدد کرنی چاہیے۔

رسالہ اقبالہ میں درج ہے کہ مرشد کو یہ نہیں کہنا چاہیے
 کہ میں مرشد ہوں اور ہدایت کروں گا ہدایت کرتا پیغمبروں کا کام ہے
 ہاں مُرشد کے پاس جیب کوئی مہیڑ بننے آئے اور مکمل طور پر فحوص
 ہو تو اسکی تربیت میں دل و جان سے لگ جائے۔
 وہ امر و نہی سے اسکو واقف کرے۔ نیک نختی مرشد کے ہاتھ میں
 نہیں ہے۔ یہ سب اللہ کی عنایت پر منحصر ہے۔

اللہ فرماتا ہے کہ آپ جسکو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے ہدایت
 کرتا میرے ہاتھ میں ہے۔ ہاں امید رکھے اور کام میں مشغول رہے

حالتی دارم کہ متوانم نہفت و نہفت
 ے ندانم لقیہ شیرین است یا نو و مرشد است

جناب حضرت پیر برحقؒ فرماتے ہیں کہ میری حالت ایسی ہے نہ چھپا
سکتا ہوں اور نہ ظاہر کر سکتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ لقمہ میٹھا ہے یا کڑوا
یہ حقیقت ہے کہ مرشد کی بھی بشریت کی قید سے آزاد ہو کر یہ نہیں جانتے کہ

کھانے کی لذت کیسی ہے کیونکہ اُن پر عسکر اور غلبہ حال ہوتا ہے

حضرت خواجہ علاء الدین عطارؒ حضرت خواجہ نقشبندؒ کے بارے

میں فرماتے کہ مگاہے آپ کسی کی حالت ایک ہی نظر سے بدل دیتے تھے

..... آنکہ خاک یہ نظر کیمیا کنند..... الخ

لیسے بھی درویش دیکھے جو لذت کھانے کی محسوس نہیں کرتے تھے

ایک ایسا درویش کچھ غیر معمولی چیز کھایا تھا پوچھا گیا یہ کھانے کی کوئی
چیز ہے آپ نے فرمایا دل گرفتگی کا ایک مرزہ ہوتا ہے دل کی شغفگی
کا دوسرا مرزہ ہوتا ہے۔

میں مخورم حیف آنکہ از حالات دیگر کون من
دورن در بدگمانی مرورم اکثر شدت

حضرت سلطان العارفين پیر برحقؒ اکثر فرماتے کہ مجھے افسوس ہے کہ
لوگ میری دیگر گون حالات دیکھ کر بدگمان ہو کر اکثر دوزخی بن جاتے

ہیں۔ جب آپ کو سنایا گیا کہ کچھ لوگ آپ کے بعض حالات اور الفاظ
مبارک پر تنقید کر کے بدظن ہو کر آپ پر جھوٹے الزامات لگاتے ہیں اور

اپنی مجالس میں اس پر بحث و تمحیص کرتے ہیں تو آپ نے
فرمایا کہ مجھے مکاشفہ دکھایا گیا کہ بہت سے لوگوں پر عذاب کیا جاتا

ہے۔ اسلئے کہ وہ مجھ سے بدظن ہو کر جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ اس
دن سے مجھے افسوس ہوا کہ میری وجہ سے کچھ لوگ گھنگار ہو جاتے ہیں۔

اللہ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! وطن رکھنے سے پرہیز
کو کیونکہ بعض گمان رکھنا گناہ ہے۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے

کہ مومن کے بارے میں بدگمانی کرنا حرام ہے غیبت یا بہتان
باندھنا گناہ کیسویں۔ ان گناہوں پر اصرار کرنا اور بین حرام مقتول

کا حلال جاننا کفر کی طرف لے جاتا ہے۔ کفر کی وجہ سے انسان جہنمی
بن جاتا ہے اللہ سب کو پچائے ایسے گناہوں سے! آمین۔

من کما تشرح کلمات و مقاماتہا کما
یا زور قسیدہ کا فیق واقف شد

علامہ خاکیؒ فرماتے ہیں کہ میری بساط کیا کہ میں پیر کاملؒ کے کرامات و مقامات کے بارے میں تحریر کروں جبکہ اس قصیدہ کی تنگ دامانی بھی اکہیں رکاوٹ بنی ہے۔

فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کرامات و حالات جو میرے مشاہدہ میں آئے تحریر کئے۔ مگر اپنی بے بقاعتی اور کم مانگی کا احساس دل کو کمرید تار رہا۔

چنانچہ ایک دفعہ پیر برحقؒ نے اللہ کا شکر بجالائے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے لیے مراتب عطا کئے ہیں جنکا بیان کرنا اس رتبہ کے مقابلے میں عیب ہے اور شرم کی بات لیکن اے خاکیؒ! چونکہ تم نے اپنی استعداد کے مطابق ان حالات کو بیان کیا ہے اور اس قصیدہ میں اس سلوک کیلئے ضروری مسائل بھی درج ہیں۔ اسلئے ہمتے اسکو پسند کیا ہے ورنہ کسی کی طاقت یا مجال نہیں کہ سرے اسرار اور اوصاف کو مفصل طور سمجھ سکے اور بیان کر سکے۔

یہ وہ عالی مقام ہے جو وراثت کے طور پر جناب رسالتؐ سے انکو ملا ہے۔ یعنی یہ حدیث مبارک کہ رَیَیَ مَعَ اللّٰهِ وَقَدْ لَا یَسْعٰی فِیْہِ عِلْکَ مَقْرُبٌ وَلَا نَجٰی مَرْسَلٌ (فرمایا حضور پاکؐ نے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کبھی ایسا وقت بھی پیش آتا ہے جبکہ کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل میری ہمسری نہیں کر سکتے)

اس سلسلہ میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

بارک اللہ من مقامات مشایخ خواندہ اہم
حال ادباً حال ایشان مستوی یکہ شایست

اللہ برکت و رحمت عطا کرے۔ میں نے مرشدان کامل^۲
کے حالات اور مقامات کے بارے میں واقفیت حاصل کی ہے
اور اس بات کا مشاہدہ کیا۔ کہ میرے مرشد کامل اور دیگر حضرات
مشائخ کے مقامات و حالات سراسر برابر اور ہم پلہ ہیں یہ حضرت علامہ
عالی^۲ کا بیان ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ مجھے چند سال پیر کامل کی خدمت
میں حاضر رہنے کا اتفاق ہوا۔ اس عرصے میں سابقہ اولیائے
کاملین^۲ کے حالات پڑھے مثلاً حضرت بایزید بطلانی^۲ کے مقامات
کے بارے میں دستور الجہور کا مطالعہ کیا۔ اس طرح حضرت میر
سید علی ہمدانی^۲ کی کتاب خلاصۃ المناقب سے آپ کے مقامات
کے بارے میں واقفیت حاصل کی۔ رسالہ اقبالیہ میں اور ملفوظات
شیخ علاؤ الدین سمٹائی^۲ سے استفادہ کیا۔

تذکرۃ الاولیاء اور نفحات الانس بھی زیر مطالعہ ہے

مثنوی مولانا روم کا بھی مطالعہ کیا۔ ان تمام کتب سے مجھ پر یہ بات واضح ہو گئی کہ الفقراء کتفیس واحدة (فقر لوگ نفس واحد کی طرح ہیں) یعنی یہ سب اللہ کی عنایت اور قدرت کے مظہر ہیں۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جیسے ذریعہ اپنے پیر برحقؐ کی محبت سے شریف کی نعمت کا شکریہ ادا کرتا۔

ہم جو قسم کتب کے مطالعہ کے بعد خاکی صاحب فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ کیوں نہ میں بھی وہ تمام حالات سے پیر کاملؐ کے قلمبند کروں جو انکی نیک محبت میں رہ کر میرے مشاہدہ میں آئے ہیں۔ میری مدعا یہ ہے کہ سب عقیدتمند اور مریداں پیر غلوں پیر کاملؐ کے مقامات سے کماحقہ آگاہ ہو جائیں اور یقین رکھیں کہ جو کمالات دوسرے مشائخ حقرات دکھا چکے ہیں وہ سب ہمارے پیر کاملؐ کی ذات الصفات میں موجود ہیں چاہے ظاہر ہوئے ہوں یا نہ!

حضرت سلطان ولدؒ نے اپنی مثنوی میں تحریر فرمایا ہے کہ ہر نبی اور ہر ولی معجزات اور کرامات کی قدرت رکھتے ہیں۔ یہ اصحاب وقت کے تقاضہ کے مطابق اپنے کمالات کا اظہار فرماتے ہیں اگر ایک نے شق القبر کیا تو دوسرے نے مردہ زندہ کر کے دکھایا۔ طیب ہر بیمار کو اپنے مرض کے مطابق دوائی دیتا ہے۔

اولیائے کرام خدا کے مظہر ہیں اور آلات جبروت کا ریکرٹھیں گلسکار ہاتھ میں اوزار لے کر کام کرتا ہے اسی طرح یہ اللہ کے اوزار

میں کام کا قائل (کرنے والا) خدا ہے۔ جس طرح قلم لکھنے والے کے ماتحت رہ کر دفتروں کے دفتر سیاہ کرتا ہے۔

انبیاء سے معجزات حالات کے تقاضا کے موافق ظہور پذیر ہوئے اور مخالفین کو دم بخود کر دیا۔ بھلا جس طرف خود اللہ ہو وہاں کمزوری کہاں ہو سکتی ہے۔ آلہ خودی اختیار ہے اختیار والا خدا ہے۔ پانی نالی سے بہتا ہے مگر یہ پانی کا منبع نہیں۔ اسکا منبع تو چشمہ یا دریا ہے۔ سبب کو چھوڑ کر سبب ساز کو دیکھو۔

(نوٹ) جو پیر و مرشد کے کرامات پر یقین نہیں رکھتے انکے اعتراضات کا جواب مندرجہ ذیل اشعار میں ملاحظہ کیجئے۔

منکر ربا و رندار دین کرامت و وحییت
کے بہ بوجہ دل مجر و باور شد است

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کرامات پر یقین نہ رکھتا ہو اور منکر ہو تو تعجب کیجئے۔ ایسا معاملہ حضور سرور کونین کے ساتھ بھی ہوا ہے۔ جب سیاہ دل بوجہل معجزات سے انکاری ہوا۔ لفظ آین سے مراد ہر کرامت جو ولی سے وقوع پذیر ہو لہذا الدبرار میں حضرت جامی نے بھی ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے جسکا مفہوم یہ ہے

کہ جس طرح کافروں کو انبیاء کے معجزات پر یقین نہیں اسی طرح منکرین اولیاء اللہ کی کرامات کو نہیں مانتے ہیں۔

مقامات خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ میں مذکور ہے صداقت شمار حضرات کا عقیدہ بلکہ مذہب ہے کہ خودی کی کرامت ہے وہ نبی کا معجزہ ہے ولی کی ولایت کا ثبوت اسکی کرامات سے ملتا ہے مگر اسکا سنتوں پر ثابت قدم ہونا لازمی امر ہے۔ علم تصوف میں علماء کرام نے کرامات کو حق مانا ہے گو کبھی یہ کرامات بعض اوقات معجزات کے زمرہ میں داخل ہوتی ہیں۔ لیکن چونکہ اولیاء سے سزا دہوتی ہیں اسلئے کرامات میں شمار ہونگی۔ مثلاً پانی پر چلنا، حیوانوں کی باتیں سنانا۔ طے مکان حاصل ہوتا کسی مخصوص سے کا غیر عید اور غیر وقت میں ظاہر ہوتا جیسے غیر موسم میں میوہ بات کی موجودگی، گرمائی فروٹ سرما میں یا ایک ملک کی اشیاء دوسرے ملک میں وغیرہ۔

نفحات الانس میں صاحب حضرت شیخ الشیوخ سہم وردیؒ کے بارے میں درج ہے۔ کہ آپ اسیات پر اعتقاد رکھتے تھے کہ آنحضرتؐ کی امت کے اولیاء کیلئے ضروری ہے کہ وہ صاحب کرامت ہوں اور مستجاب الدعوات یعنی انکی دعائیں جلدی قبول ہوتی ہیں۔ دراصل اولیاء اللہ کی کرامت معجزات کا یقین ہے جو صاحب شریعت ولی نہ ہو اس سے کرامت کا ظہور محض ایک فریب ہے۔

نصرت ناقص غرض محبتش از نقص او است !
آئے آئے وحش و دوز آدمی متغیر شد است

حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ناقص آدمی مرشد کی صحبت سے فائدہ نہیں اٹھاتا یہ اسکی اپنی کمزوری ہے اور اگر اُسے ایسے نیک سیرت صاحب کی ہم نشینی پسند نہیں۔ تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کیونکہ انسان سے جنگلی جانور دور ہی بھاگتا ہے۔

سچ تو یہ ہے۔ کہ جو مرشد کی صحبت سے فیضیاب نہ ہوا وہ دراصل مرشد کا رد کیا ہوا ہے اور جو مرشد کی کرامت نہیں دیکھتا اسکو معلوم نہیں کہ مرشد سر سے پاؤں تک صاحب کرامت ہے۔ وہ ایسے شخص کو اپنی مجلس میں باریابی دیتا نہیں چاہتا اسلئے کرامت اُس سے پوشیدہ رکھتا ہے۔ دراصل ان اللہ جمیل و بحب الجمال اللہ خود حسین ہے اور حسن کو پسند کرتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ کہ یا رب کی قدر منزلت بہت بلند ہے۔ اور میں پست ہوں۔ میرا پتھر کے دامیر وصل تک ہمیں پہنچ پاتا۔

سکندر کا حالش سوی گفت میکش
کو ز خود فانی است ز وادعاف حق نظر شد

حضرت قاضی منکر اولیاء سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ اے منکر !
میرے مرشد کاملؒ کی بزرگی سے انکار کرنے والے اور انکے حالات کا
اقرار نہ کرتے والے یہ انکار تمہیں کفر کی طرف کیسے لیتا ہے بھلا تم نہیں جانتے
کہ قتانی اللہ ولی سے اللہ کی صفات ظہور پذیر ہوتی ہیں۔

مولا صفات مومن یا ولی سے انکاری ہونا خدا کی خدائی میں
نقص نکالنے کے مترادف ہے اسلئے کہ یہ انسان کو کفر کی طرف لے جاتا ہے
اگر ایک کاریگر کسی شے کی آپ نے تعریف تو یہ بالواسطہ کاریگر کی تعریف
ہوئی اور اگر کوئی نقص نکالا تو خود کاریگر پر حملہ ہوا۔ اللہ بچائے۔ مترجم
لفظ ولایت ولی سے لیا گیا ہے۔ ولایت کی دو اقسام ہیں۔

تیمر ولایت عمومی جو تمام مومنوں کو انکے رب سے ملتی ہے۔ ولایت خصوصی
جو خاص واصل شدہ سالکوں کو حاصل ہوتی ہے۔ یہ وہ بندہ خدا ہے جو خدا
کی ذات میں فنا ہوا ہے۔ ایسا شخص اپنی ذات فنا کر کے خدا کی صفات سے متصف
ہوتا ہے۔ سچ ہے کہ انسان کو خدا سے لفظ انسان نام ملا ہے یا قی خدا
ہی خدا ہے۔

ولی وہ ہے جو اللہ سے بقا پائے ہمیشہ کی زندگی اور اللہ کے ناموں

اور صفاتوں سے ظاہر ہو۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ

غالب کار آفرین کار کشا کار ساز

(علامہ اقبالؒ)

خواجہ نقشبند کے مقامات میں منقول ہے کہ جو عارقوں کے طریقہ سے متکر ہو جائے یہ اس کیلئے یقین کی کمزوری بلکہ ایمان کی کمزوری ہوگی۔ اس کیلئے ادنیٰ ترین عذاب یہ ہوگا وہ اللہ کے دیدار سے محروم ہوگا۔

الحیاذی اللہ

تفسیر قشیری میں لکھا ہے کہ قرآن شریف میں جو متکبروں کے بارے میں تحریر ہے کہ جو ہماری آیات کے انکار کا ہو گئے انکو عتقرب سحت آگ میں داخل کرینگے۔ جہاں انکی کھال جلا کر اسکی جگہ نئی کھال پیدا کرینگے تاکہ عذاب میں گرفتار رہیں یہ اشارہ ان لوگوں کی طرف ہے جو اولیاء کی کرامات کے متکر ہو گئے اور اولیاء کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اپنے دل کی کھوٹ انکو ترک ایمان کی طرف لے جاتی ہے کرامات کو محال سمجھ کر صاحب کرامات کو ایذا پہنچاتے۔ درج رہے کہ اس شعر میں ”سوئے کفرے کشد“ کے کافر جتلانے میں اسلئے شامل ہے کہ گو علماء کرام اسکو حکم کفر نہیں دیتے ہیں مگر اسیات پر سبوں کا اتفاق ہے کہ گناہ پر ڈٹے رہنے سے مرتے کے وقت ایمان کے زائل ہونیکا اُسے خوف ہے جیسا کہ ایک گذشتہ شعر ”چون یعنی صاحب و آل و رسول اللہ اوست“ کی شرح میں واضح کیا گیا ہے۔

مُسکَرِ فَضْلِ دِلَايَتِ اَزْزَمَانِ وَ حَبَامَشُو
فَضْلِ حَقِّ رَاقِیِّ مَہْرِ جَاہِزِ مَہْمَا اَقَارِ شَدَايَتِ

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ ولایت کے معاملے میں وقت اور جگہ کی کوئی قید نہیں۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ ہر جگہ اور ہر وقت اپنا فضل و کرم عطا کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

علامہ اس امر کی تردید کرتے ہیں کہ ولایت اب موجود نہیں ہے یا یہ کہ اب ولی خدا موجود نہیں ہیں یا یہ کہ پہلے ہی وقتوں میں ایسی کرامات ظہور پذیر ہو چکی تھیں۔ انہیں اس آیت کریمہ پر نظر نہیں کہ خدا تعالیٰ کا فرمان ہے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء (یہ خدا کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے عنایت کرتا ہے)

اللہ نے ایسے اولیاء کو لوگوں کی رہبری کیلئے ہر ملک میں پیدا کیلئے۔

ارشاد المریدین میں ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ ماضی کے اولیاء کہاں سے لائیں۔ اور اس طرح انکے فیض سے محروم رہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ یہ ہے کہ متابعت کا راستہ بند نہیں ہوا ہے۔ اللہ کے نائب ہر زمانے میں موجود ہوتے ہیں۔ لہذا ایسے آدمیوں کی تلاش کرنا لازم ہے یہ وہ حدیث مبارک جو یوں ہے "جس شخص نے اپنے زمانے کے مقتدا اور پیشوا کو نہیں پہچانا جو جاہلیت کی موت مرا"

تفسیر قریشی میں لکھا ہے کہ خدا کا ارشاد ہے کہ چھوڑ دو انکو جو اُسکے اسماء میں حد سے گزر جاتے ہیں۔ یعنی افراط و تفریط میں پھنسنے والے ملحد ہوتے ہیں۔ مثلاً حلول کا قائل ملحد ہے اسبطر جہنوں نے خدا کو

بالکل بیکار بنایا وہ بھی ملے ہیں۔

در تعز من تشاء تحسین وقت و جای نیست
پس عزیز حق چہ بیشتر آؤ متحشر شد راست

حضرت قالیٰ فرماتے ہیں کہ و تعز من تشاء آیہ کریم ہے جسکی رو سے اللہ جسکو چاہے عزت عطا کرے۔ اس میں نہ وقت کا تعین ہے نہ جگہ کی شرط۔ تو اے منکر! تو ولی خدا کو کیوں حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

تفہات الانس میں لکھا ہے بحوالہ کشف المحجوب کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور دو عالم کے دلیل قاطع کو پائیدار و مستحکم بنایا ہے اور اولیاء اللہ کو اسکے ظاہر کرنے کا ذریعہ کر دیا ہے۔ تاکہ حضور کا مشن قائم و دائم رہے اور آپ کی علامتیں اور دلائل ظاہر ہوتی رہیں۔ یہی جماعت سنت رسول اللہ کو قائم رکھتی ہے۔ سچی پیروی کے ساتھ اور اللہ انکو حضور کے متبع میں ذی عزت بناتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ یہ اولیاء اپنے نفس کو قابو میں رکھتے ہیں۔ انکی برکت سے بارش ہوتی ہے۔ یہ ذریعت کافی ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوتی ہے۔ یہ تعداد میں چار ہزار ہیں۔

کشف الجوب کے حاشیہ میں درج ہے کہ انکی برکت سے بارش ہوتی ہے یہ اپنے آپ سے پوشیدہ رہتے ہیں اور لوگوں سے یعنی اپنے حالات مفصل طور نہیں جانتے دوسروں کے حالات سے باخبر ہوتے ہیں۔

رسالہ قشیرہ میں درج ہے کہ یدِ بختی کی نشانی یہ ہے کہ عالمِ عمل سے محروم رہے غافلِ خلوص سے عاری ہو اور آدمی اولیاء کا احترام نہ کرے۔
سہل بن عبد اللہ نے ایک نابالغ کے بارے میں سنا کہ وہ صاحبِ ولایت ہے اسکی زیارت کا شوق ہوا۔ اسکو اپنے ہاتھ سے ڈاڑھی کو خلال کرنے دیکھ کر اسے حقیر سمجھا۔ جب علیک سلیک ہوئی تو نابالغ نے کہا کہ میں آپ سے نہیں بولو گا کہو کہ تم نے مجھے حقیر سمجھا۔

ایک اور صاحب کو حکم ہوا کہ جب دلی سے ملو تو احترام کرو۔
عوامِ المعارف میں ہے کہ عزت نفس کو تکبر کے مشابہ ہے مگر تکبر سے مختلف ہے۔ انکاری میں ریاء یعنی دکھاوٹ کا شک ہوتا ہے۔
دلوں باتوں میں احتیاط لازم ہے اللہ فرماتا ہے کہ ساری عزت اللہ کے رسول اور مومنوں کیلئے ہے مومن اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے عزت نفس کا خیال رکھے۔

خواجہ سلیمانیؒ سے کسی نے پوچھا آپ کو عظیم کس نے یتایا آپ نے فرمایا میں عظیم نہیں ہوں البتہ عزت والا ہوں جن کو اللہ عزت سے وہ ناحق زمین پر تکبر نہیں کرتے بلکہ ان سے کیریائی حق قلم ہوتا ہے۔

ہم یہ یہودی من یشاء مطلقاً قلبی نہایت
از چہ در انکار لغت سخت چون مہر شد است

علامہ غلکی فرماتے ہیں کہ آیت یہودی من یشاء کا مطلب ہے۔ مطلب یہی ہے کہ اللہ جسے چاہے راہ دکھائے اسمیں کوئی شرط عائد نہیں کی گئی ہے۔ تو اے منکر! تو پیر برحق کے انکار میں کیوں سنگ مرمر کی طرح سخت ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اکثر مقامات پر بیان فرمایا ہے کہ میں صبر و چابوں ہدایت سے نوازوں۔ اس میں یہ کہنا کہ یہ قسروں اولیٰ کے ساتھ وابستہ ہے۔ صحیح نہیں ہے کسی جگہ ایسے والے کو کسی وقت بھی اس عنایت سے نوازا جاسکتا ہے۔ بعض مخالفین لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ولایت کا دور ختم ہو گیا ہے وہ سخت غلطی پر ہیں۔ ان سیاہ دل منکروں سے خدا بچائے یہ عقیدگی کی تعلیم دیتے ہیں اور دل کے سخت ہیں بقول حضرت قرآن حکما تال اللہ تعالیٰ لا شتم قست قلوبکم فیہی کا الحجارۃ اذ اشد قسوة اللہ فرماتا ہے ایسے ایسے واقعات دیکھ کر بھی تمہارے دل پتھر کی طرح سخت ہی رہے

آیت لا تیسو راخوانہ ای بدگمان !!
پس یہ نومیدی پر افسوس و تہمت شد است

(ترجمہ) اے یزدانی رکھتے دلے تم بدگمانی چھوڑ کر آیت لا تیسو پڑھا اور
خدا کی رحمت سے نا اُمید مت ہو جاؤ۔ بتاؤ تا اُمیدی پر تکیہ لگا کر تمہارا افس
کیوں پتھر بن گیا ہے۔

اللہ فرماتا ہے کہ جو خدا کی نشانیوں اور اس کے دیدار سے انکار
کر کے کافر ہو گئے وہ میری رحمت سے نا اُمید ہو گئے اور انکے لئے دردناک
عذاب ہے۔

ایقدر از وی کرامت دیدی و بشنیدہ
از چہ بدختیت چشم و گوش کو رو کر شد است

علامہ خاکی "مستکروں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ دوستو! مایہ
پیر کامل کی اتنی کراماتیں دیکھ کر اور سن کر بے لایم کیوں حقیقت سے
آنکھیں موند کر اندھے اور بہرے ہو گئے ہو۔

خواجہ نقشبندؒ کے ملفوظات میں درج ہے کہ اولیاء کی کرامات کا
انکار دراصل حضور پاکؐ کے معجزات کا انکار ہے خدا کی ارشاد ہے

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتكتموا الحق وانتم تعلمون۔ كفاراً حسداً
 من عند انفسهم من بعد ما تبين لهم الحق۔ (اور حق کو باطل کے ساتھ
 غلط ملط مت کرو اور سچ کو مت چھپاؤ در حالیکہ تم کو علم ہو۔ محض
 حسد اور کفر کی وجہ سے جو کہ انکے دلوں میں ہے حق کے واضح ہونے کے بعد بھی۔
 دستورالجمہور میں ہے کہ شیخ یانیرید لبطامی کامرید محمد راعی ہمیشہ
 اپنے پیروکاروں کی مدد و خواتی میں سرشار رہتا تھا۔

سے مرالطافت یاد تو زندہ سیدارد
 وگرنہ آتش شوق تو سوختہ جانم

(مجھ کو تیرے یاد کی لطافت زندہ رکھتی ہے ورنہ میں تیرے آتش شوق
 میں جھکر راکھ ہوا ہوں۔)

بعض لوگوں نے اس کو نا پسند کرتے ہوئے اسکی اطلاع حضرت
 یانیرید کو دی آپ نے محمد راعی سے فرمایا کہ انکی بجائے اوتنوں کو یہ راز
 سناؤ وہ زندہ سے زیادہ اچھے سنتے والے ہیں۔
 منافقوں کے بارے میں قرآن ارشاد ہے۔

(منہوم) وہ گونگے ہیں بہرے ہیں اندھے ہیں۔ بڑی خرابی اسکے لئے جو جھوٹا
 اور نافرمان ہو اور جب خدا کی آیتیں اسکے سامنے پڑھی جاتی ہیں وہ تکبر
 کرتا ہوا ان سستی کرتا ہے گویا اسکے کالوں میں ثقل ہے اسکے لئے دردناک

کاربداللہ حق راہ و قیاس از خود میگیرد !
نفس شان یاد دل بدل شد حکم شان بگراشت

اولیاء اللہ کو اپنے اوپر قیاس مت کر لے۔ انکا نفس دل میں تبدیل ہوا ہے اسلئے انکا حکم الگ ہے۔

سیر الطالبین میں درج ہے کہ سالک جب انتہا کو پہنچے تو دل کے عالم تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ دل کے عالم میں پہنچ کر اسکی عمر دش مکمل ہوگئی۔ اس حالت میں جو کچھ اسپر وارد ہوتا ہے وہ بار بار واقع ہوتا ہے۔ جیسے کسی بزرگ کے ہاتھ میں شراب شربت بن جاتی ہے ایسے شخص کیلئے شلیان ہے کہ سلطان کے مال میں دخل کر لے۔ شریعت کی رو سے مثال چاہتے ہو تو سناؤ۔

حدیث پاک ہے کہ حضورؐ کے پاس ایک لڑکا لڑکیا میں روزہ دار ہو کر اپنی بیوی کا بوسہ دن کے وقت لے سکتا ہوں آنحضورؐ نے فرمایا۔ جائز نہیں۔ اسکے بعد ایک بوڑھے آدمی نے یہی سوال کیا۔ اسکو حضورؐ نے اجازت دیدی۔ گویا شریعت کے احکام حالت کے موافق بدلتے رہتے ہیں۔

ایک بزرگ کرامت کی قوت سے پانی پر چلتا ہے دوسرا ڈوب جاتا ہے
آنحضورؐ نے فرمایا انا احب اللہ عبد اللہ یضرب ذنبا۔

۱ جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسکو کوئی گناہ تکلیف نہیں پہنچا
سکتا اسی منزل پر فائز ہونے والے کیلئے کیا گیا ہے کہ اسکا عام گناہ مباح
کا حکم رکھتا ہے کیونکہ فرانس کی پابندی نفس کے مقام میں ہے اور اس
حال کا مالک دل کے مقام میں ہے۔ اس کے حالات کے اثرات تمام حوڑوں
پر پڑتے ہیں اور اسکا سارا وجود دل بن جاتا ہے ہو سکتا ہے اس
حال کا نتیجہ دل میں ہو۔

خواجہ نقشبند کے مقامات میں یوں آیا ہے کہ جب تم نے ابدال
کے مقام کا ارادہ کیا تو تم پر احوال کی تبدیلی لازمی ہے۔ یعنی نفس کی
مخالفت اور بشری عادات کی مخالفت مراد ہے لغائی خواہشات پر قابو
اور مزاج کی تبدیلی! مگر یہ تمام حالات مرشد کامل کی توجہ سے ہی ظہور
پذیر ہوتے ہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ابدال حالات تبدیل کرتا ہے خدا سے
دوستی کی وجہ سے اسکے ہاتھ میں شراب اپنی ہیئت تبدیل کر کے سرکہ
بن جاتی ہے۔

لب اللباب میں ہے کہ جو کوئی پیر کی عیب جوئی کرے وہ عیب
خود اسکے اندر پیدا ہوتا ہے۔ جو اولیاء کو شرمندہ کرنا چاہتا ہے

خود شرمسار ہو جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک منقولہ کہانی کالب لیب بیان کرتا نامناسب نہیں

ہوگا۔

سنئے! ایک آدمی نے مرشد کے بارے میں یہ الزام لگایا کہ وہ شراب
خوار۔ مکار اور بدباطن ہے۔ بھلا کیسے مریدوں کا فریاد رس بنے گا کسی اور
نے اسکو نصیحت کی کہ نرگوں پر ہمت لگانا ٹھیک نہیں۔ وہ سمندر ہے
تجاست اُسپر کیا اثر کرے گی وہ تالاب نہیں کہ ہماری طرح گندہ ہو جائے اور
اسکا ذائقہ رنگ و بو بدل جائے۔

تم ایسی تیز تلواروں کے ساتھ نہ ٹکراؤ اگر تالاب سمندر کا مقابلہ
کرنے لگے تو اسکا وجود ختم ہو جائیگا۔

تم سورج یا چاند میں سوراخ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا ہے
اس شخص نے کہا یہ غلط ہے تم میرے ساتھ آؤ میں تمکو اسکا حال دکھاؤں
گا۔ وہ گئے اور اسکے ہاتھ میں کیا جام دیکھا پوچھا اس میں شراب ہے
اسنے کہا اُنڈیل دو۔ اس میں سے شہد پیکا دشمن ذلیل ہو گیا۔

اب اس فقیر نے اپنے مرید سے کہا جاؤ میرے لئے شراب لاؤ۔
مجھے تکلیف ہے اور مجبوری اور اضطراب کے عالم ناپاک چیز بھی پاک
ہے۔ حلال ہے وہ مرید شراب خانے میں گیا۔ وہاں ہر مٹکے میں بجای
شراب کے شہد دیکھی۔ تمام شرابی سر پیٹے لگے شیخ کے پاس آئے

آپ کی توقعہ سے شراب شہد بن گیا۔

اب اسکا مصنف نصیحت کے طور کہتا ہے کہ خبردار ایسے بادشاہوں کے ساتھ جھگڑ کر نا چھوڑ دے ورنہ ابلیس کے پیرو ہو گے۔

ایسے شیخ کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

آداگر زہرے خور د شہدے شود مرد کامل اگر زہر کھائے تو وہ اکیلے

شہد بن جائے۔ تو اگر شہد کھائے تو زہر بن جائے

تو اگر شہدے خوری زہرے بود اُسے اپنے آپ کو بدل ڈالا۔ اسلئے اسکا

کام بھی بدل گیا۔ وہ پاکیزہ بن گیا۔ نار نور بن گیا۔

کنز العباد میں صحاح ستہ سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ ابدال

سے دنیا خالی نہیں۔ جب کوئی مر جاتا ہے اسکی جگہ دوسرے لیتا ہے۔

یاد رہے کہ ہمارے پیر برحقؑ کے ابدال ہونے کے ثبوت میں مندرجہ

بالا اشعار میں وضاحت کی گئی ہے۔ یہ ایک نشان مذکور ہوا۔

مست می در شمع چون معذور قول فعل شد
یا طلق اولویت مست عشق اعذر شارب

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ جب شریعت کی رو سے ہر وہ شخص جو شراب پی کر مست ہو گیا ہو وہ کلام اور کام میں معذور گردانا جاتا ہے

تو جو عقل الہی میں مست ہے وہ بہتر صورت میں زیادہ معذور ہے۔

وقت مغایرت عاشق پوزا مل گشت عقل
نیست تعلیفش قبول امری از وی کر شدت

جب ایک عاشق زار مغلوب الحال اور مست ہو جاتا ہے اور اس کی عقل کام نہیں کرتی تو اس حالت میں اگر اس سے کوئی بات یا کام سرزد ہو جائے تو وہ اس کے لئے ذمہ دار نہیں ہے۔

حضرت پیر زویؒ نے اس بارے میں تحریر فرمایا ہے۔

آنکہ مردارے خورد یعنی پلید

مشرع اور اسوئے معذور راں کشید

جس نے مردار کھایا شریعت نے اس کیلئے عذر پیدا کر کے وہ

حرام حلال کر دیا۔

سے عاقلاً مجنون قسم بے قرار

لے عقل والے میں اللہ کا متوالا ہوں

در چنین بے خویشیم معذور دار

ایسی بے خودی میں مجھے معذور رکھ

خواجہ ابوسعید ابوالخیرؒ فرماتے ہیں۔ لا یواخذ العُشاق بما

لے دے۔ (بیشک اللہ عاشقوں سے باز پرس نہیں کرتا ہے ان تمام امور کیلئے جو اُن سے ظہور پذیر ہوں۔ ذی ہوش انسان سب کچھ اپنی عقل کے سہارے کرتا ہے۔ لیکن عاشق نے اپنے اختیارات کلی طور معشوق کو تفویض کئے ہیں۔ لہذا وہ ان افعال کیلئے موقوف نہیں جو اُس سے سرزد ہوں ایسے لوگوں سے ہم نشینی باعث سعادت ہے۔

خواجہ ثنائی لکھتے ہیں عاشقوں کے پاس بیٹھو اور عاشق بن جاؤ جن میں ہوئی عشق نہیں اُن سے دور رہو۔ اگر کسی وقت عاشق دیدار معشوق سے فیضاب ہو گئے تو تو بھی اسے متمتع ہو گے حکیم رامتائے کیا خوب فرمایا ہے۔

اگر ہو عشق تو کفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مرد مسلمان کافر و زندیق (اقبال)
مشاغل الاتقیاء اور الموعانی میں درج ہے کہ ایسے شیخ کو
کفر کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا جو سکر کی حالت میں ہو اور اس حالت میں وہ
جو کچھ کہہ ڈالے۔ اس سلسلہ میں علماء نے جلد بازی سے کام لیا ہے

مست و بھنگی راطلاق و بیع نیست
ہمچو لطف است، و معاف و معافی است
شراب اور بھنگ پینے والے کا طلاق یا خرید و فروخت کا اعتبار نہیں وہ بچے
کی طرح معافی کا مستحق اور معذور ہے۔

خدائی حکم ہے کہ نشہ کی حالت میں نماز مت پڑھو کیونکہ ایک صحابی نے
سورہ کافروں سونچ کر نہیں پڑھا۔ مسکرمیں کہا میں اسکی عبادت کرتا ہوں
جسکی تم عبادت کرتے ہو۔

علماء اہل سنت والجماعت نے ممنوع چیز قرار دی ہے۔ بے ہوش کو مرتد
بنانا جائز نہیں۔ اولیائے کرام نے غلبہ حال میں ہنسور کی طرح شرع
کے خلاف باتیں کی ہیں۔ جیسے حضرت بایزیدؒ نے فرمایا میرا جھنڈا حضور کا
کے جھنڈے سے بڑا ہے۔ پیر پیران رحمۃ نے فرمایا میلر پاؤں تمام
اولیاء کراموں کی گردلوں پر ہے۔

عاشق قاف سے الہمدانی نے کہا میرے پہلو کے اندر
خدا کے بغیر کچھ نہیں وغیرہ

خانی اللہ کے عالم میں خدا نے ایسی باتیں کہلوائی ہوں جیسے
حضرت موسیٰؑ سے درخت نے کہا۔ "میں وہی خدا ہوں جو تمام جہالوں
کا رب ہے" حضرت بایزید لیطانیؒ کے بارے میں ہے

خدا بود گویا حقیقت بدان

نماندہ تطبیقور نام و نشان

در حقیقت خدا یوں رہا تھا بایزید کے وجود کا نام و نشان تک

نہ رہا تھا

پیر ما مغلوب مشکور است ز انزو اکمل است

ز انکلازم عبادت ہوش الیاد و شاست

حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ ہاں پیر برحق غلبہ حال میں مشکور ہیں
اور اکمل بھی ہیں۔ کیونکہ جہانگیر عبادت کا تعلق ہے اس میں وہ یا
ہوشیار ہیں۔

پھر شیطان گشتِ مدرسہ کہ باخدا صانع حق
چشمِ سرِ پوشیدہ بینندہ چشمِ سرِ شداست

فرماتے ہیں وہ شیطان کی طرح مردود ہوا جو اولیاء کرام
کو ظاہری آنکھوں سے دیکھے اور دل کی آنکھیں بند کرے۔

گر لفظِ افسرِ ناپسندی بینی از وی و مہر
کو ولی حق شدا نیشِ قُبہ و چادرِ شداست

فرماتے ہیں کہ اگر پیر برحق یا کسی اور ولی میں ناپسندیدہ بات
دیکھتے تو خاموش رہ اور اعتراض نہ کر کہ وہ خدا کا دوست ہے اور
یہ حرکت آپ نے اصلی حالت چھپانے کی ہے تو گویا یہ ناپسندیدہ
بات ان کے حق میں جوعت یا چادر بن گئی۔

حق زینت اولیاء بہان کن در قباب !
 تہ بیت غیہ کلدر دوستی افی شادست

علامہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو پنہان پوشیدہ رکھتا ہے کمال غیرت کی وجہ سے ! تاکہ غیروں کی آن پر نظر نہ پڑے۔ اللہ غفور ہے۔
 اولیائی تحت قبائی لایعرفہم غیری۔ حدیث قدسی ہے اللہ فرماتا ہے کہ میرے دوست میرے خمرگاہوں کے نیچے چھپے ہیں انکو میرے بغیر کوئی نہیں جانتا۔

اقبالہ میں درج ہے کہ خدایب کسی کو درجہ ولایت پر فائز کرتا ہے تو اس پر پردہ ڈالتا ہے۔ اولیائی تحت قباب۔ قباب سے مراد اوصاف بشری ہیں۔ بشریت میں نقص بھی ہوتا ہے یا لوگ عیب نکالتے ہیں تو اس حدیث پاک کا مفہوم ہوا کہ اسکو بشری لباس اسلئے پہنایا تاکہ اصلیت دل کی انکھوں سے ہی معلوم ہو۔ ظاہری آنکھ کو صرف نقص دکھائی دیں۔ دل کو عقیدت کے نور سے متور ہونے کے بعد ہی ولی کی شناخت ہو سکتی ہے۔

کشف المحجوب میں درج ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ میں وجد و حال پیدا کرتا ہے مگر اسکی حفاظت بھی کرتا ہے نظر عنایت جاری رکھتا ہے۔

اولیاء کرام کی ایک بڑی جماعت ہمیشہ استغراق میں رہتی۔ یہ تو در
مگر نماز کا وقت آتا تو ہوش میں آکر نماز پڑھتے پھر اپنے عالم میں مصروف
رہتے۔ دوسری جماعت ان اولیاء کی زیادہ مغلوب الحال رہتی ہے وہ شرائط
کی پابندی سے معذور ہے۔ کوئی مرد و شخص ان کے حال کو سمجھ نہیں سکتا
ہے۔

لب لباب میں ہے کہ اولیاء کو دل کی آنکھوں سے دیکھنا چاہیے۔
کافروں نے پیغمبروں کو ظاہری آنکھ سے دیکھا اسلئے حقیقت نہ پاسکے
ماہذا لا یشتو مشکم نہیں ہے۔ مگر تم جیسا بشر۔ ماسدوں نے
انکو اپنا جیسا بشر مانا۔ (یہ ایو جہل کی بولی ہے۔ حضرت صدیق مہتمن نے ایسا
نہیں کہا۔ مترجم)

حضرت پیر رومیؒ نے مثنوی معنوی میں مختلف مثالوں کے ذریعہ یہ
سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

کارپا کاں رقیاس از خود میگر گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر
این خوردگر دو پیدی زو جدا آن خوردگر دو دم نور خدا
این خوردگر زاید بخل و حسد دین خوردگر آید ہم عشق احد
بندگان خاص کو اپنا جیسا مہمت سمجھ۔ چاہے شکل و صورت بشر
جیسی ہو دو لفظ شیر جنگل کا اور شیر دودھ شکل و صورت میں ایک جیسے
ہیں مگر سیر کا گوشت کھاؤ تو مردار ہے دودھ پیو تو نور خدا ہے

شیر کا گوشت کھانے سے نخل و صد اور دودھ پینے سے عشق خدا پیدا ہوتا ہے

• جسد عالم زمیں سبب گمراہ شد کم کہے ز ابدال حق آگاہ شد

ساری دنیا اسی لئے گمراہ ہو گئی۔ کیونکہ وہ ابدال کو پہچان نہ سکے۔

• ہمسری یا انبیاء برداشتند اولیاء را بچو خود پنداشتند

انہوں نے انبیاء کے ساتھ برابری کی اور اولیاء کو اپنا جیسا سمجھا۔

• این تداستند ایشان از علی در میاں فرقے بود بے منتہا

انہوں نے اندھے پن کی وجہ سے انکو نہ پہچانا۔ ورنہ دو کے درمیان بے

انتہا فرق ہے

• ہر دو کون ز نور خورد از یک عمل یک شد زین شیش و زان دیگر غسل

بھڑ اور شہد کی مکھی ایک ہی خبثت سے ایک جگہ غذا حاصل کرتی ہیں مگر ایک کے پاس ڈنگ دوسرے کے پاس شہد ہے۔

• ہر دو کون آہو گیاه خوردند و آب زمیں یکے سرگین شد و زان مشکابا

ہر دو کون ایک ہی گھاس کھاتے ہیں مگر ایک سے گوسر دوسرے سے کستوری ملتا ہے۔

• ہر دو نے نورند از یک آنخورد آن یکے خالی و دیگر پر شکر

نرسل اور گنا ایک ہی پانی چوستے ہیں مگر ایک خالی دوسرے میں شکر ہے۔

صد ہزاراں چمنیں اشباہ بین فرق شان ہفتاد سالہ راہ بین

ایسی لاکھوں مثالیں ہیں جن میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔
 پانی کو لیچے کوئی میٹھا ہے کوئی کھاری مگر ایک جیسے عظمیٰ حضرت موسیٰؑ
 کا اور دوسرے عصا ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔

ہست ترکیب محمدؐ گوشت و پوست گر چہ در ترکیب ہر تن جنس اوست

حضور پاکؐ کا جسد مبارک گوشت و پوست سے مرکب ہے اس لحاظ سے
 ہر جسم انکے جسم مبارک کے مانند ہے :-

● گوشت دار و پوست دار و استخوان ہر چہ میں ترکیب و باشد چنان
 اسمیں شک نہیں کہ جسم گوشت اور ہڈیوں سے مرکب ہے جس جسم کی ایسی
 ترکیب ہو وہ الیا ہی ہے ۔

● کاندراں ترکیب باشد معجزات گر ہمہ ترکیب با گشتند مات
 جسم مبارک (صورت محمدی) معجزات سے پُر ہے جکو دیکھ کر لوگ حیران
 و ششدر ہے۔

● برگ باہم رنگ بود اندر نظر میوہ با بریک بود نوع دیگر
 پتے ہم رنگ سبز ہونے کے باوجود ہر درخت کا میوہ الگ اور مختلف ہے

● بیفتہ مار راجہ مانند در شب بیفتہ کجھک را دور استاره

سانپ اور چڑیا کے انڈے مشکل مگر مختلف!

● قصہ جنگ یا انبیاء برداشتی چشم دیدی آدمی پنداشتی

کیا تم انبیاء کے ساتھ لڑنا چاہتے ہو انکو اپنا جیسا سمجھ کر

● کار ازیں ویراں شدت کے مرد عام کہ بشر دیدی تو بیتاں لا چو عام

اے ناقص انسان تیرے کام بگڑ گئے کیونکہ تم انکو عام انسان تصور کرتے ہو

● تو ہماں دیدی کہ ابلیس لعین گفت من از آتشم آدم ز طین

تم نے ابلیسی نظر سے دیکھا۔ جسے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔

● چشم ابلیس نہ رایکم بہ بند چند بینی صورت آخر چند چند

ابلیسی نظر کرنا چھوڑ دو۔ آخر کب تک ظاہر صورت ہی کو دیکھتے رہو گے

● دیدہ معنی زمانے برکتا تابہ بینی فرقہا در فرقہا

بصیرت کی نظر سے دیکھنا کہ فرق نظر آئے۔

● حجۃ الاسلام میں حضرت خدیجہ کے بارے میں حضور پاکؐ نے فرمایا کہ وہ

غیور ہے۔ پھر فرمایا ان سے بڑھ کر میں غیور ہوں اور میرا سوا سب سے زیادہ

غیر تمند ہے۔

● لب اللباب میں ان غیرت مند اولیاء کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ

میرے زیر تنگین ہیں میرے زیر ستایہ۔ انکو کوئی نہیں پہچانتا انکا حال پوشیدہ

رہتا ہے حضرت شیخ عفارؒ فرماتے ہیں کچھ مردان کامل اپنی نظروں میں چھپے

ہوتے ہیں۔

مثنوی شریف میں لکھا ہے کہ اہل دل پوشیدہ رہ کر چلتے ہیں اس دنیا کے پیدا ہونے سے وہ موجود تھے اور انکی روح جود الہی کے دریا میں تھی۔ موجودہ قالب میں آنے سے پہلے انہوں نے عمریں گزار دی ہیں اور بونے سے پہلے ہی پھل کاٹا انگور کے پیدا ہونے سے پہلے ہی انہوں نے شرابیں پی ہیں اور مستیاں کی ہیں آگے چل کر فرماتے ہیں کہ ان اہل دلوں کی دلجوئی کرتا ضروری کرے ورنہ قوم ذلیل ہوگی چنانچہ انکا کلام یوں ہے۔

تا دل مردِ خدا نامدِ بدرد مایعِ قومے راقدِ ارسوا نکرد
جب تک کسی مردِ خدا کا دل نہ دکھایا گیا تب تک کوئی قوم ذلیل نہ ہوئی۔
خشمِ مرداں خشک گردِ اندِ سحابِ دل ہا کردہ عالمِ راقِ خراب
مرداں خدا کے خشم سے بادل بھی سوکھ جاتے ہیں۔ صاحبِ دل کے غم سے عالمِ خراب ہوتے۔

گاہِ خشمی تندِ اما گاہِ جود پیشِ شاہِ مدیج یک جہ نمود
خشم کے وقت بہت تیز و تند، سخاوت کے وقت انکا دانہ تو خزلنے کے برابر ہے۔

ہر کرا از خویشی متواختند گدائے یود شاہش ساختند
کبھی ایسے مہربان کہ گدا کو شاہ بنا دیا۔
دستِ شاہِ مفتاح گنجِ رحمت است
تاکرا آں گنج ہا آید بدست

رحمت کے خزانے کی چابیاں شاہ کے پاس ہیں۔ تاکہ خزانے تقسیم کریں۔

● تا قیامت گریہ و زاری کلام مہد قیامت گزرد و دیں تا تمام
اگر یہ باتیں قیامت تک کرتا رہوں۔ سو قیامت گزرتیگی مگر یہ قصہ تمام نہ ہو گا۔

پردہ کی بین و مکن با پردہ ہرگز التفات
پردہ احوال او این جامہ و بستر شد است

پردہ دیکھ کر اُس ظاہری صورت کو چھوڑ کر پردہ نشین کو دیکھو یہ ظاہری
شکل و صورت اور ٹھاٹھ یاٹ کپڑے کی طرح پردے کا کام دیتے ہیں انکی
طوفان حقیقت کو پہچان!

بہ تادیب آن کلام تشدد و لطف آمیز او!!
خالصان را نوش بہر متکبران نشتر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ پیر برحق ”اگر کسی وقت تیز و تشدد کلام تمہیں ادب
سکھاتے کیلئے کریں تو وہ تمہارے حق میں شہد سے میٹھا ہے مگر بے یقین کیلئے
نشر کا کام دیتا ہے۔“

ذات اوصاف از عہد و صاف چون آئینہ است
ہست آن نیک و بد را کی گز و مہر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر برحق رضی کی ذات والا صفات تمام اوصاف کا مجموعہ ہے آئینے کی طرح صاف و شفاف۔ اسلئے دیکھتے و نلے کو اس آئینہ میں اپنی ہی بھلائی یا برائی نظر آتی ہے۔

ہوون تو بی پیری درین گمراہیت شیطان کند
پیر بے پیر است شیطان از نبی نجر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ بے پیر آدمی کا پیر شیطان ہے اور یہ حضور پاک کا فرمان ہے چوتکہ تو بے پیر ہے اسلئے شیطان تجھے گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔

چون رسول اللہ کفایہ پیر مانند نبی است
کے بود مومن کسی کز وی بنی منکر شد است

علامہ مخیر مایا کہ رسول پاک کا ارشاد ہے کہ پیر نبی کے مانند ہے اب جو نبی سے منکر ہوا وہ مومن کیسے رہا۔ (اس حدیث پاک کی مخالفت کر کے) اسرار الاولیاء میں ایک واقعہ درج ہے کہ خواجہ داؤد طائی کے پاس

ایک آدمی قبا پتے آیا۔ سجدہ کیا اور بیٹھ گیا حضرت طائیؑ نے لوگوں کی طرف
مخاطب ہو کر فرمایا جو کچھ میں فرقہ والوں میں تلاش کرتا تھا وہ چیز میں نے
اس قبا والے آدمی میں دیکھی یعنی تو نگر تھام دیش!

مرشد کا بارعب ہونا ضروری ہے حضرت یامیؑ فرماتے ہیں جو ہماری
طرف دیکھے بُرا یا بھلا! وہ اپنی ہی صفت دیکھتا ہے۔

بے پیر کیلئے تاکید ہے کہ وہ توبہ کر کے مرشد کی تلاش شروع کرے
حضورؐ نے فرمایا لَا يَشْغَلُهُ فَالشَّيْطَانُ شَيْخُهُ الْوَيْزِيدُ کہتے تھے
جس کا کوئی استاد نہیں اس کا پیشوا شیطان ہے۔

حضور پاکؐ کا فرمان ہے الشَّيْخُ فِي قَوْمِهِ كَالْتَّبِ فِي أَقْتَبِهِ
مرشد اپنے مریدوں کو خدا کا راستہ پیغمبر کی طرح دکھاتا ہے۔ اور ارشاد
ہے علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل میری امت کے مرشد عالم لوگوں کی اسی
طرح رہبری کریں جس طرح بنی اسرائیل پیغمبر کرتے تھے۔
حضرت رومیؒ کیا خوب فرما گئے ہیں۔

مگس از پیغمبر امام خویش تکیہ کم کن یرفن دیر کام خویش
اپنے زمانے کے پیغمبر سے سلسلہ منقطع مت کر اپنی ہنر مندی پر زیادہ بھروسہ
مت کر۔

تفسیر قشیری میں ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ میں نے زمین میں پہاڑ رکھ دیے
تاکہ زمین نہ ڈھل جائے۔ اس آیت میں جو اشارہ جو پہاڑ کی طرف ہے وہ دراصل

اولیاء اللہ سے مراد ہے۔ اوتاد و اقطاب سے معاشرہ قائم ہے انکے ہوتے ہوئے عذاب نہیں ہوگا۔ یہ ستاروں کے مانند ہیں اور راستہ دکھاتے ہیں یہی حال علماء کا ہے جو لوگوں کے رہبر ہیں۔

رسالہ لطیفہ غیبیہ میں لکھا ہے کہ جسطرح شریعت میں تمام پیغمبروں پر ایمان لانا فرض ہے اسی طرح طریقت میں قلوب دل سے اولیاء پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے۔ یہاں تک کہ ولی کا منکر مژدہ ہو سکتا ہے اللہ بچائے آمین۔ کہا گیا ہے کہ خدا تک پہنچنے کے اتنے راستے ہیں جتنے اتان ساتس لیتا ہے۔ الطرق الی اللہ بعد انفا س الملاق لیکن مرشد کے طریقے پر چلنا لازم ہے۔

نفحات الانس میں درج ہے۔ کہ شیخ الاسلام حضرت ابو اسماعیل عبد اللہ الانصاریؒ نے وصیت فرمائی کہ ہر ایک پیر سے کوئی نہ کوئی بات یاد رکھو۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو انکے کم از کم نام یاد رکھو۔ ان سے بھی فائدہ ہوگا۔ سلوک میں قبولیت کی یہ نشانی ہے کہ تمہیں مہم شد کامل کی بات سنکر خوشی حاصل ہوگی۔ انکی طرف تمہاری رغبت ہو جائے۔ اگر کوئی ولی تمہیں پسند نہ ہو۔ اور تم اسکو کم مرتبہ حقیر چالو تو یہ بدتر گناہ ہوگا اللہ بچائے! آمین!

نہ دن بے پیر بازندقی و کافر شد شبیہ !!
 نیست پیر وایت کہ موت در چہ ملت در شد

حضرت علامہ کا ارشاد ہے کہ جو بغیر پیر حاصل کئے مر گیا اسکے لئے برابر ہے کہ وہ کس ملت میں شمار ہو۔ کافر یا زندقہ یا منکر!
 اہل سلوک کا اعتقاد ہے کہ جو شخص اپنے امام وقت یعنی پیر کامل کو پہچانتے بغیر مر گیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔

حضور کا ارشاد ہے کہ امیر کا حکم ماننا لازم ہے خود وہ معیشتی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ جو جماعت سے نکل گیا وہ جاہل ہے۔ رافضی لوگ جماعت کے ساتھ نماز ادا نہیں کرتے یہ جہالت ہے۔ عہدِ صرف انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مرید بننا، مرشد کامل کی اراد تمندی حاصل کرنا۔ مرشد کی عقیدت اتنی اہم ہے تو مذاہب کے ائمہ۔ مجتہد فقہاء عرے اس بارے میں علاحدہ باب کیوں نہیں لکھے ہیں۔

اس کے جواب میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ مذہب دلوں نے تمام علوم میں اجتہاد کیا ہو۔ کوئی احادیث کا امام ہے تو کوئی علم و قرأت و تفسیر اس طرح علم طریقت کے بھی امام ہیں مثلاً شیخ حسن یحییٰ جتید بغدادی امام ابوالقاسم قشیری جہتوں نے کشف اور الہام کی مدد سے قواعد مرتب کئے۔ مثلاً تفسیر، ارشادات، طبقات صوفیہ، نقبات الالس تصانیف

امام قشیری، کشف المحجوب، عوارف المعارف، تذکرۃ الاولیاء وغیرہ یہ باتیں آپ کو محیط اکثر، ہدایہ، وقایہ وغیرہ میں نہیں ملیں گی۔
 تو گویا تصوف کی کتابوں میں ثابت کیا گیا ہے کہ مرشد کامل کے ساتھ عقیدہ تہندی ضروری ہے۔ کوئی پوچھے کہ کیا امام ابوحنیفہؒ یا امام شافعیؒ وغیرہ طریقت میں کسی کے مرید تھے۔ جواب اثبات میں ہے وہ انکی صحبت میں رہے شاگرد طریقت بھی بنے ہیں۔

چونکہ اہل شریعت کی طرح تصوف و سلوک کی باقاعدہ تعلیم نہیں دی گئی اور یہ علم محض سینۃ السنتہ ہی منازل طے کرتا رہا اسلئے یہ کام وظیفہ کے طور پر مشہور ہوا مثلاً مزید بیکر خرقہ کلاہ پہننا، خلوت میں بیٹھنا اور آداب مرید سیکھنا اسکو طریقت میں شامل رکھا گیا ہے۔

کشف المحجوب میں ایک واقعہ یوں درج ہے کہ حضرت ابراہیم ادریسؒ حضرت امام اعظمؒ کے پاس آئے۔ آپ اونی جامہ پہنے ہوئے تھے۔

امام کے ہنشینوں نے انکی طرف حقارت سے دیکھا مگر حضرت امام عالمؒ نے فرمایا۔ ہاں سے امام سردار ابراہیم آئے ہیں۔ متعزض حیران رہ گئے کہ انکو یہ مرتبہ کب سے ملا ہے۔ پوچھنے پر امام صاحبؒ نے فرمایا کہ ہم اپنی خدمت کرتے ہیں۔ یہ اللہ کی خدمت میں کمر بستہ ہیں۔ اسلئے وہ ہمارا سردار بن گیا۔

تمیز لکھا ہے کہ ابراہیم ادہمؒ، فضیل عیاضؒ، داؤد طائیؒ، بشیر عافیؒ وغیرہ
مرشداں کامل امام صاحب کے شاگرد اور ہم صحبت رہے ہیں۔ ان سے علوم
باطنی حاصل کئے۔

سید عرف المعانی میں ہے کہ حضرت بایزیدؒ نے فرمایا کہ میں نے ابا علی
السدی کے ساتھ صحبت کی ہے۔ میں انکو قرآن کی تعلیم دیتا شریعت کی وہ مجھے
حقائق توحید سکھاتے تھے۔

امام صاحبؒ کا لبرہ تک سفر میں شیخ محمد بن سیرینؒ سے خواب کی تعبیر پوچھے
جانا اہل تعبیر کے ساتھ عقیدہ تہندی نہیں تو کیا ہے؟ منطق الطیر میں ہے۔
از تو گر انصاف آید در وجود یہ زمرے در رکوع و در سجود
نماز گذری سے بہتر ہے کہ تم انصاف کرو۔

امام احمد حنبلؒ حضرت بشیر عافیؒ سے استفادہ کرتے اور فرماتے
وہ میری نسبت خدا کو بہتر جانتا ہے۔

لوگوں کی دو اقسام ہیں خیرا صاحب عقل ۱۲ صاحب عقل و فکر جو باتیں
عم سے پوشیدہ ہیں وہ صوفیائے کرام کے پاس عیان ہیں صوفی لوگ اہل
وہل ہیں۔ باقی لوگ اہل استدلال ہیں۔

امام احمد حنبلؒ، امام شافعیؒ کے پاس تھے اور حضرت شیبان
اعلیٰؒ آگئے امام احمدؒ نے کہا کہ آپ اجازت دیں تو میں اسکو اپنی کم علمی سے آگاہ
کوں۔ شافعی صاحبؒ نے کہا۔ ایسا مت کرو۔ لیکن نہ مانے۔ شیبانؒ نے

پوچھا۔ اے احمدؒ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس نے پانچ نمازوں میں سے ایک فراموش کی۔ مگر یہ نہیں جانتا کونسی نماز فراموش کی۔ امام احمدؒ نے کہا اے شیطان اس پر کوئی واجب نہیں شیطان نے کہا اے احمدؒ یہ وہ شخص ہے جس کا دل اللہ سے غافل ہو گیا۔ اس پر واجب ہے کہ اپنے دل کو سترائے امام احمد بن حنبلؒ پر غشی طاری ہو گئی یہ صوفیائے میں ان پڑھ تھے اب جو علوم ظاہری اور باطنی سے واقف ہوا اسکی واقفیت کا کیا کہنا۔ ایسی بہت مثالیں موجود ہیں۔ جن میں انکی تکلمہ سنی اور تہذیب علم کا پتہ چلتا ہے۔

عجیب پیران ہر کہ از کوری و بیشری گزید
درد و عالم رو سیاہ و خوار و زاری شدت

علامہؒ فرماتے ہیں کہ جو اپنی بے شرمی اور کوز خستی اور اندھے پن کی وجہ سے پیروں کے غیب نکالتا ہے وہ دونوں عالم میں رو سیاہی کے سوا کچھ نہیں پلے لب اللباب میں ہے کہ جو غلوں دل سے مرید بننے کی خواہش رکھے اسکے آداب میں یہ داخل ہے کہ وہ ظاہری کاموں کو بڑا سمجھ کر نکتہ چینی نہ کرے بلکہ زبان بند رکھے اور لعنت کا حقدار نہ رہے۔

حضرت پیر رومیؒ فرماتے ہیں کہ جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کے کردار کو نیچا کر دے تو اسکے دل میں پاک لوگوں کو طعنے دینے کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔

ذخیرۃ الملوك میں ہے حضور پاکؐ نے فرمایا من مستزكماً ستواللہ
فی الدنیا والآخرۃ۔ (جس کسی نے ایک مسلمان کی پردہ پوشی کی اسکی اللہ تعالیٰ دینا
اور عقی میں پردہ پوشی کی)

بدگمانی راز پاکسن و ز فضولی توبہ کن !
کز فضولی رافضی مردود مستنکر شد راست

علامہؒ کیا خوب فرما گئے ہیں کہ مرشد کامل کے بارے میں بدگمانی کرنا چھوڑ
دے۔ اور فضولیات سے توبہ کر کیونکہ ایسی فضول باتوں سے ہی رافضی مردود
مقہور ہو گیا۔

کیمیائے سعادت میں ایک حدیث مبارک کا حوالہ ہے۔ مومن ہمیشہ
معافی مانگتا ہے اور منافق ہمیشہ عیب جوئی کریگا۔ مومن کو چاہیے کہ
ایک بھلائی کرنے سے دس کمزوریوں پر پردہ ڈالے۔ حضورؐ نے فرمایا برے
دوست سے پتاہ مانگ۔ معافی اور عفو طلب کرو۔ ظنِ بد رکھنا حرام۔
حضور پاکؐ نے فرمایا۔ مومن کیلئے چار چیزیں ہیں۔
توبہ نصرت اور وہ جسکے حق میں مظلوم ہو۔

پوچھا۔ اے احمدؒ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس نے پانچ نمازوں میں سے ایک
 فراموش کی۔ مگر یہ نہیں جانتا کونسی نماز فراموش کی۔ امام احمدؒ نے کہا اے شیطان
 اسپر کوئی واجب نہیں شیطان نے کہا اے احمدؒ یہ وہ شخص ہے جس کا دل اللہ سے غافل
 ہو گیا۔ اسپر واجب ہے کہ اپنے دل کو سترائے امام احمد بن حنبلؒ پر غشی طاری ہو گئی
 یہ صوفیائے میں ان پڑھ تھے اب جو علوم ظاہری اور باطنی سے واقف ہو اسکی
 واقفیت کا کیا کہنا۔ ایسی بہت مثالیں موجود ہیں۔ جن میں انکی تکلیف تھی اور تہمید علم
 کا پتہ چلتا ہے۔

عجیب پیران ہر کہ از کوری و بیشرمی گزید
 درد و عالم رو سیاہ و خوار و زاری شدت

علامہؒ فرماتے ہیں کہ جو اپنی بے شرمی اور کوز بخشی اور اندھے پن کی وجہ
 سے پیروں کے غیب نکالتا ہے وہ دونوں عالم میں رو سیاہی کے سوا کچھ نہیں پاتا
 لب اللباب میں ہے کہ جو خلوص دل سے مرید بننے کی خواہش رکھے
 اسکے آداب میں یہ داخل ہے کہ وہ ظاہری کاموں کو برا سمجھ کر نکتہ چینی نہ کرے
 بلکہ زبان بند رکھے اور لغت کا حقدار نہ رہے۔

حضرت پیر رومیؒ فرماتے ہیں کہ جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کے کردار کو
 نیچا کر دے تو اسکے دل میں پاک لوگوں کو طعنے دینے کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔

ذخيرة الملوك میں ہے حضور پاکؐ نے فرمایا من مستمسكاً ستوالله
في الدنيا والآخرة۔ (جس کسی نے ایک مسلمان کی پردہ پوشی کی اسکی اللہ نے دینا
اور عقی میں پردہ پوشی کی)

بدگمانی رہا کس وز فضول تو یہ کن
کز فضول رافضی مردود مستنکر شد راست

علامہؒ کیا خوب فرما گئے ہیں کہ مرشد کامل کے بارے میں بدگمانی کرنا چھوڑ
دے۔ اور فضولیات سے تو یہ کر کیونکہ ایسی فضول بالوق سے ہی رافضی مردود
مقہور ہو گیا۔

کیمیائے سعادت میں ایک حدیث مبارک کا حوالہ ہے۔ مومن ہمیشہ
معافی مانگتا ہے اور منافق ہمیشہ عیب جوئی کریگا۔ مومن کو چاہیے کہ
ایک بھلائی کرنے سے دس کمزوریوں پر پردہ ڈالے۔ حضورؐ نے فرمایا برے
دوست سے پناہ مانگ۔ معافی اور عفو طلب کرو۔ ظن بدر بھٹا حرام ہے
حضور پاکؐ نے فرمایا۔ مومن کھیلے چار چیزیں حرام ہیں۔ سبکدوشی
توندہوت اور وہ جسکے حق میں بدظنی ہو۔

حضرت عطارؒ نے رافضی کے بارے میں لکھا ہے۔

ہست در شریعت سخن تنہا قبول جو تمہاری باتیں شریعت میں ناپسند ہیں
 چہ سخن گوئی زیاران رسولؐ اصحاب رسولؐ کے بارے میں کیا کہتے ہو
 در فضولی رد ممکن دیوان سیاہ فضول یجو اس سے اپنی روسیاسی مت خرید
 گوئے بر دی گر زبان داری نگاہ خاموش رہ کر کامیاب رہو گے
 تو دریں رہ نے خدائی نے رسولؐ تم اس معاملے میں نہ خدا ہوتے رسولؐ
 دست کوتہ کن ازیں رد و قبول اسلئے مانتے نہ ملنے سے خاموش رہ
 حضرات ابوبکر و عمرؓ کے بارے میں زبان درازی مت کر۔

پیش ہر درویش روح خدا کا ذخیرہ مالک
 در نہر غیب جہنم کہ رفت اختر شریعت

فرماتے ہیں کہ ہر درویش کے پاس جاؤ اور جو صاف ملے لیے اور
 جو میلہ لگے چھوڑ دے عیب جتنی کرنے والا خسارہ میں رہیگا۔
 لب الالباب میں ہے اے عزیز تم جانتے ہو اولیاء پوشیدہ ہوتے ہیں
 پھٹے پرانے کپڑے پہن کر ظاہری صورت میں غریب و حقیر ویران نظر آتے
 ہیں۔ مگر باطن انکا آباد ہے۔ خزانہ ویرانے میں ہی ہوتا ہے جاؤ
 تلاش کرو۔
 خزانے ویرانے میں ہی ہوتے ہیں۔ تم ویرانے کو نہ دیکھو ہاں

قزاق کی تلاش کرو۔ ہو سکتا ہے اسکو حاصل کر کے رہو گے۔ نظم کا مقہوم ملاحظہ
عکریں۔

دنیا میں کوئی دیران جگہ گنج سے خالی نہیں۔ جس درویش میں تور ولایت
پاؤ اس کے گرد طواف کرو۔ تم پرانی گدڑی کی طرف نہ دیکھ۔ اولیاء سونے کو باہر
سے کالا کر دیتے ہیں۔ بڑی نکتہ سے بچنے کیلئے رعل و جواہر کو دھوکے سے آلودہ
کیا جاتا ہے۔ قزاق سانپ کے بغیر ادرکلا پکڑنے کے بغیر نہیں ہوتا ہے۔ روح
آدم کو گلے میں محفوظ رکھا کہ شیطان کی نظر نہ لگے۔ شیطان نے ظاہری
مٹی کے پتلے کو دیکھا اسلئے مصیبت میں پڑ گیا۔ اولیاء کا ادب کرتا خدا کا
ادب کرتا ہے۔ اس کے کام میں عیب نکالنا کتنا مہلک ہو سکتا ہے۔
اولیاء کا دل سے ادب کرو وہ واقف ہیں۔

ایک کافر نے حضور پاک کی نقل اتلا کر منہ ٹیڑھا کیا اسکا
منہ ٹیڑھا ہی رہا ملاحظہ ہو شعر:-

آں دہاں کج کرداڑ تمسخر بخواند
مرعند را دہانش کج بماند

پھر آیا عرض کیا۔ اے محمد حبیب عفو کیجئے آپ علوم لدنی سے واقف ہیں میں
جہالت کی وجہ سے آپ کا منکر بن گیا ہا قسوس اور ملامت مرے سا تھینے
ابھی اشعار پر اکتفا کرتا ہوں۔

سے باز آمد کا مئے محمد عفو کیں اے شر اسرارِ علم من لدن

من ترا انکار میکردم بجہل خود یدم افسوس را مستوجب اہل

تو کیا داستان احوال درویشان گنجایا
بچو موسیٰ بین زجالی بر رخ چون اخیر شدت

علامہ فرماتے ہیں کہ یاد رکھو تم کہاں اور اولیاء اللہ کے حالات سے واقف ہوتا کہاں یا تمہاری حالت حضرت موسیٰ کی طرح ہے جو بر رخ اسود کا حال دیکھ کر حیران رہ گئے۔

ذخیرۃ الملوک میں ایک حدیث پاک کا ذکر آیا ہے وہ اس طرح کہ ایک دفعہ بارش نہ ہوئی۔ لوگ پریشان ہو کر حضرت موسیٰ کے پاس گئے۔ آپ نے خدا سے دعا کی۔ کچھ اثر نہ ہوا۔ لوگ طعنے دیتے لگے۔ موسیٰ نے خدا سے مناجات کی۔ کیسے قبول کروں تم لوگوں کی دعا۔ تمہارے لوگ عنیت جھوٹ میں مشغول رہ کر ناجائز کام کر کے حرام سے اپنا پیٹ بھرتے ہمارا ایک بندہ ہے۔ اسکے پاک انفاس کے ذریعہ دعا کراؤ۔ وہ مہشی ہے پٹھے پرانے کپڑوں میں میسوس انکا نام یُرخ ہے

آپ نے صحرا میں اسکو دیکھ کر دعا کیلئے استدعا کی۔ اُسے کہا پرے ہٹ جاؤ۔ میں خدا سے باتیں کروں۔ یُرخ نے آسمان کا طرف متہ کر کے اللہ سے پوچھا! شاید تمہارا تہرانہ خالی ہو گیا ہے یا ہوا آسمان بادل

یا غی ہو گئے ہیں۔ تم نے عذاب میں جلدی کی جو تمہارے شایان نہیں۔
جلدی بندوں کی روزی بھیدو۔ بادل چھل گئے یکایک! گھٹتوں تک پانی جمع
ہو گیا اور سترہ اگلا۔!!

غیب پوشی حقیقت پوشی علی را شرط کرد
آنکہ او مبعوث بہر اسود و احمر شد راست

علامہ حاکمیؒ ایک ارشاد نبویؐ کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ہمارے
آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کے گورے کالے لوگوں کیلئے مبعوث ہوئے
حضور پاکؐ نے حضرت علیؑ کو اس شرط پر فرقہ شریف پہنا دیا کہ وہ لوگوں کی
پردہ پوشی کریں گے۔

قرآنی ارشاد ہے کہ ان کو مٹی سے پیدا کیا اور جنوں کو بے دھویں اگ

سے!

شمالی الاقیاء میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ شیخ الاسلام نظام الدین
قدس سرہ نے فرمایا کہ جب آنحضرتؐ معراج سے بہشت کی طرف لوٹے تو دروازے
پر جبرئیلؑ کو کھڑا پایا۔ اور آپؐ نے حضور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک غلت
پہتایا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر اس نعمت میں سے میری امت کو بھی حصہ

نصیب ہو تو بہت اچھا ہوگا۔ لیکن ایک شرط پیر! وہ شرط مقرر ہو گئی۔ جب آنحضورؐ واپس تشریف لائے تو خلفائے راشدین کے درمیان یہ خلعت رکھ کر فرمایا مجھے معلوم نہیں آپ میں سے کون اس شرط کو عمل میں لائیگا جس شرط پر یہ مجھے ملا ہے۔ تاکہ میں آپ کو ویدوں۔

حضرت صدیقؓ نے عرض کیا۔ اگر مجھے ملا تو میں سخاوت صداقت خدا ترسی پر عمل کرونگا۔ آنحضورؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ حضرت عمرؓ کھڑے ہو گئے اور عدل کی باتیں کیں۔ اور یہی جواب سنا پھر حضرت عثمانؓ نے عرض کیا میں سخاوت اور عطا کی باتیں کرونگا۔ اس کو بھی بیٹھنے کو کہا گیا پھر حضرت علیؓ اٹھے حضورؐ نے فرمایا۔ تم کیا کرو گے۔ اس نے عرض کیا کہ میں خدا کے بندوں کے ساتھ محبت رکھوں گا اور اسکے بندوں کی عیب پوشی کرونگا آنحضورؐ نے فرمایا۔ یہی شرط تھی اور خسروؓ حضرت علیؓ کو دیا۔ ان سے شیخ حسن یصریؒ کو ملا اور ان کے بعد لگاتار ہمارے زمانے تک مرشداں کامل کو ملا۔ اس تقریر کے بعد حضرت خواجہؒ روئے اور فرمایا کہ درویشی بھی عیب پوشی ہے۔ کوئی کیا قوی فرما گئے ہیں کہ اگر تم بُرے ہو۔

لیکن دوسروں کو بُرا نہیں کہتے تو بھی نیک ہو۔ مرشداں کامل کی عیب جوئی مت کرو ظاہری علوم پر مغرور نہ ہوتا۔

روزِ حفظ چند قول بے ظل چندین منار
در کلام اللہ نہ بینی نسبت یا خیر نشد است

علامہ خاکیؒ نے عمل مولویوں کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ وہ کچھ اقوال زبانی یاد کرتے سے عالم نہیں بنے۔ انکی مثال گدھے کی سی ہے کیونکہ وہ بے عمل ہے۔
اس شعر میں آیت کی طرف توجہ مبذول کی گئی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ یہودیوں کی طرف مخاطب ہو کر فرماتا ہے۔

مثال الذین حملوا التوراة ثم لم يحملوها کمثل الحمار يحمل استغیالاً
دین لوگوں کو تورایت پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا۔ پھر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا۔ انکی مثال اس گدھے کی صوب ہے جس پر بہت سی کتابیں لادی گئی ہیں غرض ان لوگوں کی حالت بُری ہے جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا۔ اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا ہے۔

علم لدنی کے بارے میں لبالب کتاب میں درج ہے کہ یہ اولیاء اللہ کا علم ہے اور ظاہری علوم جاننے والے اس حقیقت کو نہیں جانتے۔

حضرت رومیؒ نے اس بارے میں کیا خوب فرمایا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

● علم ہائے اہل دل حمالی شاں اولیاء اللہ کے علوم انکی سواریاں ہیں اور

علم ہائے اہل تن احمال شاں ظاہری عالموں کے علوم اُن پر بوجھ ہے۔

● علم کاں نہ بود زھویے واسط جو علم بغیر کسی واسط کے خدا سے حاصل نہ کیگی ہو۔

آن نیاید، عجورجک ما شط وہ شکار (بیک کرنے والی) کے رنگ کی طرح نائید اور جگہ۔

● ہیں بکیش بہر خدا آں بار علم خدا کے واسطے علم کا بوجھ اٹھاؤ تا کہ اپنے دل میں

تابہ بینی درون اسرار علم راز اور اللہ کے انوار کا مشاہدہ کرو گے۔

- بچو موسیٰؑ نور کے یابد زجیب
 - سخرۂ استاد و شاگرد کتیب
 - توش را صافی کن از اوصاف خود
 - تابہ بینی ذات پاک صاف خود
 - بینی اندر دل معلوم انبیاء
 - بے کتاب و بے معید و آستا
 - بے صحیحین و احادیث و رواہ
 - بلکہ اندر مشرب آب حیات
 - در مثال تو اہی از علم تہاں!
 - قصہ خوان از رویان چیناں
- وہ شاگرد حضرت موسیٰؑ کی طرح کب اپنی جیب سے نور
پائیگا جو استاد کے منہ کا موضوع اور طغفل کتاب ہو
اپنے آپ کو خودی سے پاک کرو تاکہ اپنی
پاکیزہ اور صاف دلت کو دیکھ سکو۔
تم اپنے دل کے آئینے میں انبیاء کا علم پاؤ گے
جس میں کتاب، اعادہ اور استاد کی ضرورت نہیں
تم کو محکم حجاب شریف اور صحیح مسلم اور دیگر احادیث
روایات کے بغیر آب حیات کے گھاٹ رسائی ملیگی
اگر باطنی علم حاصل کرنے کیلئے ہمیں مثال کی
ضرورت پڑے تو رومیوں اور چینوں کا
قصہ پڑھو۔

حضرت مولانا یہاں اس مثال کو یوں فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ نے
رومی اور چینی نقاش بلائے اور انہیں دیواروں پر بہترین نقش و نگاری بنانے
کو کہا۔ پہلے چینی آئے۔ انہوں نے کمال فن کا مظاہرہ کر کے دیوار پر نقش
و نگاری کی جو بالکل لاشافی تھی۔ پھر رومیوں کو مخالف دیوار پر اپنے فن کا
مظاہرہ کرنے کا موقع دیا گیا انہوں نے دیوار کو اس طرح ریگ مال وغیرہ سے
صاف و شفاف کر دیا کہ چینوں کے تیار کئے ہوئے نقوش اس دیوار پر
منعکس ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہو۔۔۔۔

ای دوست اپنے دل کی دیوار کو تمام آلودگیوں سے صاف کرو تاکہ الہی
صفت اس پر اپنا عکس ڈالیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

از نبی آدم سے آئو معرفت حاصل نہ کرد
در حقیقت کمر از گاو و خروا آتش نشد است

علامہ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے جس نے خدا کی معرفت حاصل نہ کی حقیقت
میں دو گناے خیر اور فخر سے بھی بدتر ہے۔
ذخیرۃ الملوک میں لکھا ہے کہ بعض لوگ اگرچہ صورت سے انسان ہیں لیکن
وہ کتے، سؤر اور چوہے کی سیرت رکھتے ہیں۔ اسکا حال قیامت کو معلوم ہو گا جب
سب کی اصلیت ظاہر ہوگی قرآنی ارشاد ہے یوم تبلی السرائس۔
چونکہ اہل دل کی فراست سے ڈرنا چاہیے اسلئے کہ وہ یہاں بھی انسان کی
اندرونی خصلت سے واقف ہوتے ہیں انکے لئے قیامت تک انتظار کرنا ضروری
نہیں۔ انکو بغیر دیکھے بہشت، جہنم وغیرہ پر اتنا یقین ہے کہ اگر بیچ میں سے پردہ
اٹھ جائے تو انکے یقین میں ذرہ بھر زیادتی نہ ہوگی
نقد النصوص کے حاشیہ میں درج ہے کہ انسان کامل اور انسان میں
زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جیسے گیند اور آسمان!
مولانا عارفی کا نظریہ ہے کہ انسان کی قدر و قیمت معرفت سے ہے

فتویٰ و درس و قضا فی فقیر خوب است لیکن فتنہ کر دہ چون بدست مرید بدگو ہر شہادت

مولانا فرماتے ہیں کہ فتویٰ دینا، پڑھانا، فضاگیری کرنا اچھی باتیں ہیں لیکن اگر بدکردار آدمی کے ہاتھ لگ جائیں تو باعث فساد بن جاتی ہیں۔ لبالب میں انکی مذمت کی گئی ہے جو لوگ مرد جبہ علوم کو اقتدار اور مال سمیٹنے کا ذریعہ بناتے ہیں اور نفسانی خواہشات کے مرید بن جاتے ہیں۔ وہ بدکردار ہیں۔ بدعہد اور بے وفا۔ مثنوی ملاحظہ ہو۔

● بدعہد را علم دفن آموختن بد ذات کو علم دفن سکھانا گویا

دادن تیغ بدست برترین ڈاکو کے ہاتھ میں تلوار تھا مناسب ہے۔

● تیغ دادن در کف زنگی مست نااہل غیر مستحق آدمی کو علم سکھانا ایسا

یہ کہ آیہ علم ناکس را بدست ہے جیسے مست حبشی کے ہاتھ میں تلوار دینا

● علم و مال و منصب و جاہ و قرآن بد گھر کے ہاتھ میں حکومت، دولت اور

فتنہ آمد در کف بدگو ہر آن قرآن لگنا گویا فتنہ کو اجاگر کرنا ہے۔

● آنچہ منصب میکند یا جاہلان کسی جاہل کے ہاتھ کُرتی اقتدار سپرد کرنا
از فقہیت کے کندہ صدر سلان گویا سینکڑوں چیر پھاڑ کرنے والے شیروں

کو دعوت دیتا ہے۔

● مال و منصب تا کسے آرد بدست اگر نااہل حکومت حاصل کرتا ہے تو وہ
طالب رسوائے خود خود بدست اپنی ذلت کا خود باعث بن جاتا ہے۔

● چون قلم در دست غدارے بود جب حکومت ایک غدار کے ہاتھ میں آگئی
لاحرم منصور بیدارے بود تو لازماً منصور سولی پر چڑھایا جاتا

ہے۔

● زیر کاں مجلس آخر زماں آخر زمانے کے چالاک لوگ اگلوں پر سبقت
یر فزودہ توش بریشیاں لے گئے ہیں سنے کفن چور و بچلے کفن چوروں پر
سبقت لیکر آگے نکل گئے ہیں۔

● لے لسان الطیر علم آموختند بہت سے لوگوں نے طوطے کی رٹ کر علم سیکھا
طمع اراق و مہروری اندوختند اور شان و شوکت و دولت حاصل کی۔

● صورت آواز مرغ است این کلام یہ باتیں پرندوں کی بولی جیسی ہیں۔
فاقلت از حال مرغان مرد و حرام آب غافل اور نا تجربہ کار ان سے
واقف نہیں۔

● کو تسلیم کرنے کے داند حال طیر وہ سلیمان کہاں سے لائیں جو پرتندوں کی بولیاں
دیو اگرچہ ملک گیر دست غیر سمجھتے تھے۔ اگر حق حاکم بتاتا تو وہ غیر منس ہے

چارہ دفع ریا حرفے نہ معمول فقیر بابا
حیلہ اخذ ریا صد باب چون فرزند است

ریا سے بچنے کیلئے یہ فقہاء (واعظا مفتی۔ قاضی) کبھی زبان نہیں کھولتے
لیکن سود خواری کو جائز قرار دینے کیلئے حیلوں کی سینکڑوں باتیں انکی زبان
پر ہیں۔

احیاء العلوم میں اس امر کی تشریح کی گئی ہے چنانچہ لکھا ہے
کہ بڑے اعتراض سے علوم شریعت کو پسندیدہ ناموں سے پیش کرتے ہیں
علم فقہ سے ہی منشاء تھا۔ کہ علم قرآن و حدیث و توحید و رسالت کو اس طرح
پیش کیا جائے کہ خدا کا خوف دل میں موجزن ہو۔ اب اس عہدہ پر
فائز لوگوں کو تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں کیونکہ انکا کردار ٹھیک نہیں۔
اب فقہ کو فتاویٰ کی عجیب و غریب جزئیات اور قروعات کی
شناخت کیلئے مخصوص کر دیا ہے۔ اب قروی یا توں پر اپنا سارا زور صرف
کیا جاتا ہے پہلے زمانے میں فقہ کے علم سے علم آخرت مراد تھا۔ یعنی
اعمال کو سدھارنے والی باتیں۔ آخرت کی نعمتوں کے حصول پر زور

خدا کا خوف پیدا کرنے کا مقصد وغیرہ باتیں شامل تھیں۔ لیکن آج کل طلاق
لعان۔ بیع و سلم، اجارہ وغیرہ پر زور دیا جاتا ہے ایسی موٹو گافیاں
جن سے دل سخت سے سخت تر ہو جاتے ہیں۔ دل سے خوف خدا نکل جاتا
ہے۔ انتہی کے باوجود میں خدا فرماتا ہے کہ ان کے دل ہیں مگر غور اور فہم
و ادراک حاصل نہیں کرتے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے صحیح فرمایا
ہے تم ایسے زمانے میں ہو جیہ خواہشات نفسانی علم کے تابع ہیں اور عقوبت
ایسا زمانہ آئیگا جبکہ علم خواہشات نفسانی کے تابع ہوگا۔

ہیئت عالم انکسہم رشوت والذام خلق
حیلہ ہای تا درش محفوظ و مستحضر شد

حضرت علامہ خاکیؒ کیا خوب فرماتے ہیں کہ اس شخص کو عالم مت
یالو جو رشوت حاصل کر کے حب پسند حکم صادر کرتے کیلئے عجیب و غریب
اور کھیاں چیلے بہانے تلاش کرتا ہے اور اسکے دماغ میں ایسے چیلے
بہانے موجود اور زبان پر جاری رہتے ہیں۔
عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ سفیان بن عیینہؒ کا قول ہے
کہ وہ عالم نہیں بلکہ جاہل ہے جو علم پر عمل کرتا چھوڑ دے دراصل عالم

وہ ہے جو اپنے علم پر عمل پیرا ہے۔ اور لوگوں میں بزرگ و برتر وہ ہے۔ جو خدا سے ڈرنے والا ہو۔ یاد رکھئے کہ قرین تقریر کا ماہر اگر طویل تقریریں کرتا ہے اور بحث و مباحثہ میں مہارت رکھتا ہے اس کی یہ ایکٹنگ ACTING ہمیں دھوکے میں نہ ڈالے۔

وہ عالم نہیں جاہل ہے۔ اللہ علم کی برکت سے اسکی توبہ قبول ہے کیونکہ اسلام کے اصولوں کے مطابق اہل علم ضائع نہیں ہوتے ہیں امید ہے کہ علم کی برکت سے پھر دین کی طرف مراجعت کرے۔

عارفوں کے مطابق ایسا وقت بھی آئے گا جبکہ ابدال دنیا سے مخفی اور پوشیدہ رہیں گے۔ اور وقت کے عالموں کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کریں گے کیونکہ یہ اللہ سے غافل اور جاہل ہیں گو اپنے آپ کو بہت بڑا عالم تصور کرتے ہیں حضرت عیسیٰ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جہالت سے جاہل کے پیش ستارہ اور غافلوں کا کلام سنا بہت ہی بڑا گناہ ہے۔

نیت عالم آنکہ غافل گشت از روز حساب
طالب و طالب یا و قاف از روز یورش است

علامہ فرماتے ہیں کہ وہ کیسے عالم ملانا جاسکتا ہے کہ روز حساب (خزا و سزا) سے غافل ہو اور دل میں لالچ رکھ کر زرد زر کا طامع ہو۔ اور اپنے آپ کو مال جمع کرنے پر وقف کرے۔

احیاء العلوم میں وارد ہے اللہ کا فرمان ہے کہ ایسے شخص کا کہنا نہ مالو۔ جس کا دل یاد خدا سے غافل ہو اور نفسانی خواہشات کا غلام بن جائے اس عالم جاہل عالم سے وہ عالم گہنگار اچھا ہے گناہوں پر نادم ہو کر توبہ، استغفار کرتا ہے۔ اس کے برعکس علماء سوء اسی زعم میں رہتے ہیں کہ وہ عالم دفاصل ہیں۔ دین کے ماتنے والے کیلئے اچھا ہے کہ وہ تنہائی اختیار کرے اور ایسے لوگوں سے علاحدہ ہے۔

لوگوں سے احتلاط میں، غیبت سنتے کے گناہ کا ارتکاب ہوتا ہے علم کو بطور آلہ استعمال کرتا تاکہ دنیا حاصل ہو کتنا مذموم فعل ہے ایسے شخص کی پشت پناہی ہمنوائی ایسی ہے جیسے ڈاکو تلوار بیچتا نیکی یہ نہیں کہ تلوار بیچ کر ڈاکہ زنی کی مدد کی جائے۔

عالم است ادوم بیدارش کہ دایم میکنند
از عمل با آنچه کار آئندہ در محشر شد است

حضرت خاکیٰ فرماتے ہیں کہ درحقیقت ہمارے پیر لاثانیؒ ہی عالم احیاء ہیں۔ کیونکہ انکی برکت سے آپ کے مُرید وہی عمل کرتے ہیں۔ جس سے قیامت کے دن سرفرازی حاصل ہو۔

کثر العباد میں سورہٴ آسیا کے حوالہ سے درج ہے کہ عالم وہ ہے جسکے دل میں خوف خدا ہو۔ کوئی لاکھ مسئلے جانے مگر خدا کا خوف نہ ہو۔ وہ عالم نہیں بلکہ کتابیں اُٹھانے والا حمال ہے۔ (بقول سعدی علیہ الرحمہ) چار پائے پیر اوکتا بے چند (وہ کتابوں کا بوجھ ڈھونے والا گدھلت) اسکے عکس اگر کسی کو ایک مسئلہ کا علم ہو مگر دل میں خوف خدا رکھتا ہو وہ قیامت کو عالم ربانی کے ساتھ ہوگا۔

اہل طریقت اُسی کو عالم مانتے ہیں جس نے اپنے آپ کو حضورِ مہر و عالم کے اخلاق و عادات سے آراستہ کیا ہو۔ اگر ظاہری علوم کا حقہ نہ جانتا ہو۔ اس ضمن میں حضرت عیسیٰؑ اور گڈرے کا قصہ کہنا بر محل ہوگا حضرت عیسیٰؑ نے ایک گڈرے سے کہا کہ علم کیوں نہیں سیکھتے تاکہ خدا شناس بن جاتے سے کہ یہ علم نتوان خدا را شناخت۔

گڈرے نے کہا میں عالم نہیں۔ ہاں پانچ باتیں جانتا ہوں۔

(۱) جب بندہ عبادت کر سکتا ہے تو نافرمانی اور گناہ کیوں کرے۔

(۲) جب آدمی بیخ بول سکتا ہے چیوٹ کیوں کہے۔

(۳) جب حلال کھا سکتا ہے حرام کیوں کھائے۔

(۴) جیب اپنے عیوب دیکھ سکتا ہے۔ دوسروں کے عیب کیوں نکالے۔
 (۵) جیب یاد خدا میں مشغول رہ سکتا ہے تو مخلوق کی یاد میں کیوں صرف
 کرے۔

حضرت عیسیٰ نے جواب دیا کہ یہ باتیں تمام عالم کیلئے کافی ہیں۔

ہوئے خدای عالم معنوی و کبریٰ رشتناخت
 بے نیاز الاصلح اصغر و اکبر شاد است

علامہ فرماتے ہیں کہ چاہے میری حق نے اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے
 عالم اکبر اور عالم اصغر کو پہچان لیا ہے اسلئے آپ کو علم منطق کے اصطلاحات
 سیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ اہل تصوف انسان
 کو عالم اکبر جانتے ہیں اور باقی کائنات کو عالم اصغر کہتے ہیں۔
 ظاہری علوم والے اسکے برعکس انسان کو عالم اصغر اور کائنات
 کو عالم اکبر تصور کرتے ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ اہل تصوف کی تائید میں فرماتے
 ہیں کہ تیرا علاج تیری ذات میں ہے اور تیری بیماری بھی میں ہے
 اے انسان اپنے کو حقیر مت سمجھ تمہارے اندر ایک بڑا عالم پوشیدہ ہے۔
 مشغولی معنوی میں کس دلکش پیرائے میں اسکی تصریح کی گئی ہے۔

ۛ از نقوش پاک اختر و شمد سوس اختر ہائے گردوں میرسید
 پاک ساتس لینے والے ستاروں سے آسمان کے سیاروں کو فیض ملتا ہے
 سے ظاہر آں اختر اں قوام باطن ناگشتہ توام سما
 ظاہری طور ستارے ہماری مدد کرتے ہیں باطنی طور ہم آسمانوں
 کی مدد کرتے ہیں۔

ۛ بس بصورت عالم اصغر توئی بس بمعنی عالم اکبر توئی
 ان باتوں سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ ہمارے پیر برحقؐ کو وجدان و کشف سے
 جب خالق اکبر کی پہچان یعنی عرفان حاصل ہوا تو آپ کو علم کلام علم منطق
 فلسفہ وغیرہ اصطلاحات کا جانتنا ضروری نہیں۔

حضرت عبید اللہ احرارؒ کے متعلق علم کلام وغیرہ کے ذریعہ بحث
 میں پڑنا شگون بد ہے اس سے پرہیز لازمی ہے۔
 ابوالمکارم مختار وقایہ کی شرح میں لکھتے ہیں ضرورت سے زیادہ
 مناظرہ مباحثہ اور علم کلام پسندیدہ نہیں ہے۔

احیاء العلوم میں ہے کہ لوگوں نے اسباب میں افراط و تفریط سے
 کام لیا ہے۔ کچھ علم کلام سیکھنا فرض قرار دیتے ہیں۔ بعض ائمہ جیسے
 امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد عنبلیؒ وغیرہ اسکی حرمت کی طرف
 مائل ہیں۔

کرتی کی روایت ہے کہ امام شافعیؒ سے علم کلام کے متعلق چند سوالات
کئے گئے جس پر وہ ناراض ہوئے۔ فرمایا جاؤ حفص الفرد سے پوچھو۔ ایک دفعہ
امام شافعیؒ بیمار ہو گئے۔ تو حفص آپ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا کہ
خدا تمہیں اپنے پاس نہ بلائے جب تک تم اپنے اعتقادات سے توبہ نہ کر لو فرمایا
قرآن و حدیث چھوڑ کر علم کلام کی طرف متوجہ ہونا بڑا ہے۔ امام احمد
حنبلؒ نے فرمایا کہ علم کلام والا کبھی رستگاری نہیں پاسیگا۔

روح رافع و نفس تنذر اس سور ساخت
حیث غم گریاری از تعریف رقع و پر شدت

علامہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر برحقؒ نے روح کو ہر سو ترقی دی
اور نفس تند کو قابو کر لیا۔ آپ کو اسلئے صرف دُخو پڑھنے کا ضرورت
نہیں۔ یہ ظاہری علم ہے۔
ظاہری عالم چند اصطلاحیں یاد کر کے معزور ہے کہ وہ عالم ہے۔ مگر پیر برحقؒ
نے معرفت الہی کے علاوہ علم لدنی حاصل کیا۔ جسکو علم دین دیا گیا
اتکو مقبول درجہ ملا۔ نفس کو زیر کرنا سب سے بڑا کام ہے۔
مشتوی کے چند بند ملاحظہ ہوں۔

س اہل صیقل رستہ اندازِ بود و رنگ ہر زمان بتیند خوبی بید رنگ
صاف باطن ولے ظاہری رنگ و بود سے آزاد ہر وقت جمال الہی دیکھتے رہتے
ہیں۔

گر نحو وفقہ را بگزاشتند رایت عین الیقین افراشتند
اگر نحو وفقہ نہیں پڑھا۔ لیکن عین الیقین کا جھنڈا بلند کیا۔
تحفۃ الاحرار میں ہے۔

علم کثیر آمد و عمرت قصیر آنچه ضروری است بیدار شغل گیر
علوم کافی ہیں علم کم۔ جو زیادہ اہم ہے وہی حاصل کر۔
ہر چہ ضروری است چو حاصل کنی یہ کہ عمارت گرتے دل کن
علم دین کما حقہ حاصل کرو۔ دل کی تعمیر کی طرف لگے رہو۔
آنست عمارت گرتے دل کہ دل در کشی از کشمکش آئے گل
دل کی تعمیر یہی ہے کہ اسکو جسم خاکی کی کشمکش سے نکالو۔

پاے بیدار من کشی و سز بجیب تن بشہادت وہی دل یغیب
قناعت اختیار کرو۔ مراقبہ میں رہ کر دل کو خدا کی طرف لگاؤ۔
یاد خدا پرد گئے ہمش کنی ہر چہ بجز دوست قرامش کنی
پتے حواس کا پردہ نشین یاد خدا کو بناؤ۔ ماسواء اللہ کو سہول جاؤ۔

ایرہ در احوال علم بود زیب و لے !
لبس صوفی را ز ایرہ پر بہا استر شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ ظاہری عالم کا تو ختمائیشمی لباس کا ابرہ
اگرچہ خوبصورت اور دیدہ زیب ہے مگر عالم باطنی یعنی صوفی کے لباس کا
استر اس ابرہ سے زیادہ بے بہا اور شاندار ہے۔

پہلا عالم وہ ہے جو شریعت کے ظاہری لوازمات کی طرف ساری توجہ
صرف کرتا ہے۔ اسی بنا پر لوگ اسے پسند کرتے ہیں اور مشہور ہے۔
مگر صوفی وہ عالم ہے جو ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن کی طرف زیادہ توجہ
دیتا ہو۔ لوگوں میں شہرت کی وبا سے بچنے کیلئے اپنے آپکو چھپاتا ہے
حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ عرف المعارف میں صوفی
کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ نے نیک لوگوں کو لیرا کا نام دیا ہے
مقربین میں صابر۔ صادق۔ ذاکر۔ عاشق۔ عارف۔ صوفی وغیرہ شامل
ہیں۔ آنحضرتؐ کے وقت میں صوفی کا نام مروج نہ تھا۔ (گو انکو کچھ عالم اصحاب
صفہ میں شمار کرتے ہیں۔ (واللہ اعلم مترجم)

نفحات الانس میں درج ہے کہ حضور پاکؐ کے ساتھی اصحاب
کہلاتے۔ انکے مصاحب تابعین اور انکے بعد آنے والے متقی تبع تابعین
موسوم ہوتے۔ اسکے کثرت میں تفرقہ پڑا اور انکو زیادہ اور عباد نام
دیئے گئے۔ اہل سنت و جماعت میں ہے اکابرین اپنے نفوس کی
نگہداشت کرتے لگے اور تقویٰ پر چل کر صوفی کہلاتے۔

حُبِّ دُنْیَا رَاسِیَہِ حُرْمِ اسْتِ قَوْلِ مُصَلِّیْ اسْتِ
تَرْکِ دُنْیَا صِرْعَادِ رِیْثَالِ سِرْشَدِ اسْتِ

جواب رسالت مآب کا فرمان ہے کہ دنیا کی محبت ہر خرم اور گناہ کی بنیاد ہے اور ترک دنیا ہر عبادت کیلئے سر جیٹا ہے۔

کتاب الحق الحق میں لکھا ہے کہ صرف نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے سے پرہیزگاری حاصل نہیں ہوتی۔ تمام حرموں کا سرچشمہ دنیا کی محبت ہے جو اس بات کو نہ سمجھے اسکو شریعت کی پوری کتاب سنائی جائے کوئی تلافی نہیں دے گی۔ جو یہ سنکر دنیا کے ساتھ چمٹ جاتا ہے۔ دنیا کے ساتھ رغبت رکھتا ہے اسکا دل خدا کے ساتھ نہیں دنیا کے ساتھ لگا ہے تو وہ پرہیزگار نہیں ہے۔ ہاں اتنا مال کھائے جو شریعت میں جائز ہو۔ ردھی سوکھی پر گزارہ کرنے سے پرہیزگار نہیں ہوگا۔ جب تک حقیقت کو نہ پائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کو ایک ایسا آدمی جہنم میں بھیجا جائیگا جو نمازی ہوگا تمام شرعی احکام ماننا ہو مگر حلال و حرام پر جھپٹ مارے اور دنیا کی محبت اس کے دل میں موجزن ہو۔

حضور پاک کا ارشاد ہے اللّٰهُمَّ احْبِبْنِیْ فَمَنْ مَّالِدُ وَلَدِہٖ اِیْ قَدَاحِیْکَ دَلِّیْ مِیْرِیْ مَحَبَّتِہٖ اِسْکَ مَالِ وَاَدْلَادِہٖ کُومَ کر دے۔

وہوتے البغضی اکثر مال و دولت کے دل میں میری دشمنی ہے اسکے
مال و اولاد زیادہ کر۔

کیمیا ئے سعادت میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو درداءؓ کو تکلیف
پہنچائی آپ نے اسکے حق میں دُعا کی یا اللہ سے صحت لمبی عمر اور دولت
کثیر عطا کر۔ یہ بدترین دُعا ہے اللہ حکو یہ چیزیں عطا کرتا ہے وہ
غفلت کی وجہ سے خدا سے غافل ہو کر ہلاکت کے سامان پیدا کرتا ہے۔

حُبِ دنیا بہت شرک پس مجبش مشرک است
ابن سخن مروی ہم از یک عارفی آخر شد است

محبت دنیا کی شرک ہے اور اسکا حُب مشرک ہے متاخرین میں سے
ایک عارف کا یہ مقولہ ہے۔

کیمیا ئے سعادت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ دنیا کو خدا نہ
بناؤ تاکہ وہ تمکو غلام نہ بنائے۔

آنحضورؐ نے فرمایا کہ مال اور منصب کی محبت اپنے آپ سے دشمنی
سے مراد ہے صحابہ نے عرض کیا۔ سب سے بُرے لوگ کون ہیں
جو لذت کھانا کھائیں گے تو بصورت کپڑے پہنیں گے۔ انکا پیٹ کبھی
سیرت ہوگا۔ دنیا انکا معبود ہوگا۔ حضورؐ نے حکم دیا ایسے آدمیوں

کو سلام مت کرو۔ انکی بیمار پرسی مت کرو انکی عزت مت کرو۔ اللہ پر
ایمان لانا طاعت یعنی بت شیطان کا انکار۔

حضرت جنید فرماتے ہیں۔ کہ نفس کی خواہشات کی تکمیل کفر کی بنیاد
ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ جو آخرت کی کھیتی کا طالب ہو تو ہم اسکی
کھیتی میں ترقی دینگے۔ جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو انکا آخرت میں کوئی حصہ
نہیں۔

دنیا کی بحث خلی پیدا کرتی ہے۔ حضور پاکؐ نے فرمایا۔ خلی کافر
کی صفت ہے۔ اور کافر جہنم میں جائیگا۔

مشہور حدیث ہے کہ خلی اور ید مرزاجی مومن میں صحیح نہیں ہو سکتی
شیخ عطارؒ نے فرمایا ہے

مب دنیا ذوق ایمانت بُرد آرزو و آرزو جانت بُرد
(دنیا کی محبت کیوجہ سے ایمان حاصل کرتے کا ذوق تم میں نہیں رہیگا۔
لاپہ اور طمع جان لسنکی۔)

حُب دین دلان و دین فروش و کلیہ حُب است
حُب اموال است مار و حُب جاہ انور شد است

اہل دین سے محبت اور دین کی محبت فرض ہے اور جنت کی پالی! مال کی محبت سائب کے مانند ہے۔ منصب کی محبت اڑدھا ہے۔

خلاصۃ المناقب میں مولانا نور الدین بدخشیؒ نے بیان کیا ہے کہ اے دوست! سچے دین یعنی اسلام اور دینداری کی محبت ہر عاقل و بالغ پر فرض عین ہے۔ یہ ہمیشہ باقی رہتے والی ہے۔

اللہ نے فرمایا کہ دین اسلام کے بغیر جو کوئی اور دین پسند کرتا ہے اسکے لئے ہلاکت ہے۔ حضور پاکؐ کا ارشاد ہے کہ تب تک کوئی صاحب ایمان نہ ہوگا۔ جب تک میں اُسے باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے محبوب نہ ہوں گا حضرت عمرؓ سے فرمایا تمہارا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں جب تک ان سب سے پیارا مجھے نہ ملے۔ بلکہ اپنی جان سے بھی پیارا!

حضرت علیؓ کا فرمان ہے اللہ کو پہلے پہچانو تو اسی عرفان سے تم لوگوں کو پہچان سکو گے۔ شامل الاقواء میں ہے مرشد کی محبت دل میں رکھو تاکہ اللہ کی محبت جلدی حاصل ہو جائے مرشد کی محبت خدا کی محبت ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہر چیز کیلئے ایک کتبھی ہے جنت کی کتبھی فقیروں سے محبت ہے قیامت کے دن وہ اللہ کے ہم نشین ہونگے

مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

مال چوں ماریست منصب اڑدھا | سایہ مرداں زمر دہر دورا
مال سائب ہے اور منصب حکومت اڑدھا | سرداں خدا کا سایہ

دلوں کیلئے تلم ہے جس سے سانپ اندھا ہو جاتا ہے۔

حب درویشاں کلید جنت است دشمنان لیلان سزائے لعنت است
فیقروں کی محبت جنت کی کلید ہے انکا دشمن لعنت کا مستحق ہے
خواب نقش بند کے کلام میں بھی آیا ہے۔

سہ اولیاء اللہ کی محبت باعث سعادت مندی و نیک نختی ہے انکی
دشمنی میں آخرت کا تاروان ہے۔

مگر تو مارا دوست داری بردوام زود از دنیا براریمت تمام
اگر تو ہمیشہ ہمارا دوست بنے۔ تو جلدی تمہاری دنیا اور آخرت کی آرزوئیں
پوری کر دیتے۔

يَحْشُرُ الْمَرْءَ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ نَحْرًا
مِنْ خُطَابِ اَنْتَ مَعَ مَنْ جَانِبِ اَوْ ذُرِّيَّتِهِ

حضرت سرکارِ دو عالمؐ کا ارشاد ہے کہ ایک شخص اپنے دوست
کے دین پر قیامت کو اٹھایا جائیگا۔ دوسری حدیث میں بروایت
حضرت ابوذر غفاریؓ آیا ہے کہ تم اُسی کے ساتھ قیامت کو ہو گے جسکی
محبت تیرے دل میں ہوگی۔

اس سلسلہ میں مولانا نور الدین جعفر بن خشتی "خلاصۃ المناقب میں لکھتے ہیں کہ ایک دن میں نے جناب میر علی ثانیؒ سے دریافت کیا کہ آپ کے محبت فطرس خندان اور دیگر مقامات میں رہتے ہیں مگر آپ کے پاس نہیں آسکتے انکا کیا حال ہوگا۔ یہ آپ نے متذکرہ صدر احادیث پاک کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ قیامت کے روز اپنے دوست کے دین پر اٹھائے جائیں گے۔ خلاصۃ المناقب میں مزید لکھا ہے کہ سورہ زخرف کا حوالہ دیکر کہ تمام دنیوی دوست قیامت کو ایک دوسرے کے دشمن ہونگے سوائے مستقیوں کے!

جو اللہ کے واسطے ایک دوسرے کے دوست ہونگے۔ انکو اکٹھے یا ایسا لوگوں کے ساتھ اٹھایا جائیگا۔ بلکہ ایک دوسرے کی شفاعت کریں گے تاویلات کاشفی میں دوستوں کی چار اقسام درج ہیں۔
۱۔ خلت تمام حقیقی۔ وہ دوستی جو اللہ کے لئے ہوگی روحانی محبت پر قائم۔
روح ایک دوسرے کو پہچانیں گی۔ مثلاً انبیاء۔ اصفیاء
۲۔ محبت قلبیہ۔ تکیو کاروں کی آپس میں محبت، مرشد اور مرید کی ایک دوسرے سے محبت۔ ان دو قسم کی محبتوں میں کوئی زوال نہیں نہ دنیا میں نہ عقیقی میں۔

تیسری محبت عقلیہ ہے جو تاجر، کاربگر، مالک، نوکر وغیرہ میں ہوتی ہے جو کھتی محبت نفسانیہ ہوتی ہے۔ جو خود غرضی، جسمانی لذت حاصل

کرنے اور شہوت پر مبنی ہو۔ ایسی دو محبتوں کا زوال لازمی امر ہے بلکہ موخر الذکر دو قسم کی دوستی دشمنی میں تبدیل ہوگی۔

۱) جناب حضرت امیر کبیرؒ نے اپنے ملفوظات میں درج کیا ہے قال قطب التوبانی لاصحابہ یا معشر المدیدی! ان تکون من الصالحین بمعکم اللہ تعالیٰ معی فی الجنۃ والّا یغفر اللہ لکم بیکۃ فجنۃ وھو ارحم الراحمین۔ اے میرے سریدو۔ اگر تم صالح بندے ہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو میرے ساتھ جنت میں ملائیگا۔ اگر غیر صالح ہو گے تو بھی میری محبت کی برکت سے وہ تم کو بخش دیگا کیونکہ اللہ بڑا رحم فرماتے والا ہے۔ مترجم ضلیل اللہ بحفا اللہ عنہ۔

سچ ہے دوستی جو خود غرضی پر مبنی ہو دشمنی میں تبدیل ہو جاتی ہے اور وہ محبت جو خالصاً لوجہ اللہ ہو۔ سورج کی طرح درخشاں ہوتی ہے۔

سرواز از زر آمد و ایما سر سبز ہست
زود از شومیت زرا بتر آن عبہر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ دیکھتے سر د میں زر گل نہیں ہمیشہ سر سبز شاداب ہے۔ کتوں میں زر گل ہے بچاری اس زر کی نحوست کی وجہ سے ابتر ہو جاتی ہے

شد گردل و حرص مالت خارش آن جستجو
مستمر تا وقت مرگت خارش این گردل شد

علامہ فرماتے ہیں کہ مال و دولت کا لالچ دل کی کھجلی کے مانند ہے اور جستجو
اسکی خارش ہے۔ یہ خارش اور کھجلی مرتے دم تک انسان کو نہیں چھوڑتی۔
مشہور حدیث ہے کہ آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے۔ لالچ۔ حرص۔ آرزوئیں
زیادہ جوان نظر آتے ہیں۔

نیست عاقل آنکہ عمری در غرور و غافل
بودہ و غافل از توبہ تا دم غم غم شد است

وہ شخص عاقل نہیں جو اپنی عمر غرور و غفلت میں بسر کرے اور مرتے دم تک
توبہ سے غافل ہے۔

کیمیائے سعادت میں کیا توب لکھا ہے کہ توبہ یعنی خدا کی طرف
لطفامید کا پہلا کام ہے فرشتے معصوم ہیں انسان سے گناہ سرزد ہوتے

رہتے ہیں۔ ازلی دشمن شیطان اسکے ہمراہ ہے پشیمان ہو کر واپس لوٹنا آدم

اور آدم زاد کا کام ہے۔

حضور پاک نے فرمایا۔ جان کنی سے پہلے تک آدمی کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ مرنے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی۔

سبحۃ الابرار میں حضرت جامیؒ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

● دولت نیک سر انجامی را گرم کن ز آتش خود جامی را
جامی کو اپنے جذبہ اور آتش عشق سے سرشار کر کے عاقبت بخیر و خوبی انجام پذیر ہونے کی دولت عطا کر۔

● دردش ز آتش آں شعلہ فروز ہر چہ غیر تو بود جملہ لیکوز
اسکے دل میں آتش عشق شعلہ زن ہے اور ماسواء اللہ سے فارغ ہو۔

● در زند ز آتش ہستی تلے ریزد از توبہ ہر آتش آبلے
اپنی ہستی میں آگ لگا کر اسکو چمکا دے اور توبہ کا پانی اس آگ پر چھڑکا دے۔

● اے رقم کردہ تو حرف گناہ نامہ عمرت از میں حرف سیاہ
اے دوست تو نے گناہ کے حروف لکھ کر اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کر دیا ہے

● گستر دوست اہل مہد فراق دوز نزع ساق تو پیچد بر ساق
موت کا ہاتھ تیرے لئے جدائی کا نابوت بچھا سینگا اور نزع کے عالم میں تیرے پہلو تڑپتے رہیں گے۔

- دوستانِ نغمہ سزا کتند دشمنانِ خرمی آغساز کنند
- دوست ماتم کرنے لگیں گے اور دشمن دل ہی دل میں خوش ہونگے۔
- بقولِ حضرت سعدیؒ: کہ لا حول کو بند شادی کنان (مترجم)
- وارثانِ حقہ بگردِ سر تو حلقہ کو بان ز طمع بر در تو
- تمہارے وارث تمہارے گردِ جمع ہونگے اور لالچ کو لیکر تمہارے در پر جمع ہونگے۔

● از بیرون سوی تو گریاں نگرند در دروں خرم و خداں گذرند
 باہر سے تو رونِ صورت بنا کر تمہکو دیکھتے ہونگے اندر سے خوش ہونگے

There is secret pleasure in the misfortunes of a friend. (Shakespeare)

آگے چل کر اس تمام مصیبت کا حل یوں بیان فرماتے ہیں۔
 پیش از اں کایدت این واقعہ پیش یہ کہ از توبہ کنی چارہ توبہ
 اس سے قبل کہ یہ واقعہ ترے سامنے وقوع پذیر ہو بہتر ہے کہ توبہ کر کے
 اپنا چار ساز بن۔

● ترا تجھ یگذشت پشیمان باشی اشک اندوہ ز پشیمان باشی
 اپنے کئے پر پشیمان ہو کر پچھتاؤ۔ اور غم کے آئینہ رو تاجا!
 ● چند یا شی زمعا می مزہ کش توبہ ہم بے مزہ نیست بخش
 کب تک تو گناہوں سے لطف اندوز ہوتا رہیگا۔ توبہ کرو اسکی چاشنی
 بے مزہ نہیں ہے۔

● عامۃ آدمی آمد توبہ مایہ محری آمد توبہ

آدمی کی سرشت میں توبہ کرتا ہے۔ یہی توبہ راز داری کا سرمایہ ہے۔
 مگر تہ از نسبت آدم نہ ایاست ریتا گوے ظلمنا کیا است
 اگر آدم کے ساتھ خدا کے حکم سے انکار کی نسبت نہ تھی ریتا ظلمنا کہتے
 والا کون تھا!

چہرہ پُر گرد کن از خاک نیاز مژہ از خون جگر رنگین ساز
 اپنا چہرہ خجالت کی مٹی سے آلودہ کر۔ اور خون کے آنسو بہا!
 سیتہ از ناخن حسرت الخراش حرف میل گناہ از دل بتراش
 حسرت کے ناخن سے اپنا سیتہ اچھیل دے اور دل سے گناہ کی رعیت
 کو دھو ڈال۔

دست بردار بدرگاہ خداے، کائے خطا بخش عطا گزشتائے
 خدا کے حضور اپنے ہاتھ پھیلا کر کہہ دے۔ اے بخشنے والے مجھے مغفرت کر۔!
 یو کہ در دل کنایت اثرے و اشود بر رخت از توبہ درے
 ممکن ہے اس طرح تیرا دل پیچے۔ نرم ہو جائے اور توبہ کا در کھل جائے
 تم پر!

جائے گم شدہ را بخش نجات توبہ از زانی کن دہر توبہ ثبات
 گم کردہ راہ حاتم کو نجات دے۔ توبہ کی توفیق دیکر ثبات قدم رکھ!

شکر رفتار پریشانی اکبر تلاید !!!
 ہر کہ در چہمیش گناہ خویش مستغفر شد است

جو اپنے گناہ کو معمولی اور چھوٹا سمجھے۔ وہ ہمیشہ پشیمان رہے گا۔
 کیمیائی سعادت میں حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اگر
 کوئی گناہ صغیرہ میں مبتلا ہو تو فوراً پشیمان ہو کر توبہ کرے کیونکہ توبہ و استغفار
 سے کبیرہ گناہ صغیرہ بن جاتا ہے۔ مومن کو اپنا گناہ پہاڑ جیسا نفلہ آتا ہے
 اور متافق کو مکھی جیسا۔

قوت القلوب میں ہے کہ صحابہ کے اقوال جمع کرتے دیکھا گیا کہ گناہ کبیرہ
 سترہ ہیں۔ چار دل کے اندر ایک کفر۔ دوسرا گناہ پر ڈٹے رہنا کاربہ کر کے
 توبہ کی خواہش نہ ہو۔ رحمت خدا سے نا اُمید ہو۔ یعنی قنوط خدا سے بے بیم ہونا۔
 چار گناہ کبیرہ زبان کے اندر ہیں۔ چوٹی شہادت دینا کسی کا حق کھانا۔ ہمت
 لگانا۔ چوٹی قسم کھا کر مال کھانا۔ جادو جو زبان سے پڑھا جائے۔ تین
 گناہ پیٹ کے اندر ہیں۔ مثلاً منشیات کا استعمال۔ یتیم کا مال کھانا۔
 سود کھانا یا دینا۔ زنا کاری۔ امر و پرستی۔ ایک گناہ کبیرہ پاؤں کے
 ساتھ ہے۔ یعنی کافروں کے مقابلے سے بھاگ جانا۔ اگر دشمن زیادہ ہیں
 تو بھاگ جائے۔

ایک گناہ سارے جسم کا جس سے تعلق ہے وہ ہے والدین کی نافرمانی۔

از گزشتہ پشیمان ہو کر استغفار کرو
 پیش پیران آن گناہ کبیرہ استغفار شد

جو گناہوں پر پشیمان ہو کر توبہ مستغفار کرے تو مرشدوں کے پاس اسکا کبیر گناہ
توبہ کرنے سے معذرت جانتا ہے۔

کیا نئے سعادت میں درج ہے۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور
پاکؐ نے فرمایا کہ توبہ کرتے سے پہلے اللہ بندہ کو پشیمانی عطا کرتا ہے اس گناہ کے
بارے میں جب کو وہ معاف کرتا چاہتا ہے۔

رسالہ لطیفہ غیبیہ میں لکھا ہے کہ توبہ آئندہ کیلئے کی جاتی ہے اور استغفار
گذرے ہوئے زمانے کے گناہ کیلئے۔ توبہ سے مراد گناہ سے باز آنا۔ استغفار
کے معنی باز پرس نہ ہو۔ پیش پیران سے مدد ہے کہ توبہ مرشد کے پاس کرے
اسکو گواہ رکھے۔ پیر کی وسالت اور سفارش بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ قرآن
شریف میں آیا ہے۔

وَلَوْ اَتَّخِذَ وَاِذَا ظَلَمَ النَّفْسُ مَا وُكِّىٰ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰہَ وَاسْتَغْفِرْ لِحَمْلِہِ الْوَسُوْلُ
لَوْ حِیْدَ لَیْسَ لَوَاۤیِبًا رَّحِیْمًا

اگر وہ اپنا نقصان کر بیٹھے تو آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اللہ سے
معاف طلب کرتے آپؐ بھی ان کی سفارش کرتے تو وہ خدا کو توبہ قبول کرتے
والا اور رحم کرتے والا پاتے۔

کیا سعادت میں ہے کہ جب تک لذت گناہ اسکے دل میں ہو اسوقت
تک توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی۔

۱۔ بنی اسرائیل میں سے ایک پیغمبر نے سفارش کی۔ مگر وحی آئی کہ اگر ملک
بھی مانگیں میں توبہ قبول نہیں کرونگا۔ جب تک اسکے دل میں گناہ کی لذت
باقی ہوگی۔

روضۃ الا حباب میں تحریر ہے کہ جب بنو قریظہ کے لوگوں نے اپنے قلعے کو دیکھا کہ مسلمانوں نے حمامہ میں رکھا ہے تو تنگ آکر حضورؐ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ حضرت ابولبابہؓ کو ہمارے پاس مشورہ کیلئے بھیجیں چاہتے ہیں وہ انکی حالت زار دیکھ کر پسینا اور فہم مایا کہ اگر تم قلعے سے نیچے آؤ گے تو مسلمان تم کو مارینگے لیکن یہ راز تھا اسکو کھول کر وہ بہت پھٹائے اور انتہائی تداامت کے باعث حضورؐ کے روبرو نہ جاسکے بلکہ فوراً مدینہ چکر مسجد نبویؐ میں اپنے آپ کو ستون کے ساتھ بندھوایا۔ کہ حضورؐ کے بغیر کوئی نہ کھولے جیسا آنحضورؐ کو مسلم ہوا فرما کاش میرے پاس آئے ہوتے میں خدا سے معافی طلب کرنا۔ کہتے ہیں۔ وہ پندرہ دن تک بند رہے۔ اسکی ٹرکی اسکے منہ میں کھجور ڈالتی تھی تاکہ وہ کھائے۔

صبح کا وقت تھا حضرت ام سلمہؓ نے حضور پاکؐ کو تبسم فرماتے دیکھ کر عرض کیا۔ کیا وجہ ہے۔ فرمایا جبریلؑ خبر لائے کہ ابولبابہؓ کو بخش دیا گیا ہے آپ نے عرض کیا۔ کیا میں انکو خوش خبری سناؤں ہاں سناسکتی ہو۔ صحابہ کرام کھولنے آئے فرمایا مجھے حضور پاکؐ خود کھولینگے۔

اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کیلئے تداامت، مشقت، گریہ زاری چاہیے۔ شفاعت کا دامن پکڑنا۔ یا سورہ قاحۃ اور بعض سورتوں کا ثواب نیکو کاروں کو پہنچا کر ان سے درپوزہ گری کرتی چاہیے تاکہ اللہ انکی طفیل بخش دے۔

فصل الخطاب میں حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی کا ذکر ہے آپ کے پاس ایک جوان آیا اور دعا کی استدعا کی۔ آپ نے دعا کی وہ غائب ہو گیا فرمایا۔ یہ فرشتہ تھا۔ چوتھے آسمان کا اس سے غلطی سرزد ہوئی تھی فرشتوں

سے پوچھا میں کیا کروں کہ میں سچراپنے عہدہ پر فائز رہوں۔ انہوں نے ہمارا پتہ دیا
مسافر سائل نے عرض کیا میرے حق میں حصول ایمان کی دعا کریں۔ فرمایا خدا کا ارشاد
ہے کہ فرقت نمازوں کے بعد جو بھی دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے اب ہم ایک دوسرے
کیلئے دعا کرتے۔

توبہ مقبول آن پاشد کہ باؤ کر گناہ
غافر الذب از زبان خوشیخ مستغفر شد

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ توبہ وہی قبول ہے جو گناہوں کا اظہار کر کے
کی جائے اور پیر کامل اللہ کی بارگاہ میں جھٹگا رکھنے دعاء مغفرت طلب کرے
اعتراف گناہ ضروری ہے ہر شد کے سامنے سب بیان کرے۔ کوئی گناہ نہ
چھپائے تاکہ سب گناہوں کی مغفرت ہو۔ اس صورت میں پیر کامل قبولیت
کی خوشخبری بھی سناتے تھے۔

ایک دفعہ کسی تائب نے کچھ اپنے گناہ چھپائے رکھے تو پیر کامل نے تو اب
میں اس کے بدن پر کچھ زخموں کے داغ دیکھے۔ صبح اُسکو آگاہ کیا گیا۔ وہ تائب
ہو کر سب بیان کر گیا۔

اسی طرح ایک عورت توبہ کیلئے آئی۔ اور اپنی پاکبازی بیان کرتے لگی
پیر کامل نے دبی زبان میں فرمایا۔ آج سے دس برس قبل تمہارے فلان شخص کے
ساتھ کیا تعلقات تھے؟ وہ شرمندہ ہوئی۔

خاک صاحب فرماتے ہیں کہ مجھ سے کچھ دوست اہل سلوک کی کچھ روایات
یاسند طلب کرتے ہیں سو سنیے !

مشکوٰۃ بلکہ صیم بخاری اور صمیم مسلم میں درج ہے۔ فرمایا آنحضرتؐ کہ
جب تیرا گناہ کا اعتراف کرتا ہے۔ اور تیرا استغفار سے توبہ کرتا ہے تو اللہ توبہ
قبول فرماتا ہے۔ ہر گناہ کو کھول کر بیان کرے اور کچھ نہ چھپائے یا صغیر سمجھے
ورنہ عذاب میں گرفتار ہوگا۔ حکیم ستانی کا قول ہے کہ گناہ جب پیشانی
کی طرف لے جائے تو نیک بختی کی نشانی ہے۔

شیخ عبداللہ زراد نے اپنی دفات کے بعد کسی کو سنایا کہ ایک گناہ پوشیدہ
رکھنے پر اللہ تے میرے چہرے سے گوشت اُتر دیا۔ گناہ دل میں کھٹکے اور
پیشانی ساتھ دے ورنہ بددیانت ہوگا۔ اللہ بددیانتوں کو دوست نہیں
رکھتا۔

مقامات نقشبندیہ میں درج ہے کہ توبہ عاجزی و گریہ زاری سے کرے
تاکہ حصول تک پہنچ جائے۔

عوارف المعارف میں ہے کہ بیٹھ چھپے بھائی کیلئے دُعائے مغفرت
کرے۔

از معاصی پاک شد با توبہ پاک تصوح !
ہر کہ بعد از توبہ بخوان میت قبر شد راست

علامہ غلکلی فرماتے ہیں پختہ توبہ کر کے آدمی گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور
ذماتے ہوئے مردے کی طرح پاک ہو جاتا ہے۔

یہ اشارہ ہے اس حدیث پاک کی طرف جس میں فرمایا گیا کہ التائب من
الذنوب کما لا ذنب لہ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا
اس نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا۔

توبہ استغفار کے بعد مولود قبل ان تموتو کے مصداق ہو جاتا چاہیے کہ
گویا اب مردہ ہے۔ ار لکنا بگناہ نہیں کریگا کیونکہ مردہ ہے۔

اللہ پاک کا ارشاد ہے۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوَلُّوْا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا
عَلَىٰ رُبِّكُمْ إِنَّكُمْ تَعْتَبَرُونَ۔ مدخلکم جنۃ تجری من تحتھا الانہار
اے ایمان والو۔ سچے دل سے اللہ کے آگے توبہ کرو۔ تاکہ ہمارے گناہ معاف ہو جائیں
اور اللہ تمکو جنت کے ایسے باغوں میں داخل کریگا جس میں نہریں جاری ہوتی
حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں توبہ نصوح وہ ہے جس کے بعد تائب
پشیمان ہو کر خدا سے مغفرت طلب کرے۔

تفاسیر میں آیا ہے کہ نصوح ایک شہوت پرست آدمی تھا جو عورتوں کے لباس
میں حمام میں تائی بٹکر عورتوں کی مالش وغیرہ کرتا تھا۔ اس طرح عورتوں پر قابو پاتا تھا
آخر کار اسکو توبہ کی توفیق ہوئی اور وہ ثابت قدم رہا۔ مشنوی شریف میں اسکا
تفصیلی ذکر ہے۔

مرآۃ التائبین میں ہے اے سستے والے اب تمکو توبہ کی شرطیں معلوم
ہو گئیں۔ توبہ جان لے کہ تو تمام شرائط کو بجا نہیں لائے گا۔ اسکا مطلب
ہے کہ کوئی گناہ جائز ہے۔ گناہ کو ترک کرنا واجب ہے۔ بمقابلہ گناہ کے

کوئی نیک کام کرنا دوسرا واجب ہے۔ اگر نفس گناہ چھوڑ سکے تو کم از کم نیکیاں کرتا جائے تاکہ اچھے طویل نیکی سے بدی دفع ہو جائے۔

وید ہون یا الحسنة السيئة اور وہ لوگ نیکی سے بدی کا دفعہ کرتے ہیں ہر عضو کو بجائے بدی کے نیکی کیلئے استعمال کرے تاکہ فمن يعمل مثقال ذرہ خیرا یروہ جو کوئی رتی بھر نیکی کریگا اسکا پھل پائے گا۔

دل کی تداست کے ساتھ زبان کا استقار ضروری ہے۔ لیکن جب توفیق مدد نہ کرے اور کمال تک نہ پہنچے تو ادنیٰ مرتبہ یعنی زبان سے استقار کرے وہ بھی اپنے اثر سے خالی نہیں ہو گا۔

روایت ہے کہ شیخ عثمان مغربی نے کسی نے شکایت کی کہ زبان سے ذکر ہمیشہ کرتا ہوں۔ مگر دل اسکا اثر نہیں لیتا شیخ نے فرمایا شکر کہ تمہارے اعضا میں سے ایک عضو ہی خدا کی یاد میں مشغول ہے۔

شیطان کا مکر مشہور ہے کہ جب طالب کو دل کا حصول حاصل نہیں ہوتا تو شیطان اسکو زبان کے ذکر سے بھی محروم کر دیتا ہے۔

انسان اس ضمن میں تین حالتوں میں منقسم ہے۔ ۱۔ ظالم ۲۔ مقتصد ۳۔ سابق۔

ظالم وہ ہے۔ جو زبان کی ذکر سے بھی محروم ہے۔ ۲۔ مقتصد وہ ہے جو اگر حضور دل حاصل نہ ہو پھر بھی شیطان سے بچکر خاموش رہتا ہے۔ تیسرا وہ جسکی زبان کی حرکت دل کی حرکت سے موافقت رکھتی ہے۔ دونوں ذکر کرتے لگتے ہیں اور شیطان پر ٹک پاشی ہوتی ہے۔

کیمیائے سعادت میں درج ہے کہ کسی شخص کا بعض گناہوں سے توبہ کرتا

اور بعض سے نہیں کہاں تک درست ہے مثلاً زنا سے توبہ کرے مگر شراب سے نہیں ہو سکتا ہے غیبت سے توبہ کرے شراب سے نہیں؟

پاک آدمی سب گناہوں سے توبہ کرتا ہے۔ غیبت کا درجہ اسی کو ملتا ہے جو سب گناہوں سے توبہ کرے۔ ایک کہتا ہے کہ گناہ صغیرہ سے توبہ نہیں کرتا ہوں اور ادا کئے فریقہ سے اس گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ جس کو یکدم توبہ کرتا مشکل معلوم وہ آہستہ آہستہ ثواب حاصل کرتا ہے۔ (واللہ اعلم)

ارشادِ ائمہ میں ہے کہ کھانا اور لباس حلال رکھے۔ ریاضت و مجاہدہ میں اپنی طاقت کے مطابق کوشاں رہے لا یكلف الله نفساً الا وسعها (اللہ کسی پر اسکی برداشت کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا) مرمی اور لازمی امر یہ ہے کہ راہِ راست پر ثابت قدم رہے اور کثرت سے توبہ کرتا رہے تا امید نہ ہو گناہوں کی کثرت کے ہوتے ہوئے اللہ سے ہر قسم کی امید رکھے کیونکہ اسکا ارشاد ہے ان الله صواب التواب الرحیم۔ بیشک خدا توبہ قبول کرتا ہے۔ رحیم ہے۔

رسولِ پاک کا ارشاد ہے خیادکم فی اطاہلیتہ خیادکم فی الاسلام جاہلیت کے زمانے میں جو تم میں سے نیک تھے۔ وہ اسلام میں بھی نیک ہیں۔

این تن آلودہ غم پرید اور کہ چون ! !
غیر ارشادش ز غم شویندہ چون غم نشد است

حضرت خلیفہ فرماتے ہیں کہ اس میرے مغرور اور غافل جسم کو پیر برحقؐ کے قدموں میں ڈال دو تاکہ آپ کی تربیت اور ارشادات کی برکت سے صاف ہو جائے لب لباب میں درج ہے کہ اولیاء کی رحمت کا پانی طالب کی گندگیوں کو دور کرتا ہے اس میں رحمت خدا کو دخل ہے اور اس پانی کو خدا کی رحمت صاف و شفاف بنا دیتی ہے۔ وہی سب سے پاکیزہ ہے۔

مفتویٰ معنوی کے چند ابیات ملاحظہ ہوں۔

● آبِ پیر ایں بیارد از سماک تا پلیداں را کند از خبث پاک
آسمان سے پانی اس لئے برستتا ہے کہ آلودہ گئیوں کو پاک کرے مگر جب یہ پانی گندہ ہوا تو اللہ اس کو پاک کرنے کیلئے سمندر میں لے جاتا ہے۔ تاکہ اسکے پانی سے اس پانی کو دھو ڈالے۔

● حق ببردش باز در بحر صواب تا بشتش از کرم آن آبِ آب
سال دیگر آمد و دامن کشاں ہی کجا بودی بد پر پائے خوشاں
دوسرے سال وہ ناز و انداز سے آتا ہے پوچھا تو کہاں تھا۔ بولا میں نیکی کے دریا میں تھا۔

● ہیں بیا نیکدای پلیداں سوئی من کہ گرفت از جوی نیردن قوی من
ارے تا صاف لوگو میرے پاس آؤ کیونکہ میں نے اللہ کے افساق کو اختیار کیا ہے۔ میں تمہاری سب گندگیوں کو قبول کروں گا۔ اور فرشتوں کے مانند تم کو پاک کروں گا۔ جب تمہاری گندگیوں سے آلودہ ہو جاؤں گا تو پھر منیع کی طرف جاؤں گا۔

● کار ایں است و کار من ہیں عالم آرا نیست رب العالمین

اسکا کام ٹھیکو پاک کرنا۔ میرا کام تمکو پاک کرنا ہے دراصل تمام کائنات کا رب دنیا کو آراستہ کرتا ہے۔

● مگر بنو دے ایسی پلیدی ہای ما کے بندے ایس بار نامہ آب را
اگر ہم میں یہ آلودگیاں نہ ہوتیں۔ تو آب رحمت کدہ شان کہاں اتنی عظیم ہوتی
● گناہ من اور نامدے در شمار ترانام کے پودے آمر ترگار (نظامی)
اگر میرے گناہ شمار میں نہ آتے۔ تو تمکو مغفرت کرنے والا کیا نام ہوتا۔
الغرض اولیائے کرام کی عنایات کا تذکرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔
● خود غرض ایس آب جان اولیاء است کو غسل تیر گہائے شہا است
مختصر یہ کہ یہ پانی اولیاء کی روح ہے جو تمہاری گندگیوں کو دھو ڈالتی ہے۔
● از خدا گیرند رحمت دمیدم تا فرو شویند سارا از الم
یہ اولیاء کرام بخدا سے ہر وقت رحمت حاصل کرتے رہتے ہیں تاکہ ہمیں
آلائشوں سے پاک کریں۔

یہاں علامہ خاکیؒ ایک صاحب مولانا حاجی احمد گنائی کا ذکر کرتے ہیں
کہ جب انہوں نے حب فرمودہ پیر برحق استخارہ کر کے خواب میں دیکھا کہ انکا
سارا بدن گندگیوں سے بھرا ہے۔ چاہا کہ حضرت امیرؒ کی خانقاہ کے ساتھ
بہنے والے دریا میں اپنے آپ کو دھو ڈالے۔

آواز آئی تم شیخ خیرؒ کے پاس جاؤ اس طرح صبح آپ کی خدمت
میں آکر مستفیض ہوا۔

جنت ارشاد و ارادت و ولایت نراودہ شد ورنہ گزینہج رت زیندہ بی شومہ شراست

حضرت قاضی نرملتے ہیں کہ جب مرشد اور مرید مل گئے ایک کا ارشاد اور دوسرے کی ارادت کا ثمرہ ولایت کی شکل میں نمودار ہوا جس طرح عورت بغیر شومہ کے بچہ نہیں جنتی اسی طرح ولایت کا اثر جمعی معلوم پڑتا ہے جب مرشد کامل اور مرید راسخ ہوں۔ یہاں ایک نکتہ پیدا ہوتا ہے جس کا متغض تذکرہ کرتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان مقدور پھر دین پر چلتا رہے۔ قرآن و سنت پر عمل پیرا رہے تو اس کو مرشد کے ارشاد کا طالب بننے کی کیا ضرورت ہے اس کا جواب قاضی صاحب یوں دیتے ہیں کہ گو قرآن و سنت کی پیروی کرنے والوں کا پٹرا جہ ہے لیکن ولایت کا خاص مرتبہ اور اللہ کا قرب اور مقام فنا فی اللہ اس سے بلند تر مقام ہیں۔

قاعدہ کلی ہے کہ ان ہر شعبہ میں ترقی کا قواہاں رہتا ہے بقول حضرت

رومیؒ

مولوی گشتی و آگاہ نیستی تو کجا داز کیب و کیستی

گو تم نے تمام ظاہری علوم حاصل کئے۔ پٹری پٹری یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل ہو مگر تمہیں اپنی ذات کے بارے میں اتنا علم نہیں

کہ تم کون ہو۔ کہاں سے آئے۔ کہاں جانا ہے اور کیا تم جنتی ہو یا نہ گویا خود
شناسی اور خدا شناسی سے کما حقہ واقفیت حاصل کرنے کے لئے مرشد
کی ضرورت ہے۔ (مترجم)

ہر کہ خود را کہم و تسلیم چنین پیرے بصدق
در امان از مکر نفس ظالم امکر شد است

حمت قاکئی نے اپنے تجربہ کی بنا پر فرمایا ہے کہ جس شخص نے خلوص کے ساتھ
اپنے آپ کو پیر حق کے سپرد کر دیا۔ تو یقیناً وہ ظالم اور مکار نفس کے
قریب سے امن و امان میں رہا۔

در عرفان گز خواہی جو چینی دریا دل
در چنان یابد کسی کو مقصدش حق شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ اگر موتی حاصل کرنا چاہتے ہو تو
دریا دل مرشد کی تلاش کرو۔ یہ لادہ طالب جو تدا تالے کے پیچھے بڑے

کیسے موتی پاسکتا ہے۔ کمند رہی میں موتی مل سکتے ہیں۔
 لب اللباب میں صریح بیان ہے کہ نفس کے مکر سے آدمی صرف
 پیر کامل کی توجہ اور مدد سے ہی نجات پاسکتا ہے۔ ایسی بیماری کا علاج
 کرنے والا مرشد کے بغیر کون ہو سکتا ہے۔

حضرت پیر رومیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں۔
 • یا سب نکشد نفس را جز فل پیر دامن آں نفس کش راست گیر
 (پیر کی امداد اور حفاظت سے ہی نفس کو قابو کیا جاسکتا ہے لہذا پیر
 کا دامن مضبوطی سے تھام لے۔

• چوں بگیری سخت آں توفیق ہوسست در تو ہر قوت کہ آید جنب اوست
 جب اللہ توفیق دے اور پیر کی توجہ پیر دی کر دے تو تجھ میں غیبی قوت
 پیدا ہوگی اور پیر کے جذبہ یعنی کشش کا نتیجہ ہوگا۔

• چوں بنزدیک دلی اللہ شود آں زماں ہمد گزشت کوثر شود

جب تم پیر کے پاس جاؤ تو تمہارے نفس کی زبان بند ہوگی۔

• نفس را تسبیح و مصحف در یکن خنجر و شمشیر اندر آستین

نفس کے دائیں جانب تسبیح اور قرآن شریف دیکھو گے اور بغل میں خنجر!

• مصحف سالوس ادیا در مکن خویش با او ہمسر و ہمیر مکن

اس دھوکہ باز کے قرآن پر یقین مت کر اسکا ہمسر نہ بن۔

- ما طبیبانیم و شاگردان حق بحر قلنم دید مارا قاتعلق
ہم طبیب ہیں اور اللہ کے شاگرد۔ محکوم و محکوم دیکھ کر شق ہو گیا۔
- آں طبیبان طبعی دیگرند کہ بدل از راہ تیغے ے برند
جسمانی ڈاکٹر اور ہیں جو نبض سے دل کا پتہ بتاتے ہیں۔
- ما بدل بے وسط خوش بنگریم کز فراست ما بعالی منظریم
ہم دل کو بغیر آلے کے دیکھتے ہیں۔ ہم فراست سے بلندیاں دیکھتے ہیں۔
- آں طبیبان بود بولے دلیل ایں دلیل یا بود وحی خلیل
ان ظاہری ڈاکٹروں کو بیمار کی علامت رہنمائی کرتی ہیں۔ دلی کی مگر
رہنمائی الہام اور قرآن سے ہوتی ہے۔
- دست مزدی ے نخریم از کس دست مزد مارا رسد از حق بے
ہم اجرت نہیں لیتے۔ قل لا اسئلكم علیہ احو الی المودة فی القربا
فرمائیے۔ میں تبلیغ اسلام اور ہدایت کرنے کے لئے اجرت نہیں مانگتا۔
- ایں طبیبان ترا بجاں بندہ شوید تا مشک و غیر آگندہ شوید
ایسے حکیموں کا بندہ بن۔ تاکہ معطر ہو جاؤ۔ اس ضمن میں
پہلے لکھے ہوئے شعر کو اسکے ساتھ پڑھئے۔ وہ ہے۔
- بہر دل پیر محقق چوں طبیب حاذق است
تذکرۃ الاولیاء میں ایک واقعہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ نفس کو
قابو کئے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت یانیرید کا ایک مرید نہایت ذہین اور محنتی تھا۔ اسنے پیر کامل کے پاس شکایت کی کہ تیس سال سے صائم الدھر اور قائم الیل رہ کر بھی میرا دل ویسا ہی ہے۔ اسپر اس محنت شاقہ کا اثر نہیں ہوتا۔ میرے لئے علاج تجویز کیئے آپ نے فرمایا تو غافل ہے۔ نفس کا غلام، اس غفلت کا کوئی علاج نہیں۔ اگر میں تجویز کروں تم نہیں کرو گے۔ نہیں حضور میں کچھ بھی کرنے کو تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا جاؤ۔ سر اور داری موٹو لو۔ لباس اتار کر کھیل کی لنگوٹی کس کر سر راہ اپنے دامقوں میں بیٹھ جاؤ۔ آخر دھڑ کی ٹوکری سامنے رکھ کر بچوں سے کہہ دو کہ مجھے پتھر مارو ایک آخر دھڑ دوں گا سارے شہر میں گشت لگاؤ اور پتھر کھاتے جاؤ۔ یہی تمہارا علاج ہے اسنے جواب میں کہا سبحان اللہ لا الہ الا اللہ۔ شیخ نے کہا اگلیہ کلمات کوئی کافر زبان پر لانا تو مسلمان ہو جاتا۔ مگر تم مشرک بن گئے اسنے کہا کیوں؟ شیخ نے فرمایا اسلئے کہ میری تجویز پر عمل کرنے کی بہ نسبت اپنے آپکو زیادہ بزرگ تصور کیا تم نے یہ کلمہ پڑھ کر اپنے نفس کی بڑھائی دکھائی خدا کی عظمت کیلئے نہیں۔ اسنے کہا۔ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کوئی اور علاج تجویز کیئے۔ آپ نے فرمایا یہی تمہارا علاج ہے۔

مولانا شیخ یعقوب چرخئی نے فرمایا کہ جو شخص نفس کا مدعا جو خلاف شریعت ہے پورا نہیں کرتا اس کے لئے جنت ہے۔

تو ابہ الوبکر وراق نے کہا خدا کے پاس خواہشات نفس کے بغیر دنیا میں کوئی چیز بیری نہیں۔ اہل طریقت کے پاس آدمی اس وقت بالغ ہو جاتا ہے۔ جب اسکو خواہشات نفسانی سے نجات ملے۔

حضور پاک کا ارشاد ہے۔ کتنا ہی بُرا ہے وہ بندہ جو خواہشات نفس کا غلام ہو۔ کیونکہ یہ اسکو گمراہ کرتی ہیں۔

تو اب حکیم ترمذیؒ نے کہا ہے۔ کہ میں نے اپنے دل کے اندر کچھ میل دیکھ کر ارادہ کیا کہ میں روزہ رکھوں۔ اور خواہہ نقشبند مشکاتؒ کی خدمت میں گیا۔ آپ نے کھانا منگو کر مجھے کھانے کو کہا۔ اور فرمایا کہ ہم نے بحر یہ کیا ہے۔ کہ اس روزہ سے جو کہ نفس کی خواہش سے رکھا ہے اور مٹی کھاتا بہتر ہے۔ مزید فرمایا عمر دوسری ہوتی چاہیے تھی۔ تاکہ بندہ ایک بار بحر یہ کرتا۔ اور دوسری دفعہ اس پر عمل کرتا۔ آپ کے اس ارشاد سے معلوم پڑتا ہے کہ نفسی عبادات میں خواہشات نفس کا عمل دخل ہے۔

آپ فرماتے تھے کہ نفسی عبادتوں کیلئے ضروری ہے کہ انکے لئے ایک فتانی اللہ مرشد کی اجازت ہو۔ کیونکہ وہ خواہشات نفس سے آزاد ہوتا ہے اب اسکا علاج یوں ہے کہ ایسی عبادات سے استغفار کرنا چاہیے خواجہ علاؤ الدین عطارؒ کا فرمان ہے کہ ہر نماز کے بعد بیٹل دفعہ استغفار پڑھو۔
استغفر اللہ الذی لا اله الا **ہو** الحی القیوم والوب والیم

حضور سرکارِ دو عالم صلعم کا ارشاد ہے کہ میرے دل میں پتلے یا دل جیسے گھیر ڈالتے ہیں۔ تو میں روترانہ سو بار استغفار کرتا ہوں۔
اب ملاحظہ کیجئے کہ مرشد سے عشق کی حد تک محبت ہوتی چاہیے۔ خلوص نیت سے پیروی اور خدمت کیلئے کمر بستہ ہونا شرط ہے۔

پیر کا عشق و شوق حق در سر قناد عشق پیرش گو کہ بہر عشق و شوق حق قنطر شد

حضرت غاکؒ فرماتے ہیں جس نیک بخت کے دل میں خدا کا عشق موجزن ہو
اسکو کہہ دو کہ پیر کامل کا عشق خدا تک پہنچنے کیلئے مضبوط پل کا کام دیتا ہے
عشق حق پیر برحقؒ کے ذریعہ سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔
عشق دو قسم کا ہے ایک حقیقی دوسرا مجازی حقیقی خدا کا عشق ہے
اور مجازی ماسواء اللہ کا۔ مشہور بات ہے المجاز قنطرة الحقیقة مجازی
عشق ہی حقیقی عشق تک پل کی طرح پہنچاتا ہے حضرت جامیؒ نے فرمایا ہے مجاز سے
جو الون کا عشق اسلئے ہے کہ وہ جمال الہی کا منظر ہیں۔ ان کے بعد آنے
والے صوفیوں کا خیال ہے کہ یہ عشق فتنہ پیدا کرنے والا ہے۔ مرشداں کامل
کے ساتھ عشق کرتا حقیقی عشق تک پہنچاتا ہے۔

(۱) احقر کی دانست میں عشق رسولؐ عشق حق تک پہنچنے کا بہترین راستہ ہے
مصاد العباد کے مصنف نے کیا خوب کہا ہے کہ جب تک مرید
مرشد کے ولایت کے جمال پر عاشق نہیں ہوتا۔ اپنے اختیارات کو اسکے سپرد
نہیں کرتا۔ وہ مرشد کے عمل دخل میں نہیں جاسکتا۔ مرید سے مراد یہ
ہے کہ وہ شیخ کا ارادتمند ہو۔

اپنی مرضی یا خواہش یا ارادے کا غلام نہ ہو اسکا حکم ہر حال میں یکا لائے
اگر دھکے خون کے آنسو بہاؤ تو پس و پیش اور تامل نہ کرے۔ اگر کہے
جان دیدو تو یکدم پیش کرے۔

حضرت سعدیؒ نے کیا توبہ فرمایا ہے
گر مرا زار بکشتن دہداں یار عزیز
تا نگوی کہ در آندم غم جاہم باشد الخ
اگر وہ میرا یار مجھ دار پر چڑھنے کو کہے تو مجھ پر گز اپنی جان کا غم نہ ہوگا۔ اتنا
کہوں گا کہ مجھ سے کون گناہ سرزد ہوا ہے۔ شاید وہ ناراض نہ ہوئے ہوں مجھ
اسباب کا افسوس ہوگا اور غم کہ میں نے کیوں ایسی بات کی۔

ہمدی پیر خویش و صحبت پیسرگان !
نافع آمد صحبت اغیار بس باقر شداست

علامہ قرمطی ہیں کہ اپنے مرشد اور اسکے دوسرے مریدوں کی صحبت
میں رہا کرو۔ اُسے بہت نفع حاصل ہوگا۔ البتہ غیروں کی صحبت باعث
ضرر ہوگی۔

جناب پیر رومیؒ کے فرزند سلطان ولدؒ کا فرمان ہے کہ مرید اگر
 بارادت پیر کاملؒ کی صحبت میں بغیر کسی مجاہدہ کے حاضر ہے تو یقین رکھے
 کہ اسکا مقصد ہل ہوگا گویا وہ کشتی میں سویا ہوا ہے اچانک وہ دوسرے
 ملک کی کیر متھوں میں کرتا ہے۔ آپکا ارشاد مزید ہے کہ مجھے شیخ
 صلاح الدین نے فرمایا کہ خیر دار میرے بغیر دوسرے مرشدوں کی
 طرف توجہ مت کر۔ میں صدیقیوں کا مرشد ہوں اور ہماری نظر سورج
 کی طرح فائدہ رسان ہے۔ مرید پتھر بھی ہو تو ایک قابل پتھر سورج
 کے عمل سے لعل بن جائے۔ اپنے مرشد کے علاوہ کسی اور کی طرف
 متوجہ ہوا گو سورج سے ہٹ کر سایہ میں آنا ہے پھر بھلا تو پتھر اس طرح
 سایہ ڈھونڈے اور سورج کو چھوڑے تو وہ لعل نہیں بن سکتا۔
 مقامات خواجہ نقشبندؒ میں مذکور ہے کہ قابلیت کا انداز اگر
 بڑی صحبت میں پڑ کر حراب بھی ہو جائے تو اہل کمال مدبر لوگوں کی مدد سے
 دھست ہو سکتا ہے۔ ۱۔ جڑ صحبت عاشقان و مستان پسند
 درد لہوس قوم فرومایہ پسند
 عاشق اور مستی سے مرشار کامل کی صحبت میں رہو۔ وہ تمہیں لوہے
 کی طرح کھانڈ کھلائے گا۔
 کمیہ لوگوں کا خیال تک دل میں نہ لاؤ وہ آلو کی طرح تمکو دیرانے
 کی طرف لے جائیں گے۔

دیہاں مجھے حضرت جامیؒ کا ایک شعر یاد آیا۔ آپ بھی سنئے۔

جامی ز سفلہ طبعان کم شد صفائے حالت۔

کردی سفلان تیرہ عیام جہاں سما را۔

جامیؒ فرماتے ہیں کہ کمیتہ لوگوں کی صحبت سے میرے دل کی صفائی میں رختہ

پیدا ہو گیا اور میں نے اس جام جہاں نما کو کالی مٹی کا برتن بنا ڈالا۔ (احقر مترجم)

نغمات الآتس میں پیر رومیؒ کا حوالہ دیکر لکھا گیا ہے کہ ہم عینوں

کے بغیر کسی غیر کی صحبت میں نہ رہو۔ کیونکہ طبیعت چور ہے۔ مخفی راہوں سے

چیزیں چراتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ میرے آقا تاجہ شمس الدین تبریزیؒ

کا ارشاد ہے کہ ایک مقبول باوقامرید پر اسے لوگوں کے ساتھ صحبت

نہیں رکھتا۔ اگرچہ اچانک پرانا صحبت میں بیٹھنے تو اس طرح بیٹھے جس طرح

مناقہ مسجد میں بچہ سکول میں اور قیدی جیل میں رہتا ہے۔

تاجہ احرار کا بیان ہے کہ نسبت کو کھو دینا موت کے برابر ہے

تاجہ نقشبندؒ سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے تھے کہ طالب کو پہلے مرشد کے

دوستوں اور مریدوں کی صحبت میں رہنا چاہیے تاکہ انہیں پہلے ہماری صحبت میں

رہنے کی قابلیت اور اہلیت پیدا ہو۔

پیر کی صحبت سے تیرہ دل صاف روشن ہوتا ہے۔

سورہ مدثر کی تفسیر میں صحبت کے حوالے سے ایک اچھا نکتہ پیدا

کیا گیا ہے وہ یوں کہ ولید بن مغیرہ نے پہلے قرآن کی تصدیق کی مگر کافروں
کی حجت سے وہ اقرار انکار میں بدل ڈالا۔

مولانا شیخ یعقوب چرخئیؒ نے فرمایا کہ تم خدا دوستوں کے
دشمنوں سے دور رہو۔ انکی نفس صحبت سے تمہارا اقرار انکار میں تبدیل

نہ ہو۔

دُعا :-

بایداں کم نشین کی صحبت بد
مگر چہ پاکی ترا پید کند
آفتاب بدیں بزرگی را

ذَرَّہٗ ابرنا پید ید کند

بُڑے لوگوں کی صحبت تمہیں پاک ہو کر ناپاک کر دیگی اتنے عظیم سورج
کو بادل کا ٹکڑا چھپا لیتا ہے۔

لب اللباب میں مذکور ہے کہ سالک کو توبہ کے بعد کوئی شربت
پاک لوگوں کی صحبت سے زیادہ موافق نہیں۔ انسان نما شیطانوں سے بچاؤ کے
دوسرے پیدا کرنے سے بُرے خیالات پیدا ہوتے ہیں

مشتوی شریف کے چند ابیات ملاحظہ ہوں۔

ہر کہ خواہد ہمیشی با خدا گو بنشین در حضور اولیاء

جو کوئی خدا کا قرب چاہتا ہے اسے کہہ دو کہ اولیاء کے حضور میں ہے
● چوں شوی دور از حضور اولیاء در حقیقت گشتہ دور از خدا

اولیاء سے دور ہو جانا خدا سے دور ہو جانا ہے۔

● اے خوش آمد دے کہ از خود رستہ شد در وجود زندہ پیوستہ شد
کتاہ شخص خوش نصیب ہے جو اپنی خودی سے آزاد ہو کر زندہ دل بزرگ
کی ذات کے ساتھ جا ملا۔

● دای آں زندہ کہ بامردہ نشست مردہ گشت و زندگی از دے بخت
افسوس اس زندہ دل کیلئے جو مرد دل کے ساتھ بیٹھا۔ مردہ بنا اسکی زندگی
ختم ہو گئی۔

مرشدوں کی صحبت کے فوائد

خلصاں را صحبت او موجب جمعیت است۔ بھی ملاحظہ کریں

ہفت روزہ خدمتِ پیہ تحقیق و ثواب
مرعبا و تہمای ہفتصد رسالہ را ہمیشہ است

علامہ فرماتے ہیں کہ سات سو سالہ عبادت کے برابر وہ سات دن شمار
کیجئے۔ ثواب کے حوالہ سے! جو آپ پیر برحق کے ساتھ گزار سینگے۔

امیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ جو کوئی مرشد کی خدمت سات دن کرے
اللہ تعالیٰ اسکے اعمال نامہ میں سات سو سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور
جو قدم وہ اس صحبت میں اٹھاتا ہے اسکو مع اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے
اسکے بعد شیخ الاسلام کا ارشاد ہے کہ جب تک درویشوں کی خدمت نہ
کرے کوئی قائمہ حاصل نہیں کر سکو گے۔

مزید فرمایا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے برابر بیس سال اپنے
پیر کا کرتہ سر پر رکھا اور حج کیا پھر انکو یہ نعمت ملی جو دنیا کے سب لوگوں
کو مجموعی طور پر ملی۔

اگر کوئی خلوص کے ساتھ ایک دن بھی مرشد کی خدمت کرے تو
اسکو وہ ایک ہزار کی بے خلوص عبادت سے بہتر ہے

چند مرتبہ بند بے پیر گفتند از ان
کار یک صحبت بہ پیر از پیل چلے بہر شد

فرماتے ہیں کہ بے پیر کو چلہ کشی گمراہ کرتی ہے اسی لئے بزرگوں کا
قول ہے کہ مرشد کی صحبت چالیس چلوں سے بہتر۔
رسالہ لطیفہ غیبیہ میں لکھا ہے کہ مخلص مرید کا ایک دفعہ پیر کی

صحبت میں بیٹھنا چلتے چلے یعنی چالینس چلوں سے بہتر ہے تعجب نہیں کہ
مرشد کی ایک نظر مبارک سے مرید کو خدا مل جائے۔

۵۔ نگاہِ مودت سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

مرشد کے بغیر یا اسکی بے خبری میں فوری کامیابی حاصل ہونا محال ہے۔

پیر چون خواندت جوابش گویشع نافلہ
زانکہ ایتدم در جواب و ثواب و مرشدات

علامہ فرماتے ہیں کہ اگر تم نفل نماز پڑھ رہے ہو اور تمہیں پیر پکارے
اسکو جواب دو۔ دوران نماز اسکو جواب دینا باعث ثواب ہوگا۔
اسرار الہیہ میں درج ہے کہ شیخ فرید الدین عطار کی مجلس مبارک
میں عقیدت کے بارے میں ذکر سوراھا تھا۔ شیخ نے فرمایا جسکے دل میں
عقیدت نہیں وہ مرید نہیں بن سکتا۔ پھر وہ واقعہ سنایا جب حضرت عمرؓ
اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نماز میں مشغول تھے۔ تو حضور پاکؐ نے کسی
مشورہ کھینے دونوں کو بلایا۔ آپ نماز سے فارغ ہونے کے حاضر ہوئے
تو حضورؐ نے فرمایا کہ دوران نماز نفل اگر تمکو خدا کا رسولؐ پکارے
تو نماز ترک کرکے حاضر ہو جاؤ۔ تمہارا جواب دینا نفل نماز سے زیادہ

تواب کا مستعمل ہے۔

دوسرا واقعہ یوں بیان فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار
کاکی نے اپنے ایک مرید شیخ علی سبزیؒ کو دوران نماز نفل بلایا۔ آپ نماز
ترک کر کے حاضر ہوئے۔ شیخ نے فرمایا تم نے نماز نامکمل رکھی اور چلے آئے
آپ نے فرمایا میرا عقیدہ ہے کہ میرے نفل ادا کرنا کی یہ نسبت آپ کا بلاؤ
• زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ اہل سلوک کے نزدیک مرشد کے جلدی جواب دینے پر
مرید کو ایک سال کی عبادت کا اجر دیا جاتا ہے اے آقا! میں اس
نعمت سے کیونکر محروم رہ سکتا ہوں۔

هر که با اخلاص جان و دل رعایت کرد و آب
و درخت و مرغ و در و درختش هر طور رشد است

فرماتے ہیں کہ جو کوئی افلاص کے ساتھ پورے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے مرشد کے سامنے بیٹھ گیا۔ وہ جلدی ہی پیر کی صحبت یا برکت کا پھل پائیگا۔

لب اللہیات میں درج ہے کہ خدا کے خاص بندوں کا احترام و ادب ملحوظ رکھتے سے دل کا حال معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ انسان کا چہرہ اس کے افعال اس کے دل کی کیفیت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

ملاحظہ ہوں چند اشعار مثنوی معنوی سے۔

● دل نگہ دارید اے بے حاصلان در حضور حضرت صاحبِ دلاں
اے نادار لوگو! جب دوستانِ خدا کے پاس بیٹھو تو اپنے دل پر کڑی نظر رکھو
پیشِ اہلِ دلِ ادب درِ باطن است تا کہ الی شانِ بر سرِ لڑناطن است
اہلِ دل کی نظر دل پر ہوتی ہے اسلئے ادب و احترامِ دل سے چاہیئے آپ
کے قلبی اسرار پر انکی نظر ہے۔

● تو بعکسی پیش کو راں بہر جاہ با حضور آئی نشینی پائنگاہ !
اسکے برعکس تم اہل دنیا جو اندھے ہیں انکے پاس جا کر احترام میں سب سے
نچلی جگہ بیٹھتے ہو۔

● بے ادب گفتنِ سخن یا خاص حق دل بپیر اندر سہ دارد ورق
خامانِ خدا کے سامنے بے ادبی کی باتیں کرنے سے نامہ اعمال سیاہ ہو جاتا ہے
اور دل افسردہ رہتا ہے۔

● آں وہاں کج کرد از لستم بخواند مر محمد را وہانش کج بماند
اس کا قرۃ منۃ ٹیڑھا کر کے تمسخر کے طور پر محمدؐ کی نقل اتارنا چاہی تو اسکا
منۃ ٹیڑھا ہی رہ گیا۔

● باز آمد کاے محمدؐ عفو کن مر ترا اسرارِ علم من لدن
نادم ہو کر آیا اور معافی مانگے لگا اور اقرار کیا کہ آپ علم لدنی کے
راز داں ہیں۔

• من ترا فوس ے کردم بجہل رہا خود بدم افسوس را منتوب و اہل
میں بھالت کی وجہ سے گستاخی کرتا ہوں حالانکہ طنز اور تمسخر کے لائق میں خود ہوں
افسوس مجھے اپنے اوپر کرنا چاہیے۔

شمالی الانقیاء میں ایک فرید کا ذکر آیا ہے جس نے اپنے مرشد کی زیارت
کا شرف حاصل کرتے کیلئے تعظیماً دروازے سے لیکر لنگے پائے میاں کے
تک ستر بار آداب بجالا لید اور پاؤں چومنے کا شرف حاصل کیا۔ مرشد نے
فرمایا اے یا ادب اور بے ادب۔ آگے آؤ۔ یا ادب اسلئے کہ تو ستر بار آداب
بجالایا اور بے ادب اسلئے کہ میری ذات سے مرعوب ہو کر تم ستر آداب میں
سے ایک دو بھول جاتے۔

مقامات خواجہ بہاء الدینؒ میں درج ہے کہ ادب کی حقیقت
ترک ادب ہے۔ اولیاء اللہ کی حالت اُس بادشاہ کی سی ہوتی ہے کہ وہ کبھی
گالی دیتے پر انعام دیتا ہے اور کبھی سلام کرتے پر رنجیدہ ہوتا ہے۔ ادب
کی حقیقت انکے دل کی مقبولیت ہے۔

رسالہ قشریہ میں لکھا ہے کہ ادب اور علم کے حوالے سے لوگوں کی تین جماعتیں

ہیں ۱۔ اہل دنیا ۲۔ اہل دین ۳۔ اہل خصوص۔

- اہل دنیا قصیدہ خوانی کر کے اپنی فصاحت و بلاغت پر زور دیتے ہیں
- اہل دین شریعت کی پاسداری ریاضت نفس۔ حدود اللہ کی نگہداشت

اور ترک شہوات کی تلقین کرتے ہیں۔

- اہل خصوص کی خاص توجہ دلوانی کی پاکیزگی۔ اسرار کی نگہداشت ایقانے عہد۔
وقت کی پابندی۔ حضور کے اوقات کی پاسداری وغیرہ۔ ابو منصور مغربی سے منقول
ہے کہ مجھے صوفیائے کرام نے ادب سکھایا۔

ارشاد المریدین میں ہے کہ اہل تصوف کے نزدیک آداب کو زیر نظر رکھنا
سب سے اہم ہے۔ کہا گیا ہے کہ التصفوف کلہ آداب!

عام لوگ خدا سے ادب یوں کرتے ہیں کہ تمام معاملات میں اسکی فرمانبرداری
کرتے ہیں۔ لیکن اہل دل کیلئے آداب کا مطلب ہے تمام معاملات کو اس کے
سپرد کرنا ہے ہمیشہ اسکی طرف متوجہ ہونا۔ خوشنودی کے ساتھ اپنی ذات کو
اس میں فنا کرنا ہے۔

آنحضورؐ کے ساتھ ادب یہ ہے کہ تمام حالات میں گریہ و زاری اور نیاز
مندی کے ساتھ آپؐ کی روحانیت سے مدد مانگنا اسکی تمام سنتوں پر
عمل کرنا۔

طریقت کے مرشدوں کے ساتھ ادب یہ ہے کہ جب دل کے اندر طلب اور تڑپ
پیدا ہو محبت الہی کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ درویشوں کی صحبت کے ذریعہ یا انکی باتیں
سننے تا مطالعہ کرنے سے اس میں زیادہ مہتمک ہے۔
اللہ تعالیٰ اپنی محبت کے اس لعل کو خاص بندوں کے دل کے خزینے کے سوا
کہیں چھپا کر نہیں رکھتا۔

مرید خلوص کے ساتھ دل کو صاف رکھے۔ اگر مرشد کی بات سمجھ میں نہ آئے
تو بھی من و عن تسلیم کرے اور اس میں حکمت و مصلحت تصور کرے۔

مبتدئی کو خدمت کیلئے کمر بستہ رہتا چاہیئے۔ مرشد کے سامنے آنکھیں بند نہ کرے، نہ ہنسنے نہ تیز کلامی کرے۔ نقل نمازیں نہ پڑھے سورج کو چرخ نہ دکھائے کوئی بات پوچھتی ہو تو شیخ کے دل سے اجازت طلب کرے۔ خود اپنا نام لیکر اپنا سوال پیش نہ کرے۔ تاکہ خود پرستی میں مبتلا نہ ہو۔ بڑھائی یا غرور کا مظاہرہ نہ کرے۔ پیر سے جواب نہ چھپائے۔ مرشد سے کیوں کہتا کمال غلطی ہوگی!

روحانیت کردہ لو خاص از پی دیدار پیر
زانکہ رویش یاد حق را بہترین مذکر شد

حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ اے طالب! پیر کی زیارت کیلئے پہلے تجدید و تہذیب کرو کیونکہ مرشد کا روئے مبارک اللہ کی یاد کیلئے بہترین عکاس ہے دل کے چہرے کا نور اسکے دل کا آئینہ دار ہے۔ اور دل میں وہی قرین پذیر ہے سب سے اہم ادب تازہ طہارت کا بجالانا ہے۔ یہ عادت سنت کے طور پر مشہور ہوئی۔

تفہات الانس میں شیخ ابوالحسن دقاق کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ بغیر غسل کے مرشد کے پاس نہیں جاتے تھے۔

ایک دن ملا احمد جھاگلی پیر برحق کی زیارت کرنے گھر سے نکلے ابھی سات کوس کا فاصلہ طے کرنا تھا کہ آپ کو آواز آئی کہ تازہ غسل کیوں نہیں کرتے۔ حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ میں حضرت ملا کے ساتھ زیارت قبور کیلئے

ایک رات اُن کے ساتھ چلا۔ تو ملا صاحب نے حضرت شیخ بہاؤ الدین کشمیری کے روضہ مبارک کے نزدیک سنا کہ جب تم لوگوں نے ہماری زیارت کا ارادہ کیا ہے۔ تو کیوں تازہ غسل نہ کیا اور خوشوا استعمال میں کیوں نہ لائی اور ہماری روح کیلئے اور ہمارے بچاؤ اور فقیروں کیلئے کچھ ملہ یہ کیوں نہیں لاتے؟

یہ بھی درج ہے کہ ہمارے پیر برحقؒ اپنے ساتھیوں کو نصیحت فرماتے تھے کہ جب تم کسی بزرگ کی زیارت کیلئے جاؤ تو تازہ غسل کرو ورنہ تازہ طہارت کافی سمجھو تاکہ قلبی نسبت اور تعلق استوار ہو جائے۔ اور اسکی برکت تم میں زیادہ اثر کرے زیارت کا احترام ضروری ہے۔

مقامات خواجہ بہاؤ الدین نقشبندیؒ میں لکھا ہے کہ بروایت حضرت ابن عباسؓ کہ آنحضرتؐ سے اللہ کے دوستوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ اللہ کے دوست کون اور کیسے ہوتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا الذین إذا أمرأهم ذکر اللہ سبحانہ واولیاء اللہ وہی ہیں کہ انکو دیکھ کر خدا کی یاد تازہ ہو جائے۔

ولی کے نزدیک جانے میں رعب پڑتا ہے اور ولی کی شگفتگی اور چہرے کا نور اسکے دل سے ہے۔ اسلئے مومن بندہ کا دل اس نور کی پاکیزہ زندگی سے زندہ ہو جاتا ہے۔

اور اسکی پیشانی پر روشن ہو جاتا ہے جب کوئی اسکو دیکھتا ہے اسکو خدا یاد آتا ہے۔ اسکی نشانی یہ ہے کہ ایسے ولی کی طرف دل مائل ہو جاتا ہے۔ آپ کی گفتگو کلامِ بے تود بناتا ہے۔ اسکے کسی جوڑ بند سے بُری حرکتیں سرزد نہیں ہوتیں۔

حدیث قدسی قابل ستائش ہے کہ اللہ فرماتا ہے۔ کہ میں بندہ کو دنیا و آخرت کے خیالات اور ہوس سے خالی پاتا ہوں۔ تو اسکے دل میں اپنی نجات بھر دیتا ہوں۔ اس پر اپنا قبضہ جھاتا ہوں تو وہ پھر میرے قبضہ میں آکر میں ہی اسکے ہاتھ اکان آنکھیں ہاتھ پاؤں بتاتا ہوں جن سے وہ کام لیتا ہے۔ چلتا سوچتا دیکھتا کام کرتا ہے۔ ایسا بندہ کہتا ہے تو اللہ سے کہتا ہے خدا کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔

اسکے حرکات و سکنات پر انسان فریفتہ ہو جاتا ہے۔
(شعر) جو ہماری طرف دیکھے دیوانہ ہو جائے۔
ہمارے گرد مت گھومو جب تم عاشق دیوانہ نہ ہو۔

وہ دانائے سبیل ختم الرسل مولاٹے کل جس نے

غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادی سینا

نگاہِ شتی مستی میں وہی ادل وہی آخر

وہی قرآن وہی فرقان وہی لیس و لعل

متصف ملحوظ کن ذالشی باوصاف کمال !
پسین یقین کن آنکہ فیضش سوی تو نچر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ یقین کرو کہ تمام اوصاف میں پیر برحقؐ یا کمال ہے
جب اس یقین میں تم پختہ ہو گے تو مرشد کا فیض تیری طرف جاری ہوگا۔
نغات الآتس میں ہے کہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اپنے چچا
جان شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردیؒ کے ساتھ شیخ سید عبدالقادر
جیلانیؒ کی زیارت کیلئے تشریف لیگے، پچا جان نے فرمایا۔ اے بیٹے
حضور دل سے کام لے ہم ایک مرد خدا کے پاس جا رہے ہیں کہ جنکا دل
اللہ کے علم سے پُر ہے انکے دیدار کی برکت کی اُمید رکھ۔
رسالہ قشیریہ میں ہے کہ پیر کی زیارت کی شرائط یہ ہیں کہ آپ کا
احترام کرے۔ دل خالی لے کر جائے محبت بھرا۔ اپنے حق میں ہر بات
کو نعمت خیال کرے۔

پیر را این ریش بہر دیدن تر صفینش است
اکثر این طور اعتقاد جاہل بہر شہادت

فرماتے ہیں پیر کی ظاہری شکل صورت یعنی داڑھی سر کو دیکھنا محض
 بصیرت کی کمزوری کا وجہ سے ہے۔ ایسے لوگوں کا اعتقاد جالوں جیسا ہے جو گدھے ہیں
 پیر کی ظاہری شکل و صورت کو نہ دیکھو بلکہ باطنی آنکھوں سے دیکھو مرید
 ایک انڈے کی صورت ہے۔ اسکے بال و پر مرغ کی شکل میں ظہور پذیر بھی
 ہوتے ہی جب مرشد اسکی طرف پوری توجہ دے۔ اولیاء اللہ خدا کی پناہ
 میں پوشیدہ ہیں انکو کوئی نہیں پہنچاتا ماسوائے
 حضرت اللہ! اولیاء کی تحت قبایلی لایع فہم غیوی
 حضرت خاکی فرماتے ہیں۔

مردان رہش زندہ یحان دگرند
 مرغساں ہواش تراشیان دگرند
 خدا کی راہ میں چلنے والے دوسری جان سے زندہ ہیں۔ اسکی فضاؤں
 کے پرندے دوسرے ہی گھومتے ہیں۔
 منگر تو بدیں ذیدہ بدیشاں کالیشان
 میرون ترکون درجہاں دگرند
 ان ظاہری آنکھوں سے آنکو نہ دیکھو کیونکہ وہ دنیا و آخرت سے
 الگ اپنی ایک اور دنیا میں ہیں۔

مرصاد العباد کی عبادت سے ملاحظہ ہو۔
 حقیقت یہ ہے کہ مرید کے وجود کا انڈا انسانیت کے انڈے کے

ملکوت میں پوشیدہ ہے بطور امانت۔ یہ ناموت، ملکوت کی منزلیں ملے
 کرنے کے بعد لاہوت میں پہنچ کر فنا فی اللہ کے مقام پر پہنچتا ہے اور ولایت
 کی پشت سے نکل ارادت کی بچہ دانی میں پہنچ کر عبد بیت کے مقام پر مرغ
 کی صورت اختیار کرتا ہے۔ یعنی فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر
 قدرت والے کار ساز کے پاس۔ گویا دنیا میں انڈا تھا مگر یارِ گاہ الہی سے
 خاص بند مرغ بنا۔

آنحضرتؐ جیتک حضرت عبداللہؑ سے انسانیت کا انڈا پیدا نہیں ہوا تھا
 اسکا نام احمد تھا۔ اسکا ثبوت یا تاتی من بعدی اسمہ احمد
 آیہ کریمہ ہے۔ جس میں حضرت عیسیٰؑ اپنی قوم کو مطلع کرتے ہیں کہ میرے بعد
 ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔

جب انڈا وجود میں آیا۔ جبرئیل کے پروبال کی عملداری میں
 نبی اور رسول بننے کی پرورش پاتا رہا۔ اسوقت انکو محمدؐ کہا گیا۔ یعنی
 وما محمد الا رسولی قد خلت من قبلہ الرسل (محمدؐ
 نہیں ہیں مگر رسول الہی سے پہلے جو آئے گذر گئے۔

جب پرورش انتہائی عروج پر پہنچی۔ تو اس انڈے سے مرغا ہونے
 کے مقام تک پہنچ کر قاب قوسیت میں پرواز کر گیا۔ تو اللہ نے آپؐ
 کو عیدہ کر کہا۔ ملاحظہ ہو۔

سیمان الذی اسوی بعید لیلاً۔ گویا سمجھ لو مسرغ بننا خاص
بندہ بننے کا مقام ہے۔

یہ کتاب مطالع کرنے سے بہت پہلے مجھے پیر برحق نے یہ تمام
واقعہ سنایا تھا اور یہ آپ کے علم لدنی سے مستصف ہونیکا کمال ہے
یعنی یہ مرید اپنے مرشد کے بال و پر میں رہ کر پرورش پا کر مرغ بن جاتا
ہے۔ یعنی طائر لاہوتی جسکے بارے میں حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی (مترجم)
حضرت خاکی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا
کہ ایک برتن میں پیر برحق کے سامنے کچھ انڈے لاکر رکھے گئے تو آپ
نے فرمایا کہ نئے مرید آئینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

خزانة الحیلات میں یہ چند ہدایات درج ہیں کہ صاحب
خانقاہ کو چاہے کہ جو مسافر اسکے خانقاہ میں ٹھہرے انکا حال و احوال
پوچھتا رہے انکی دلجوئی کرے ممکن ہے کوئی صاحب دل ہاتھ لگے
جسکی برکت سے دونوں دنیا کا اقبال حاصل ہو جائے۔

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ مجھے یمن میں ایک فقیر ملا۔ مصافحہ
کے بعد اس بزرگ نے فرمایا کہ میری دلجوئی بھی کرا اور اپنا مقصد بیان کر۔

میں نے پوچھا فقیروں سے کیا طلب کیا جاتا ہے۔ فرمایا اللہ سے نزدیکی اور وسیلہ کی تلاش۔ انکی صحبت اور ان کے ساتھ بیعت آپ نے یہ بھی فرمایا کہ کچھ وہ اندھے سمندر کے کنارے ریت میں ڈال کر خود پانی میں رہ کر انکی نگہداشت کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے حکم سے اس سے بچہ نکلتا ہے۔ یہ کچھوے کی نظر کی تاثیر ہے اسی طرح مرشد کی تربیت کی برکت سے طالب کے درجہ میں ترقی ہوتی ہے یہی بات حضرت نظامیؒ نے کہی ہے۔

رہروانے کہ باملک وہ اند

درمرو کشف از کشف کم نیند

وہ چلنے والے جو ملک کے بمقدم ہیں کشف کے معاملے میں کچھوے سے کم نہیں۔ روایت میں ہے کہ حضرت شیخ کبیر مرشد بہاؤ الحق والدینؒ اپنے ایک مرید حسن افغان کو یار یار حکم فرماتے کہ میری پیٹھ پیچھے بیٹھ جاؤ اور حضرت شیخ جو بھی نظر اسپر ڈالتے تھے اسکا روحانی مرتبہ بلند ہوتا تھا۔ نتیجتاً اسکا درجہ اتنا بلند ہوا کہ شیخ کاملؒ فرماتے کہ اگر مجھے اللہ بتا دے کیا تحفہ لائے ہو۔ میں کہوں گا حسن افغان لایا ہوں۔

شیخ ہے جو مرید اپنے مرشد کے اشارات سے فائدہ نہیں اٹھاتا وہ کھالے میں رہتا ہے اسی لئے خواجہ حافظؒ فرما گئے ہیں۔
بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید

کہ سالک بے خبر بود ز راہ و رسم منزل ہا۔ مترجم
مرشد پاک ایک طبیب کی طرح جانتا ہے کہ میرے بیمار مرید کیلئے کونسی
دوائی کارگر ہوگی تاکہ یہ صحت یاب ہو جائے۔ صحت یاب ہونے کے بعد
دوائی بند!

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر برحقؒ نے فرمایا ہے کہ
بعض مرشد مریدوں کو شطرنج کھیلنے کا حکم دیتے تھے۔

پیرے بین شمع سات نوے بقا توں بدن !
کنپے ارتقا و خلق او لطف حق معشر شداست

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ اپنے وجود کے اندر سینے میں پیر برحقؒ کو
شمع کی طرح خیال کرادو۔ جلوہ گرد کیجھ۔ یہ اللہ کی مہربانی سے لوگوں کی
ہدایت کیلئے دیدہ ورمقرر ہوا ہے۔

باتن مکتبہ برکت گزشتہ مسیہ !
یک تنش باماد و با دیگر بران کنگر شداست

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ مرشد کامل مثالی جسم لیکر عرش کا سیر

کرتے ہیں ایک جسم آپ کا لوگوں کے درمیان ہوتا ہے تو دوسرا عرش پر ہوتا

۷۔

لب الالباب میں قطب کی اس صفت کو بیان کیا گیا ہے اس میں اسکے
ساتھ دوسرے اولیاء بھی شریک کار ہوتے ہیں۔ انہیں بھی یہ ملکہ
حاصل ہوتا ہے۔

مزید درج ہے کہ قطب تو ظاہری طور لوگوں میں موجود ہوتا ہے
تاکہ وہ اُن سے فیض ہوں۔ اور باطنی طور وہ اللہ کے ساتھ اللہ
سے فیوض و برکات حاصل کرتے حاضر ہوتا ہے۔ اسکے ظاہر کو دیکھو
تو مصداق انا بشر مثکم۔

(میں بے شک تم جیسا بشر ہوں) جب باطن کی حقیقت سے معلوم کرنی ہو تو
عقیدت کے ساتھ یہ حدیث مبارک بار بار پڑھئے۔
لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی موصول

(میں اللہ کے ساتھ بعض اوقات اتنا قریب ہوتا ہوں جہاں ایک مقرب
فرشتے یا نبی و مرسل کا گزر نہیں۔ وہ میری برابر نہیں کر سکتے)
نظم۔ قطب آں باشد کہ گرد خود تند گردش اقلاک گرد اولود

(قطب وہ ہے جو اپنے ہی گرد گھومتا ہے۔ آسمان اسکے گرد گھومتے ہیں
آں کے نقشش نشہ درجہاں واں دگر چوں مہر آسمان
اسکا ظاہری جسم دنیا پر اپنا سکہ جاتا ہے اور دوسری صورت

چاند کی طرح اپنا سکہ آسمان پر جاتا ہے
 ایں دہالتش نکتہ گویاں با بلیس واں دگر یا حق بگفتار وانیس
 دنیا میں اپنے ہمیشہوں کے ساتھ باتیں کرتا ہے اور یا طنی جسم کا منہ
 اللہ کے ساتھ ہم کلام ہشتیں ہے۔

کوشش ظاہر سر ضبط ایں افسانہ کن کوش یا طن جانب اسرار کن
 اسکے ظاہری کان دیتی کلام سنتے ہیں۔ یا طنی کان کائنات کے راز
 سنتے میں معروف ہیں۔

پای ظاہر در صف مسجد صواف پائے معنی فرق گردوں در طواف
 ظاہری وہں مسجد میں صف بندی میں موجود۔ یا طنی پیر آسمان کا چکر
 لگاتے ہیں۔

جزو بندوش را تو بزم بچین آں درون وقت ایں بیرون میں
 اسکی ہر حرکت کو ایسا ہی سمجھ۔ ظاہر زمانے کا یا بند اور یا طن لازمان
 میں ہے۔

تخلع پوشید از اوصاف شاہ پر برید از چاہ برا یوان چاہ
 بادشاہ نے اپنے اوصاف کا شاہانہ لباس آجے پہنایا۔ وہ لپٹی
 سے بلند تہتے پر پہنچا۔

ہمدے ہا ولایت لے راہ جو ہم تھاں دنم نشستہ پیش رو
 لے سالک ادھی رہا رہے اور رہتا۔ تم سے پوشیدہ بھی ہے اور تمہارے

از خلاۃ رسول او خلافت یافتہ !!
دست یناکش مرید اللہ نایب و مظهر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ پیر برحق اللہ اور رسول اللہ کے نائب ہیں آپ کا دست مبارک اللہ کا ہاتھ اور دست قدرت کا نائب اور چائے ظہور ہے سراج الہدایہ میں ایک حدیث پاک یوں درج ہے کہ فرمایا سرکار دو عالم نے جو کوئی دنیا میں نیکیوں کا امر کرتا اور برائیوں سے روکتا ہے وہ خلیفۃ اللہ اور خلیفہ رسول اللہ ہے۔ مقامات خواجہ بہاؤ الدین میں درج ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا میری امت کے صدیقیوں کو انبیاء کے خلافت کا درجہ حاصل ہے۔

دستورالجمہور میں بروایت حضرت علی مرتضیٰ درج ہے حضور پاکؐ نے فرمایا اے اللہ میرے خلیقوں پر جو میرے بعد ہونگے رحم فرما صحابہ نے عرض کیا یہ کون ہیں فرمایا وہ ایک جماعت ہے جو میری احادیث اور سنتوں کو جمع کرینگے۔ خود یہ سیکھیں گے اور لوگوں کو سکھائیں گے۔ خلیفہ کے معنی کسی کو اپنی جگہ قائم مقام مقرر کرنا جیسے امام

دوران نماز کسی مقتدی کو مقرر کر رہے جب اسکا وضو ٹوٹے۔

اصلی خلافت کے بارے میں خدائی ارشاد ہے۔

قال الله تعالى اني جاعل في الارض خليفة

بیشک میں دنیا میں خلیفہ بنانا چاہتا ہوں

حضرت داؤد سے بھی فرمایا۔ یا داؤد انا جعلناک خلیفہ فی

الارض اے داؤد ہم نے تمکو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا۔

یہ خلافت حضور پاکؐ تک پہنچی۔ آپؐ نے فرمایا انا خلیفۃ اللہ

آنحضورؐ نے فرمایا میں اللہ کا خلیفہ ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں فرمایا یا ابابکر انا خلیفۃ اللہ

وانت خلیفتی من بعدی۔ (اے ابوبکرؓ میں اللہ کا خلیفہ ہوں اور میرے

بعد تم میرے خلیفہ ہو۔ اس طرح یہ خلافت دوسرے صحابہ کرامؓ کو مسلی۔

آپؐ نے فرمایا۔ الخلفاء من بعدی ثلاث سنۃ میرے

بعد تیس سال تک خلافت رہیگی۔

ازاں بعد خلافت کے دو حصے ہو گئے ایک ظاہری بادشاہ حاکم

قاضی دوسری باطنی خلافت جو شارح و مرشداں مطلق کو حاصل ہوئی

حضور پاکؐ کا ارشاد ہے جس نے میری سنت کو زندہ رکھا

وہ میرا خلیفہ ہے بلکہ مجھ سے پہلے انبیاء کا بھی خلیفہ ہے۔

تمہیدات حق القضاۃ میں ہے کہ آپؐ کے خلیفوں کی نافرمانی

حضور پاک کی نافرمانی ہوگی جنور نے اللہ تعالیٰ کی کہ میرے بعد اُمت کا کیا حال ہوگا
 اللہ پاک نے فرمایا۔ اِنَّا خَلَقْنَاكَ مِنْ بَعْدِ مِثْلِكَ لَآ اُمَّتَکَ
 میں آپ کی وفات کے بعد آپ کی اُمت کے لئے آپ کا خلیفہ ہونگا
 مرشد کو چاہیے کہ خلیفہ کو خلافت نامہ اپنی مہر اور دستخط
 سے عطا کرے۔ جس میں تمام شرائط درج ہونگی جو عن بشریعت ہو گئے۔
 حضرت پیر برحق کے اجازت نامہ کا حال دوسری جگہ تحریر ہوا ہے
 پیر کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے۔ یہ اللہ فوق ایدیم اللہ کا ہاتھ ان
 کے اوپر ہے جس کے بارے میں حضرت اقبال فرماتے ہیں۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ۔
 غالب دکلہ آفرین کار کشاکش ساز

چنانچہ پیر روی کا ارشاد ہے۔

دستِ پیر از غایباں کوتاہ نیست

دستِ ادبِ رقیبہ اللہ نیست

پیر کامل کا دست پاک غیر حاضر اور دور افتادہ سے دور نہیں

کیونکہ وہ اللہ کے ہاتھ کے سوا کچھ بھی نہیں۔

آنکہ جان بخش گز بکشد رواست

نائب است و دستِ ادبِ رقیبہ اللہ است

دو زندگی دیتا ہے اگر وہ مار بھی ڈالے تو روا ہے کیونکہ وہ نائب خدا

ہے۔ اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے۔

امتحان پر بستن عصمت و طاعت اور
شومر باشد کہ مریدی را در سلیمین - شاد است

علامہ فرماتے ہیں کہ پیر کا امتحان اسکی عصمت و طاعت کے بارے
میں گمان رکھنا اور خیال یا اندھنا طالب کیلئے بُرا ہے اگر کسی مرید کے دل میں
ایسا خیال پیدا ہو جائے وہ اسکے بارے میں نیک فال نہیں ہے
مرید کیلئے تین آداب کا یاد رکھنا ضروری ہے نمبر ۱ پیر کی آزمائش
نہ کرے نمبر ۲ پیر کو ہر گناہ سے معصوم نہ جانتے نمبر ۳ یہ ضروری اور مناسب
نہیں کہ پیر کے ہر عضو کی عبادت میں مشغول دیکھے۔

امتحان کرنا کہ دیکھوں پیر کے کیا حالات ہیں۔ یہ ایسی بات ہے۔
گویا ایک برف پوش عورت کا چہرہ دیکھنے کا کوئی متمنی ہے مگر وہ عورت
جسم کو خوب چھپائے۔ یہ معیوب بات ہوگی۔

اللہ داد خان ایک درویش مرید صاحب حال تھا اسنے مرشد کا مل
کے بارے میں کئی بار جانا چاہا مگر کچھ نہ دیکھا۔ آخر کار بہت خدمت کرتے
کے بعد پیر کامل کی کشف کی نظر اسپر پڑی اسپر بہت کچھ عیاں ہو گیا پھر
آپکی بزرگی کا اعتراف کر کے لیشیمان ہو کر اور خدا سے مغفرت مانگنے
میں لگ گیا۔

لب الالباب میں ہے کہ پیر کی ہرگز آزمائش نہ کی جاتے یہ ہوتی دست
درازی کرنا۔ بھلا کامل کے مقابلے میں ناقص کی کیا مجال جو ایسی دخل اندازی
کرے۔

مشتوی شریف کے چند ابیات ملاحظہ کیجئے۔

شیخ کو پیشوا اور ہیرا است مگر مریدے امتحان کرو اوتراست
مرشد جو پیشوا ہو اسکا امتحان کرنا بیوقوفی ہے۔

امتحان کش گرنی در راہ دین ہم تو گردی ممتحن اسے یقین
اگر دین کے معاملوں میں اسکی آزمائش کرو گے تو خود آزمائش میں پڑو گے
حضرت علی مرتضیٰ کا ایک واقعہ یوں ہے کہ ایک گمراہ نے آپ سے
پوچھا۔ اے دانا ایک بہت اونچے محل کی چھت پر بیٹھ کر آپ کو اللہ کی
حفاظت پر یقین ہے یا آپ نے چھت پر سے چھلانگ ماری ہے پھر دیکھتے ہیں
آپ کو کون بچاتا ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی آزمائش کرنا اپنے آپ کو مصیبت میں
ڈالنا ہے۔ بندہ کی کیا بساط کہ خدا کی آزمائش کرے یا اللہ کو حق ہے
ہر گھڑی بندوں کی آزمائش کرے۔ ارے! تم خیر و شر کی حقیقت کو نہیں
جانتے ہو۔ تم اپنے آپ کو اور دوسروں کو آزماؤ۔ جب تم اپنے آپکے امتحان
سے فارغ ہو جاؤ گے۔ تو دوسروں کو آزمانا چھوڑ دو گے۔

حضرت علامہ خاکی اُس ضمن میں ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جو اسبات
سے اعراض کرنا سکھاتا ہے کہ جب مرشد پاک کے پاس جاؤ تو دل میں یہ

خیال لیکر نہ جاؤ کہ وہ مجھے فلاں چیز دے۔ یا میری فلاں مراد پوری کرے وغیرہ اس سے آزر دگی پیدا ہوتی ہے۔

میرے پیر برحقؒ کی حجامت اُستاد علی حجام کرتا تھا۔ وہ ایک دفعہ بیمار ہوا تو اُس نے اپنا بھائی بھیجا۔ اس موقع الزکر حجام کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو وہ جب پیر برحقؒ کی طرف چل نکلا تو دل میں چاہا کہ پیر کامل اپنی کلاہ مبارک میرے بیٹے کو دے۔ پیر برحقؒ کو بکشف معلوم ہوا تو اُس نے جب حجامت بنائی اور نکلنے لگا تو پیر نے بخاطر آرزو اسکو بلایا کہ اپنی ٹوپی عنایت کی اور فرمایا کہ ہم کو لوگوں کی جاسوسی کیلئے پیدا نہیں کیا گیا ہے۔ تم نے ہمکو مال سمجھ رکھا ہے۔ اب اگر ہم تغافل کر دیتے تو تم ہماری ولایت کے منکر ہوتے لو اب یہ ٹوپی تمہاری مزدوری کے عوض دی جاتی ہے۔

(سبحان اللہ اس غصے میں بھی فیاضی اور کرم فرمائی کا پہلو نکلتا ہے۔) مقامات خواجہ نقشبندؒ میں ایک واقعہ یوں لکھا گیا ہے۔ کہ جب آپ کے دیدار کی نیت سے بابا صاحب سمرقندیؒ گھر سے نکلے تو چاہا۔ کہ پیر مجھے ملائی کھلائے اور اس میں کسی کو شریک نہ کرے۔ چنانچہ جب حضرت خواجہؒ کے حضور میں پہنچا۔ آپ نے روٹی اور سنائی اسکے سامنے رکھ کر فرمایا۔ کھاؤ یہ بس تمہارا حصہ ہے اور آہستہ سے فرمایا کہ بزرگوں کو ایسی معمولی چیز کیلئے تکلیف نہیں دینی چاہیئے۔ ایک اور واقعہ میں سائل سے فرمایا کہ درویشوں

سے اپنی خواہشات کی تکمیل کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ ہمیں عالم ملکوت اور روحانیت سے عالم ناسوت میں آنا پڑا اور تمہاری خواہش کے لئے اس دنیا کی طرف مائل و مایوس ہونا پڑا۔

شمال الاقنیا میں درج ہے کہ مرید کا ایک ادب یہ ہے کہ مُرشد کو معصوم سمجھ کر ہمیشہ عبادات میں مشغول رہنے کی توقع نہ رکھے۔ پیر سے بوجہ عبادت و ظاہری صورت اعتقاد نہ رکھے۔ بلکہ دل بصیرت سے انکو سمجھنے کی کوشش کرے۔

رسالہ قشیر یہ میں ایسا ہی لکھا ہے۔ بلکہ تاکید کی گئی ہے کہ انکے حق میں نیک گمان رکھے۔ ولی گناہوں سے معصوم نہیں ہوتا جیسا کہ انبیاء کے یارے میں ہے۔ ہاں وہ گناہوں پر اصرار نہیں کرتا۔ اسکی طرف سے مشکلیں آفتیں یا لعنہ نہ ہو سکتی ہیں۔ بلکہ حضرت جُنیدؒ سے جب پوچھا گیا کیا ولی زنا کر سکتا ہے فرمایا اللہ کا امر ایک تقدیری معاملہ ہے عارف کیلئے اگر یہی مقدر ہو تو ہو کر رہے گا۔

اس حقیقت کو امیر حسین نے زاد المسافرین میں ایک حکایت کے ذریعہ بیان کیا ہے۔ جسکا ماحصل یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ کسی اوتاد سے گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہوا۔

مرید نے دیکھا مگر اسکے یقین میں کوئی کمی نہ ہوئی وہ زیادہ اخلاص کا مظاہرہ کرتا رہا۔ یہاں تک پیر رہبر نے اسکو خلوت میں بلا کر

پوچھا لے میرے بھائی! تو میرے گناہ سے واقف ہے اور جانتا ہے کہ
 تقدیر میں لکھا ہوا یہ تیر میں نے دل پر کھایا۔ اس پر تم نے میرا ساتھ نہ
 چھوڑا نہ تیری عقیدت میں کمی آئی۔ تو اس مرید صادق الاعتقاد نے جواباً
 کہا۔ لے میرے آفتاب تیرے سامنے میں زمین ہوں۔ تجھ سے سنو! اگر
 کسی فعل و جوہر پر گرد یا میں جم جائے تو کیا اسکی ہیئت بدل سکتی ہے
 مجھے آپ کی دلالت کا حال معلوم ہے میں جانتا ہوں کہ آپ
 نبیوں کی طرح معصوم نہیں ہو سکتے۔ آپ نہیں گریے ہیں میں گرا
 ہوں مجھے سنبھالئے۔ آپ کی نکتہ چینی میری اپنی نکتہ چینی ہوگی وغیرہ
 سچ ہے کہ دلی خدا کی فطرت اور صفات سے واقف ہو۔ گناہ کبیرہ
 سے پرہیز کرے مگر امام کیلئے یہ شرط نہیں کہ وہ معصوم ہو۔ جیسا کہ اسکا
 ثبوت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں گذر چکا ہے خود سرکارِ دو عالم
 نے فرمایا کہ میرے دل پر بادل جیسے باریک پردے پڑ جاتے ہیں تو
 تو میں ہر دن سو بار استغفار کرتا ہوں۔ لہذا اپنے آپ کو بے گناہ
 جاننا سب سے بڑا گناہ ہے۔

تحقیق کی رو سے دلی کے اجتناب کے معنی مغلوب الحال ہونے
 کے بغیر دوسرے وقتوں میں گناہ کرتے کے ارادے سے پرہیز کرے
 تمام وقتوں میں جسمانی طور اور دل سے عبادات میں مشغول رہتا۔
 ناقابلِ برداشت تکالیف برداشت کرتا دین اسلام میں موجود نہیں

کیونکہ لا یكلف الله نفساً الاّ وسعها اللہ بندہ پر اتنی ذمہ داری
 نہیں ڈالنا مگر جو اسکی طاقت کے مطابق ہو۔ اللہ فرماتا ہے علم
 ان لن تحصوه قتاب علیکم فاقرو ما تیسر من القرآن اسکو معلوم ہے
 کہ تم اسکو ضبط نہیں کر سکتے تو اسے ہلکے حال پر عنایت کی سو تم جب قرآن
 آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھا کرو۔ حضورؐ کا فرمان ہے میں تمہاری تعریف
 و حمد تلہ شمار نہیں کر سکتا فرشتوں کا کہنا کہ "سبحانک ما عبدناک
 حق عبادتک"

بہر حال اس بحث کو سمیٹتے ہوئے ہمیں مقامات نقشبندیہ
 کے بیان کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ وہ یہ کہ ولایت ایک نور ہے۔ حوالہ
 کی عنایت سے مشرق سے بندہ کے دل پر طلوع کرتا ہے اور اسکے دل
 میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ قرآنی ارشاد ہے کہ جس شخص کا دل اللہ تعالیٰ اسلام
 قبول کرتے کیلئے کھول دیا ہے وہ اپنے پروردگار کے عطا کئے ہوئے نور پر
 ہے۔ وہ اللہ بزرگ پر ترک کی لوازش محبت اور قرب سے مخصوص ہو جاتا
 ہے۔ ہر مقام پر جو کچھ اُس سے ظاہر ہو جاتا ہے وہ اسی نور کا عکس
 ہوتا ہے۔ اور اسی قرب اور مہربانی کا اثر ہوتا ہے اسکو لوگ ظاہر
 طور پر راستہ کہتے ہیں۔

مُنْتَهٰی رُکھ گئے تَرْکِ رِیاضتِ نَافِعِ اسْتِ !
 مُبْتَدِی بے اُمَرشِ اِرتاکِ شَدِازِ عَمِ شَدِاسْتِ

علامہ فرماتے ہیں کہ ایک کامل بزرگ نہ شد کبھی کبھی ریاضت ترک بھی کرے تو اس کیلئے ایسا کرنا فائدہ مند ہو گا۔ ہاں اگر تو آموڑ طالب اسکے اذن کے بغیر ریاضت ترک کرے تو وہ خالص میں بہیگانہ نقمان اٹھائیگا۔

اس لائن میں آنے والے شخص کو لا پرواہی برت کر شیخ کی تقلید میں مجاہدات و ریاضت کو ترک نہیں کرنا چاہیئے جب اسکی اجازت نہ ہو پیر رومیؒ مشتوی شریف میں رقمطراز ہیں۔

۔ صاحب دل رات ندر د آں تریاں مگر خورد اوزہر قاتل در عیان
اگر صاحب دل روز روشن میں بلاتامل زہر کھائے تو اسکو کوئی نقصان نہ ہوگا۔

۔ ترانکہ صحت یافت از پرہیز نیست طالب مسکن میان تب در اسے
وہ تو صحت پا چکا ہے اور کامل ہے طالب بیچارہ ابھی بیمار میں مبتلا ہے
۔ در تو نمرود لیست در آتش مرد رفت خواہی اول ابراہیمؑ
تھائے اندر نمرودی دسو سے ہیں اسلئے آگ میں مت کو پہلے ابراہیمؑ
بن جا۔

۔ کاٹے گر خاک گیرد زرر شود ناقص ار زرر برد خاکستر شود
کابل کے ہاتھوں مٹی سونا بن جائے اور ناقص کے ہاتھ میں سونا راکھ بن جائے۔

- چون قبول حق بود آن مرد راست دست او در کار پادشاه دست خداست
جب وہ کامل مقبول ہوا تو ہر کام میں اسکا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے۔

- ہر چہ گرد علت علت شود کفر گیرد کامل و ملت شود
بیمار جو کچھ بھی اٹھائے اس سے بیماری لگنے کا ڈر ہے کامل کفر بھی
اٹھائے تو اسلام بن جاتا ہے۔

لقمہ و تکتہ است کامل راحل لقمہ کامل مخورے باش لال

لقمہ اور باریک بات کامل کیلئے حلال ہے۔ تم کامل نہیں۔ مت
پیو چپ رہو۔

ذلت، بہ رطاعت صائے خلق پیش گفرش جملہ ایمان پائے خلق
کامل کی لغزش لوگوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ اسکے کفر کے مقابلے
میں سارے لوگوں کا ایمان یسج ہے۔

اگر ہو عشق تو کفر بھی مسلمان
نہ ہو تو مرد مسلمان کافر و زندیق (اقبال)

۱۔ ہر کے اور یکے معراج خاص

۲۔ ہر سر تا جہن تہہ و عدد تاج خاص

۳۔ صورتش ہر خاک و جان در لامکان

۴۔ لامکانے فوق و ہم سالکان

ہر گھڑی اسکو روحانی معراج عطا ہوتا ہے سینکڑوں تاجوں کے

ساتھ! اسکی ظاہری صورت میں جسم زمین پر ہوتا ہے اور روح الامکان
کی سائر جہاں سالک کا وہم و گمان تک نہیں جاسکتا۔
جہل آمد پیش اور دانش شود
کفر آمد پیش او ینش شود

اس کے پاس جاہل عالم بن جاتا ہے، کافر عارف بن جاتا ہے
در حق او خورد نان و شہد شیر
چلہ و در دور روزہ صد فقیر!

اسکا دنیوی کاروبار میں مشغول رہتا سینکڑوں چلہ کاٹنے والے روزہ دار فقیروں
سے بہتر ہے۔ مقامات خواجہ بہاؤ الدین میں مذکور ہے کہ سالک کو اگر نفس عبادت
ترک کرنے کا کسی وقت حکم ہوتا ہے تو وہ اسلئے کہ ایسی عبادات سے اسکا
دل خوش ہوتا ہے اور یہ خوشی سالک کیلئے مفتر ہے۔ اگر طبیعت بشارت ہو گئی
تو ایسی عبادت ترک کر دتا کہ خوشی حاصل نہ ہو۔

راقم کو حجت الاسلام حضرت امام محمد غزالیؒ کی ایک نصیحت یاد آئی کہ
اگر نیکی کر کے تو خوش ہوا۔ تو تجھے جو احب و ثواب ملنا تھا اس سے تو
محروم ہو گیا لہذا اسکی اُمید مت رکھ۔ ہاں اگر نیکی یا نوافل عبادات
کر کے تجھے کوئی خوشی نہ ہوئی تو اُمید ہے کہ اس خالص چیز کو شرف
قبولیت ہوگی! (مترجم)

قصیدہ بردہ میں مذکور ہے کہ جب عمل کرتے ہیں نفس دوڑنے

لگے تو اسکو مغلوب کر اور اگر کسی چیز کے ساتھ اسکو الفت ہو جائے
تو جبکہ اس سے باز رکھ گویا سر کام نفس کے خلاف کر۔

یہ بات ذہن میں رکھتے کہ نفس کی مخالفت میں اس حد جانیکا
حکم ہے کہ اگر تمہارا نفس ریاضیات و عبادات میں مشغول رہ کر لذت
پائے اور اسکے اندر اعمال ظاہریوں تو نفس کو اس لذت سے محروم
کرنے کیلئے ریاضیات و مجاہدہ ترک کر دتا کہ تمہارا نفس اس بھتنور سے
نکل آئے کیونکہ یہ توشی نتنہ اور بڑی آفت ہے۔

تذکرہ الاولیاء میں حضرت ذوالنون مصریؒ کا ایک واقعہ درج
ہے آپ کے ایک مرید نے چلچلی یعنی چالیس چلے مقام سلوک میں کاٹے تھے
اور چالیس سال کیلئے دل پر نگرانی رکھی تھی۔ مگر پیر کامل نے شکایت کی کہ
محبوب میری طرف بالکام نہیں دیکھتا نہ بولتا نہ عالم غیب سے کوئی خبر دیتا۔
میں خدا سے شکایت نہیں کرتا۔ نہ اکتا گیا ہوں غسل و مجاہدہ جاری انکو
نہایت۔ مگر افسوس یہ ہے کہ عمر لیم ہونے کو ہے اور میرے لئے دروازہ
بالکام نہیں کھلتا۔ آپ روحانی حکیم ہیں میرا علاج تجویز کیجئے۔
حضرت ذوالنونؒ نے فرمایا جادو آج پیٹا بھر کے کھا کر سو رہو۔ کو آ
عبادت مت کرو۔ تاکہ دوست اگر مہربان سے پیش نہیں آتا تو غضب
سے پیش آئے۔ اگر رحمت کی نظر نہیں ڈالتا تو چلو تندی سے ہی دیکھے
پھر درویش نے ایسا کیا مگر عشاء کی نماز پڑھ کر سویا پھر خواب میں

حضرت سرور کائنات صلعم جلوہ گر ہوئے اور فرمایا تمہارا دوست تجھے سلام بھیجتا ہے اور فرمایا کہ نام دایچٹرا جلدی استقامت چھوڑ کر بھاگتا ہے جو مردوں کی شان کے خلاف ہے۔ اصل بات ثابت قدمی اور مملکت سے نہ ڈرنا اللہ نے مزید فرمایا کہ تمہاری چالیس سالہ مطلب تمہاری گود میں رکھوں گا اور جو کچھ تمہیں اُمیدیں ہیں پوری کر دوں گا۔ لیکن میرا سلام اس محبت کے دعویدار کو دینا۔ لیٹے ذوالنونؒ کو اور کہہ دے اے جھوٹا دغا کرنے والے اگر تمکو دنیا میں رسوا نہ کیا تو تمہارا خدا نہ ہو گا۔ تاکہ ہمارے بے بس عاشقوں کے ساتھ مکرو فریب نہ کرو گے مرید بیداری ہو کر رونے لگا اٹھ کر مرشد کو سارا خواب بیان کیا۔ جب ذوالنونؒ نے سنا کہ آنحضرتؐ نے مجھے خدا کا سلام پہنچایا ہے اور جھوٹا راہزن وغیرہ ناموں سے یاد کیا ہے۔ تو خوشی سے پھولے نہ سکایا خوشی کے آنسو رونے لگا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرشد کیسے مرید سے کہے۔ جاننا زمت پڑھ۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ مرشد خدائی حکیم ہے۔ ظاہری اور باطنی علتوں کو جانتا ہے مرید کے دلی احوال سے اچھی طرح باخبر ہے وہ جانتا ہے کہ میرا مرید نماز کسی صورت میں ترک نہیں کر سکتا۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ بیمار کا علاج کیسے ہو۔ بعض اوقات حکیم زہر جیسی چیز بھی بیمار کو کھلاتا ہے جو بعد میں تریاق کا کام دیتا ہے۔

اور بیمار سدر جاتا ہے۔ اس ضمن میں راقم کو حضرت پیر رومیؒ کے
چند بیات بر محل یاد آئے۔ سو آپ بھی سن لیجئے۔

ان حکیمان الہی درجہاں چون ندانند از تو احوال ہن
د اولیاء کرام قدائی حکیم ہیں اللہ کی طرف سے دنیا میں مقرر شدہ
انکو جسم ہی نہیں دل اور روح پر نظر ہوتی ہے وہ تمام تمہارے راز
اور کمزوریوں سے واقف ہوتے ہیں ننگے داساں کی وجہ سے اسی
پر اکتفا کرتا ہوں۔ ہاں حضرت حافظؒ کا یہ شعر بھی بر محل ہے۔
یہ می سجا وہ رنگین کن گرت پیر معان گوید

کہ سالک بے خبر نبود تر راہ درسم مستنزل ہا
اگر پیر کوئی خلاف شرع بات بھی کرنے کا حکم دے تو بدلاتا مل کر
کیونکہ وہ اس عالم کے رواج، قانون اور راہ درسم سے واقف ہے
اللہ تعالیٰ نے حضرت ایراصیمؑ سے فرمایا کہ بیٹے کو قربان کر۔ وہ جاننا
تھا کہ وہ الیا کریگا

طراقت میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو ظاہری شریعت میں
جائز نہیں۔ مثلاً حضرت خضرؑ کا خوبصورت لڑکے کو مارنا جو اس مقام
پر نہ پہنچا ہو اس سے اگر ایسا کام وقوع پذیر ہو جائے تو وہ زندہ رہے۔
رسالہ اقبالیہ میں شیخ علاؤ الدین سمنانیؒ کے سمنان آئے

کے بعد ایک ٹرک کا پیدا ہوا جس کا نام توح تھا۔ وہ چار سال کا ہو گیا مگر شیخ
 اس کو اپنے پاس لانے نہ دیتا تھا۔ ایک دن وہ اچانک آیا اور سلام کیا۔ شیخ
 نے گود میں لے کر اسے چوما۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ ننکا ہوں اور لوگ
 میرے گرد جمع ہیں۔ میں کرتے کو نیچے کھینچنے کی کوشش کرتا رہا مگر یہ ممکن نہ
 ہوا۔ میں نے دل ہی دل میں خدا سے التجا کی۔ اس کی کیا وجہ ہے آواز آئی۔ اپنے
 بیٹے سے کہو وہ تمہیں ستر عورت کرے۔ میں فوراً جان گیا کہ عذاب کس لئے ہے
 کہ دنیا کی طرف تھوڑی سی رغبت دکھانے کا نتیجہ! یہ راہ سلوک ہے اللہ
 کا عتاب نازل ہوا۔

اس ضمن میں ایک واقعہ مجھے یاد آیا۔ وہ شاید سلطان اودھم کے بارے
 میں ہے جب وہ تخت و تاج کو لات مار کر فقیر ہو گئے مدینہ طیبہ میں جنگل
 سے لکڑیاں کاٹ کر بیچتے اور گزارہ فرماتے۔ ایک دفعہ آپکا فرزند جواب
 پورے جاہ و جلال کے ساتھ بادشاہ بنا تھا آپ کی ملاقات کھیلے مدینہ پاک
 آیا۔ باپ کو بیٹے پر نظر پڑی اور دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا۔
 جب تکلیف ہوئے تو حضرت اودھم کو آواز آئی۔ اچھا!

اب ہمارے گھر میں کسی اور کو جگہ دینے لگے ہو فوراً باز د کہنیے۔
 اپنے آپ کو چھوڑ کر دور کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ تو کون ہے کہ میں تجھ نہیں
 پہچانتا۔ میرے سامنے سے ہٹ جا ہر چند بیٹے نے منت سماجت کی اور

پیاد و شفقت کا واسطہ دید آپ نے ہی فرمایا کہ مجھے تم جیسے بادشاہ سے کیا کام
میرا کوئی بیٹا نہیں۔ میں تمکو سرگزنہیں پہچانتا کہتے ہوئے پیچھا چھڑا لیا۔
سبحان اللہ! قربان جائے لیے صبر و رضاد توکل اور حب اللہ کے! مترجم

کار و بار و اصل بینا بہ طور ہی سنا
لائی طالب نیاز و ترک کسرو فرشتہ است

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ بینا دلو واصل حق بزرگ کا ہر کام ہر لحاظ
سے لائق ستائش ہے نہ کہ قابل اعتراض (العیاذ باللہ)

ہاں طالب کیلئے نیاز و متدی پہلی شرط ہے اور کسرو و فر دینا دی جاہ و
حشمت کو رخصت کرنا۔!

اس شعر میں دراصل سلطان ولد کے اس بیان کی طرف اشارہ
ہے جو اس نے اپنی مشنوی میں کیا ہے کہ اولیاء اللہ کا فسق اور برائی دیگر لوگوں
کی عبادت سے بہتر ہے حضرت سرور دو عالم صلعم کا ارشاد ہے نیکو کار لوگوں کی
بھلائیاں مقرب لوگوں کے گناہ ہیں۔ مشنوی معنوی کے چند اشعار ملاحظہ ہو
نیکئی اختیار پیش او بد است جید نیکیاں در آں دکان دلالت

جیسے لوگوں کی نیکی انکے نزدیک بدی ہے اور نیکوں کے پُر غلوں اعمال اس
دکان میں غیر مقبول ہیں۔ ناپسند!
نیکی اشرار رازین کتن قیاس

تاجہ باشد پیش آن ای حق شناس

اب آپ اندازہ لگائیے کہ جن کے نزدیک نیکیاں عوام کی گناہ سمجھی جاتی
ہوں تو بُرے لوگوں کی نیکیوں کا کیا حشر ہوگا۔ کیا وقعت و مقبولیت ہوگی؟
فرماتے ہیں کہ جب وہاں بادشاہوں کے اعمال حقیر میں تو بکھاریوں کے چند اعمال
کی مقبولیت کیا ہوگی علامہ اقبالؒ کیا خوب فرما گئے ہیں۔
بگیر از من کہ بر من بار دوش است
ثوابے این تمانے بے حضورے

اے پروردگار میرے کبیرہ گناہوں کو ایک طرف چھوڑ پہلے مجھے اُن بے حضوری
میں ادا شدہ تمناؤں کے بارِ عذاب سے نجات دلائیے۔
جو میں نے آج تک یہ مان کر ادا کی ہیں کہ مجھے انکا ثواب ملیگا۔ (مترجم غفرلہ)

بودنِ عالی ولی مطلق ترا و صاف بشر !
نیست ممکن سخنِ سبوان تا آدمی پیکر شد است

فرماتے ہیں کہ جب تک آدمی کا جسم روح کا قید خانہ ہے یعنی جب تک زندگی ہے انسان کا بشریت کے اوصاف سے بہتر ہونا ناممکن ہے۔

رسالہ اقبال میں لکھا ہے کہ انسان بشریت کے دائرے سے باہر نہیں آسکتا جب تک عالم ناسوت میں ہے۔ وہ اس بدلتی دنیا میں بشری تقاضوں سے پاک نہیں گردانا جاسکتا۔ عیوب سے بہتر صرف ذات الہی ہے۔ بقول کے انسان میں نیکی تلاش کر۔ بے عیب ڈھونڈنا ہے وہ اللہ ہے!

مُصْطَفٰی کَوَاحِشُ الْخَلْقِ اَزْ سَمَةِ مَخْلُوقِ بُرُو
گاہ گاہ ہے در غضب چشمان اور خورشید است

علامہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ تمام خلایق سے برتر اور بہترین اخلاق کے حامل تھے مگر کبھی کبھی آپ کی چشمان مبارک، غصہ کی حالت میں سرخ ہو جاتی تھیں۔

موجب لطف آن غضب بودی بمنسوب علیہ
پنچنیں ز ابتیاح اودان کر کش منظم شد است

آنحضورؐ کا غصہ جب کسی پر اترتا تو وہ باعث مہربانی و کرم ہوتا۔ اس طرح
 آنحضورؐ کے پیروں میں بھی سمجھ لے ہر کوئی پیرو حضور پاکؐ کا مظہر ہے
 یہ دو اشعار اس حدیث پاک کی نقل ہیں جس کا ذکر حضرت امیر کبیرؒ میر سید
 علی محمدانیؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ذقیرۃ الملوک میں فرمایا ہے حدیث
 مبارک یوں ہے۔ مفہوم

حضور پاکؐ کسی وقت غصہ میں ہوتے کہ آپؐ کی چشمان مبارک اور روئے
 پاک سرخ ہوتے۔ اور فرماتے۔ میں بشر ہوں اور غصے ہوتا ہوں جیسے
 دوسرے لوگ ہوتے ہیں۔ پس اگر غصے حالت میں کسی مسلمان کو گالی دوں
 یا لعنت کروں یا پیٹوں میری طرف سے اسکو وہ مغفرت کا سبب بنائے
 گویا حضور پاکؐ کا غصہ رحمت و مغفرت کا موجب بنتا (قربان جائے
 ایسے غصہ کے! آپؐ کے فعل و کرم اور رحمت کا عالم کیا ہوگا۔ مترجم غفرلہ
 آنحضورؐ دنیوی لذات کیلئے غصہ نہیں کرتے تھے۔ مگر حق یا دین کی
 مخالفت برداشت نہیں کرتے تھے۔ غصہ کے وقت انکو کوئی پہچان نہیں سکتا
 تھا۔ جب تک باطل کو رفع نہیں کرتے غصہ رفع نہیں ہوتا تھا۔
 آنحضورؐ کا ارشاد ہے کہ میری امت کے بہترین لوگ تین مزاج
 والے ہیں جنکو غصہ اگر جلدی ختم ہو جاتا ہے۔

قول تلخ پیر حبان راصد شفا بخش آمدہ است
در سداق نفس تلخ از شغل عاقر قر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ مرشد کامل کا کڑوا تلخ، تیز و تند کلام طالب کی روح کو
سینکڑوں قسم کی شفا دیتا ہے لیکن نفس کے ذائقہ پر وہ عاقر قر کی طرح تلخ ہے
عاقر قر صا ایک تلخ درخت کے جڑ کا نام ہے جو دوائی کے طور استعمال
ہوتا ہے۔ مثنوی کے چند اشعار حسب حال ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

گر بیک خواری گریزانی ز عشق!
تو بجز نامی چہ مے دانی ز عشق

اگر تم ایک ہی ٹھوکر کھا کر عشق سے بھاگ رہے ہو تو بغیر عشق کے نام
کے اور کیا جانتے ہو۔

عشق راصد بار استکبار بہت

عشق با صدد بار مے آید بدست

عشق میں سینکڑوں ناز اٹھانا پڑتے ہیں۔ عشق تو تکلیفوں کے بعد ہی حاصل

ہوتا ہے۔

مگر بسوزد باغ انگورت دہد

در میان مائے سورت دہد

اگر ولی کامل تمہارا باغ جلا ڈالے۔ لیکن انگور دیگا ماتم کے بدلے خوشی دیگا
 گفت پیغمبر ز سرمائے بہار تن نبو شایند یاران زمین بہار
 آنحضرت نے فرمایا کہ بہار کی ٹھنڈی ہوا میں جسم کو کھلا رکھو۔
 زانکہ باجان شماں میکند کان بہاراں بر درختاں کے کند
 یہ بہار کی ہوائیں تمہیں درختوں کی طرح سرسبز بناتی ہیں۔
 لیک بگزیر از سردی خستہ ان کان کند کہ کرد با باغ ازان
 سردی سے دور رہو۔ سردی تمہارے جسم پر دہی عمل کرے گی جو یہ باغ انگور
 کے ساتھ کرتی ہے۔ راویوں نے اسکو مجازی معنوں میں لیا ہے۔ مگر خزان نفاسی
 خواہشات ہیں۔ اولیاء کے پاک انفاس باد بہاری کی طرح ہیں انگور کے لئے پیغام
 زندگی اولیاء کے نرم و سخت باتوں سے فائدہ ہے۔ رضامندی کے ساتھ سُنو
 تاکہ جہنم کی آگ سے بچو۔

گرم گوید سرد گوید خوش بگر
 تاز گرم دسر دبر ہی در سحر

مادر آواز شیرین است اما تھلک است
 لطف و غیر است آب اگر آوازہ اش جبر جبر است

سانپ کی سیٹی میٹھی ہے لیکن یہی ہلاک کرنے والی ہے پانی کی آواز میں
شور ہے مگر اس میں زندگی ہے۔ لطف ہے غیر ہے (آواز میں شر شر ہے
یعنی برائی بُرائی)

اعظم الارکان ارادت رافخانی الشیخ ہست !
ہر کراہین نیست جز نمش کن کہ او مدبر شد است

ارادت کا درجہ حاصل کرنے میں برار کن قناتی الشیخ کا مقام اپانا
ہے جس کو یہ حاصل نہیں وہ مدبر ہے بلعنی ادب بار زدہ۔ اقل اس زدہ
رسالہ غیبیہ میں درج ہے کہ پر علویں مرید قناتی الشیخ کا مقابلہ
اور مرشد پر اعتراض کرتا ترک کرے۔ کوئی شکوک و شبہات دل میں نہ لائے
یہ شیطانی دسوتے ہیں کوئی قابل اعتراض بات دیکھے تو صبر کرے تاکہ اسکی
حقیقت کھل جائے۔ اگر ابتدائی دور میں ہو تو پیر سے دریافت کرے
تاکہ "خلاف شرع" کلام کی حقیقت معلوم ہو جائے سلوک درمیانی منازل
میں پوچھنا بھی منع ہے تاکہ اسکی حکمت خود بخود آشکار ہو جائے۔
یہاں میں ایک صاحب دل بتایا ہوا ایک واقعہ سناتے کی صبر سے
کر رہا ہوں۔ (مترجم)

کسی مرید سے جو زیر تربیت تھا پیر نے ایک رات حکم دیا کہ وہ

آج کی رات قحبہ فاتے میں گزارے۔ وہ اسپر مستغرق رہا اور خلاف شریعت سمجھ کر اس کے برعکس اس رات اپنی بیوی سے ہمستر ہوا تو مہینے گزر گئے اسکے ایک بڑ کی پیدا ہوئی اور طویل عمر سے گزرا کہ بڑ کی بالغ ہو کر ایسی بدکرداری کے کام کرتی رہی جس سے اس مرید کے فائدان کو بھٹ لگ گیا وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہا۔ پیر کے پاس جا کر رونے لگا کہ اس بڑھا پے میں یہ رسوائی مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی۔ خدارا میری اعانت فرمائیے۔ مرشد پاک نے اسکو وہ دن یاد دلایا جب اسنے اسکو قحبہ فاتہ جانے کا حکم دیا تھا۔ فرمایا اگر تم نے ہمارے مشورے پر عمل کیا ہوتا تو آج اتنے عرصہ کے بعد تمہیں اس تجالہ اور افسوس کا منہ نہ دیکھنا پڑتا۔

بیچ ہے بقول حضرت حافظؒ یہے۔ سجادہ رنگین کن گرت
پیر معان گوید کہ سالک بے خبر نبود ذراہ در سم منزل ہا۔

ہست مرتد طریقت ناقبول ہر ولی !!
ہر کہ از فرمان شیخ اسدین منقر شد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ جو مرید شیخ کے فرمان سے بھاگے وہ طریقت میں مستر ہے اور تمام اولیاء کے پاس تالپتدیرہ!

ارشاد المریدین میں مرقوم ہے کہ فقر اختیاری میں فقیر مقام احدیت پر پہنچ جاتے ہیں۔ الفقراء کتنفس واحدہ (فقیر یکجان ہوتے ہیں)۔ اس جماعت کا مقبول سب کا مقبول ہوتا ہے اور جو ایک کے پاس مردود وہ سب کا مردود! اس لئے پیر پر اعتراض کرنا چھوڑے اور توجہ کرے مرید کی حیثیت ایک مردہ جسم کی سی ہونی چاہیئے جس کو پیر نہلا کر طریقت کی عطر ملے اور خوشبودار ہوا کھلائے۔ تاکہ ابدی زندگی پائے۔ اور صاحب بصیرت بن جائے۔

نظم :-
 زمن اے دوست این یک نکتہ بید پر
 بروفتراک ملحد دولے گیر
 اے دوست مجھ سے یہ بات جان لے۔ کسی دولت والے (اہل طریقت) کا شکار بند پکڑ لے۔ پانی کا قطرہ جب تک کسی میں نہ پہنچ جائے قوی نہیں بن سکتا۔ حق شناسی بھی مکمل ہوگئی جب حضرت خضرؑ حضرت موسیٰؑ کے استاد بنے۔

مشنوی کے چند بند ملاحظہ ہوں۔

آئینہ جان نیست الا روے یار روئے آن یار سے کہ باشد زان و یار
 آئینہ روح تو نہیں ہے مگر محبوب کا چہرہ ہے۔ اس محبوب کا چہرہ جو ملک الوہیت کا ہو
 یار چشم تست اے مرد شکار از خس و خاشاک لہرا پاک دار
 اے شکاری محبوب تمہاری آنکھ ہے۔ اسکو کوڑا کرکٹ سے صاف رکھو۔

گفت آئینہ گناہ از من نبود جرم اورا کہ روئے من تردد
آئینہ نے کہا یہ میرا جرم نہیں۔ صاف ہونا اور اس میں عکس دکھائی دینا
۔ جرم وہ ہے جس نے مجھے صیقل کر کے صاف کیا۔

اور انما زکرد و راست گو تا بگویم زشت کو و خوب کو
استے مجھے اشارہ کرنے والا اور سچا بنادیا۔ تاکہ میں کہوں کون بد صورت
ہے اور کون خوب صورت!

گورڈو ہم رسالہ خوان و ہم شیخ آزما!
بے رہند جز آنکہ در فرمان شیخ اصیہ شدت

مرشد کی اجازت کے بغیر زیارت قبور کرنے والا۔ تصوف کی کتابیں
پڑھنے والا۔ تعمیر عمل اور پیر کو آزماتے والا یہ سب گمراہ ہیں۔
"گورڈو" وہ ہے جو کسی زندہ مرشد کی رہبری کے بغیر اولیاء
کی قبروں پر جا کر رہبری کی امید رکھیگا۔

"رسالہ خوان" وہ جو بے عمل تصوف کی کتابیں پڑھے قواعد جانتے کے
باوجود حقیقت تک نہیں پہنچے گا۔ شیخ آزما وہ جو مرید بنے بغیر
آزماتا ہے مرشدوں کو!

داصل وہی کامیاب ہے جو مرید بنامہ نفس کو قابو میں رکھا ہو اور پیر کی

ڈانٹ ڈپٹ پر صبر کیا ہو۔ (مثنوی)

چوں گزیدی پیر نازک دل میاش

سست در زیدہ جو آچ گل میاش

جیسا تم نے پیر حاصل کیا۔ نازک متابن گارے کی طرح مست مثنوی

در پیر زخمی تو پر کیت شوی

پس گجایے صیقل آئینہ شوی

اگر ہر چوٹ پر تم رنجیدہ ہو جاؤ تو بغیر سان پر چڑھے کے آئینہ کیسے بنو گے۔

بے صبر و غیر مستقل مرید کے بارے میں مثنوی میں ایک حکایت درج ہے کہ قزوین کے لوگ ایک تالاب کے ذریعہ، سوئیاں چبھو کر اپنے جسم پر جانوروں کی شکلیں کندہ کر دیتے۔ ایک پہلوان نے ایسے دلاک استاد سے کہا کہ میرے کندھوں کے درمیان شیر کی شکل کندہ کرو جیسا کہ میں نے شیر کا سر بتانا پایا تو اس نے کہا مجھے تکلیف ہو رہی ہے اس کے بغیر بناؤ تو اس نے پیٹ اکان و دم بتانے شروع کئے۔ مگر وہ برداشت نہ کر سکا۔ خیال ہی چھوڑ دیا۔ یہی حال بے صبر مرید کا ہے۔

شکر اللہ کاں ظہیر الدین پناہ پشت است
قوت مستظہر از پشتی مستظہر شد است

اللہ کا شکر کہ میرا پیر حق جو دین اسلام کا مددگار ہے ہمارا پشت پناہ ہے
اور خود آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ میرے مرشد کے کمال کا کہ اسنے کتنی
حمایت سے ایک طالب کی مدد کی ہے گویا پیر کی قوت کا مظاہرہ اور اندازہ
اس بات سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ مرید اسکا کس مرتبے کا ہے۔
قیاس کن ز گلستان من بہار مرا
ایک مددگار کی طاقت کا اندازہ اسوقت معلوم ہوگا جب مدد پائے

ہوئے کو دیکھو۔
کاش قسریا نم کند و تم چودہ سلیم او
ہمچو اسماعیل کورا والدہ ہا خیر شد است

حضرت علامہ فرماتے ہیں اپنے آپ کو پیر کے سپردگی میں دیدیالے اسلئے میری آرزو ہے
کہ جب حضرت اسماعیل کی طرح قربان کرے جس کی والدہ حضرت ہاجرہ تھیں۔ مشنوی شریف میں یوں بیان ہوا ہے
ہمچو اسماعیل پیشش سریتہ پیشش تیغش تناد و خندان جان یدہ
حضرت اسماعیل کی طرح اپنا سر رکھ دے اسکے سامنے اور خوشی خوشی جان دیدے۔
کیا اتنے سعادت میں تقریر ہے کہ مرشد پاک کے ساتھ کسی صورت میں بھی اخلاق
یا بحث نہیں کرتا چاہیے۔ آنحضرت فرماتے ہیں کہ جو کچھ تمہارا بھائی کہے اُس سے اختلاف
مت کر۔

شکر لٹ گشت پیدا درین الواح فنج
تاوی از محض کز خوار این غنچ شد است

علامہ فرماتے ہیں اللہ کا شکر ہے کہ جب سے میرے مرشد پاک فحہ غمکین کے غمکند و
مددگار بنے ہیں۔ میرے دل میں قسم قسم کی فرحت پیدا ہوئی ہے یہاں سوال
پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم اپنے مرشد کے بالے میں اپنا اعتقاد اور پُر خلوص جلدیت
ظاہر کر سکتے ہیں کہ نہیں۔

اسکا جواب کیا ہے سعادت میں یوں دیا گیا ہے کہ میر کا حق ہے کہ
تریان سے اسکی دوستی اور محبت کا اظہار کرے اس ضمن میں حضرت سرور
عالم صلم کی اسی حدیث پاک کا حوالہ دیتا ضروری ہے۔ آپ فرماتے ہیں اِذَا
اَحَبَّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ قَلْبِيخِيَةً اَگر تم کسی کو دوست رکھتے ہو تو اسکو
اسکی خبر کرو تا کہ محبوب کے دل میں بھی تمہاری محبت پیدا ہو جائے۔ اس طرح
دوسری جانب سے بھی محبت بڑھیں گی اسکی خوشی اور غم میں شریک رہے۔

فلک پایش چشم مارا بہ ترات از قوتیا
گر کوش و دوماغ سابع از غنچ شد است

علامہ ازراہ عقیدت فرماتے ہیں کہ پیر برحق کے پاؤں کی مٹی ہمارے لئے
سرمہ سے بھی بہتر ہے اور اسکے راستے کی گرد ہمارے دماغ جیسا کہ مشام جان کیلئے
عینرے بھی بڑھ کر خوشبودار ہے۔

از کرم تو امد میرا درین امان از ہر خطر بایا
سال من چون و آں خاطر اخطر شایست

خاک کی صاحب فرماتے ہیں کہ میرے مرشد برحق نے مجھے اپنے کرم سے دین
کے معاملے میں ہر خطرے سے بچائینگے۔ چونکہ میرا سب حال آپ کے قلب
مبارک پر روشن ہے۔ میرے آقا میرے حال سے خوب واقف ہیں۔
اسکا پہلا مصرع حضرت میر سید علی محمدانی قدس سرہ کے اس شعر کا
مفہوم ادا کرتا ہے جو یوں ہے سے
خاک لئے کہ گویا تو بروے گذر
تو بتائے در دیدہ بیتا سینہ
اے میرے آقا آپ کی گلی سے جو آپ کا کتا گذر جائے۔ اس گلی کی خاک
اہل بصیرت کیلئے سرمہ ہے۔

دوسرا مصرعہ بھی اس شعر کے موافق ہے۔
ریاض عالم جان مشکبوی گردانی
نیچے از دم لطفش اگر سحر بایا

اگر صبح کے وقت اسکی مہر بانی کی ٹھنڈی ہوا تم کو ملے تو روح کا باغ خوشبودار ہوگا۔

پا بریں چون ز شوق اندر رکابش سید و م
خار و غاشاک طر لقمہ بہتر از گداز شد است

حضرت خاکیٰ فرماتے ہیں کہ جب میں کمال شوق سے اپنے مرشد کے آگے آگے ننگے پاؤں دوڑتا ہوں تو راستے کا کوڑا کرکٹ مجھے پھلوڑی بہتر لگتا ہے۔

خواجہ یار بید لیسطائیؒ کے خادم ابو موسیٰؒ پر جب وجد طاری ہوتا تو یہ فرماتے تھے۔ جسکو آپ جیسا محبوب ملا ہو اسکی مسرت ہمیشہ پُر بہار ہوگی۔ اگر یہ غلام آپ کی خدمت کے لائق ہو تو جہاں آپ کے پائے میلک ہو ننگے دیاں میرا سر ہوگا

سے تراور ہو میرا سر ہو - میرا دل ہو ترا گھر ہو - تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی - یا

خلاصۃ المفاتیح میں درج ہے کہ شیخ یقاعلیٰ علی ابن ہتی اور شیخ ابو سعید حضرت پیران پیرؒ کے دروازے پر جھاڑو دیا کرتے تھے شیخ کی سواری کے ساتھ ہمراہ ہوتے۔ اسی طرح تقرب الی اللہ حاصل کرتے۔

رسالہ فقیر یہ میں لکھا ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے
آنحضورؐ نے فرمایا جب کوئی جوان کسی بوڑھے کو عمر کے لحاظ سے اسکی عزت
کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسبات کا ذمہ لیتا ہے کہ لوگ بھی اس جوان کی عزت کریں

یکنظر بر حال زرخ کی بیچارہ کن !!
زلان نظر باہی کہ خاک تیرہ دین چون زرخداست

علامہ خاکیؒ پیر برحقؒ سے التجا کرتے ہیں کہ خاکی بیچارہ پر ایسی نظر رحمت
فرمائیے جس سے خاک تیرہ سونے میں تبدیل ہو جائے۔
اس صحن میں یہ بھی یاد رکھئے۔

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کند آیا بود کہ گوشت چشنے بجا کنند
جو اولیائے کرام خاک کو سونا بناتے ہیں اپنی نظر مبارک سے۔ کاش
ہم پر بھی ایسی ایک نگاہ کرم ڈالیں۔ !!
حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ نے منطق الطیر میں ہڈ کے یارے میں
ایک واقعہ درج کیا ہے جو یوں ہے۔

ایک پرندے نے ہڈ سے سوال کیا تو بادشاہ کے پاس ہم سے

زیادہ مقرب کیسے ہو جیب تم ہم جیسے پرندے ہو تو فرق مراتب کیوں ہے
ہمارے جسم میں کیا نقص ہے کہ گناہ ہمارے حصے میں آئے اور پاکیزگی
تمہارے حصے میں۔

ہندہ نے جواب دیا کہ یہ حضرت سلیمانؑ کی مہربانی ہے جو انکی ایک
نظر چھ پر پڑی ہے یہ تقرب اور درجہ مجھے سیم و زر سے نہیں ملا بلکہ
بادشاہ کی نظر کرم سے!

اگر کثرت عبادت سے یہ رتبہ ملتا تو شیطان کے برابر کس تلے عبادت
کی ہے؟ لیکن یاد رکھو کہ کامل بنکر بھی عبادت ترک مت کرو تاکہ
سلیمانؑ کی یہ نظر تم پر کسی وقت پڑ جائے۔!

حضرت اقبالؒ نے فرمایا ہے۔

قلندریم و کرامات ما جہاں بینی اسے زمانہ نگاہ طلبہ کیمیا چمے جوئی
ہندہ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ سلطان محمود جب ایک دفعہ فوج سے
اگ سو کر دریا کے کنارے گھوڑا سٹھامے چلتا گیا۔ تو دریا کے کنارے ایک
لڑکے کو مستوم پایا۔ پوچھا تو کیوں غمگین ہے۔ اسنے کہا کہ میری ماں اوجھ بھائی
ہیں۔ مجھے صبح سے شام تک ایک مچھلی ملتی ہے جو جال میں پھنستی ہے اسی
پر ہم گزارا کرتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا چلو شراکت کریں۔ پھر سو مچھلیاں
بادشاہ کے ہاتھ لگیں۔ لڑکے نے کہا یہ آپ کے خوش اقبال کی برکت ہے
بادشاہ نے کہا کہ اے لڑکے تمکو کیا معلوم تمہارا پھیر کون تھلا تو اپنی نیک بختی

پر ناز کرو گے۔ یہ تمہاری دولت ہے اور اقبال جو بادشاہ تمہارا مخیر بن گیا۔
 یہ کبکھڑا بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوا لڑکے نے کہا اپنا حصہ لیجئے۔ اسنے کہا
 آج کا حصہ رکھ لو۔ کل کا حصہ میں لوں گا۔ اسنے سوچا یہ تو کل میرا شکار بن گیا
 اگلے روز بادشاہ نے لڑکے کو بلوایا۔ اپنے ساتھ بٹھایا۔ ہر چند دربار
 میں کہتے رہے کہ یہ بکھاری ہے۔ بادشاہ نے کہا یہ ہمارا شریک ہے۔ جیب
 اسکو قبول کیا اب رد نہیں کیا جاسکتا۔ اسکو اپنا جیسا بادشاہ بنایا۔ لڑکے سے
 کسی نے پوچھا۔ تمہیں کیسے یہ رتبہ حاصل ہوا اسنے کہا ایک صاحب دولت نیک
 بخت میرے پاس سے گزرا یہ اس کی ٹہن نظر کا فیض ہے۔

واضح ہے کہ اس شعر میں یہ طریقت کا: (حضرت خاکی) اس حقیقت
 کے تحت پر بیٹھے ہوئے اپنے مرشد برحق سے ایسی ہی نظر کرم کا مستثنیٰ ہے
 اللہ تعالیٰ بحضور اور اسکی اولاد کے طفیل اسکی آرزو پوری کرے۔ آمین

جیب و امان دلش پر شوق حق ساز ایکرم
 چون گدای در گہت این مفاسد فقر شد است

حضرت خاکیؒ اپنے مرشد برحق کے حضور عرض کرتے ہیں اے کریم میرے
 جیب و امان عشق الہی سے بھر دے۔ میں ایک ادنیٰ بکھاری بن کر آپ کے در دولت
 پہنچا ہوں۔

لطف فرما از کرم یک جرعه این نشہ را !
چون ز حب لاپ محبت پر ترسا غر شد است

از راہ لطف و کرم اپنے اس بھرے ساغر میں سے مجھ پیائے کو ایک گھوٹ
عطا فرمائیے معشوق کی شربت سے آپ کا سینہ خانہ برپا رہے۔
یہاں ایک بات بتانا ضروری ہے کہ مناجات میں اللہ سے دنیا و عقبیٰ
مانگنے کی بجائے اسے اپنی محبت اور عشق طلب کرنا چاہیئے چنانچہ دعاؤں میں ہے
اللهم زدنا حبك وحب من يحبك وحب عمل بقہینا الی حبك
اے اللہ مجھے اپنا عشق عطا کر اور انکی محبت جو تم سے عشق کرتے ہیں۔ اور ان عملوں
کی محبت عطا کر جن سے ہمیں تمہارا قرب حاصل ہو۔
بقول حضرت حکیم الامت ذرہ عشق تبار از حق طلب الخ

مدح شیخ ابن نظم سن ورد المریدین نام قیمت
زانکہ وردش ساختن بر سر مرید جاد شہت

آخر پر حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ :- میرا قصید جسکا نام ورد المریدین
پڑا خالص شاد پاک کی مدح میں ہے۔ اسکا پڑھنا ہر مرید کیلئے
مفید اور موزوں ہے۔

اس سے پیرم پیری کی تجدید ہوگی۔ اس میں جہاں اللہ کی ذات و صفات سے
 پر ایمان لانا لازم قرار دیا گیا۔ وہاں حب رسولؐ اور اہلبیتؑ
 اظہار اور چار یا پانچ صفا کی مجتہ ضروری ہے۔ پھر امام اعظم ابوحنیفہؒ کے
 مسئلہ سے وابستگی کا اظہار کیا گیا ہے۔

شیخ علاؤ الدین سمنانیؒ فرماتے ہیں کہ مومن کو ہر صبح و شام
 ایمان کی تجدید کرنا چاہیے۔ حضرت میر سید علی ہمدانیؒ نے اور اذیتجہ
 میں اسکی صراحت کی ہے۔

رضیتا باللہ تعالیٰ اے

خلاصۃ الاسلام میں درج ہے کہ تہتر فرقوں میں
 سے اہل سنت والجماعت کے ساتھ وابستہ رہنا ناجی ہونے کی
 علامت ہے۔

سُنی مسلمانوں کو یہ کلمات صبح و شام پڑھتے رہنا چاہئے
 تاکہ نامہ اعمال میں درج ہوں۔ ساتھ ہی اس قصیدہ کو
 یاد رکھنا بطور وظیفہ ورد کرتا۔ بہت مفید اور لازم ہے۔

تم بودنامش ستر حکم حکم کن فیض او
میوه زار اعتقاد سر مرید انفر شاد

اس قصیدہ کا نام نحر الحکم رکھا جائے تو بھی موزون و متناسب ہوگا
کیونکہ اسکے فیض سے سرمرد کا اعتقاد بالکل استوار ہو کر ہمیشہ سر سبز
و شاداب رہیگا گویا اسکے عقیدہ کا باغ سدا بہار میوہ زار ہو کر
رہیگا۔

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ ماہِ صیام میں پیرِ برحقؐ کے حکم سے
خلوت میں تھا۔ مجھے یہ قصیدہ لکھنے کا خیال آیا۔ لیکن ڈر رہا کہ کہیں
معمول کے کام میں خرچ واقعہ نہ ہو۔ آخر چالیس شعر کا یہ قصیدہ نظم
کر کے استغفار کرتے لگا۔ پندرہ دن کے بعد مرشد پاکؒ نے بلوایا۔
روزانہ خدمتیں بجالانے کے بعد وہ مسودہ میں نے انکی خدمت میں
پیش کیا۔ آپ نے انتہائی تعریف سے سر بلند کر کے فرمایا۔ اس سے پہلے
میں نے ایک واقعہ میں تمکو ایک بارغ میں تازہ بوٹے۔ لگائے ہوئے پودوں
کی گڈائی کرتے دیکھا۔ اور پانی سے رہے تھے۔ لیے یوں کو
دیکھنے کا مطلب سالک اور مریدوں کی تربیت ہوتی ہے۔ لیکن خیال
یہی تھا کہ کونسا کام کرو گے جس سے انکی ترقی درجات ہوگی۔

اب مجھے خیال آتا ہے کہ تمہارے اس قصیدہ سے مریدوں کی ترقی درجات ہوگی
 انکا اعتقاد اسکے پڑھنے سے اور پختہ اور مضبوط ہوگا۔ سبحان اللہ! الحمد للہ!
 اس نظم میں تیرے اور مریدوں کیلئے برکت ہے۔ خبردار اسکو زیادہ نظم
 کرنے کی کوشش کر اور مریدوں سے فرمایا سب لکھکر یاد کرو اور پڑھتے رہو۔
 مزید خاکی فرماتے ہیں کہ اس خلوت میں میں نے خواب میں ایک مجلس میں جاہ و جلال
 والا بزرگ تکیہ لگائے بیٹھا دیکھا میں نہایت عاجزی کے ساتھ اسکے سامنے گیا
 آپ نے بڑی سرمہ دانی بھری ہوئی جھکودی۔ اور رخصت کیا۔ میرے
 مرشد برحقؒ نے اسکی تعبیر یوں فرمائی کہ تم نے حضرت علی مرتضیٰؑ کو جسم
 مثالی میں دیکھا ہے انکی صحبت کی برکت سے انہوں نے باطنی تہمہ
 عطا فرمایا۔ تمہاری بصیرت تیز ہوگی جبکا اثر اس قصیدہ میں حقیقتوں
 اور حکمتوں کے ذریعہ مل رہا ہے

چار صد باتیں و چند آیات گوہر باراد
 بہر صوفی بمعنی سبزو گوہر شہد است

حضرت خاکیؒ فرماتے ہیں کہ اس قصیدہ کے چار سو چالیس اور
 چند ہوتی جیسے اشعار ہر ہوتی کیلئے موتیوں کی تسبیح ہے۔

بہرین نظم کی قاری را بہر شد بہر است
نہم کس تاریخ سالش مرشد بہر شد است

اس قصیدہ کا سال تاریخ مرشدی رہا ہے جو ۹۴۱ھ ہے
اور یہ پڑھنے والے کو رہبر کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ الحمد للہ

وصف شیخان است اندر ضمن وصف شیخنا
شیخنا تاریخ او شیخان ہمیں دیگر شد است

چونکہ اپنے مرشد برحقؒ کی مدح کے ساتھ دیگر شیخوں کی تعریف کی گئی
ہے اسلئے شیخنا اور شیخان سے بھی تاریخ سال ظاہر ہوتا ہے۔

روح پیران در دل من باز تاریخی فلک
مفخر ماگو شش چون او بہر ما منہج شد است

تیز خاکی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مرشدوں کی ارواح پاک نے میرے دل
میں ایک اور تاریخ ڈال دی جس کا ما حاصل مفخر تھا کیونکہ ہمارا مرشد
کامل باعث فخر یا مفخر ہے۔

خواتم تاریخ دیگر از پے این مدح شیخ !!
بعد سالے لفظ مدح شیخ ہم مؤخر شد است

فرماتے ہیں کہ ایک سال بعد میں نے دوسری تاریخ کی چاہت کی
تو مدح شیخ نکلی۔

فیضاناکست از برای سامعان قاریان
فیضاناکش کر کنم تاریخ او ہم مرشد است

پڑھنے اور سننے والوں کے لئے اس میں فیضان جاری ہے۔ اگر میں اسکی
تاریخ فیضاناک لکھوں تو موزون ہوگا۔

سال تاریخش اگر فرخ تو لسیم دوریت !!
زائد سال از دولت تاریخ فرخ مرشد است

دیگر۔ اگر اسکا سال تاریخ فرخ لکھ دوں تو مناسب ہوگا کیونکہ
سال تاریخ کی دولت سے فرخ فرہوا۔

آخر پیر علامہ خاکیؒ نے مرشدوں کی تعریف و فضیلت بیان کرتے پڑھنے
سننے کے بارے میں ثواب کا ذکر کیا ہے۔ ان کے مقامات اور کرامات کو
ظاہر کرنے کی سند بتائی گئی ہے۔ اسکے پڑھنے کے فوائد پر بھی اختصار کے
ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

شیخان استقامت زان مولانا ریوم
سبح پر خوش متن مقصود شش دفتر شد است

مرشدان کامل کی تعریف کرنا عبادت ہے کیونکہ مولانا ریومؒ کے چھ دفتر

لکھنے کا یہی مقصد عیا۔

مولانا نے صاف بیان فرمایا ہے۔ کہ میری مدعا شش دفتر لکھنے سے
یہی ہے۔ کہ مرشد کے حالات بیان کروں جنکا اسم گرامی شیخ شمس الدین تبریزیؒ ہے
میں نے گذشتہ اولیاء اللہ کا ذکر خیر کر کے درپردہ اپنے مرشد پاک کی تعریف کی
ہے۔ کیونکہ کہا گیا ہے۔ کہ اپنے دلبر کی بات اشارات اور کنایہ کے طور پر دوسرے
انداز میں بیان کی جانی چاہیے۔

سے خوشتر آں باشد کہ ستر دلیراں گفتہ آید در حدیث دیگران
بہتر یہی ہے کہ اپنے دلبر کے راز دوسروں کی باتوں میں بیان کی جائیں۔

تم از فرزند و مرید مولوی سلطان ولد
اندرین معنی کلام بے شمار اشہر شد است

اسبابے میں مولانا رومؒ کے فرزند ارجمند اور خلیفہ سلطان ولدؒ نے
بہت سے اقوال درج کئے ہیں جو بہت مشہور ہوئے۔

چنانچہ آپ نے صاف طور بیان کیا ہے کہ میں اولیاء اللہ کی مدد کیا
کرتا تھا۔ چنانچہ شیطان نے جسکا کام ایمان لوٹنے کا ہے مجھ سے کہا کہ دوسروں
کی تعریف کرنے سے کیا فائدہ۔ اور خواہش ظاہر کی کہ میں یہ کام چھوڑ دوں۔
مگر میں نے اسکا کہنا نہیں مانا۔

د دراصل دوستان خدا کی تعریف یا الواسط اللہ کی تعریف ہے۔ اگر
ان میں نقص نکالا جائے تو معاذ اللہ یہ اسکے بتانے والے پر حرف آئیگا
(مترجم) ایک اور واقعہ میں شیطان نے ایک شخص کو بہکایا جو یار ربے یاربے
کہتا تھا کہ دیکھو وہ تمہیں جواب نہیں دیتا۔ بسیک میں حاضر ہوں۔ اللہ
نے فرمایا۔ تمہارا یار ربے کہتا ہی میرا حاضر ہوں کہنا ہے آخر میں ہی
تمکو اس بات پر آمادہ کرتا ہوں کہ تم یار ربے کہتے رہو۔ اگر ایسا نہیں ہے
تو دوسرے لوگ کیوں نہیں کہتے۔ پھر جب وہ ہوش میں آیا تو سمجھا کہ یہ
شیطان کا دوسوسہ ہے۔

نیز حضرت سلطان ولد نے اپنی کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ میرے والد مرشد پاک نے جو دیگر اولیاء کرام کا ذکر کیا ہے اس میں انکی غرض و غایت اپنے مرشد کے مقامات درجات کے بارے میں واقفیت بہم پہنچانا تھا۔ مثلاً سلطان الورصلین سید برہان الدین محقق ترمذی۔ سلطان المحبوبین شمس الدین تبریزی قطب الاقطاب اصلاح الدین زدکوب اور زیدۃ الاولیاء چلی حسام الدین اور لدانی ترک قولوی وغیرہ وغیرہ۔

سے مقصود از عالم آدم آمد مقصود از آدم آں دم آمد
عالم کی پیدائش کا مقصد انسان ہے۔ انسان کی پیدائش کی غرض و غایت وہ وقت ہے جب وہ یا تھا ہو۔ سلطان ولد کے کلام میں انکے تذکرہ کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے۔

نیز حضرت مخدوم جہانیاں میر سید جلال الدین بخاری کے اوراد کو جمع کرنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ حضرت مخدوم فرماتے تھے کہ میں نے مولانا بہاؤ الدین یعقوب سے خواب میں دوسری دنیا کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجھے ملفوظات کے لئے بخشا گیا ہے۔ مولانا یعقوب حضرت مخدوم جہانیاں کے ملفوظات انکی زندگی میں انکے ملفوظات یعنی آپ کا کلام جمع کرنے والے تھے۔

بندہ زین شہری کی کہ فیض صحبت فیاض اداست
بإشارات باز ملک غیب مستبشر شد است

علامہ فرماتے ہیں کہ یہ قصیدہ نظم کرنے میں اپنے پیر برحقؒ کے فیض صحبت کا اثر کار فرما ہے اور اس ضمن میں عالم غیب سے بہت سی بشارتیں حاصل ہوئیں۔ ان خوش خبر یوں کے سننے والے اول تو میرے پیر کاملؒ ہیں اور ساتھ ہی ہم صحبت اہل طریقت بھائیوں کی زبان بھی یہ مژدہ جالغراستی۔

کاتب وقایع و سامع ہم بشارت یافتند
آنگر رحمت بر سرین ہر ستم طر شد است

حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ اس قصیدہ کے بارے میں تین حضرات کو بشارت یعنی خوشخبری سنائی۔ وہ ہیں پڑھنے والا، سننے والا اور لکھنے والا۔ جن پر رحمت خدا برستی ہے۔

اس بحال کی تفصیل یوں ہے کہ ایک دفعہ پیر کاملؒ کی مجلس پاک میں کچھ نخلص مرید یہ اشعار قصیدہ کے پڑھتے لکھتے میں مصروف تھے اور باقی حضرات بڑے ذوق و شوق سے سنتے تھے تو پیر برحقؒ نے فرمایا۔ خبردار اس

کام کو ایک قسم کی عبادت تصور کرو کیونکہ مجھے اسی وقت دکھایا گیا کہ اس نیک
شغل میں لگے رہنے کی وجہ سے تم پر رحمت سے خدا پرستی ہے خواہ لکھے والا ہو۔
پڑھنے والا ہو یا سننے والا۔ تب حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ یہ بشارت میں نے
مشرقیوں میں موزون کر کے ترک کے طور پر بطور سند تحریر کر دی۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے مرشد برحقؒ کو عالم غیب سے بطور کشف
یہ حالت معلوم ہوئی وہ اس مقولہ کے عین مطابق ہے کہ عند الذکری
الصالحین تنزل الرحمۃ انیک بندوں کے حالات بیان کرنے میں رحمت
الہی نازل ہوتی ہے۔ کیونکہ اس قصیدہ میں بہت سے اولیاء اللہ اور صالحین
کا ذکر خیر آیا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا بھی تذکرہ ہے
اس لئے اسکی فضیلت اور ثواب، فیوض و برکات کا نزول سورج کی طرح
عیان اور ثابت ہے۔

اس سلسلہ میں حدیث پاک کا تذکرہ ضروری ہے جو یوں ہے
اقامتم لقا بیجا و سامعہ و کاتبہا و حافظہا بدخول الجنۃ
د میں اسکے پڑھنے والے سنتے والے یاد کرنے والے کے جنت میں داخل
ہونیکا ذمہ دار ہوں یہ بشارت حضور پاکؐ نے اسوقت دیا۔ جب
کعب بن زہیرؓ نے حضورؐ کی خدمت میں قصیدہ پیش کیا۔ اس میں اللہ
کی حمد حضور پاکؐ کی تعریف اہل بیت صحابہ کرام اور خلفائے عظام کا تذکرہ
ہے۔ اسی بنا پر دروالمربین کے لکھے والے۔ سامع اور حافظ اسی ثواب
کے مستحق ہیں۔

شامل الاتقیاء میں حضرت کعبؓ کے اس قصیدہ بابت سعاد کے بارے
میں بروایت خلیل احمدؒ یہ بھی درج ہے کہ حضور پاکؐ شکر کی بجائے شعر سنا زیادہ
پسند فرماتے ہیں۔ اسی لئے کعبؓ بن زہیر نے اپنی محبوبہ سعاد کے حسن کے
بارے میں چند شعار غزل کے طور پر لکھے ہیں۔ بعد میں گریز کر کے حضرت سر درود عالم
کے بارے میں فرمایا ہے۔

• اُنبتے ان رسول اللہ اوعدنی والعفو عند رسول اللہ
ما حول، مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہؐ نے مجھے دھمکی دی ہے۔ لیکن مجھے اُن
سے عفو کی پوری امید ہے۔

• وقد آتیت رسول اللہ معذرا

والعذر عند کلام الناس مقبول

بیشک میں رسول اللہؐ کی خدمت میں عذر خواہ ہوں اور بزرگ لوگ عذر معذرت

قبول فرماتے ہیں۔

جناب رسالتؐ کو یہ نعت سن کر بہت خوشی ہوئی یہاں تک کہ اسکا
روائے مبارک شانہ مبارک سے گرا۔ صحابہ کرام نے بطور تبرک اس روائے
پاکؐ کو ٹکڑے آپس میں تقسیم کئے۔ اسکے بعد آنحضورؐ نے فرمایا۔ انا ضامن
لعارضھا و سامعھا و کا تمھا و حاقظھا بدھول الجنة

اندرین وقت اپنیں شمع مبارک کس نگفت
گروپ ازا بنای جنم ہم ہر کی اشعر شد است

حضرت خاکی فرماتے ہیں کہ میرے جیسے اشعار ہمیں وقت کسی نے نہیں لکھے
حالانکہ میرے ہمعصر سب شاعر بے بدل ہیں۔

شمع من اندر بیان اصل و فرع شرع شد
زان زمن راضی خدا و روح پیغمبر شد است

فرماتے ہیں کہ میرے شعر یعنی ورد المریدین میں راقم نے شرع کے
اصول اور فروع بیان کئے ہیں۔ اسلئے مجھے اُمید ہے کہ مجھ سے خدا اور
رسول اللہ راضی ہیں۔

ہم شریعت ہم حقیقت ہم طریقت اندر
شد تبیین فہم آں را نصف کا فکر شد است

اس قصیدہ کے اندر شریعت۔ طریقت اور حقیقت کے لازم موجود
ہیں۔ ہاں صاحب بصیرت، انصاف پستاد اور فہم و ادراک والا ہی سمجھ سکتا
ہے۔

ہم مقامات سلوک ہم مقامات وصول !!
گفتہ اینجا در تصوف ما بخش اسرار شاد است

فرماتے ہیں کہ میں نے اس قصیدہ میں سلوک کے مقامات کی نشاندہی
کی ہے اور دین کے اصول اور اقوال درج کئے ہیں۔ جو انکو یاد کریگا وہ تصوف
میں تجربہ کار ہوگا۔

ہست اکثر معنی آیات و مضمون حدیث !
بانتہر باد صف آن صاحب دل مہتر شاد است

فرماتے ہیں کہ اس قصیدہ میں کلام اللہ کے آیات اور احادیث پاک
بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مرشد برحقؒ کے اوصاف بھی اجاگر کئے ہیں۔

باند بزرگ خواندش رہ بہر مقصود برد
کنز حقیقہای دین مروی تدبیر تر شاد است

فرماتے ہیں کہ جس کسی نے تدبیر کے ساتھ سورج سمجھ کر یہ قصیدہ
پڑھا۔ اسکی ہر ادب پوری ہوگئی۔ دین کے حقیقی حضرات کا فرمان ہے کہ اسکو مہم و فراست سے پڑھنا
چاہیئے۔

قاریا از مصطفیٰ فانظر الی ما قال نون
قول لا تنظر الی سن قال ہم اہم شادست

فرماتے ہیں کہ میرے پڑھنے والے انصاف سے کام لیکر پڑھ کر کیا لکھا
ہے اور یہ مت سوچ کہ کس نے لکھا ہے یہ قول ہے حضرت شاہ ولایت کا
آپ کے ایک سوزرتیں اقوال میں سے گیارہواں قول یہ ہے۔
لا تنظر الی من قال والنظر الی ما قال۔ نہ دیکھ کہ کہتے والا کون
ہے شریف ہے کمینہ ہے عالم ہے جاہل ہے بلکہ یہ شعر کو کیا کہا گیا ہے اور
اگر اچھا ہے تو مان لے۔ (نظم)

سے قاریا بر من ممکن قہر و عتاب گر خطائے رفتہ باشد در کتاب
اگر کتاب میں کوئی غلطی ہو تو مجھ پر خشم آلودہ نہ ہو۔
سے آں خطائے رفتہ را تصحیح کن از کرم واللہ اعلم بالصواب
مہربانی کر اس غلطی کو درست کرو۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

بعد این ورد مبارک فاشترختے کشید
لے عزیزان بہر این نامہ کہ میں مضطر شادست

اختصاصی کلمات

آخر پر من لم لشکر المناس لم لشکر اللہ پر عمل کرتے ہوئے ناجیز پر یہ
فرض مائد ہوتا ہے کہ عزیزانم خواجہ محمد یوسف شاہ چنگاکن بوٹہ شاہ محلہ لعلبازار
اور بشارت احمد بابا چنگاکن پتلی پورہ بالا چھتہ بل دکاتب کا شکریہ
ادا کروں۔ انہوں نے اس کتاب کی پروف ریڈنگ میں میری معاونت فرمائی۔
اللہ دونوں اصحاب کو خیر دارین عطا کرے۔ نیز محبان اولیاء حاجی شیخ محمد
عثمان صاحب اور شیخ اعجاز احمد صاحب کو بھی فیض عطا کرے۔
آمین۔

یہ عرض کرنا بے جا نہ ہو گا کہ اس کتاب کی تکمیل پروف ریڈنگ وغیرہ میں کئی
صبر آزمائیاں سے بھی گزرنا پڑا۔ محکمہ بجلی کی ”کرم قرمانی“ نے ہمیں بشتان
شمع سے کام لینے پر مجبور کیا۔ اغلب ہے کہ دوران پروف ریڈنگ سہوا کوئی فرد
گذاشت ہوئی ہو۔ اسکے لئے ہم بآداب معذرت خواہ ہیں۔ اپنے کرم فرما
قارئین سے یہی توقع ہے کہ وہ کسی بھی خامی یا سہو کے بارے میں حکم مطلع کریں گے
تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح ہو سکے۔ والسلام

خادم ملت طالب مغفرت
بندہ محبوب خلیل مخدوم محمد خلیل اللہ قریشی عفا اللہ عنہ
لال بازار سرنگر

آخر میں فرماتے ہیں کہ یہ کتاب ختم کرنے کے بعد میرے حق میں تاج

پڑھے کیونکہ میرے عزیزو! میں مضطر و بے بس ہوں پھر اللہ کی حمد
ثناء کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اے اللہ تمام کوتاہیوں کو معاف

فرما۔ اگر کوئی غلط سرزد ہوئی تو یا زہر پیرس نہ کر۔ اور مغفرت کا

خواستگار ہوں۔ اُن تمام چیزوں کے لئے جسکو تو ناپسند کرتا ہے

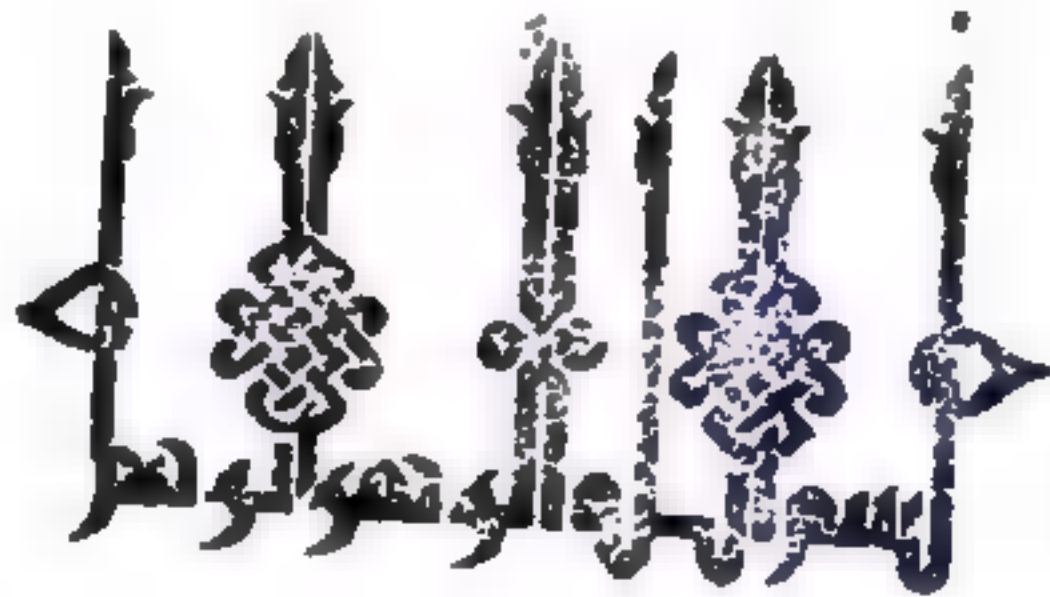
خواہ وہ قوی ہوں یا فعلی۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ واصحابہ و اولیاء

امتہ اجمعین یا رب العالمین۔

بدعا یاد کن چو بر خوانی

تمت



نعت مناقب

Rs-70/-	فقیر نثار احمد دلدار شوکت حسین کینگ (مولف) عبدالاحدیث	نعتِ رسولؐ گلزارِ مدینہ (نعت و سلام) صدائے عشق نعتِ محمدیؐ نالہ ہائے آتشین
45/-	مرتب ہمدانیہ مشن سوسائٹی	نعت و سلام بحضور خیر الانامؐ
50/-	عبدالستار (مرتب)	نعت و مناقب
40/-	پیر عبد الغنی شاہ	گلستہ مناقب
15/-	خلیل محمد قریشی	حضرت سلطان العارفينؑ
	فقیر نثار احمد دلدار پیر شریف	منقبت و رباعیات
20/-	" " " " "	اسرارِ عرفان (منظوم)
15/-	دلیفر سوسائٹی مخدوم صاحب	چشمہ فیض
15/-	" " " " "	چشمہ عرفان
15/-	مرتب ابو نعیم	گلستہ مناقب شیخ العالمؒ
10/-	مولف جاوید اکبر انصاری	معرفتِ رسول (نعت)
25/-	غلام رسول کاوٹہ	مجموعہ گلشنِ نعت
15/-	مقبیل محمد مقبول پیر عبد الغنی شاہ	مجموعہ نعتِ مدینہ جامیہ معرفت

مسلمان خاوند

محقق العباد

والدین کے حقوق

مردوں اور عورتوں کے مخصوص مسائل

بچوں کیلئے قرآن

بچوں کیلئے آسان کتاب حضرت محمد

موت کی یاد

آسان طریقہ ناسخہ

مسلمان بچوں کے نام

خواب نامہ یوسفی

پیر رومی

فضائل اعمال (اول و دوم)

عین الفقر سلطان باہو

شان رحمت

چهل حدیث صلوٰۃ و سلام

خطبات حنفیہ

کاشمیریہ کتاب

اسلامی عقاید

چراغِ حرم

دستِ قضا

معنی عبدالرؤف

پیرزادہ سید محمد سعید نقشبندی

مولانا حافظ عبدالاحد

عطاء الرحمن

ڈاکٹر عبدالرؤف

شرافت حسین

شیخ الحدیث محمد ذکریا صاحب

حافظ جلیل

محمد اسلم

عبدالاحد رفیق

شیخ الحدیث محمد ذکریا صاحب

ترجمہ: خلیل محمد قریشی طالب

مؤلف: " " " "

مرتب محمد اقبال

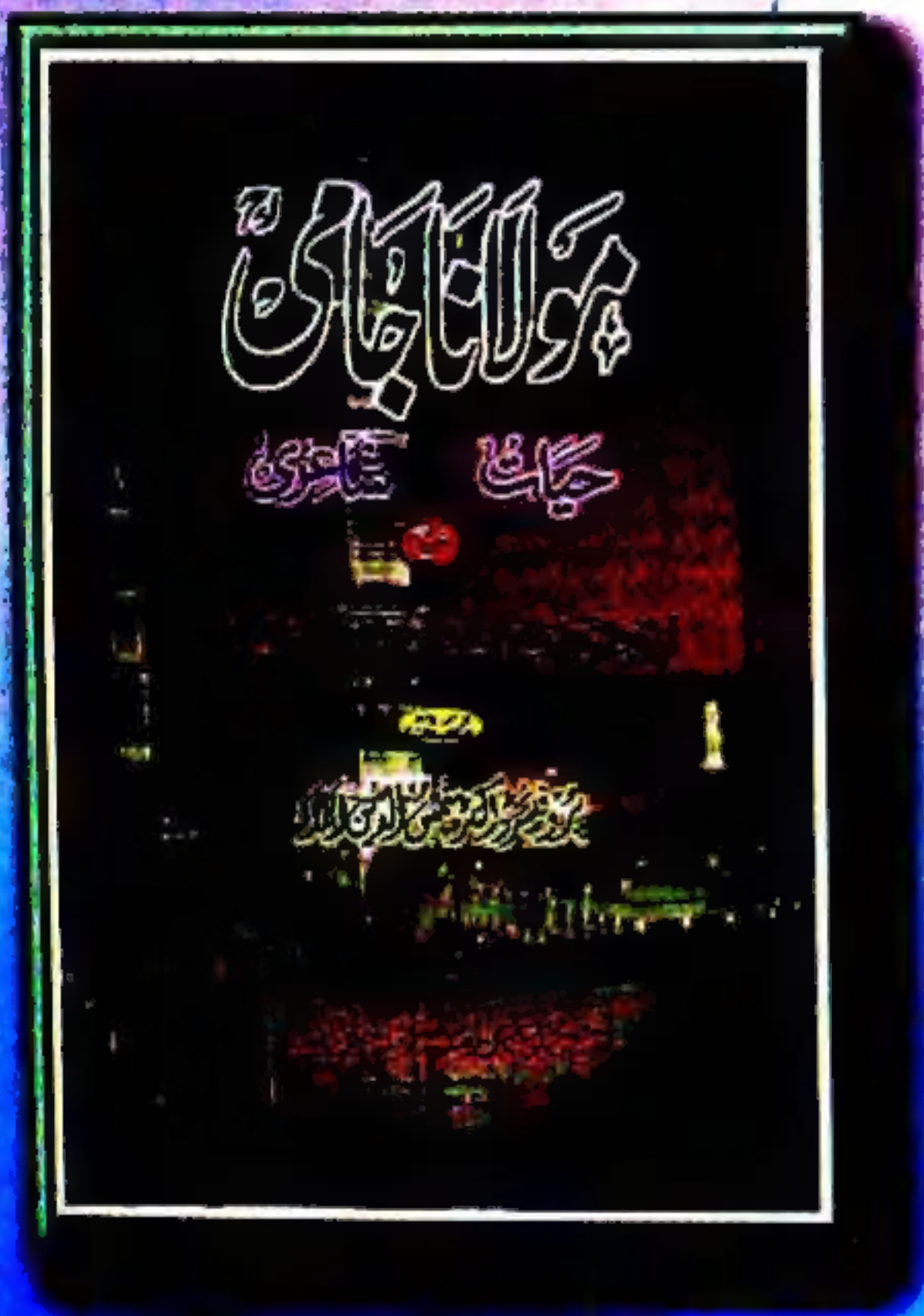
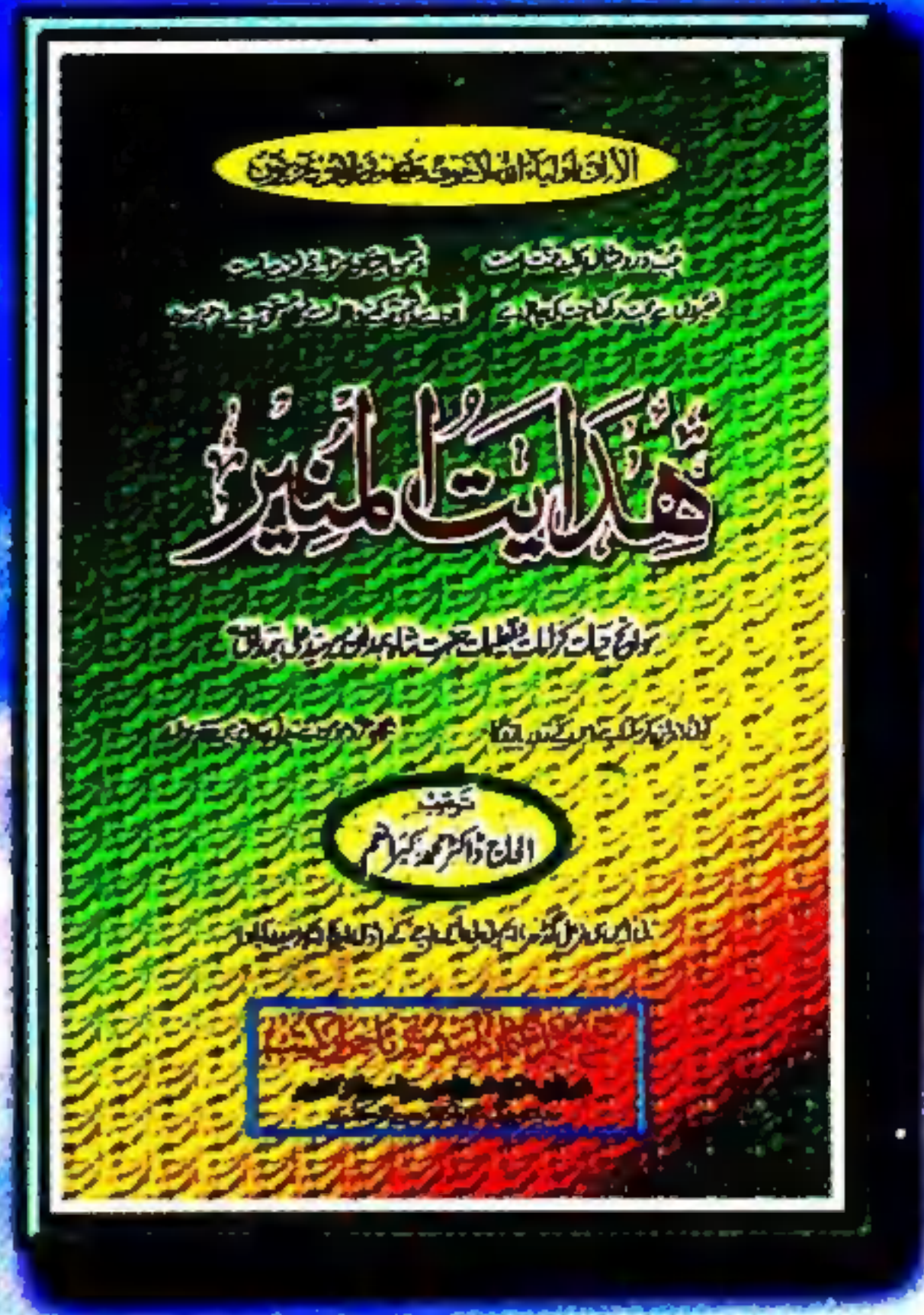
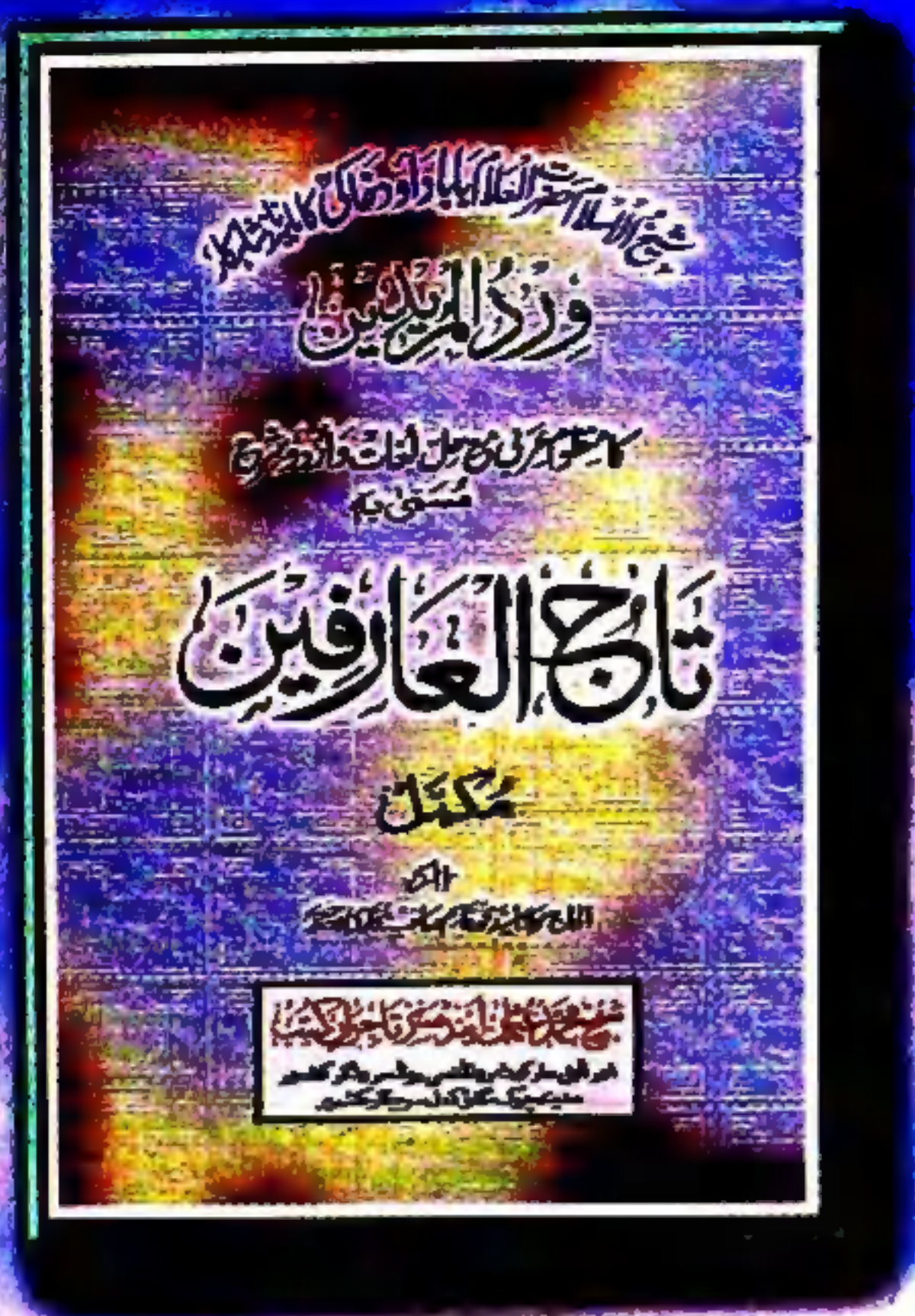
مولوی محمد صالح

محمد حسن و فانی اندرواری

محمد نور الدین قاری

ابن اسماعیل

" "



SHEIKH MOHAMMAD USMAN & SONS

Fairdeal Market, Residency Road, Srinagar, Kashmir
 Madina Chowk, Gow Kadal Chowk, Srinagar, Kashmir
 e-mail . sh_usman@rediffmail.com